

تسہیل تَرْبِیۃُ السَّالِکِ

جلد دوم

شیخ و مہدی کے آدابِ آدابِ اصطلاحات تصوف
طریقت، سبیت و لایت کے معانی کے
معمول کا طریقہ اور علامتیں اشاریہ کے ساتھ
ذکر و اشغال کے طریقے اور قرآن قبض و بسط کی کیلیات
کی ضرورت و افادیت۔ مختلف تجلیات کی تحقیق۔

مسائل کیلئے اس کتاب کا مخطا تصدیق ضروری ہے
راہِ سلوک میں سبک کو پیش قدمی اور حلیہ حضرت تھانی و دیگر کے
قلم سے گزراں قدر تحقیقات کا مجموعہ۔

تالیف:

حکیم الامت محمد دہلوی حضرت مولانا اشرف علی تھانی صاحبِ دہلی

ناشر

زمزم پبلشرز

نور محمد شاہ آف اسلام آباد لاہور

صاحبِ تسہیل

حضرت مولانا ارشد انوار شاہ

شاہزادہ رسول شاہ، اسلام آباد جس دہلی

مکتبہ اسلامی کتب خانہ

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث، روزِ یزدی کتب میں غلطی کا تصور نہیں کر سکتا۔ سہواً جو غلط ہوئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم ذرا کثیر صرفہ کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اس گزارش کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ واپس لین میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ اور آپ "تعالوا علی البرو النہوی" کے صدقائے بن جائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ جزاءً جزیلاً

مکتبہ اسلامی کتب خانہ

احکاماتِ مسرورہ پبلشرز

کتاب رقم ————— قلمی نسخہ

تاریخ اذیت ————— جون ۱۹۹۷ء

اہتمام ————— احکاماتِ مسرورہ پبلشرز

ناشر ————— مسرورہ پبلشرز

شاہد تیب سیرت و قدس سید، اردو بازار کراچی

فون: 021-2725673 - 021-2763374

فکس: 021-2725673

ایمیل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzamshop.com

مکتبہ اسلامی کتب خانہ

دراحدی اردو بازار کراچی فون 2725673

دراحدی اردو بازار کراچی

تقریری کتب خانہ، قلمی نسخہ، اردو بازار کراچی

کتاب خانہ، اردو بازار کراچی

انگلینڈ میں ملنے کے چے

ISLAMIC BOOK CENTRE

119-121 Hatfield Road, Bethnal Green, London E1 1JL

Tel/Fax 01204-389030

Mobile 07530 464843

AL-FAROOQ INTERNATIONAL

30 Robinson Street Leicester

LE1 1RS

On 0044-118-2537640

Fax 0044-118-2537640

Mobile 0044-7229475050



پیش لفظ

تفہیم میں جو کام کیا گیا

تصرف فی اہل اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

تبیہ

طبعیہ سرائیکہ و تجزیہ الہامیہ

چھٹا باب

ذکر و شغل کے بیان میں

اور اس سے ترہائی تضحیح بھی (ذکر کرنے والی) ہے

سفر میں ذکر رکھنے کا

پہلا پرچہ

دوم پرچہ

تیسرا پرچہ

چوتھا پرچہ

ذکر کے آثار

ذکر میں روئے کو تہہ کن اور مقربہ قلندر سے نزدیک و ذکر کا پیرا ہے

ذکر میں حضورِ مکی (نیکوئی) نہ ہونے کا ممانعت

پہلا ذکر ہو سکے گا ہے

ذکر کئی

حضور کے بیٹھ رہنے کا طریقہ

زبانی ذکر

تہود و خدیج بھی کافی ہے

ذکر مکی و نبی سلام کا جواب

ذکر و شغل کے آثار پر ہے کسی درجہ میں جمع نہ ہونے کی نکتہ

- ۶۸ تجربہ سے ذکر
- ۶۹ جنس کا ہاتھ نہ دھو کر ذکر و خشوع کرنا
- ۷۰ عام آدمی کا ترقی کے بعد بھی شیعہ و قبیلہ پھر جڑنا
- ۷۱ ذکر اہم ذرات کا طریقہ
- ۷۲ تلویذنی حالت میں ذکر و خشوع کا طریقہ
- ۷۳ خشوع پر ذکر کو ترجیح
- ۷۴ ایک مجلس میں ذکر کرنا زیادہ نافع ہے
- ۷۵ تسکین میں ذکر کی کمی
- ۷۶ تصور شیخ
- ۷۷ ذکر و طاعات کے مخصوص ہونے میں سختی
- ۷۸ ذکر و خشوع کے لئے ایجنٹ کا اہتمام نہیں ہونا چاہئے
- ۷۹ مراقبہ سوت و ما بعد الموت (سوت اور موت کے بعد کا مراقبہ)
- ۸۰ غدر کی وجہ سے ذکر میں کمی
- ۸۱ مراقبہ کی تعہید
- ۸۲ حق میں ذکر کے اقسام
- ۸۳ مراقبہ توحید
- ۸۴ مراقبات صرف علاج ہیں
- ۸۵ یاد کے وقت ذکر کرنا
- ۸۶ قرب کا جاری ہونا
- ۸۷ جو ذکر قلبی کرنا ہو اس کو زبان سے بھی کرنا چاہئے
- ۸۸ سلطان الاذکار اور انھیں میں نسبت
- ۸۹ غدر کی وجہ سے مختلف اوجات میں ذکر کرنا ٹھیک نہ رہتا ہے
- ۹۰ مشغول سے جو ہو سکے نسبت ہے
- ۹۱ مراقبہ میں آنکھ بند کرنا یا نہ کرنا
- ۹۲ مقررہ مقدار پر ذکر میں زیادتی
- ۹۳ زیادتی ذکر سے تھک جائے تو دنیا سے غم نہ کرے
- ۹۴ تصویری چیز پر عقلی اختیار کرنا بھی مفید ہے

- ۸۱ مصوٰات میں کو ذروئی
- ۸۲ ذروئی قضاء کے دہائے استغفار کا ہے
- ۸۲ بلخ و طبرستان
- ۸۲ پانچ اور چھائے کے وقت: یعنی ذریعہ سے
- ۸۲ تہذیب کا ذکر چھری کے بعد کرنا
- ۸۳ ایک سانس میں آتی ہے: ذروئی و انہاءت اس وقت کرنا
- ۸۳ ذروئی میں آگے بڑھ کرنا
- ۸۳ ذروئی کے وقت (کوئی منہ) تصور
- ۸۳ مہینہ میں مقدار ذکر ہر اضافہ کرنا
- ۸۳ ذروئی سے سب سے زیادہ
- ۸۳ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت تصور
- ۸۳ ذروئی کے لئے ایک شخص شریک (یعنی ضروری نہیں)
- ۸۳ تصور شیخ وقت استغفار اس بارگاہِ حضرت یحییٰ علیہ السلام
- ۸۵ سوت میں یہ سانس کی آواز سے ذروئی کا چار بار یہ کمال نہیں
- ۸۵ تغذیہ پر ذکر اللہ کی تہذیب میں نہیں
- ۸۶ ذروئی کا پھر بازو و غفل سے غفل ہے
- ۸۶ ولیدہ نام معلوم رکھے جس پر وہام نہ ہوگی (وہ نکلے)
- ۸۷ شیخ سے زیادہ: اگر ذروئی کے کی شریعت
- ۸۸ ذروئی کی رویت کے نام
- ۸۹ مختلف شطرنج نظر آتا ہے خصوصاً نہیں
- ۹۰ ذروئی کا معنی سے تعلق
- ۹۱ ذروئی میں تہذیب (جوئے) کی چیز
- ۹۲ عورت میں جو ضرب کے بغیر ذروئی ہے
- ۹۱ مہینوں (یعنی مہینوں) وقت میں چھری و ہر آپ صحت
- ۹۱ ذروئی قبیل
- ۹۲ ذروئی میں ضروری بات کرنا ہے
- ۹۲ ذروئی میں مختلف قہوں (کا) کھانا

- ۶۴ ذکر میں (یہ) آواز سنا کر ظاہری تعلیم کرتے ہیں
- ۶۳ مراقبہ کے عمل اور طریقہ
- ۶۲ چنے چرنے سے چھڑا دھنا
- ۶۱ عشاء کے بعد تہجد کی نوافل
- ۶۰ قلب سے اللہ اللہ کی آواز کا سنائی دینا
- ۵۹ تعلیم اسم زامت
- ۵۸ عادتوں کی اصلاح سے پہلے ذکر و شغل مفید نہیں ہے
- ۵۷ شیخ کی عبادت کے بغیر کوئی ولیف نہیں پڑھنا چاہئے
- ۵۶ ہفت قصاص دہ نہیں
- ۵۵ پس انھیں
- ۵۴ ذکر کے وقت تصور
- ۵۳ ذکر جبر و غلبہ میں سے کون سا افضل ہے اور یہ دیکھنا حقیقت و تصور شیخ
- ۵۲ ذکر میں تہاہر کو الہا پان قصاص دہ نہیں ہے
- ۵۱ ذکر میں شیعہ کے دین کی موافقت ضروری نہیں ہے
- ۵۰ ذکر کے انوار دیکھنے کی جہت تصدق اور ہے
- ۴۹ لفظ اللہ اور کرنے میں کوئی خصوصیت ضروری نہیں
- ۴۸ مراقبہ
- ۴۷ ستر میں ذکر و شغل کے بغیر یا تنہا کے ساتھ بھی کافی ہے
- ۴۶ مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت و خیرہ کی زیادتی سے زیادہ مفید ہے
- ۴۵ مرض کی وجہ سے وظائف کو چھوڑنے میں کچھ حرج نہیں اور فکر ذکر کے قائم تمام (نامک) ہے
- ۴۴ مجبور و خفیہ کی تعداد پوری ہوئی ضروری ہے خواہ باقی اجزاء میں کمی زیادتی ہو چکے
- ۴۳ ذکر نماز میں تصور کی کیفیت
- ۴۲ ذکر میں سر کو جھکا دینا اور حرج پر زور دینا ضروری نہیں
- ۴۱ ذکر جبر میں شرب کا کوئی عامل طریقہ نہیں ہے
- ۴۰ وظائف کی تہ کے بغیر ذکر
- ۳۹ کشف اور انوار و غیرہ مقرب کرنے کے قابل نہیں ہیں
- ۳۸ مرض کی مجبوری کی وجہ سے ذکر میں کمی کرنے میں کچھ حرج نہیں

- ۱۰۸ تصور ذاتِ بکث اور مناجاتِ تکلیف میں سے افضل کون ہے
- ۱۰۸ اور ادا کے لئے اجازتِ اصطلاح کی ضرورت نہیں
- ۱۰۸ ذکرِ کثیر میں شاد کی ضرورت نہیں
- ۱۰۸ تصورِ بولتِ تلاوت قرآن مجید
- ۱۰۹ ذکرِ تہہ میں ایک ساتھ جو سیکھے ہیں
- ۱۱۰ مراقبہ کی فضیلت
- ۱۱۱ دنیوی معاملات میں دل نہ لگنے میں راز
- ۱۱۲ (معمول کے) مانگہ ہونے میں بہت سے فوائد
- ۱۱۳ غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم
- ۱۱۳ کثرتِ تلاوت کو ذکر پر ترجیح
- ۱۱۴ معمول شروع کرنے کی اجازت لینے میں حرج نہیں ہے
- ۱۱۵ اگر کسی کو جہرا (مجہداً و آواز سے) ذکر میں تکلیف ہو تو غلی (آہستہ آواز سے ذکر) کیا جائے
- ۱۱۵ ذکر میں دوسرے ذکر کی آواز سے آواز ملائے
- ۱۱۵ وہی مراقبہ
- ۱۱۶ خطبہ اور خطبہ کے جہتِ دل سے ذکر کرنا
- ۱۱۷ اور ادا ہوتے ہوئے نعمت سمجھنے چاہئیں
- ۱۱۷ زبانی ذکر میں غفلت کا علاج
- ۱۱۷ ذکر کے درمیان افتخار کا چڑھنا
- ۱۱۸ تصورِ فتح کا خطرناک ہونا
- ۱۱۸ فکرِ انگہاری طرہ ہے
- ۱۱۸ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اور ادا و وظائف میں مختصر ہونا
- ۱۱۹ ذکر کے آثار
- ۱۲۱ عام آدمی کو عالمِ کاد و شروع کرانے کے بعد بغیر کسی رکاوٹ کے چھوڑنا نہیں چاہئے
- ۱۲۲ ذکر کے وقت تصور
- ۱۲۵ ذکر میں عقیدہ (قوتِ خیالیہ کا) تصرف
- ۱۲۵ انوارِ ذکر
- ۱۲۵ ذکر کے وقت جوش کو ضبط (برداشت) نہیں کرنا چاہئے

- ۱۲۰ ذکر جہر دُعا کی میں ترجیح
- ۱۲۱ اور دُعا سے نہ اونے کا طبع
- ۱۲۲ تاکہ انقصان ہو ہو کر سخت میں برکت ہوگا
- ۱۲۳ اسے کتب کے بارے میں تحقیق کہ وہ پتھریں بھر دیں اور ذوقِ لیلیٰ دوسرے درجہ میں فرق
- ۱۲۴ اس کے بعد بھی یہ بہرہ لگا آئے
- ۱۲۵ تریہ السائف ص ۵۲ کے حوالہ و جواب کی نظر
- ۱۲۶ بیاد کی وہ ہے اسے ہونے کا کھٹکی کے خلاف ہوا
- ۱۲۷ ذکر کا اثر نہ ہونے کا طبع
- ۱۲۸ ذکر میں انصار پر صحت
- ۱۲۹ ذوقِ قرآن میں ترجیح
- ۱۳۰ حق سبحانہ کی ذات کا تصور
- ۱۳۱ جلی دُعا کی ذکر کے معنی
- ۱۳۲ حد ذکر طبع
- ۱۳۳ معنی یہ قلب
- ۱۳۴ ذکر میں بیعت کی کوئی خاص کیفیت نہیں
- ۱۳۵ سحر و استغفار
- ۱۳۶ سلطان اور ذکر کا تعلق اور ترجیح اساتذہ کا ملاحظہ
- ۱۳۷ ذکر میں روٹی نکل آنا
- ۱۳۸ حزب النحر پر بیعت اور اسے انکشاف سے
- ۱۳۹ کمرہ دہلی کی جہت سے دُعا ہونے میں فائدہ
- ۱۴۰ محبت ذکر
- ۱۴۱ ذکر میں وحدت
- ۱۴۲ ذکر میں اضافہ
- ۱۴۳ ذکر قلب کا جاری ہونا
- ۱۴۴ زبانی ذکر کا بھی یہ ترجیح
- ۱۴۵ زبانی ذکر
- ۱۴۶ اس میں پاس تینے کا مدح

- ۱۳۹ ترک میں تعصُّور
 ۱۳۹ ترک میں تسبیح پڑھنا
 ۱۳۹ ترک کو ترک کر دینے کی رعایت کرنا
 ۱۳۹ بانی اور چچوں کے پاس ترک کرنا
 ۱۴۰ ترک میں کوئی غرض نہ لیتے تعصُّور نہیں ہے
 ۱۴۰ چنانچہ ترک تعصُّور سے بچنا چاہئے
 ۱۴۱ پس اللہ ہی
 ۱۴۱ ترک کو مرقعہ پر ترچنا
 ۱۴۲ عورت قرآن مجید کے وقت تعصُّور
 ۱۴۲ عورت کو ترک ہر صوبہ و بلاد میں
 ۱۴۲ صحت کر اور بغیر سے ترک میں فرق
 ۱۴۳ طائفہ سے کے دے تعمیر الدین کی مہارت پر تجویزات کا جواب
 ۱۴۳ ترک کے وقت ہر آدمی کی صورت نظر آتا
 ۱۴۳ ہمیشہ ترک کرنے کی ضرورت
 ۱۴۳ ترک کو مسجد میں سنانے والے کی رعایت رکھنا؟
 ۱۴۳ ترک میں سانس لینا
 ۱۴۵ ترک تعصُّور کا پسندیدہ ہونا
 ۱۴۵ تعصُّور شیخ
 ۱۴۶ آپ کا کہہ دے کہ جسے تعصُّور کا پڑھنا کا سبب ہوا
 ۱۴۶ نماز سے وقت تعصُّور
 ۱۴۸ معصوم لڑکا ہونا چاہئے یا بزرگداشت کی چوٹ سے
 ۱۴۸ کمر میں ترک کی پابندی کی ترقیب
 ۱۴۸ ایک عالم صانع مدرس کا قصہ
 ۱۴۹ ترک کا وقت
 ۱۴۹ ضرورت و ترک
 ۱۵۰ مسواک میں اضافہ
 ۱۵۰ ترک اور شنگھ کی آواز
 ۱۵۱ ترک کا شوق

- ۱۵۳ ذکر کے ساتھ دھنیں کرنے کا ذکر بھی کرنے کی ضرورت
- ۱۵۳ ذکر کرتے وقت دھن میں سے اس معلوم ہوئے
- ۱۵۴ ذکر کے بعد
- ۱۶۱ لا ایلہ الا اللہ اور اللہ تبارک ہے ذکر میں فرق
- ۱۶۲ ہر ذکر کا قصاص نہ ہوئے
- ۱۶۲ فضل و نفع میں نہائی دینے والی قول کا شوق ہونا
- ۱۶۳ ذکر لا ایلہ الا اللہ میں غیبت کے غیر کی طرح
- ۱۶۳ ذکر میں بڑی کی جہانی سے اور کا شوق آتا
- ۱۶۳ ذکر میں نہایت نہایت کی طرح ہے
- ۱۶۳ ذکر میں دینا کا طعن
- ۱۶۳ ذکر کے ساتھ دھن ہونے کا حسان
- ۱۶۲ عبادت کی زیادتی کو ذکر کی زیادتی پر ترجیح
- ۱۶۲ ایک ہزار صاحب کا حال
- ۱۶۲ زبانی ذکر
- ۱۶۲ سوتے ہیں ذکر تکلیف
- ۱۶۲ درویش کا ذکر نہیں ہونا چاہئے
- ۱۶۲ انور ذکر
- ۱۶۲ مراقبہ میں کتنا وسوسہ نظر آتا
- ۱۶۲ مراقبہ میں انوار الہیہ نظر آتا
- ۱۶۲ بغیر تصور کے ذکر
- ۱۶۲ شغل میں مذمت آتا
- ۱۶۲ ذکر میں تیرہ آتا
- ۱۶۲ شغل و نفع کے آتا
- ۱۶۲ نور و غفلت سے پہلے دھن پر حسان
- ۱۶۲ سکھتے ان کا نظارہ
- ۱۶۲ ذکر کا کس
- ۱۶۲ زبانی ذکر اور دھن میں نہایت دھن میں حسان
- ۱۶۲ تعلیم مراقبہ

- ۱۷۳ ذکر علی
- ۱۷۴ ذکر کے وقت حضور
- ۱۷۵ ایک جائز وقت کا نشان بڑا ہے
- ۱۷۶ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت قصہ اور نثر کا ملاح
- ۱۷۷ ذکرین بالجہر کے ساتھ شمولیت
- ۱۷۸ ہر قبیل میں قراءت میں کلام کا ذکر
- ۱۷۹ دیکھتے ہیں اگر پند کرنا
- ۱۸۰ دیکھتے ہیں ضروری بات کرنا
- ۱۸۱ لیٹ کر روئے شریف پر جھٹا
- ۱۸۲ حق سیدوں کا تصور
- ۱۸۳ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ و اخیر حصہ میں ہر دلی قید کے ساتھ ماننا
- ۱۸۴ قرآن مجید یا ضرب
- ۱۸۵ آدابِ سرایت ذکر
- ۱۸۶ حق و نہایت کے ذکر میں خاص قصہ کا اختیار کا سبب ہے
- ۱۸۷ نامہ بوجہ نے میں ختمیں
- ۱۸۸ ذکر کے وقت سوز و گداز کی وجہ
- ۱۸۹ ذکر کے وقت برائی نکل آتا
- ۱۹۰ ذکر میں غلوئی آتا
- ۱۹۱ احوال کے وقت ذکر
- ۱۹۲ کسی نماز کے پاس ذکر نہیں کرنا
- ۱۹۳ ذکر کے وقت غلام کرنا
- ۱۹۴ شیخی مجلس میں ذکر
- ۱۹۵ پادشہ ذکر کرنا
- ۱۹۶ تفسیر ذکر
- ۱۹۷ ملاحط الاذکار کے آداب
- ۱۹۸ وقت کی پابندی
- ۱۹۹ حق معقول کا تقاضا پر قدم
- ۲۰۰ اگر میں اشعار پر جھٹا

۱۸۶ تعلیم سلطان اولا کا
۱۸۶ سانس زد کو مراقبہ خدا وسیع اور
۱۸۸ ذکر کی عیت
۱۸۸ استغراق سے ذکر و فکر کا غفلت ہونا
۱۸۹ بزرگوں کے حوالہ کے پاس مراقبہ
۱۹۰ غفلت ہونے ذکر کرنا
۱۹۰ تعین و غفلت
۱۹۰ مراقبہ موت و مابعد الموت
۱۹۱ ذکر میں اضافہ
۱۹۱ ذکر سے مشابہت میں فرق
۱۹۱ وظائف کی اجازت کا مستحب
۱۹۲ ذکر سے آرام لینا
۱۹۲ مراقبہ میں تہجد و فجر
۱۹۲ نفس کے زمانے میں غفلت کا قتل کرنا
۱۹۳ سب اور ذکر کا تعلق ہونا
۱۹۳ ذکر زیادہ کرنے میں دل کی رغبت کا لحاظ رکھنا
۱۹۳ مہینہ کی کوئی جگہ کے اختتام کا مفید ہونا
۱۹۳ ذکر میں اذان و جواب دینا
۱۹۳ جو معمول منقول ہو جو منقول نہ ہو چار روزہ کی خرچ کی تسلیت
۱۹۴ آثار و عباد
۱۹۵ زمانہ محمد درجہ کے لئے معمول میں اضافہ ذکر و بیعتی کے خلاف نہیں ہے
۱۹۵ تکثیر عبادت
۱۹۶ مراقبہ نیست
۱۹۶ ذکر حق کا قلب میں دخی نہ ہونا

ساتواں باب

خواب و کشف کے بیان میں

۱۹۷ ایک نئی صاحب کا حال
۱۹۷
۲۱۵

۲۱۵	وہی تہذیب صاحب کا خواب تو دوست حدیث میں مشغول ہیں
۲۲۰	ہر خواب کا خواب کے قابل تہذیب
۲۵۲	وہی ایازت و التذکرہ
۲۶۲	خواب مع خواب جس کا ہر مجموعہ کتب میں ملنا نظر الصغیر ہے
۲۷۰	تہذیب
۲۷۳	پہلا خواب ۸ محرم ۱۳۳۰ھ
۲۷۶	دوسرا خواب ۳۰ محرم ۱۳۳۰ھ
۲۷۷	تہذیب
۲۷۷	یہ بھی صاحب المحفوظ الکبیر کے خوابوں میں سے ایک خواب ہے
۲۸۳	پہلا خواب
۲۸۳	آخر نے رات ایک خواب دیکھ
۲۸۸	تہذیب و تہذیب
۲۸۹	دوسرا خواب
۲۹۱	تہذیب و تہذیب
۲۹۲	آئیہ اپر زنت یافتہ کا خط
۲۹۸	حضرت اقدس کی بیان کی ہوئی خواب کی تعمیر
۳۳۶	نام نثار کا کشف
۳۳۳	کشف و انوار توبہ کے قاضی تہذیب
۳۳۳	کشف و تہذیب اس سے ہوتا ہے
۳۳۷	کشف و تہذیب
۳۳۷	کشف سے یہ توجہ ہونا

آٹھواں باب

ہمد و خیالات کے بیان میں

۳۳۵	ہمدوں کے فوائد اور ان کا علاج
۳۵۱	ہمدوں کا علاج
۳۸۶	کیمون کا پتہ پتہ ہونا

- ۴۳۸ لفظ اللہ کا ادب
- ۴۳۹ نائب اور مشاہدہ میں فرق
- ۴۴۰ قرف نہ اترتا چاہیے
- ۴۴۱ تعویذ مندے کا حکم
- ۴۴۲ حبِ تعمیر کا ملکی کرار امت نہیں
- ۴۴۳ طبیعتوں میں آلف آتھ خصوصیات
- ۴۴۴ بنیاد انصاف و غیرہ کا منہ اور بھٹی کے لئے نافع نہ ہوتا
- ۴۴۵ بھس اور آب
- ۴۴۶ سرکاری اختلاقیہ میں حرزِ مل
- ۴۴۷ سنسں سوکھہ قرائنوں کے ساتھ ہیں
- ۴۴۸ بچوں کو حدت زیادہ دینے کا چارہ نہ ہوتا
- ۴۴۹ بھٹی و طیران کی توجہ و قروفت کے بارے میں
- ۴۵۰ پیلا مھر
- ۴۵۱ اور ا مھر
- ۴۵۲ تھیرا مھر
- ۴۵۳ رہی رحمت و برادری میں نہ جاتا
- ۴۵۴ دیم این حافظہ دشمنی کا مسئلہ
- ۴۵۵ عور سے نکاح نامکن عادتیں
- ۴۵۶ پروا کی تائید
- ۴۵۷ مذہبی خرافاتی رشتہ
- ۴۵۸ زلیوہ اللہ کے عطا پر چاہا
- ۴۵۹ قابلیت اصلاح سب میں ہے
- ۴۶۰ بدعتی کے لئے ہمارا چوکھ کا نقصان وہ ہوتا اور اس کا علاج
- ۴۶۱ قوم تہذیب کی تعریف
- ۴۶۲ حضرت مجددِ صاحب اور سلا تا جانی رحیم اللہ تعالیٰ اور مالا بدعت کی مہارت میں مہارت
- ۴۶۳ طور وائی کا معنی ہوتا اور اخیر شبہ ہانے کی تہذیر
- ۴۶۴ حافظہ قرآن کا ادب قرآن ہی طرح نہیں ہے

- ۴۵۲ (قوت) تخلیق و دماغ کا تعارف
- ۴۵۳ جمع و جمع کا مقام اور اس کی تحقیق و تکریر ہے۔
- ۴۵۳ مجازین میں سے ایک صاحب کا حال
- ۴۵۹ غیر فرق سے تعلق کی تعمیر
- ۴۵۹ اعتقاد ہمد است (سب وہ ہیں) کو غیرہ کا اعتقاد غلطی کے نتیجے میں ہے۔
- ۴۶۰ تعلیمی سلام کی آواز
- ۴۶۰ روایت (یعنی حدیث یا بات نقل کرنے) میں احتیاط کرنے کا مطلب
- ۴۶۰ سواں کرنے اور سواں کرنے والے کو جھڑکنے کے معنی ہونے کی وجہ
- ۴۶۳ صدق (صدق کرنے والے) کا مترادف ایام میں خیرات کرنا
- ۴۶۳ تشبیہ مصطفائی
- ۴۶۴ رؤفہ مبارک آنحضرت ﷺ کے نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے۔
- ۴۶۴ خلیفہ دہانت (ایک ساتھ) جمع نہیں ہوتے
- ۴۶۳ خلافت و بیاد و وصیت انبیاء میں فرق
- ۴۶۳ ایک شیخی کی تحریر کا جواب
- ۴۶۳ تحفہ مصالحتی نقشبندی اور تحفہ مستوفی میں فرق
- ۴۶۵ پھر یہ آج آج ہی جواب منظور ہے۔
- ۴۶۵ تحریر و کتابت میں لازم کے بغیر جائز ہے۔
- ۴۶۶ مناجات مقبول اور در شریف پڑھنے کی اجازت پڑھنے کے متعلق تفصیل
- ۴۶۶ فجر کی سنت و فرض کے درمیان اجماع و سرور و تاج پڑھنا
- ۴۶۶ آیت "وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" کی تفسیر
- ۴۶۷ دماغ اور نگاہ کی کمزوری کا علاج
- ۴۶۷ سلوک کے راستے کی سر اور حسن خاتمی علامات
- ۴۶۸ سورہ نصر کا ہے اعتقاد ول و زان میں آنا غرض یا غنی کی بشارت ہے
- ۴۶۸ فرق کو جس پر فضیلت
- ۴۶۹ اونٹن کے تعارف میں محبت کی حقیقت اور اعتقاد میں شرک کی بات ہے
- ۴۷۰ دھڑانیاں عبارت میں جیسے آسکتے
- ۴۷۰ اخیر مالی الصبر (دل کی بات نہ بنے) میں کمی آنا کام کوئی کا ظہور ہے

- ۳۷۴ حدیث: "الحیا والعی شعبتان من الاحسان" میں لفظ عی کی تفسیریں
- ۳۷۵ فقہ عی کی تفسیر پر ایک شبہ کا جواب
- ۳۷۶ بہتری کو عی کے معنی نقصان سے "حلب زبوتے کا مطلب
- ۳۷۷ جو چیز برائی کی طرف لے جائے ان کو وہ خطرناک چیز ہے
- ۳۷۸ اعتبار سے دلچسپی: آپ کو یہ دینی نہ ہو بری نہیں
- ۳۷۹ طریق سے نادار بھی کا طریق
- ۳۸۰ عربی کی فروغ: روزِ خداد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف مقرب ہو سکتے ہیں
- ۳۸۱ گلزارِ راجہ مستانفید ہے
- ۳۸۲ خلافت کبھی کے بارے میں کچھ دستاویزات
- ۳۸۳ ایک اجازت یافتہ کے چند خطوط کی نقل مع جواب
- ۳۸۴ بیٹا خط
- ۳۸۵ دوستانہ خط
- ۳۸۶ تیسرا خط
- ۳۸۷ چوتھا خط
- ۳۸۸ پانچواں خط
- ۳۸۹ چھٹا خط
- ۳۹۰ "سمریزم" (ایک مضمون میں خیال کا اثر دوسرے کے دس پر ڈھل کر اس سے کوئی کام نہ کرایا جائے) کے اثر سے
- ۳۹۱ پاگل ہونے والے کا عائنہ
- ۳۹۲ وحدۃ الوجود میں مشغول ہونے کے آثار
- ۳۹۳ بیٹائی دہنم رکھنے کا عمل
- ۳۹۴ اسرار سے فائدہ و حاصل کرنا
- ۳۹۵ اعلیٰ قدر سے فائدہ حاصل کرنا
- ۳۹۶ مردوں سے دعا کی درخواست کا ثبوت نہیں
- ۳۹۷ وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود کی تشبیہ کے ذریعے سے تفسیر
- ۳۹۸ جائز دعاؤں کے علاوہ نہ میں خاص دعاؤں میں شکست
- ۳۹۹ مسجد میں دعا
- ۴۰۰ خواص میں سورہ: فتح کو ایسا لڑا اب دلائل کے اور کرنے کی تہیت سے پرہیز

- ۳۹۲ سنا کہ کوشش و محنت میں مشغول ہونے کی شرط ملے۔
- ۳۹۳ غیر: جب رازہ کے ہندوئی صورت میں زکوٰۃ داکرہ۔
- ۳۹۴ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہ ہونے کے بارے میں ایک شہادتیں کا جواب۔
- ۳۹۵ قوت مجاہدہ کا تصرف۔
- ۳۹۶ شعر: "میں کرو یا نالہ تو پران کو بہن" کا غرض ہم کو دیا ہے کہ ہم کو دیا ہے کہ ہم کو دیا ہے۔
- ۳۹۷ طاقت: ہاں کا عبارت ہوتا۔
- ۳۹۸ جو بچہ اذیم نہ ہو اس کو اذیم کرنے کا جرح ہوتا۔
- ۳۹۹ مجاہدہ سے مراد۔
- ۵۰۰ اسباب کی طرف نسبت میں غفلت۔
- ۵۰۱ اصلاحی ثواب۔
- ۵۰۲ مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں حوائج جامی رحمۃ اللہ علیہ کا حل۔
- ۵۰۳ پورے مصلحتوں میں جو چیزیں ہیں اور ان کا ایک ایک ہیں۔
- ۵۰۴ قرآنی دلائل کے مجموعے کے احاطہ سے ہونے اور حدیثوں کی دعاؤں کے مفرد کے الفاظ سے ہونے میں غفلت۔
- ۵۰۵ صورت کریم کی بدست میں ازلے والی بات سے بدنامی پیدا ہونے کا نزالہ۔
- ۵۰۶ قانون کے چند مجدد ہمارے کو فائدہ پہنچانے کا طریقہ۔
- ۵۰۷ دعا: "اللھم لا تجعل لنا جبر علی نعمۃ الہیہ بھا الخ" میں نعمت کی تعمیر۔
- ۵۰۸ ومن دعویٰ لا يستجاب بھا کی تفسیر۔
- ۵۰۹ مہندی کے لئے مصیبت اختیار کی و غیر اختیار کی کا برابر ہونا۔
- ۵۱۰ شریف نفس (یعنی نفس کی لائق) کے بغیر ہو لینا۔
- ۵۱۱ قول: "من عرف نفسه فقد عرف ربه" (جو اپنے نفس کو پہچانے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) کی تفسیر۔
- ۵۱۲ حضرت محمد مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک عکارت پر شہ کا لڑا ہے۔
- ۵۱۳ ضمیر۔
- ۵۱۴ پہاڑ: باب۔
- ۵۱۵ نیت میں جہد کرنے کا نقصان ہوتا ہے۔
- ۵۱۶ روح: نظریں جس کا نام "روح الغریب" ہے۔
- ۵۱۷ شیخ کو کلامات ماننے کا طریقہ۔
- ۵۱۸ شیخ کی ضرورت۔

۵۱۳	تیسرے باب کا خلاصہ
۵۱۳	مناجیس کی جو ہست کا علاج
۵۱۳	جوش کا علاج
۵۱۵	اس کے بعد ان کا دوسرا قطب آجہ نہیں کر رہا ہے
۵۱۵	عصر کا علاج
۵۱۵	اس کے بعد ان کا دوسرا قطب آجہ نہیں کر رہا ہے
۵۱۱	کبر کا علاج
۵۷	اس کے بعد ان کا دوسرا قطب آجہ نہیں کر رہا ہے
۵۷	نفس کے برائے کا علاج
۵۸	عصر کا علاج
۵۱۸	اس کے بعد ان کا دوسرا قطب آجہ نہیں کر رہا ہے
۵۱۸	مستحبات پر عمل کا علاج
۵۱۹	محبہ مال و سوسہ کا علاج
۵۲۰	عمل کا بعد وہ ہوتا
۵۲۰	وسوسوں کا علاج اور دعا کی حیثیت



پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر قریف، حمد و ستائش کے لائق وہ ذات جل و علا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون و راحت رکھی اور اکی تمنا سے ان کے دلوں کو معبود فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقا، محو و غرقانے و دہر میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجاہات کے پر تو میں وہ قرب، الہی کی منازل سے کر کے تازہ سیرانی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود و سلام، بر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار و زاہدوں کے سوس و مخمور اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل و اولاد اور خدام صحبہ تابعین و در علماء و اصفیاء و صلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے خاہر و باطن کی بقا و استحکام کا انتظام فرمایا۔

الابعدا شریعت کے علوم و دھرم کے ہیں ایک ظاہری و ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا گورابو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک ٹیپا آدی ہو اور اس کے ہاتھ میں قدیل (مان نخن) ہو تو اس کی رویشی سے ٹوک تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف و سلوک اسی ظہری و باطنی علوم کے احراز کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف جاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف جانا کہتے ہیں۔

جس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک انجمن صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر و شکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ پرانے سے نفس کو سدھرنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا جس ہر ایک کی استفادہ کے مفاد پر جاتے ہیں تاکہ حصول الہی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصد و موضوع ہے۔

مثلاً گئے اپنے زمانے میں اس زمانے کے وقار سے سرگلیں کی ارشاد و تربیت فرماتے رہے۔ گزشتہ صدی میں حضرت نسیم الامت مجددانہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف علی صاحبہا تھانوی قدس سرہ اعجاز ان کی یکتا کے زمانہ دروز کا وہ ہے ایک فرید و صید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملتی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد و تربیت میں جو مقام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملے فرمایا تھا وہ بالکل مستعدین (عالما) جیسا تھا بیک اور یوں کہا جائے کہ ان کی تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ جو آئے حضرت مولانا امجدی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف و سلوک میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور مسند و شجرہ ہے۔ ان میں سے ایک مسند جو "تربیت السالک" کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک مغرور و شہیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ اپنی ضرورت ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے غیوب و فرار قبض و صف کی کیفیات و حوالہ و واردات کا دروازہ اور غرض کے دروازہ و شرائط میں سالک کو اپنے اس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل و رسا کے اہتمام کو کس طرح اپنی دھن سے بنے اور کسی کوئی نکتہ کا غور نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان نکتوں سے مراد حق سے کیے گئے ہونا چاہئے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلوم نہ کرنا (تصوف کا اسٹینڈرڈ پین) کہہ کر کے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید و مگر اللہ و خیرہ آج سے سو سے سچو کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے جو اس زمانہ سے جس کے ادب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اب بھی نہ کسی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط و کتابت سوال و جواب اور حال و تحقیق آخری کی ہے۔ ان میں دو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اول علم کی ہے جس میں علوم و فنون کے قواعد و ضوابط، استفادے اور کتابت کے قواعد کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ بی و فارسی کے بے شمار غلط ظلم و ستم کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے درود میں غم و شکر کا ہر نام ضروری ہے نیز فارسی و عربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر اس مفید و خیرہ (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو اصل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ راہ سلوک کے مہم قراء کے لئے یہ مشکل راہ کا کام نہ رہے۔

میرے محترم و محترم شیخ حضرت مولانا منظور صاحب رضی اللہ عنہ کا حکم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسهیل کا پیغام ملا، رفیق صاحب زید مجھ کی اس مصلحت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے آئی تھی۔ چنانچہ میں فوراً و شرط سے ہوا اور تسهیل کی اجازت سے سی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ میرے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسهیل کے بارے میں چچا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور اسباب سے اس کی توبہ نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

عارضہ دست ہوا اور تسخیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ ہم جہاد و آسانی کی دعا بھی فرمائی اور ہندو کی درخواست پر مزید تسخیل کے لئے شفقہ یہ فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ہم اہل الرحمن ارحم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسخیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سنا تا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۳۳۷ھ) میں آخری عشرہ کی طلاق راتوں میں بھی اس سائے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا اور ایک رات میں کہ حضرت نے اطمینان کا حکم فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرمایا کہ ”ایک سے ایک دو چال ہی آئیے جاتے ہیں انشاء اللہ“ آئندہ بھی بھیجے گا۔ یہ حضرت کا اعتماد و دعا ہندو کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اس طرح دوران تسخیل ایک موقع پر حضرت مولانا مکمل احمد شیر والی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ اھیوا) سے اس تسخیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بسا محنت اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا احتیاطی و احسان سے یہ کام ابتداً اسی کو پہنچا۔

آخر میں اپنے حبيب ہا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً قاری و شعرا کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب ”جر“ عمر فریدی“ کے نام سے معروف ہیں ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے عبرت سالی کے باوجود نہایت وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمہ صواب تمام مسائی تیسرے، چارے، پانچے بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے خاصاً دعا سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں اور اس آگے جس مبادکار کو بھی صرف اپنی عزت و شفقت سے ناکارہ فرما فرمائیں۔ (آمین)

ہندو ارشاد احمد فاروقی

عفا اللہ عنہ، وعادۃ و وقفہ لہا یحب و یرضاه واجعل ولاخرتہ۔

خیر امن اولاد واجعل حیر ایامہ برکۃ اللہ۔

مدیر سادہ العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی۔

۲۲ رذیہ القدرہ ۱۴۳۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

- ♦ تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے ٹیپس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبرات دکھانے سے مشورہ کیا جس میں بھی رہا۔
- ♦ وہ شخص احمد نوری تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو ہدایت نہیں کیا بلکہ ان کے آئے تو حین میں ان کی مختصر اشاعت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی مقابلات لکھاؤ ذکر کئے گئے۔
- ♦ عربی فارسی عبارت کا ترجمہ کیا گیا نیز تراجم عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کر کے اشعار کے ترجمے میں ردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ فقط بلاغ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو نکھار لیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لئے مدح و معلومہ شرح مشکوٰۃ، خطبات، قصیدہ امت اور دیوان احمد مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں بیانیہ سبق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- ♦ نئے عقلی عبارت کی وضاحت بھی مختصراً کر دی گئی ہے۔
- ♦ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو ترجمہ کا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ♦ ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل اصطلاحات کے مدنی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تاکہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جاسکے۔
- ♦ عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- ♦ جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تحت اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں قطعے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تاکہ ایک ہی صاحب کا مان نہ لگے بلکہ مختلف مصنف کے احول سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال سمجھانے کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسبیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تاکہ مقصود محفوظ رہے۔

✦ تسبیل کی وجہ سے کتاب نامگز پر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کبھی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مقابلہ نہ ہو۔ چنانچہ ”جلد اول پہلا حصہ“ اور ”جلد اول دوسرا حصہ“ کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔



تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

ایضاح: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔
آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال و افعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔
احتمال: شک و شبہ، ترن۔
اخفہ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاج: دھڑکنا، بے چینی، نامعلوم پر دل کے دھڑکنے (گھبراہٹ) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاط: لوگوں سے میل جول۔
اخلاقی حمیہ: اچھی اور عمدہ باتیں۔ نیک اعمال میں تقویٰ، توکل، صبر و شکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ایستحضار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔
استقامت: مشہور بھی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم رہنا۔
اسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ"۔
اضطرار: بے چینی، اختیار۔
بفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی و نا۔
ایصالہ: کمال کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں "کسی بڑی عادت کو بھی عادت کی طرف پھیرنا"۔
اعمر: ختم، اللہ تعالیٰ کا حکم مرو ہے۔ جمع اواصر۔
آسرد: نوجوان لڑکا جس کا دل بھی ٹپکا نہ سکا:۔۔۔
ذاتیست: خودی، خود و دیگر۔

انس: محبت و پیار صوفیاء کی اصطلاح میں "بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آ رہا ہے) دس ترقی کرتی ہے۔ اس کو انس کہتے ہیں۔"

(نُضْباط: مضبوطی، ڈھنگ، نہیں، تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کر کے اس وقت پر کام کرنا، جسے انضباط و وقت کہتے ہیں۔)

انوارِ مثالہ: سادک کو جو نور ذکر و غفلت کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش و خیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ انوارِ خفیضہ: وہ انوار جو سادک کے دل میں آتے ہیں۔

انہماک: مسروریت و مشغولیت۔ کم: ہوجانے کی کیفیت، تصوف میں "اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہو کر دوسری چیزوں سے لبرہو جانا۔"

الہام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا قیام۔ صوفیاء کے ہاں "اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ازالہ میں خود ہاتھ (نہی فرشتہ) کا کام ہوتا۔"

(ب)

بسط: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں "ذات حق کے لطف و فضل کے درو سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں اعضاء سے مبراقت کر کے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق و شوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے" اس کو بسط کہتے ہیں۔

بقعد: دوری۔

(پ)

پاسِ انفس: پاس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی بولی کی زبان سے کہے لا الہ الا محمد جب سانس خود بخود نکلے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے کہے لا الہ الا اللہ کہے۔ اس ذکر کا نام پاسِ انفس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے بکھر دینا۔ تحلیلی: چمک دکھانور الہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب دم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے متقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

قدیر: عاج و حکمت و تجویز۔

توقع: غرور و تکبر۔

تصوف: دل و بنا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کیجھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ”اپنی قوت درادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توبہ، تصرف و ہیئت کہلاتا ہے۔“

تصوف: علم معرفت، نفس و پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

نصویر شیعخ: حق تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تصویر: رونما، گزراؤ، منت سادست کرنا۔

تطبیق: دو چیزوں میں منہ بہ منہ پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم و تربیت، تصوف میں ”شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔“

تقویٰ بصر: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ”اپنے اعمال و تہذیب و تمدن تعالیٰ کے حوالے کرنا“ سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم و تربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تلبیس: دھوکہ، فریب۔

تلقین: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ”سالک کی حالت میں جو تغیر و تبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قیض بھی رہے وغیرہ) اس کو کوین کہتے ہیں۔“ اس کا مقام

دل ہوتا ہے۔

تلبیس: مرجہ، رجب، وقار و عزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ”یہ حالت کوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس نہ کیے خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے اُصاچے کا تابع اور حقیقی

اسلام سے شرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تکمیل کہتے ہیں۔“

تنبیہ: خیرداری، نصیحت۔ سمجھائی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توحید کے ناقابلِ جد بنا دے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے مٹاؤ کی نفی کرتا ہے۔
توحید وجودی: سالک توحید وجودی سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود بن کر بزرگ پاٹوں کی پرستش کرتا ہے۔

(۴)

جہاد: مرجہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جہنمیّت: اہمیت، اہمیت، کمزوری۔

جہنمِ تسلط: -

جہنمِ مرکب: دوہری حیالت، جہل، غنا، درخشاں، جہل، سکھنا۔

(۵)

خاکسار: عاجز، بظلم، بی جا، بی نظاہر کرنے کے لئے یہ غلامِ استعمال کرتا ہے۔

خسوع: نہ جزی، نہ کڑاؤ۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: ناجزی، گورگزار، منت سجدت کرنا۔

خلوت: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ایمان، پاک ہونا۔

خوددانی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(۶)

دار و مدار: پیمانہ، موقوف

دلجمعی: تسلی، اہمیت، اہمیت، بھری، کمزوری

(ف)

ذکر یہ چند زبان اور دلی سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر لے۔ بمعنی ذکر۔
ذکر اسم ذات اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دو ضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحط۔ آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) گلہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے
اس سے کان میں جہ آواز پیدا ہوتی اس کی صرف وہی سن رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ جہا رہے تاکہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفسی اثبات الا الہ سے سب کی نفی اور الا اللہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ج)

رضا بالقضیاء اللہ تعالیٰ کی مرضی و فیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا عجز کی، محتاجی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ، اپٹ، جھڑکی۔

زہد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب و غریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو دنیا کاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے انتہائی سے ہوا ہو حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آئینہ تصوف میں پردہ چیز جو مقصود سے آئندہ رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین محبتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضور، حضوری مع اللہ: ماضی، قریب، دیرینہ گمراہ تصوف کی اصطلاح میں جب فیض کی رات (جس کا بیان آگے آ رہا ہے) سے بوش آ جائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت پاتی رہے اور دل پر

وقت: اوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔

حق الیقین: تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ و مدعا السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

شکر: شکر، ثناء، بے ہوشی، مصونہ کے ہاں انوار غیب کے قلب کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اظہار ہونا "سکر" کہل ہے۔

سلطان الالہی: ذکر کا ایک خریفہ ہے جس کی تفصیل نیاہ القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔

سلاوٹ: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ مصونہ کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔

سودا: جسم کی چار خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ وہ چار خصلتیں یہ ہیں (۱) سفراء (۲) سورا (۳) خون (۴) اور عظم۔

سوداویٹ: اس خصلت کا دوسرے خصلتوں پر غالب آنا ہے۔

سوز و محذور: درد، جلن، دہن میں نرمی وورد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر صورت، بلی کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔

شرع، شریعت: حقیقت میں کے پس تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہو گیا۔

شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔

شوخی: شرارت، چھیڑ چھاؤ۔

شیخ (مشائخ): پیر، سرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صحنو: ہوشیاری، بیداری، رفیق تصوف میں انوار غیب کے قلب سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا نوٹ آنا

محو کیا جاتا ہے۔

صدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہوتا دکھاوانہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات، سنن و آداب و مستحبات کے ناکارنے کو بھی ”صدق“ کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: ”باطنی الہام (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔“

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح ”میں عالم اربعہ“ کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، قربانیاورادری، غلامی۔

مُعجب: شگہر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھتا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں ”حق سبحانی کی ذات میں بن آسمان اور نشانوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔“ (سہ لک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھ یقین ”علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہد حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غیب ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔“

(غ)

غیبت: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں ”کسی دادر کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے خواہ بے کار ہو گئے اور اسی کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

نہیت کہتے ہیں۔

(ف)

فدوی: جاننا، تہذیب و تمدن میں کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیائے ہیں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سادک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک مناسب آجائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کچھ بھی سمجھ نہ سکتے رہے۔"

فنا فی اللہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) جس کا مرتبہ فی الرسول کے نام آتا ہے۔

فنا فی الرسول: وہ مرتبہ جس میں سادک اتباع رسول کو اپنی طبیعت و فہم سے بالاتر ہے اور اپنی ذات کو خالص فیض حق کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیعہ و شکر ہو جاتا ہے یہ مرتبہ فنا فی اللہ کے بعد آتا ہے۔

فنا فی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیوں میں ڈوب رہتا ہے۔ یہ مرتبہ تصور کے بعد جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سادک کو ہر چیز میں شے کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنا فی الفناء: فنا فی الشیخ کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سادک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو ترک کر کے اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنا فی حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: شے، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سادک پر ذرات آتا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے غم کی پریشانی یا غم کے لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قرب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم ہوس: پاؤں چومنا۔

قیاس: انداز و جانچ، بالکل دو جملوں کو مل کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کیس: بلائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت و وہاب جو کسی نبی ﷺ کی چوڑی پوری تاجگذاری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھانا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ”موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔“
اُفکارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا محقر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، ہلکا، نرم و ملائم۔
الطیفہ: اچھی چیز، انوکھ، عجیب، صوفیائے باطن جسم میں وہ مقام، درجہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

الطائف سببہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

(۱) لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے نقطہ اللہ تک۔

(۲) لطیفۂ قلب: جس کا تمام دل ہے۔

(۳) لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔

(۴) لطیفۂ سیر: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔

(۵) لطیفۂ خفی: جس کا مقام پیشانی ہے۔

(۶) لطیفۂ اعلیٰ: جس کا مقام سر کا پیارہ ہے۔

(م)

ماہیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدلی: شروع کرنے والا۔ ”یہاں وہ شخص جو سوک کی راہ میں نیا ہو سرا ہے۔“

مُتَاخِرین: وہ علماء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

منقول میں: وہ علماء جنہوں نے امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نویس: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیائے باطن بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیاء حقہ میں

اور متفرقین ہوتے۔

مَحْصُو، مَحْصِيَّت: ہم ہو جانے کی کیفیت ہے فہرہ۔ فی نفس تصوف میں ”تقریباً وہی معنی ہیں جو فی کے ہیں۔“
 مُرَاقِبہ: مراقبہ ”رقب“ سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ”کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس جسم کا اور خلیں ہوں) میں اس خرمع ذوق جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔“
 مُرَاقِبہ رُوْنِیَّت اللہ: روْنِیَّت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ روْنِیَّت یہ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿اَلَمْ يَلْمِزْ يَعْزِزْ بِاللّٰهِ يَوْمَ اَلْاٰلِ اَمْرًا﴾ (کہ ”یا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی تھیلی اُتار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملک (مہارت و کمال) حاصل ہو جائے۔“

مراتبہ معبوت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اِنْ مَّا كُنْتُمْ اِلَّا رُءُوفًا﴾ (میرا وہ بہت) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ذوق جائے۔
 صوراتبہ حوت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نگیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد دے احوال کا تصور کرے۔
 مُرَاقِبہ ذاباقت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک ہو رہے جہت اور بے کیف بن گئے۔

مُزْشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔
 مُزْطَبات: وہ دو آئیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔
 مُسْتَحْضَر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔
 مَسْلُک: راستہ، طریقہ، دستور۔

مُشَادِدہ: دیکھنا۔ مولیٰ نامی اصطلاح میں ”اللہ تعالیٰ کے نور کا اظہار و دکھانا“
 مَشَبِّہ خُت: بزرگی، شجہ ہونا۔

مِصْداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی ہو لے جائیں جیسے ضمن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔
 مَطْلُوب: مطلب کی گیم، مانگا گیا، شیخ۔
 مُذَقِّن: حلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

منہ کے چاند و اشمت اور درختوں کی ماہرانہ صلاحیت۔ اس طرح یاد رکھنا بھی چاہئے ہو۔
مناجات: سرگشتی، دعا، عرض، التجا، دو غم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی - بے بسی کا اظہار کر کے دعا مانگی
جائے۔ دعا مانگی۔

منہ سے: انتہا کو پہنچے، دوا، چارہ، کامل یہاں دو شخص ملا ہے جو سونے کی انتہا کو پہنچے دوا ہو۔
منہ سے: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔

منصب: رجب، عہدہ، رتبہ، خدمت۔

منطیق: برابر، موافق، ٹھیک، ٹھیک۔

میلان: توجہ، رجحان۔

(۸)

ناکارہ: بے کار، مقبول۔

نزول: اتارنا، غم، زاری، مصروف میں "سارک کا عروج کے بعد واپس ورتنا"۔

نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔ کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔ صوفیہ کی اصطلاح میں "مقبولیت یا خدمت اللہ
کا کہتے ہیں۔"

نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ بھی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔
نہیں: روک، منع کرنا۔ وہ غم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے آئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع
کیا ہے وہ وہ ہیں۔ منع نواہی۔

(۹)

وارڈ: آئے والا۔ صوفیہ کے ہاں وہ مال جو انرا مشغل کی امید سے آئے منع واردات۔

واجب: صوفیہ کی اصطلاح "کسی عیب و خراب پسندیدہ چیز کا غائب ہونا یا غریب اور مکاری سے نہ ہو وہ یا حال یا
جذبہ کہلاتا ہے۔"

وجدان: جو مجھے اور غفلت کرنے کی قوت (یعنی حس، چھٹی، سم)۔

وضع قطع: شکل و صورت۔

وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔ یہاں روزانہ کے ذکر و مشغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔ منع و ناجائز۔

تہذیب

بتوبہ فریٹ السائٹ و ننجیۃ المہالک

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) دعوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شہ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ”الشیخ فی قومہ کالقبی فی امۃ“ (نیک شخص کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبیؐ اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حنفیہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

نہ ہر کہ چہرہ بر طرفت دلبری دانم نہ ہر کہ آئینہ بازو سکندری دانم

ہزار گنہ باریک ترز سما بیخاست نہ کہ ہر سر بر آئینہ قلعدی دانم

① ہر چہرے کو آراء مت کر کے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ وہی بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

② اس راستے میں ہزار گنہ بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر مٹانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلعدی بھی جانتا ہو۔

و مطلب یہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ لے دو شیخ قعودی ہو جاتا ہے۔ (خطبہ نمبر ۱۱، ص ۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعویٰ کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ ظالمین کی استعداد اور (ان کے) حراج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر آوے۔ مشرخی کی کوئی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خاص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد و تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فطرت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے میرؒ، طائفہ حضرت جنید بغدادیؒ، قدس سرہ اور حضرت غوث پاکؒ، قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ کیا اب بھی مشرخی کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اپنے رسالہ ”آداب الشیخ و المرید“ (تصہیر ۱۳) میں تحریر فرماتے ہیں ”ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

عہدوں کی تدبیر (علاقہ) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو اس پر کیا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ رہائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور "اسواقیت" میں ابراہیم دہلوی سے منقول ہے کہ "اگر کوئی عقیدہ تہذیبی عبادات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کسی یا کسی مرض و غیروہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رضی اللہ عنہم) کو تہائی میں رہنے اور مہلکہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبادتوں سے معصوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اہتمام کے ساتھ کرنا ہے اور موصوفہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب و مرعیض کا تعلق تھا۔ اور علاج ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے کچھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور اسرار (کو جانتا ہو) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (مزاحمت و غیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے نگاہ (آزار) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردود ہو گیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص جو کہ مستور شدہ (حریت کے عہد) پر بیٹھے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جانتے گئے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (ضرب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ دلی و علیعلیل ملیل (کہ) بیمار کی دوائے بھی بیمار ہوتی ہے غرض حقیقی جو یا نہ ہو۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوتا تھا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا مگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور دیا و غیرو جیسے برے اخلاق سے بھر جاتا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو لافستوں (گناہ کاروں) تک کا فروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت، بیشک چربی ہے کہ مراد راستے کو نہ دہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد السنۃ بھی السنۃ دس اہدیت سیدی و مولائی شہ نعمہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور فرائی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت و ارشاد کی شہنشاہی پہلے مشائخ مجیب ہے۔ (آپ نے) تہذیب کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایک صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ اس کی حقیقت کھینچنے میں کسی قسم کی پیش قدمی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) پسند کرتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور مکتوبات سے اس کا فیصلہ کرے۔ حیاں رچ پیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں ”تربیت السالک“ مضمومت کیا ساتھ بے نظیر (الوجوب) کتاب ہے۔ یہ کتاب حنفی رسائل میں نہ پے نہ کبھی کبھی کافی طرح سے شائع ہو رہی ہے جس میں اصلاً و تربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے مگر میں (اس فن) تربیت کے اصول و فروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ لیکن کوچہ آنے والے ہر عمر کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ اگر نزدیکی کے ساتھ ہر شخص کی حمت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدلی) کو اپنا اچھا برا حال معلوم ہو جائے۔

نیرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایسے دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملتی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ ملے وہ اس کا کافی اثر ہے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبد المجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی فیروز صاحب سلمہ چاندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) پر مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سرے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (مٹھاروی) مدظلہ العالی کے فیوض و برکات کو بہت دیر تک ان خیر و خوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

۱۱۱

(از مولوی محمد شفیع علیہ امتان عالیہ اشرف تھانویہ کے خاندان میں سے ایک خادم) (فیوض شریف: قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو بقعد و مجید کے (دراسے) تربیت السالک و تنبیہ الہی لک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین اعداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تریت و لہلہ میں (نکھنے کا ادارہ ہے۔ وہ مٹھاسین بھی) (رسل) انڈوف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

الحمد للہ! اس باب میں مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

① ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔

② دوسرا خط جو حضرت والد نے تحریر فرمایا ہے۔

③ تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، المرتبیت اور حضرت والد کی ارشاد و تربیت کی مشن کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق مذمومہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و قفل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: دوسروں کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔



خطبہ تربیتِ انسانیت و ترویجِ الہامیہ

اما بعد الحمد والصلوة فقد قال الله تعالى ﴿وَلَكِنْ كُونُوا زَانِهِينَ﴾ الا انه وهو الذي يرى الناس انهم يصغار العلوم قبل كبارها كما قال ابن عباس رضي الله تعالى عنه

يأيتنا في كبر سنه كبريت في عينه كبر بجاهه استعداد، مور به بخوارق ہے۔ جس کے مختلف و متعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی عمارت عموماً قریب قریب منقود ہو رہی ہے۔ اور تربیتِ باطن کی ہے۔ باہر مقامات و اصول و افعال و کلمات و ارادات و خطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاحِ باطن کی تعمیر ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھ جاتا ہے وہ خود حالتِ غیر مقصود ہے۔ اور اس لحاظ سے تربیت مستفیدین و مقیدین جہت میں۔ الحمد للہ واللہ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا محمد علی قزوینی و مولانا محمد امجد علی صاحب تھانوی شریکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا مولانا، کی فہم احاطہ شدہ محمد صاحب تھانوی قدس سرہناظم و زما کی خدمات، ہرگزات کی خاطر و کثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش و گوش تک پہنچے ہو اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غامضوں سے نکلنے والے و تشریف کفایت سے پہلے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شرف و دعوت کے تحفے والے ثابت ہوئے اس لئے کہنا بھی ضرر چاہے اور بعض اکابر اہل علم نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو فہم و ترویج اور ان کے تالیفات جاری کریں اور وہ نقش کر لئے جائیں اور جب یہ مقصد حاصل ہو جائے تو فوراً شائع کر دیئے جائیں۔ تو معنی ہے کہ لئے ایک نہایت بکثرت و دستور العمل یہ ہو جائے۔ چنانچہ مولانا ۱۳۳۵ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے اتم کر رہے ہوں اور میں کا، م ترویج انسانیت، رکھتا ہوں اور ان مقصد میں میں اچھے سولے و جواب کی شکل میں ہیں اس کی غایت میں اور یہ ہے کہ کوشش جو ہے حال کی اظہار دیتے ہیں اور اس پر رائے کی ہرک پائی ہے۔ اس کو ہر حال و وقت میں کھایا ہے۔ اور کو یہ مضامین دقیق اور دلچسپ ہیں مگر نسخہ طبعیہ میں نہ طبعیہ ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وہ ہوتا ہے۔ ایسے مضامین، ماضیہ صمدیہ کی معاونت و فیض میں نقش ہوئے کا اثر حاصل کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ ہی میں جو مضامین اس رسالہ کے رتبہ کی نفس کشی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لئے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے سمجھ کرنے کے لئے اور میان میں ایک خط کا مصلیٰ زدوں کی بات کہ ہر خط کے اجزاء کا تعلق مباحث سے بھیجے میں آئے۔

کتبہ اشرف علی عثمانی

چھٹا باب

ذکر و شغل کے بیان میں

ارادے سے زبانی تسبیح بھی موثر (اثر کرنے والی) ہے

خیال: فجر سے پہلے پورہ تسبیح اور فجر کے بعد میرہ ہزار مرتبہ اسم ذات (کا ذکر کرتا ہوں) اس کے بعد قرآن مجید حفظ کرتا ہوں اس کے بعد صرف دُخو (عربی گرامر) کی چند کتابیں پڑھتا ہوں۔ ظہر کے بعد بارہ ہزار اسم ذات کرتا ہوں پھر اس کے بعد تدری شریف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ کبھی رات یا دن میں فتوح الغیب وغیرہ (کامِ طالبہ بھی کرتا ہوں) یہ میرے معمولات ہیں مگر یہ

بر زبان تسبیح و در دل کا دُخو ۛۛۛ اس چٹیں تسبیح کے وارہ اثر

تترجمہ: ”زبان پر تسبیح اور دل میں دنیاوی خیال اس طرح تسبیح پڑھنے سے کیا اثر ہوگا۔“

تحقیق: خدا جانے کس کا شعر ہے۔ تجربہ ہے کہ اس طرح ذکر کرنے میں بھی اثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اثر کا ارادہ ہو یعنی خشوع کا نفع اور رضا و ثواب کا ادھار (یعنی آخرت میں) الہام آئے یہ بھی یعنی خشوع کا نفع اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کا آئندہ کے لئے ارادہ ہو لیکن اگر یہ بھی ارادہ نہ ہو تو ”انما الاعمال بالنیات“ اعمال کا دار و دار نیست پر ہے کی وجہ سے یہ شعر صحیح ہے۔ مگر آپ تو اس سے محفوظ ہیں۔

سلطان الاذکار کے آثار

نماز پڑھنے کے وقت میں خصوصاً مغرب کی نماز میں زیادہ تر اہمیت میں قلب سے ایک قسم کی کشش پیدا ہو کر بدن میں لرز اُٹھ جاتا ہے کپکپاہٹ ہو جاتی ہے۔ اکثر دل سے ذکر ہو رہی ہو جاتا ہے کبھی زبان سے بھی ذکر جبر ہو رہی ہو جاتا ہے۔ اکثر اس قسم کی کشش ہی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے غلبہ کے آثار ہیں جس کو اصطلاح میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ نماز میں ایہ

ہو: نماز کے ساتھ پوری مناسبت ہو جانے کی علامت ہے۔ یہ دوسری چند یہ وہ اور مقبول کیفیت ہے اللہ تعالیٰ برکت و استقامت بخشے۔

حَال: مراقبہ ترک ہو جاتا ہے (اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو پڑھانے کا مشغلہ زیادہ ہو گیا۔

تحقیق: کچھ غم کی بات نہیں پڑھا بھی عبادت ہے مختصر اس کو اور مراقبہ کا مشترک اور ایک ہے۔ لیکن اگر کسی وقت مراقبہ بھی ہو جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو زیادہ مفید اور اچھا ہے۔

حَال: اجازت کے مطابق کبھی دوسری ذکر جبر کے ساتھ کر لیتا ہوں۔ اس ذکر میں زبان شیریں ہو جاتی ہے اور بہت لذت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: معنی محاسن کا ظاہر ہو جانا یہ ذکر کے سرایت کر جانے کی علامت ہے۔ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔

”فی لحمی نورانی شعری نورانی عصی و فی دمی الخ“

”گوشتِ میرے گوشت میں نورِ بحر: ہنسی میرے باطن میں نورِ بحر: ہنسی میرے

پھوس اور خون میں نورِ بحر: ہنسی۔“

یہ بھی سلطانِ ذکر کے آثار میں سے ہے۔

حَال: ذکر اشغال کے وقت ایک مرتبہ آسمان سے مجھ تک روشنی آئی اور مسجد کو بھی روشنی کر دیا اور ایسا ہی پیچھے کی جانب سے ہوا۔ رات کو جب سو رہا ہوں تو اکثر تمام بدن پر یا آدھے بدن پر یا آنکھوں میں روشنی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ روشنی ذکر کے انوار (میں سے) ہے۔ مبارک ہو کسی سے ذکر نہ کریں اور ذکر کو بغیر غرض کے ناعد نہ کریں اور اس کو کمال نہ سمجھیں اور نہ اپنے کو بزرگ نہ سمجھیں مگر کلمات سمجھ کر شکر کریں۔ پھر بھی احادیث میں نور شرع کی

سخت پابندی رکھیں اس کے بغیر صرف روشنی مفید نہیں ہے۔

حَال: رات کی کیفیت یہ ہے۔ مراقبہ کی حالت خواب کی طرح ہو کر ایک رات یہ ہوا کہ گویا کسی نے اذانِ نور اذان کے قسم پر بہت زور سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پکا کلمہ اذان سن کر بیدار ہو گیا۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ علمِ قدس کے ساتھ منے اور مناسبت کی علامت ہے۔

حَال: اس سے پہلے ایسا ہی مذکورہ حالت میں بہت زور سے خفیٰ سنا اور میں بیدار ہو گیا۔

تحقیق: وہی جواب یہاں بھی سمجھے۔

حَال: مراقبہ کی حالت میں بالکل بیداری ہو گئے کی حالت میں خیال آتا ہے کہ دو تھوڑی روشنیاں گویا میرے

قلب کی بائیں طرف اترتی ہیں آہستہ آہستہ تمام جسم پتھر کی طرح بھاری ہو جاتا ہے گویا برداشت نہیں ہوتی۔ پھر یہ حالت ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیقی: علم کے انوار ہیں جو چراغ نبوت سے حاصل ہوئے ہیں۔ ”وقلہ مستغاد من ثقل الوحی“ اور اس کا بھاری ہونا وحی کے بھاری ہونے کی وجہ سے ہے۔

حَال: دن کی کیفیات۔ کیفیات نہار۔ سلطان الاذکار کے مراقبہ میں اکثر تمام وجود میں روئی دھنسنے والے کے روئی دھنسنے کی طرح کا خوف معلوم ہوتا ہے جو آہستہ ختم ہوتا ہے۔

تحقیقی: کیفیات و آثار سلطان ذکر سے ہے کہ ذکر اسی مثالی حل سے بدن میں سرایت کرتا ہے۔
حَال: رات کو گویا آہستہ روشنی ہونے لگی اور اس روشنی میں تمام جسم دیکھنے میں آیا۔
تحقیقی: کھائف کے انوار ہیں۔

حَال: دن کے سلطان الاذکار کے مراقبہ میں خواب کی طرح ہو کر ایک روز دیکھتا ہوں کہ ایک روشنی اپنے تمام جسم پر لباس پہننے ہوئے کئی روز تصور میں آتی تھی اس کے بعد عقریب ایک روز بھی تصور میں آ گئی۔

تحقیقی: وہ روشنی مدح کی مثالی صورت ہے اور اس کا لباس عالم اجسام سے اس کا تعلق ہے اور اس کا برہنہ دیکھنا لانے والا مستند ہے۔

حَال: سارے بدن میں روئی دھنسنے کی آواز کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

تحقیقی: یہ حرکت عروق کی طرح ہے جو ذکر کے غلبہ سے اس صورت سے تشکیل (خیال میں) ہوئی یہ شکل آثار سلطان الاذکار کے ہے۔

حَال: جیسا کہ کلام مجید جیسا نظر کے سامنے ہے اور میں ناظرہ پڑھتا ہوں۔

تحقیقی: باطن کے دین میں رنگے جانے ہونے کی صورت و علامت ہے۔

حَال: رات کے مراقبہ میں مشابہ خواب (کی طرح) ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں ایک معنی پر نماز ادا کرتا ہوں اور نماز میں سہو ہو گیا اسی کو لہاتا ہوں۔ آپ بھی ایک معنی پر تسبیح و تلاوت کرتے ہیں اور (آپ کے) سر پر سفید

عمامہ ہے۔ اور میرے پیچھے بھی بہت لوگ تسبیح پاتھ میں لے کر تلاوت کرتے ہیں مگر تسبیح جدیدہ ہیں۔

تحقیقی: یہ ہلنی فاکہہ حاصل کرنے اور پہچاننے کی شکل ہے۔

نیچے ذکر کئے گئے سوالات ایک ذاکر نے زبانی پوچھے تھے جن کے جوابات زبانی دے دیے گئے تھے ان ذاکر کو حضرت کی جانب سے (بیعت کی) بھارت دی گئی ہے۔ ان ذاکر صاحب نے اسی سوال جواب کو خود لکھ کر محفوظ کر لیا تھا جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں

سوال ۱: حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الازکار ذکر کے وقت ایک آواز سنی جاتی ہے (یہ کیا ہے)۔

جواب: ارشاد فرمایا: ”یہ آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے ہوتی ہے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے ہوتی ہے دونوں صورتوں میں پسندیدہ ہے۔ بعض جاہل صوفیہ کہتے ہیں کہ ہر آواز جو اس حالت میں آئے ہو ہے اللہ تعالیٰ کی آواز ہوتی ہے۔ بہر حال ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ محققین (صوفیاء) سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے لئے نہ تو آواز ظاہر ہوتی ہے اور نہ ہی لحاظ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ یہ (دونوں چیزیں) مخلوق ہیں۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے تصور اللہ تعالیٰ عبارت اور نموش (کوہ صلی کرنا) ہے۔“

سوال ۲: حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ (ذکر) پاس آغاس میں فید غالب ہوئی اس وقت دیکھا کہ پناہ جو ایک لاش ہو گیا ہے۔

جواب: ارشاد فرمایا: ”یہ بھی پسندیدہ اور مقصود ہے اور حق کے آثار میں سے ہے۔“ پھر فرمایا: ”حق کی دو قسمیں ہیں ① ذات (ذات کا ہونا) ② صفات (صفات کا ہونا)۔ ذات (صفات سے ہے کہ حسب غرض کہنے اور بعض بری صفات فہم ہو جائیں اور ذات اللہ ذات یہ ہے کہ اپنی ذات اور استی کی طرف توجہ نہ رہے اور خود آتش سمجھنا۔“ اور بھی کچھ باتیں فرمائیں جو حافظہ کی کمی کی وجہ سے یاد نہ ہیں۔

الحرم ۳۳۳ حجہ کی رات حضور پر غور سے ایک خواب کی تعبیر پوچھی گئی کہ سائل مسند پر ایک درخت دیکھ اور خود کو اس پر بیٹھ ہوا دیکھا اور حق کی خوشبو کھچی حجرہ اور کبھی مسجد میں محسوس ہو رہی تھی۔ سلطان الازکار نے چڑیا کی آواز اور کبھی دوسرے پرندوں کی آواز سنی تھی۔

حضور قبلہ نے ارشاد فرمایا ”حق کی خوشبو عالم برزخ میں رون کی خوشبو معلوم ہوتی ہے یہ بھی بہتر ہے اور چڑیا کی آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے دلائل کا اعتراف ہے۔“

روٹوں کا احتمال ہیں لیکن کیونکہ یہ یکسوئی کو پیدا کرنے والے ہیں اس لئے ہر حالت میں پسندیدہ ہیں۔ تمباکو اور خراب مبارک ہے۔ اور شجرہ طیبہ و خوشبو کیلئے بیان فرمایا۔

۱۶ محرم ۱۳۳۲ھ بدھ کی رات حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے ولایت اپنا جسم چھوٹا کر اور مزہ بہت آیا۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: "یہ ذکر کے بار میں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔"
 ۱۷ محرم ۱۳۳۲ھ کی رات حضور قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جسم کی رگیں ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: "الحمد للہ! ذکر سے فائدہ ہوا اور یہ دل کی یکسوئی بتاتا ہے۔" مقصود یکسوئی اور طبیعت کا تسکین ہوا ہے۔"

۱۸ محرم ۱۳۳۲ھ بختہ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ یہ دن میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔
 (حضرت نے) ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے۔ اسی تاریخ میں ایک خواب بیان کیا گیا کہ بزرگان دین کی ایک جماعت کو دیکھا۔ اس میں حضرت سنگھو فیضیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا: تمہارا مقصود ہوا ہے۔"

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الوہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کی طرح ہیں انسان ان کو محسوس نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کر لینے کے بعد بھی انسان محسوس نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔"

ماہم شیران دلے شیر نغم ۞ حملہ شاں ازاد باشم رہدم
 حملہ شاں پیدا و ناپید و ست باد ۞ آئلہ مایہ نست ہرگز کم مہاد
 ————— تکریمتہ —————

① (فرض کیا کہ) ہم۔ ب شیر (ہیں) مگر جھٹلے (کی تصویر) کے شیر (ہیں اور) ہمارا منہ (جو) مسلسل ہوتا ہے تو) ہوا (کی حرکت) سے ہوتا ہے۔

② ہمارا حملہ نظر آتا ہے اور ہوا نظر نہ دانی نہیں ہے (دعا ہے کہ) دو ذات پاک جو نظروں میں محسوس ہونے سے پاک ہے (ہر دے احوال سے) اس کی تجلیات بھی شہترہ ہوں۔ (ذیشان احمدی)
 مطلب یہ ہے کہ پر ہم پر شیر کی تصویر نہ دیتے ہیں جب ہوا چلتی ہے تو وہ شیر حملہ کرنا ہوا لگتا ہے تو اصل

میں شیر حملہ نہیں کر رہا تھا۔ اسے چار دیہے اور شیر نعرہ آتا ہے اور برا نظر نہیں آتی ہے تو اسے سنی تو اللہ تعالیٰ کی قوت ہے اور پانی ساری چیزیں اسی وجہ سے ہیں اب چیزیں نظر آتی ہیں تو اللہ کرے ہمیں حقیقی قوت نظر آجائے۔ (عبدغنی بنصرہ، ص ۱۰۰، ج ۱، ص ۱۰۰)

انشاء اللہ تعالیٰ قادمہ ۵۸۔

دوسرے سفر ۱۳۳۲ھ بچہ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ یہاں میں چند جگہوں میں حرکت محسوس ہوتی ہے (حضرت نے) ارشاد فرمایا: اصل حرکت تو طبعیہ قلب میں ہے اور دوسری اعضا، ہڈیاں اس کے ساتھ لے کر لے رہے ہیں اس لئے ان میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بھی پسندیدہ ہے اس کے علاوہ بھی کچھ الفاظ ارشاد فرمائے جو ناقص کی سمجھ میں نہیں آئے۔

چھٹے سفر ۱۳۳۲ھ دمشق کے دن مغرب کے وقت حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کی رگیں بغیر صحن دم (سائیں روکے بغیر) بھی سینہ میں متحرک معلوم ہوتی ہیں ایک خواب بھی (یہاں سنا گیا) کہ جو دیکھا گیا ہے کہ حضرت اس مسجد میں غراب میں مشرق کی جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور بندہ حضرت کے قریب جنوب کی جانب بیٹھ رہا ہوا ہوا مقصود یہاں کر رہا ہے۔ میرے جسم میں توازن بہت بگڑ چکی ہے جس کو میں پوری طرح بیان نہیں کر سکتا خود کو زمین سے چار انگلی اٹھا ہوا (اذا میں معلق) دیکھتا ہوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! ذکر تہجد ہی رگوں میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بہت اچھا ہے خواب میں اللطیف روح کو اللطیف روح کی صورت میں دیکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور باتیں بھی فرمائیں یا نہیں ہیں۔

بارہ سفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان اذکار میں حضور کا عکس دیکھا گیا ہے۔ ایک اور خواب دیکھا گیا ہے کہ فلاں عرصہ کے قریب ایک تالاب پانی سے بھر رہا ہے۔ بندہ اس میں نہا رہا اور تھیر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا: سلطان اذکار میں حضور کے عکس کو دیکھنا شہادت (و شہادت) کے حامل ہونے کی جاہلی ہے۔ پانی عالم غیب ہے اور یہ بھی مبارک ہے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَحَمَلْنَا هُمْ فِي الْبُرْجِ وَالْبَحْرِ﴾ کہ ہم نے انسان کو کشتی اور غری میں سواری عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ بعض حضرات کے پاس بر (خفگی) سے مراد لہو دنیا ہے اور بحر (قری) سے مراد لہو غیب ہے مگر یہ تفسیر صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور الفاظ فرمائے اور دعا فرمائی۔

۲۱ سفر ۱۳۳۲ھ اتوار کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان اذکار میں کچھ سیاسی معلوم ہوتی

ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ”یہ لطیفہ حق یا کافری کا نور ہے۔“

۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ اپنے جسم سلطان الاذکار میں لپٹا ہے بلکہ سارا جسم لپٹا ہے۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اس میں تین آدمی ہیں ایک بوزھا خوبصورت مشرق کی جانب منہ کئے ہوئے اور اپنی آنکھوں کو اپنے کئے ہوئے بیٹھا ہے اور دوسری اس بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کالے جسم اور بڑی آنکھوں والا سر سے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”جسم میں یہ حرکت دل کی یکسوئی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یکسوئی مقصود ہے۔ بزرگوں کی صورتیں اس طریقہ کے پیروی کی پاک روحیں ہیں اور جو آدمی اپنی بائیں جانب دیکھا گیا ہے وہ شیطان علیہ لعنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔“ اس کے علاوہ چند دوسرے الفاظ فرمائے بھول گیا۔

دہلی ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں ایک شخص بائیں جانب نظر جو نیچے سر تھا۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں سفید رنگ نظر آئی۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص شیطان ہے جب بھی نظر آئے ماحول پر مہر اور شیخ کا تصور اس وقت کرنا چاہئے۔ وہ سفید کی لطیفہ روں کا نور ہے سب پسندیدہ ہیں۔“

چار ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہادی ہیں سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جب شیطان کو دیکھا گیا تو ماحول پر مہر کیا اور حضرت کا تصور کیا گیا (مگر) چند منٹ کے بعد دوسری بار شیطان آ گیا اس وقت حضور کی آواز سنی گئی (جائز الہ کے پاس صحت آواہن کو چھوڑ دو) دوسری رات اسی طرح سلطان الاذکار تمام سنا گیا اور معلوم ہوا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”شیطان کا دور ہوتا بہت اچھا ہوا۔ وہ آواز میری آواز نہیں تھی کیونکہ مجھے علم نہیں تھا کہ بلکہ اللہ تعالیٰ ہادی ہیں نیک بندہ کی صورت میں فرشتہ کو بھیجا کہ وہ رہنمائی کرے۔ زبان فرشتوں کے عالم کا ذکر ہے اور یہی شان ذکر کی بھی ہے۔ باتیں کرتے ہوئے جو شخص معلوم ہوئے یہ دماغ کا تصرف ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ سب چیزیں پسندیدہ ہیں بڑی نکلیں ہیں۔“

گمینہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کی حالت میں بائیں جانب کچھ سفیدی اور زردی دیکھی گئی ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”یہ زردی لطیفہ نفس کا نور ہے اور سفیدی دماغ کی خشکی کی وجہ سے ہے۔ کدو کے تل

سے ماش کرتی چاہئے۔“

پندرہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے وقت چراغ دیکھا گیا اور وہ جلدی سے غائب ہو گیا۔ دونوں اسی طرح دیکھا گیا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ لعیفہ کا نور ہے اور اس کے جلدی چلے جانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت جلدی ہو جاتی ہے۔ اس کا چہرہ ہٹا اس کے ظاہر ہو جانے سے بہتر ہے کہ نیکہ اس کے نظر آنے سے اس کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ چیز بعض صورتوں میں نقصان دہ ہوتی ہے۔

میں ربیع الاول ۱۳۳۲ھ پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں اپنے جسم کو اس سے بڑا دیکھا گیا ہے اور یہ سمجھ میں آیا کہ کچھ لوگ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں مگر پڑھنا اور الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ فی اور بقا کے آثار ہیں۔ کبھی اپنا جسم دنیا کی طرح بڑا لگتا ہے اور کبھی کچھ نہیں لگتا ہے۔ یہ بھی اپنی اُستی کے فناء بقا کی علامت ہے۔ فنا کے دوسرے سمتی برے کاموں کا ختم ہو جانا ہے اور بقا کی حقیقت اچھے کاموں کا پیدا ہو جانا اور سمجھ میں آتا ہے۔ قرآن پڑھنے والوں کی آواز بھی اعمال کے آثار ہیں جو دل پر واقع ہوئے ہیں۔ اسی طرح بقا بھی دوسرے معانی کی طرح ہے۔

چار ربیع الاول پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ پرانے احوال کے علاوہ کوئی نئی حالت نہیں ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: ”مقصود دل کی نیکوئی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور عبادت ہے۔ اس لئے پہلے والے احوال کبھی ہوں گے کبھی نہیں ہوں گے۔“

چوبیس الثانی ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں لا الہ الا اللہ کا ذکر محسوس ہوا اور خواب میں بارش سے تریز ہو گیا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”جو ذکر سنا گیا ہے وہ باہر کا نہیں ہے بلکہ خود میں بھی اس (ذکر) کی خیالی صورت موجود ہے۔ خواب اگر بارش حقیقی ہے کہ وہ خیر ہے ورنہ بارش کا موسم بھی ہے۔“

بارہ ربیع الثانی منگل کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں میرا جسم اوپر کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ”یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے جس کو جیسی فرشتوں کے عالم سے مناسبت ہوتی ہے وہی حالت پیش آتی ہے۔ سلطان الاذکار بہت ہی مختلف (چیز) ہے۔“

اکیس تاریخ جمعرات کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ ذکر میں دائیں طرف اپنا سایہ دیکھا گیا ہے۔ حضور

نے ارشاد فرمایا ”یہ عام مثال (سورقوں کا نام) کی مثال ہے۔ اور بھی کچھ ارشاد فرمایا جو کچھ میں نہیں آیا۔

مثال: ایک دن ذکر کے وقت یہ معلوم ہونے لگا کہ مارے بدن میں کچھ پست پیڑا ہوگی اور ہاتھ اتکا کا پت لگا کہ کاجو نہ تھا اور دماغ سے قریب تھا اور ظاہری احساس کی قوت ختم ہوگئی اور آواز چھٹ گئی۔ میں گھبرایا۔ اب تمام پڑوسی لوگوں کو معلوم ہو چائے گا پھر اس کے بعد مشکل سے ہوش ٹھیک ہوا۔ مگر ہاتھ میں کچھ پست پیڑا دیر تک رہی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ مارے مسات سے پسینہ نکلنے والا تھا ہے مگر پھر بند ہو گیا۔

تحقیقی: اگر دماغ و قصب ضعیف نہیں تو یہ حالت سلطان امادکار کے آثار (میر) سے ہے اور سوزاک ہے۔

مثال: پرسوں ذکر بارہ صبح کر رہا تھا کہ میرے سینہ اور دونوں بازوؤں میں کچھ سنسناہٹ سی ہو کر ایک عجیب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ تینوں عضو اور اس کے بعد گردن اور کچھ سر بھی بھاری ہو گئے ہیں۔ بھاری پن بھی کچھ عجیب طرح کا تھا جس کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اس وقت بندہ صرف اثبات (لا اللہ) کی ضرب لگا رہا تھا۔ اسی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد اس ذکر میں ایک ایسا تسلسل ہوا اور جاں بندہ کمر بند لگتا تھا کہ زبان بغیر ارادہ اور قصد کے خود بخود ذکر کرنے پر مجبور ہے اور لگتا تھا کہ دل سینہ میں سے اٹھ کر اوپر آ جاتا ہے اور وہ بھی اندر حرکت کر رہا ہے اور زبان میں اور دل میں اس وقت ایک ایسا تعلق محسوس ہوتا تھا کہ مجموعہ دل کی حرکت سے زبان تالو کو جاگتی ہے۔ اس وقت ذہن میں بڑی لذت محسوس ہوئی اور میری آواز بھی بہت اچانک و بیک نہ رہی جو پیشہ معلوم ہوتی ہے بلکہ آواز میں ایک خاص طرح کی لطافت محسوس ہوتی تھی اور میں اس وقت خوب محسوس کرتا تھا کہ میری آواز اس وقت کیسی بدلی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت ذاتی ہوگئی اور آواز اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔ پھر کل اور آج چاہا کہ وہی سی ہو لیکن نہ ہوا۔

تحقیقی: (یہ) قصد سے نہیں ہوا۔ قصد بھی نہ کیجئے نہ ہی نہ ہونے پر افسوس کیجئے یہ کیفیت بالکل عاروب (اللہ تعالیٰ کی عطا) ہوتی ہے جب تولد ہونا مفید ہے اور جب نہ تولد نہ ہونا نصیحت ہے۔

بدو و صاف تراکم نیست دم در کش ﴿﴾ کہ آنچہ ساقی دارد بخت عین الطاف ست
تو چہ چہ کہ ”مگر لے اور صاف کے پیچھے کا تجھے حق نہیں خاوش رہ۔ اس لئے کہ مارے ساقی نے جو
قال و اس کی عین مہربانی ہے۔“ (مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے اچھے برے کی سمجھ نہیں ہے جو
اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ کیا ہے وہی اس کے حق میں بہتر ہے)۔

(عاشقہ روحانیہ ص ۱۶۲ عرف)

اس کیفیت کا نام سلطان الدکار ہے اس کے الوان (رنگ) مختلف ہیں جن میں بعض الوان یہ ہیں جو آپ

پر وارد ہوئے۔ حضرت شیخ جلال تھامیری کو کثرت یہ کیفیت پیش آتی تھی جس کی اطلاع دیکر فوقہ ائمہوں نے اپنے شیخ قطب عالم کشمیری کو دی ہے۔ مبارک ہو۔

تحال: سیدی و مولائی وسیلہ ہوئی وغیرہ الامام غلام بڑکا جسم۔ اسلام علیکم درود اللہ وبرکاتہ الحمد للہ اب برابر وقت پر سب کام ہوتا ہے اور عرصہ سے کوئی نمانہ نہیں ہوا۔ بعض دن ایسا لگتا ہے کہ ذکر اسم ذات بدن کے کسی حصہ سے دور رہا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے دور رہا ہے۔ یہ حالت کچھ دیر تک رہتی ہے مگر معلوم نہیں کیا بات ہے؟
تحقیق: یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے مبارکہ ہو مگر کون نہ سمجھا جائے۔

تحال: اس کے بعد چمکنے کی حالت ہی میں احقر پر نزع کی (کیفیت) طاری ہوئی جن ٹھنڈا دور بے حس ہو گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا کتنا ہی دھنسنے کی ہمت کی بدن نہ نکل سکا۔ آخر کھڑے توجیع (لا الہ الا اللہ) اور ذکر اسم ذات میں مشغول ہو گیا اور نزعوں لاکھ فرشتوں کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو تین منٹ کے بعد یہ حالت ختم ہو گئی یہ حالت تقریباً ایک مہینہ پہلے بھی پیش آئی تھی مگر ان دنوں دفعہ میں یہ حالت پہلی بار جو کہ ۳۳ھ میں پیش آئی تھی سے کم رہی پہلی بار تقریباً پندرہ منٹ تک رہی۔

تحقیق: اگر یہ تھیر لمبی نہ تھی تو سلطان الاذکار تھا مبارک ہو۔

تحال: کل ذکر میں عجیب کیفیت ہوئی کہ تمام بدن میں کچنپاٹ پیدا ہو گئی اور آواز بند ہونے لگی اور تسبیح ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی اور تمام بدن پسینہ سے تر ہو گیا اور خوف گستاخ کہیں دم نہ نکل جائے۔ یہ خیال کرتا تھا کہ حضور بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں کہ جس سے قلمی ہو۔ بلا مبالغہ (کسی نہ دیتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر تموزی دریا اور یگی حالت رہتی تو شاہ دم نکل جاتا کیونکہ سانس وغیرہ بند ہونے کے قریب ہوتی تھی۔ حضرت والا! پوری عمر نہیں کر سکتا مجبور ہوا۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے۔ حضرت شیخ جلال تھامیری کو بہت زیادہ ہوتی تھی اگر کبھی ایسا دور گزر پریشان نہ ہوں یہ اثر ہے غلبہ ذکر و سیرت ذکر کا اثر ہے۔

تحال: بندہ کو سلطان الاذکار میں تمام اجسام کی حرکت پہلے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس حرکت میں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کی مسرت (خوشی) ہوتی ہے۔ جب حرکت ختم ہوتی ہے تب بدن کا بڑا ہونا محسوس ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد بدن کا بالکل نہ ہونا معلوم ہوا کہ ہوا ہو گیا ہے۔ دو تین منٹ بعد بدن اپنی حالت پر خیال میں آیا۔ دن میں اسم ذات کے ذکر کے بعد تمام میدان اور تمام ہاتھ اور سر اور تمام چہرہ میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔ تمام خون میں جوش معلوم ہوتا ہے لیکن چار پانچ منٹ سے زیادہ دیر نہیں رہتا۔

تحقیق: یہ سب سلطان الاذکار کے آثار ہیں اور یہ اس کے پہلے اور پھر بدن میں سرایت کرنے کی علامات ہیں۔

مثال: ایک دفعہ سلطان الاذکار میں اپنی صورت نظر آئی پھر فوراً غیب ہو گئی۔ کبھی شیر کے شیر بھی جم غفیر (بھیر) نظر آتا ہے اور سب رو دن سے کسی کا قص کر محسوس ہوتا ہے حتیٰ کہ بطور ذکر نگاہ کے سامنے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے اور پھل شب میں وہ کیفیت کچھ زیادہ تھی۔

تحقیق: ذکر میں ایسے احوال پیش آتے ہیں جب کہ دماغ میں خشکی نہ ہو۔ جس کی تشویش آثار کے ذریعے حکیم صاحب کر لیں گے۔ ان سے تشویش کرالیں۔

مثال: (حضرت!) گزارش یہ ہے کہ بندہ کے معصولات اللہ تعالیٰ کی مدد سے جاری ہیں۔ احوال یہ ہیں کہ کبھی ناک کے سوراخ میں حرکت محسوس ہوتی ہے اور کبھی ناک کے خوں میں جاری ہونا محسوس ہوتا ہے اور سلطان الاذکار میں جیسی چمن چمن کی آواز سنی جاتی ہے بالکل وہی طرح کی حالت میں تنہائی کے وقت سلطان الاذکار کے خیر بھی سنی جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سب اسی سلطان الاذکار کے آثار ہیں مبارک ہو۔

پہچان پرچہ

مثال: ایک رات احقر کا یہ حال ہوا کہ میں سو گیا سچ میں ایک دفعہ بیدار ہو گیا دوسری دفعہ جو نیند آئے لگی تو پھر سے غور سے نیند نہیں آئی۔ کچھ غنودگی سی ہوئی تو یہ معلوم ہونے لگا کہ میرے ہاتھ پاؤں سب خشک ہیں اور بے حس ہو گئے کر دت لینے کی طاقت نہ رہی۔ اس وقت میں یہ خیال کر رہا تھا کہ یا اللہ! میرا یہ حال کیوں ہو رہا ہے کوئی سوت تو نہیں (آ رہی ہے) اور سانس بھی بڑی مشکل سے لیا جا رہا تھا۔ اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں اس عالم میں نہیں ہوں بلکہ دوسرے عالم میں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہو گیا تو بیدار ہونے کے بعد بھی دو تین منٹ تک مل نہ سکا۔ اس کے بعد بالکل ٹھیک ہو گیا کہ وہ کر دت وغیرہ سب لے لی مگر بہت دیر تک دل میں یہ پریشانی رہی کہ یہ کیا ہوا میرے یہ حال کیوں ہوا۔ دل کو بڑی بے چینی رہی۔ حضرت! اب بھی جب وہ بات یاد آتی ہے تو بڑی کاوش (جستجو و تلاش) ہوتی ہے برائے مہربانی اس کی تحقیق فرما کر تسکین فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تحقیق اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے حسیب سے اپنے مزاج کے اعتدال کے بارے میں پوچھا جائے جب اس سے یکسوئی ہو جائے تو اس وقت مجھے اس پرچہ کے ساتھ اطلاع کر کے پوچھا جائے۔

دوسرا پرچہ

حَال: طیب سے پوچھا۔ طیب نے کہا صحت تقریباً اچھی ہے کچھ ضعف بھی ہے۔
تحقیق: ضعف کا علاج کر کے پھر اس حالت کے بارے میں اطلاع دی جائے۔

تیسرا پرچہ

حَال: جب سے علاج میں مشغول رہا حکیم صاحب نے آئندہ کامریہ اور قیصرہ کا وزبان یا ورق نقرہ تھایا تھا۔ آخر اس کو استعمال کرتا رہا اور حکیم صاحب کو ہمیشہ حالت سے مطلع کرتا رہا۔ اب حکیم صاحب نے کہا ہے کہ تمہاری حالت بالکل اچھی ہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے مگر میں احتیاطاً اب تک ادوا استعمال کر رہا ہوں۔ پر سوں مشکل کے روز بچھلی رات کو پھر وہی حالت (لوت آئی) جو پہلے پرچہ کے شروع میں عرض کی ہے۔ بالکل وہی حالت ہوئی جو پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ حضرت! مجھے بڑا خوف ہو گیا۔ کیا کوئی مرض ہے کہ جس کو حکیم نہیں سمجھتے ہیں یا دوسری کوئی حالت ہے۔ پھر میں بدھ کے دن صبح کو حکیم صاحب کے پاس گیا حالت پوچھی تو طبیعت اچھی بتائی۔ زیادہ پریشانی اس لئے ہو رہی ہے کہ وہ وقت بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اتنا اور پوچھ لیجئے کہ خشکی کا تو شبہ نہیں پھر میں تحقیق بتاؤں گا۔

حَال: دوسرے عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر کرتے وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہاں بول کیا یہ کام خواب میں کر رہا ہوں یا بیداری میں۔ ایک استغراق تامہ (پورے ڈوبنے) کی طرح کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: بچھلی حالت کی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

حَال: آج کل منن و مستحبات پر عمل کرنے کا بڑا شوق ہو گیا اور انا تنگی میں بڑی سہولت معلوم ہوتی ہے۔ اگر کبھی اتنا قاکوئی بات سنت کے خلاف ہو جاتی ہے تو فوراً مشتبہ ہو جاتا ہوں۔ جب سنت کے مطابق کام کر لیتا ہوں تو طبیعت میں ایک ہلاکت (خوشی) ہوتی ہے اور اگر کوئی کام سنت کے خلاف ہوتا ہے تو دل پر ایک انسردگی چھا جاتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو بالکل مقصود حالت ہے۔

حَال: آج کل ذکر کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر جاری ہو گیا ہے۔ تمام جسم ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور ذکر کے وقت سانسے ایک روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے دورہ روشنی بہت لطیف ہوتی ہے۔

تحقیق: بچھلی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

تخلال: یہ سب حضرت کے طفیل اور خاص توجہ کی برکت ہے ورنہ میں کہاں اور یہ دولت کہاں۔ واللہ! میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسے ایک ناچیز اور گندہ کو بھی اپنے نیک بندوں کی خدمت میں رہنے کا موقع ملاتے کیا ہے۔

احب الصالحین ولست منهم ﴿۱﴾ نعل اللہ ہر ذفنص صلاحا
 ﴿۲﴾ جہنم: ”میں نیک نہیں مگر نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک بنا دیں۔“
 تحقیق: ہاں ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔

چوتھا پرچہ

تخلال: تیسرے پرچہ کے شروع میں جو کچھ حالت کے بارے میں فدوی نے عرض کیا تھا اس پر حضرت کا ارشاد تھا کہ طیب سے اتنا اور پوچھ لیا جائے کہ شکلی تو نہیں۔ لہذا فدوی حکیم کے پاس گیا تھا حکیم نے کہا بالکل شبہ نہیں ہے۔ دوسری عرض یہ ہے کہ تیسرے پرچہ کے دوسرے صفحہ میں بھی چند حالات پر حضرت نے یہ تحریر فرمایا کہ مرض کی تحقیق کرنے کے بعد بتائیں گے تبذا عرض ہے کہ سارے حالات کی تحقیق فرما کر ممنوع فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو سب حالات سلطان الاذکار کے آثار ہیں جو ایک بلند حالت ہے جس کا حاصل رنگ و پے (بھوں) میں ذکر کا سرایت کر جانا ہے۔

تخلال: دوسری عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر میں جو جزئیات اور جو جو کیفیات حاصل ہو رہی ہیں میں اس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں ہاں اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو مزہ اور کیفیت حاصل ہوتی ہے اگر میں بادشاہ زمانہ ہوتا اور تخت پر بیٹھا ہوتا تو بھی بخدا وہ کیفیت اور وہ مزہ بالکل حاصل نہ ہوتا۔ یہ سب حضرت کا طفیل اور عنایت ہے ورنہ میں تو ہرگز ان نعمتوں کے قائل نہیں ہوں۔

طہ آنا کہ خاک را بنظر کیسا ماند

﴿۱﴾ جہنم: ”وہ لوگ جو خاک کو ایک فطرت سے کیسا بنادیتے ہیں۔“

حضرت کی طرف سے اس بندہ ناچیز پر جن جن نعمتوں کا درود ہو رہا ہے میں اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت! میں سچ عرض کرتا ہوں (کہ) اگر اس کے حقوق کے بدلہ میں بڑے بدن کا چھرا اٹھا کر آپ کا جوتا بنا لیا تب بھی اس کا ہضم مشیر (دسویں حصہ کا بھی دسواں حصہ) ادا نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت اگر فرمائیں کہ اس کے حقوق کے بدلے تو قرآن ہو جا تو خدا کی قسم! رکاوٹ نہ ہوگی۔ قسم بخدا اور پھر نہ ہوگا ”تجدنی انشاء اللہ“

من الشاکرین" (آپ مجھے شکرگزار ہی پائیں گے) حضرت اب تو فی پورہ ہے کہ آپ کو اور میں نے اسے بچا دل اور وقت آپ کا پیرو مبارک دیتا رہوں۔ صرف آپ ہوں اور میں ہوں اور دار دل ہر وقت آج رہوں۔

حق: مردِ اب تمام دہائے خود راہی سے دستِ بگری

امسوی ہے بہت حال پر کہ مجھے شامی بھی تو نہیں آتی اگر کچھ شامی آتی تو آپ کی شامی میں ہمارے شعرا و شعرا کے نام کا نہیں ہوں۔ حضرت فی طرف سے اس بندہ کو پیچ پر جو کچھ نکالت ہمارا ہائی پوری ہے یا فل ہے بدل (بغیر بدل کے) ہے نہ ہذا سے کبھی کچھ خدمت ادا ہوتی ہے تو نے کی سید ہے یہ سب آپ کا فضل اگر ہے۔ حضرت اب بندہ جان سے مان سے ہر طرح حاضر ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں آپ کا تمام ہوں امید ہے کہ معذرت فرما دیں گے۔ خدا جانے اپنی بہ ہوش (بے ہوشی کی حالت) میں کیا کیا ہے۔

تحقیق: واقعی مجھ کو بھی آپ سے خاص محبت ہے اور آپ سے ہر پیر سے خوش ہوں خدا تعالیٰ اس حسب فی اللہ (اللہ تعالیٰ نے اسے محبت کرنے) کو زیور کر کے اور اس کے برکات نصیب فرمائے۔

خحال: اندو تھو کی ٹوٹر کے بعد بازو سچا بندہ دست۔ طمان الاذکار اور دل میں یہ ہزار ہم زامت (کرتا ہے) اور باقی مختلف وقت میں پاس اللہ اس جو رہی رہتا ہے۔

تحقیق: سچو ہمارے دو عالم (ذیل) کرنا اور چند دن کے بعد اس دو گئے کا دو گنا کرلو رہے اس انعام کی جگہ زبانی ذکر کرو۔

خحال: سلطان الاذکار میں بھی بہت مذت محسوس ہوتی ہے کبھی حضور کی صورت کبھی آفتاب کبھی مانتاب کبھی سفیدی (امرا) کبھی چراغ نظر ہے کبھی اپنے آپ کو یہ کبھی کبھی چھوٹا کبھی بڑا ہوا معصوم ہوتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب خود (پسندیدہ) کیفیت ہیں اگرچہ قصور نہیں ہیں۔

خحال: اور حرکت میں چارے چارے ہر حال سے موجود ہے کبھی کبھی زبرد معصوم ہوتی ہے لیکن زانی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: اس سے کچھ بڑی یا بڑی یا کبھی ذیبت کی لڑتے نہیں ہے؟

خحال: اور سلطان الاذکار میں ہمیشہ کبھی آواز معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صورت ہے اللہ کی ہے کبھی کبھی کا ارباب اس سے ملید ہے۔

ذکر کے آثار

حَال: اس وقت امر کی حالت یہ ہے کہ ذکر کے وقت کبھی بے ہوشی نہ معلوم ہوتی ہے۔ زمین اُتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اور ایسی روشنی نظر آتی ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ جلتے سے ہوتی ہے اور لفظ اللہ کے تصور میں پند کی روشنی سے آفتاب کی شکل روشنی نظر آتی ہے۔ یہ تین چار دن دیکھا پھر بہت دیر تک رہتی نہیں اور کبھی دس گھنٹہ تک ہی نظر آتی ہے کبھی بائیس گھنٹہ سے بھی (نظر آتی ہے) اس میں بھی کچھ بے ہوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار میں اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر روایت و شیر (جیل اور روزہ) کا استعمال خوب رہی۔

حَال: جو بکھار دفر، ہاتھ نہ پا سکتی پھڑکھڑاتا رہتا تھا کبھی جسم میں ٹپک ٹپک حالت محسوس ہوتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

تحقیق: مبارک ہو ذکر کا اثر ہے، ورنہ ایسے آثار و علامات نہیں ہوتا خود و خود ہی فوت ہے۔

حَال: اسلام مسلمانوں کے بعد عرض یہ ہے کہ کبھی تو ہزار اسم ذات میرا خطیفہ ہے۔ نفس الہی ہر روز ورد ہے اور اندر ملتی کی حرکت ہے اور کبھی نہ زیادہ کبھی ہوتی ہے۔ سر میں گڑی ہے اور میں نے حلال کیا حکیم کہتے ہیں کچھ یاد نہیں ہوں۔ انکار میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ کبھی خود ایک جسم کا لڑھکاتا ہے۔

تحقیق: اس خط پر یہ لکھ کر بھیج کر قلب میں وحشت اور سر میں درد تو نہیں ہے اور یہ لکھو کہ پچھ قہمی اور روزہ کا استعمال کر سکتے ہو یا نہیں۔ خرق میں گھجائیں؟ (یا نہیں؟)

حَال: قلب میں وحشت اور نیند اور سر میں درد و غفلت الہی نہیں ہے۔ کبھی روزہ انشاء اللہ تعالیٰ استعمال کر سکتا ہوں۔ حضرت نور پور کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ شرف (عزت و مفا) کریں۔

تحقیق: اگر یہ حالت ہے تو پچھلے میں لکھے ہوئے احوان ذکر کے آثار میں سے ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ترقی بخشے۔ کبھی روزہ کا استعمال بندہ خواہش کر نہیں۔ ذکر اللہ زیادہ دہانے سے لئے اس (بات کی) ضرورت ہے کہ اب جو معمول ہے اس سے الطوائف دیں، اور یہ کہ اگر فرصت تھی ہے۔ میں خط کو بھی دوبارہ بھیجنا۔

حَال: دن کے حالات (یہ ہیں کہ) ایک دن اگر میں غروب کی خبر ہو کر ایک ستارہ چمک پڑا۔ (سری کیفیت یہ ہے کہ غروب کی طرح ہو کر) (اس حالت میں) ایک ٹپک کچھ جس پر مغرب کی طرف سے سورج کی شعاعیں پڑ

رہی تھیں۔ (یہ نین کا گھر) آنکھ پر بہت زور سے چمک پڑا ہوا کچھ کی طاقت سے نظر نہیں آ سکتا اس کے بعد خضم ہو گیا۔

تحقیق: یہ سب آثار یکسوئی کی وجہ سے ہوتے ہیں جو ذکر کی مشغولی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔
حالات: اسی طرح بعد جب ذکر کرنے کے لئے بیٹھا تھا تو پہلے (یہ حالت تھی کہ) سارے بدن میں جھنجھکی آواز محسوس ہوتی تھی اور اب (یہ حالت ہے کہ) پہلے جھنجھکی آواز محسوس ہوتی ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد اہم ذات کا ذکر سارے بدن سے جاری ہو جاتا ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عضو محسوس نہیں ہے (یعنی کسی عضو سے خاص طور پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ سارے بدن اور تمام اعضاء سے ہو رہا ہے)۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے آثار میں سے ہے۔

حالات: (اس وقت) تمام بدن سے پسینہ جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑے وغیرہ تر ہو جاتے ہیں۔ یہ اس مریض کا ماں ہے۔ حضور اپنے غلام کو (اس کی) طبیعت کے مطابق علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: وہ فضل کیا ہے لکھے اور یہ خط بھی ساتھ بھیجئے تو مشورہ دوں۔

حالات: آج تین دن سے میرا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر شغل میں رہوں اور لوگوں سے تنہائی اختیار کروں۔ دوسری بات یہ کہ کبھی قلب میں ایک ہیبت ہوتی ہے اس وقت (بات) بیچ رونے تک پہنچتی ہے۔ تیسرے یہ کہ آج رات کو نیند میں بہت دیر تک ذکر کیا اور سیدہ چٹا یہاں تک کہ سیدہ میں درد محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار ہیں دو تین دن ذکر خفی (آہستہ ذکر) بلا ضرب (بغیر ضرب) کریں جب سکون محسوس ہو تب ذکر جلی کریں۔

حالات: تہجد کے بعد ذکر کر کے جب سو گیا اور نیند آئی تو مجھے نیند میں تمام بدن پر لرزہ ہونے لگا حتیٰ کہ ڈر سے میں رونے لگا اور ایک سفید رنگ کا آسن اور تمام آسن میں عربی لکھی ہوئی نظر آئی۔

تحقیق: ذکر کے بعض آثار ہیں اور قبولیت کی بعض علامات ہیں۔

سوال: حضرت کے شکم کے مطابق ذکر شریف روز مرہ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلب جاری ہے۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کبھی ذکر سے پہلے یا (ذکر کے) بعد قلب پر ایک کیفیت سی طاری ہوتی ہے اور وقت (رونے کی حالت) جاری ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ذکر کے بعد مراقبہ میں ایسا لگتا ہے کہ ایک بے دخل چاند جس کی روشنی بے انتہا ہے اور اس کے گرد ستارے نہایت روشنی والے ہیں۔ بتائیے کہ یہ کیسے معاملہ ہے اور کبھی قلب کی زیادہ حرکت سے طبیعت گھبرانے لگتی ہے اور جسم میں تمام اعضاء حرکت کرتے ہیں۔ (بندو کی) جو کچھ

حالت ہے خدمت مبارک میں عرض کی گئی امید کرتے ہیں کہ اس کترین کو جواب عطا فرما کر عزت عطا فرمائیں گے۔

چند مسائل: سارے حالات پسندیدہ ہیں مہربان ہوں۔ کیفیت و رقت ذکر کا اثر ہے مراقبہ میں جو کشوف (ظاہر) ہوتا ہے یہ یکسوئی کا اثر ہے جو کہ مقصود تو نہیں مگر مقصود کا مدگار ہے لیکن خود اس ظاہر ہونے کو کوئی کمال و ولایت کی علامت وغیرہ نہ سمجھا جائے اکثر تو یہ دماغ کے تصرفات سے ہوتا ہے اور ابھی کثیف ملکوت (عالمکے کے عالم سے بھی ظاہر) ہوتا ہے اس کے ساتھ اگر دماغ میں خشکی اور غنڈہ میں کمی ہو تو طیب سے رجوع کریں۔ جسم کی حرکت یہ بھی ذکر کے غلبہ کا اثر ہے مگر ان امور کی طرف التفات نہ کریں اپنے کام میں لگے رہیں اور حالات کی اطلاع دیتے رہیں دعائے خیر کرتا ہوں۔

حالی: (آپ کے) ارشاد عالی کے مطابق ابھی تک اسی مشغل میں ہوں۔ قلب کی یہ حالت ہے کہ جلوت (مجموع) سے جلوت (تنہائی) بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مدتی اندر رسول پاک ﷺ کا اسم سامی مستلزام دیکھتا ہوں تو نال و دعا (دعا) شروع ہو جاتا ہے اور وہی طرح ترغیب و ترہیب (ڈرانے اور شوق دلانے) والی آیات کے سننے پر پڑھنے سے دل میں کپکپاہٹ برسرِ سوزش (جلن) ہوتی ہے۔ دعائیں بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت کچھ غنڈہ کی محسوس ہو کر اس میں (مختلف) قسم کی تشکیلات نظر آتی ہیں اور میں ٹھسکتا رہتا ہوں۔

محقق: اشاء اللہ تعالیٰ حالات محمود شروع ہوئے ہیں لیکن اگر یہ روش (کپکپاہٹ) سوزش (جلن) دوسرے لوگوں میں بھی غالب ہو تو دل و دماغ کی تعویذ کی تدبیر ضروری ہے اور غنڈہ کی ذکر کا اثر ہے اور اس میں دشکلی کا نظراً اکثر (قوت) تشکیک کا تصرف ہوتا ہے (دماغ میں وہ قوت جو خیال پیدا کرتی ہے کہ وہ قوت کوئی خیال پیدا کرتی ہے) اس کی طرف التفات نہ کریں لیکن اس میں کچھ باطنی فوائد بھی ہیں اس حیثیت سے دعا کرتا ہوں کہ یہ تو شکر بھی کیجئے لیکن مقصود نہ سمجھئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حالی: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) اب ذکر کے بعد دیر تک دل پر اثر رہتا ہے۔

محقق: الحمد للہ۔

سوال: ایک رات بارہ تنبیح کے بعد دعا مانگا تھا کہ یا اللہ! اس تسبیح کی برکت اس (سلوک) کے راستے کے بزرگوں کی برکت سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور سردی کی وجہ سے منہ و چادر میں چھپائے ہوئے تھا کہ نیک چمک لگا رہا ہے ہوئی کہ میرے دھڑکنے کھڑے ہو گئے ڈرا تو نہیں مگر دل کی حضور (یکسوئی) میں خلل آ گیا یہ کیسا

تھا؟

خیراً! اکثر تو یہ انوار، سو فی ثانی صورت تخیل ہی کے تحت (صور تیس، اسی جیسی چیزیں) ہوتے ہیں مگر کبھی ملکوتی یعنی دوسرے (فرشتوں کے) عالم کے لطائف ہوتے ہیں اور ہر س میں یہ نمونہ میں مدکار اور یکسوئی کی علامت بھی ہوتے ہیں اس لئے محمود ہے مگر (اس کو) مقصود نہ سمجھا جائے۔ جب چش آئے شریعتیں مگر کامل نہ سمجھنے نہ جان بوجہ کس اس کی طرف توجہ کی جائے اور اگر بہت زیادہ ایسا ہوتا تو کچھ کو پھر اطلاع دیں۔

نحوۃ الخصال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق توجہ کی تہذیب کے بعد تہذیب پر اکتفا ہوں اس کے بعد حضور کے حکم کے مطابق آنکھ وغیرہ بند کر کے دیکھتے ہوں تو کچھ کو ہنر رنگ آسمان کا سامعہ معلوم ہوتا ہے اور اس میں نیلے رنگ کے ستارے بھی نظر آتے ہیں۔ میں نے پہلے جب تحریر کیا تھا تو حضور نے حکم دیا کہ تو پڑھتا رہو۔ چنانچہ یہ قبل ارشاد برابر پڑھا کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالات محمود ہیں۔ یہ انوار (رنگ) انوار جو نظر آتے ہیں بعض مسلمانوں کے حاصل ہونے کی وجہ سے محمود ہیں لیکن مقصود نہیں اس لئے ان کی طرف جان بوجہ توجہ نہ کی جائے اور نہ ان کو کامل سمجھا جائے۔ اصل مقصود ذکر حق ہے اس میں استقامت کے ساتھ مشغول رہنے۔

نحوۃ الخصال: ان رات چوتیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھنے کا جو معمول ہے آپ توجہات گرامی سے وہ مسلسل جاری ہے۔ الحمد للہ یہ شخص ان کا انعام اور احسان ہے۔ نئی حالت کا اقتدار حضور میں ضروری ہے دنیا کی جو حرکت ہنس مٹتی ہمیشہ بغیر مفہوم کے محسوس ہوتی تھی اب وہ برکت سونے جاگنے چلنے پھرنے میں بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے بلکہ نماز میں بہت زور شور سے ہوتی ہے اور (اس سے) اسم ذات سمجھ میں آتا ہے۔ اس کے سامنے وہ کس طرف اور بھی چند جگہ بلکہ کبھی تمام جسم سے یہ حرکت اسم ذات معلوم ہوتی ہے۔ سب ذکر ذاتی گرامی (بوجھ) اور نامور معلوم ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ یہ جان کا بن جائے اور شب و روز ہی دھین میں لگا رہوں اور ایک لمحہ کو غفلت نہ ہو ہر بال کی جز سے ذکر جاری ہو جائے حضور کی دلی سے دعا کی ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں اگر کچھ ارشاد کی ضرورت ہے مقرر فرما دیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے سے معمول ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد تہذیبی دین دینے ہی بیٹھ جاتا ہوں اور دین سے رخصت اور آخرت کی آمد کے وقت کو سوچتا ہوں اور پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ فیصل رسول کریم ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کے فیض حضور کے قلب مبارک سے میرے قلب میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دل لگتا ہے اور اپنی طرف سے اذکار مشغلوں کے، دلوں کی طرح انوار آتے ہوئے معصوم ہوتے ہیں۔ پھر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا نقوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضور

اقدس مدظلہ اعلیٰ کے جملہ مقاصد دینی و دنیوی پورے فرما کر رحمتی برکتوں کو نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی و برکات و توجہات سے اسی وقت اس ناکارہ پر بھی چار طرف سے انوار کا نزول ایسا ہوتا ہے کہ تمام جسم کو گھیر لیتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ کرسی پر سیدھے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایسے مستغرق (ڈوبے ہوئے) اور ذات باری کے مشاہدہ میں تھم ہیں کہ خلق دوسری طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس صورت میں دیکھتا ہوں کہ مولانا ممدوح (حضرت نانوتوی) کے برابر کرسی پر چار زانو بیٹھے ہیں اور عادت شریفہ کے مطابق مسکرا رہے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی کے برابر پیچھے کی طرف فرش پر مولانا احمد حسن صاحب امروہی کھڑے ہوئے ہیں۔ ان سب حضرات کو روزانہ آیہ ہی حالت میں دیکھتا ہوں مگر کبھی کبھ بات چیت نہیں ہوتی۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ یہ ان حضرات کا دیکھنا خواب میں دیکھنا تو نہیں ہے بیداری کا دیکھنا ہے مگر کیسا دیکھنا ہے؟ یہ بات پوچھنے کی ہے کہ نماز میں حرکت قلبی کا زور خود جس سے ذکر اہم ذات سمجھ میں آتا ہے اور اس کی طرف دھیان نماز میں کچھ رکاوٹ ڈالتا ہے یا تو نہیں ہے؟ جی چاہتا ہے کہ یہ دینی نماز اپنی حرکت سے ادا کی جائے زبان سے کچھ نہ پڑھوں۔

تحقیق: سہری السلام سلیم معمول ماشاء اللہ کافی ہے۔ حرکت اعضاء جسم کی رگوں میں نمودار ہے کیونکہ مقصود کے لئے ہڈی کا رہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی طبی بیماری نہ ہو۔ جس کی تحقیق کسی حاذق (ماہر) طبیب کے مشورہ سے ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کسی حال میں مقصود نہیں اس طرف انتہاء نہ کیا جائے نہ ذکر میں کمی یا سستی کی جائے۔ ذکر چھوڑ دینے سے پھر یہ حالت نہ رہے گی۔ اس سے اطمینان رکھا جائے کہ یہ نماز میں بالکل خل نہیں۔ یہ دو بار دیکھتا ہوں کہ اس طرف جان بوجھ کر التفات نہ کیا جائے۔ قرآن و اذکار کو زبان سے ادا کرنے میں ذرا برابر بھی خرابی یا کمی نہ ہو۔ باقی حالات انوار وغیرہ کے نظر آنے اور نیند کی طرح کے واقعات کا پیش آنا یہ سب ذکر کی تاثیر کی خوشخبریاں اور علامات ہیں اور جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ پسندیدہ ہیں جبکہ کوئی طبی بوجھ نہ ہو اور مقصود نہیں ہیں۔

مقصود کی طرف متوجہ رہ کر کام میں لگے رہنے اور اتباع شریعت کو کام کا ہمار سمجھنے کہ اس میں کمی ہوتے ہوئے سب حالات ظلمانی ہیں اگرچہ دیکھنے میں انوار ملی ہوں اور اس کے ہوتے ہوئے سب حالات نورانی ہیں اگرچہ دیکھنے میں ظلمانی ہوں۔ میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انکار سے بھی نجات دے باقی خیریت ہے۔ والسلام

نکات: عرصہ ہوا کئی مرتبہ اور آج کل بھی بہت کم کبھی مستردوں کے رنگ کی طرح چمک محسوس ہوتی ہے جو شاید

ایک سینکڑ کے بعد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اکثر یہ اخلاط (جسم کے چار غلطوں) کے انوار ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ملکوت (فرشتوں کے عالم) کے (بھی ہوتے ہیں) سردیوں وغیرہ مقصود ہیں۔ مگر فائدہ دونوں میں ہوتا ہے اور وہ فائدہ یکسوئی ہے۔ لیکن اگر مزاج میں خشکی اور حرارت بڑھ جائے تو پھر نقصان دہ ہے اس لئے کسی حسیب حاذق سے اس کی تشخیص ضرور کرالیتے۔

تحال: کبھی ذکر کی حالت میں ایک طرح کی روشنی جو کبھی کی طرح ہوتی ہے نظر آتی ہے۔ دھروں نے بھی اس روشنی کو خام کے سونے کی حالت میں دیکھا ہے۔

تحقیق: بھاریہ ذکر کے انوار ہیں جو اس صورت میں نظر آتے ہیں محمود ہیں مگر مقصود اور کمال نہیں ہیں۔

تحال: رات کے وقت ذکر میں یہ خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ذکر الہی کی نیند میں رکاوٹ بنتا ہو اور وہ ادب کی وجہ سے نہ کبھی ہوں اس کے بارے میں جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

تحقیق: بے تکلفی کا رشتہ ہے پوچھ لیا جائے۔

تحال: غلام میں برا عیب یہ ہے کہ بہت جلد غصہ سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر آج کل اس عیب میں زیادتی ہے۔

تحقیق: یہ زیادتی عارضی (وقت) ہے ذکر کے آثار کے غلبہ سے آزادی بڑھ جاتی ہے آزادی سے غصہ بڑھ جاتا ہے مگر ذکر کے آثار کے پکا ہونے سے جہنمی (کیفیت ٹھہراؤ کی کیفیت) حاصل ہو جائے گی۔

تحال: جب مغرب کے بعد ذکر کیا تو ذکر کے دوران ایک دریا نظر آیا اس پر پتھر کا پل تھا۔ دو شخص ایک بڑی جلی (جالی) سے وہ چیز مروا رہے جس میں بیلوں کا جھوسہ باندھا جاتا ہے) کو پکڑے ہوئے لئے جا رہے ہیں اور اسی جالی میں ایک بد شکل آدمی بیٹھا تھا۔ اور اسی میں انہیں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے اس جالی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو اور سب اینٹ پتھروں کو دریا میں ڈال دیا۔

تحقیق: رساوئیں و نظرات کا ذخیرہ تھا یہ اس کی صورت مثالیہ تھی مسموئیں (دوسرے ڈالنے والے) کی صورت کے ساتھ تھی۔

تحال: کل سے یہ حالت ہے کہ اگر کوئی جوتہ بھرنی بری شکل کا بنا ہوا ہو تو اس کو دیکھ کر دل بے چشتا ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کھانا صفائی کے ساتھ پکا ہوا نہ ہو تو اسے کھانا تو درکنار اس کو دیکھ کر طبیعت، لاش (ستلانے) لگتی ہے۔ چنانچہ کل ایک صاحب نے میرے قریب بیٹھ کر کھانا کھایا جس سے طبیعت دیر تک لاش کرتی رہی کیونکہ اس میں صفائی نہ تھی بلکہ بہت گڑبڑ تھی۔

تحقیق: یہ نکافت و لطافت ہے جو ذکر کے سرایت کر جانے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں اعتدال کا لحاظ رہے یعنی اس کے حاصل کرنے میں نہ وقت ضائع ہونے کی خاطر ہر بلشتی تھخیر ہو اور نہ کسی کو ایذا ہو۔

حُضُور: ہر وقت با وضو رہنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: یہ طہارت ہے جو ذکر کا مطلوب اثر ہے۔

حُضُور: چنانچہ اس پر دو دن سے عملدرآمد بھی آسانی سے ہو رہا ہے جو پہلے مشکل ہوتی تھی وہ اب نہیں ہے استقامت کی دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا کروں گا۔

حُضُور: یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ظاہری اشیاء سے قلب پر ایسا برا اثر ہوتا ہے تو اگر خدا فرماتے شتہ مال (خلک و شہد والا مال) پیچھے گا تو اس کا کتنا سخت برا اثر ہوگا۔

تحقیق: یہ ہدایت ہے۔

حُضُور: ویسے تو اکثر ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ کبھی کبھی قلب سے اچانک اہم ذات جاری ہو گیا اور کبھی دو دن اور دو رات مسلسل قلب جاری رہا۔ کبھی دو دن اور ایک رات کبھی ایک دن ایک رات کبھی صرف ایک ہی دن۔ ایسا ہوتا تھا کہ اٹھتے بیٹھتے خود کسی کام میں معروضیت ہو تب بھی اور فراغت ہو تب بھی برابر جاری رہتا تھا۔ گویا یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ایک مشین ہے جس کو کسی نے چابی دے دی ہے اور وہ مسلسل اپنا کام کر رہی ہو اور روکنے سے رکتی ہو۔ یہاں تک کہ طبیعت پریشان ہو جاتی تھی اور تھک کر غڑھال ہو جاتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ دل اب ٹھکا چاہتا ہے لیکن بہت دنوں سے یہ حالت ختم ہو گئی تھی۔ افسوس ہے کہ خوبی قسمت (قسمت کے برا ہونے کی وجہ) سے ان میں سے کسی حالت سے بھی میں حضور کو مطلع نہ کر سکا۔

تحقیق: اس کا سبب یا تو وہی ہے جو اوپر لکھا اور کبھی یہ ذکر کے آثار اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حُضُور: جب سے میں نے پہلا خط خدمت والا میں بھیجا ہے یعنی ۲۴ مئی ۱۹۷۱ء سے طبیعت میں ایک قسم کا کشادہ رہتا ہے اور کچھ عیب طبع کی حالت رہتی ہے۔ جس کے لئے مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اس کا خاکہ حضور کے سامنے پیش کر سکوں۔

تحقیق: اسی طریقے سے پیش کر دیا کیجئے وہ نافع ہوتا ہے۔

حُضُور: کسی کی ذرا سی بھی دل آزاری بری لگتی ہے اور بس کچھ ایسی حالت ہے کہ جس کو میں خود بھی کچھ نہیں سمجھ سکتا حالانکہ ذکر میں وہ ذوق اور شوق نہیں ہے جو کہ حضور کے نیاز حاصل ہونے سے پہلے جب میں کبھی ذکر کرتا

تھا ہوتا تھا۔

تحقیق: ایسی کیفیات کو تہذیب ہوتا ہی نہیں۔

حکائی: جہاں تک مجھ سے ہو سکا اور مجھے الفاظ ملے میں نے اپنی حالت تحریر کر دی لیکن انہوں نے اس کا ہوتا ہے کہ جب دوسروں کی حالت کو اپنے سے مقابلہ کرتا ہوں تو اپنی حالت کو بالکل ردی پاتا ہوں اور اس محرومی پر کبھی خوب رونے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق: بس اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ہر دوسروں سے بڑھا دیا شکر کیجئے۔

حکائی: حضور والا کے ارشاد کے مطابق ذکر و اسم ذات صبح کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ اور ذکر نعلی اثبات عشرہ کی نماز کے بعد تہجد پڑھنے کے بعد چھ سو مرتبہ پابندی سے کرتا ہوں۔

تحقیق: کیا طبیعت کچھ اضافہ کو برداشت کر سکتی ہے؟

حکائی: آدھار پارہ تلاوت بھی کرتا رہتا ہوں لیکن کچھ فائدہ محسوس نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: فائدہ کی تفسیر کیا ہے۔

حکائی: غصہ و غیظ ان کا بہت غلبہ رہتا ہے لیکن خدا کے فضل سے: اپنے وحشی الامکان ان کے غصہ سے بچاتا رہتا ہوں۔

تحقیق: تو یہ محفوظ رہتا یا کہ فائدہ ہے۔

حکائی: جو جیسے امور خلاف شریعت ہیں کہ جنہاں مجھے علم ہے خدا کے فضل و کرم سے اور حضور کی دعا کی برکت سے ان کا مرکب نہیں ہوتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ اس کو آپ فائدہ کیوں نہیں سمجھتے۔

حکائی: لیکن پھر بھی ۔

یہ الف فیش نہیں سمجھتا آئینہ ہنوز ﴿﴾ چاک کرتا ہوں میں جس دن سے گریبان سمجھا

تحقیق: یہ ایک الف ہی اگر محکم (مضبوط) ہو گیا تو الف (ہزار) سے بڑھ کر ہے۔

حکائی: جناب کے حکم کے موافق اپنی حالت لکھتے ہوں۔ طبیعت اکثر تنہائی پسند ہے لوگوں سے بولنے کو طبیعت اس وجہ سے نہیں چاہتی کہ شاید میری بات لوگوں کو تکلیف پہنچائے۔ اگر کوئی گنہ ہو جاتا ہے تو توبہ وغیرہ بہت کرنے سے باز ہو جاتا ہے کہ شاید میری بات لوگوں کو تکلیف پہنچائے۔ اگر کوئی شرعی ہے اور اپنی خواہ عرفی ہو جاتی ہے تو اکثر رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ جناب مجھ پر عارض ہو رہے ہیں اور کبھی مارتے بھی ہیں۔ یہ واقعات اکثر سونے جاگنے کی حالت میں پیش آتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کے وقت کے علاوہ بھی ذکر میں نہیں ہوتا کہ نیند کا غلبہ معلوم ہوا لیکن پوری نیند نہیں

آتی لوگوں کی آواز بھی سنائی دیتی ہے اس وقت ایک جھن جھن کی طرح کی آواز سنائی دیتی ہے پھر (ایب) گنگا ہے کہ سردے جسم میں کیلپ ہٹ ہوگی اس کے بعد تمام جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ ایک مقام ہے وہاں بھی آپ کو دیکھتا ہوں کہ مجھے نصیحت فرماتے ہیں۔ کبھی آپ کے بجائے دوسرے شخص یہی نصیحت کرتا ہے اس وقت یعنی آواز سننے کے وقت جو لڑخہ آتا ہے اُنھ کو بھانپنا چاہتا ہوں لیکن قدرت بانی نہیں دیتی۔

تحقیق: یہ کیفیات ذکر کے اثر اور کمزوری کے اثر سے مرکب ہیں اس لئے ضعف کا علاج طبی ضروری ہے۔ بانی سب حالات ماشاء اللہ نہایت اچھے ہیں۔

حضانہ: آج رات تہجد کے بعد معمول کے مطابق وظیفہ پڑھ رہا تھا اور بیدار ہی تھا کہ چانک ایسا لگا کہ سیاہ آسمان پھٹ گیا ہے اور اس کے چٹکے ہوئے سرے ہیں۔ اسی وقت ایک قسم کی گھبراہٹ ایسی ہوئی کہ وظیفہ کا پورا کرنا بھی مشکل ہو گیا اور بدن پر لڑخہ (سپکاپٹ) محسوس ہونے لگا جی چاہتا تھا کہ وظیفہ چھوڑ کر جنگل بھاگ جاؤں۔ مگر بھلا اللہ وظیفہ کو پورا کر کے ایب گیا مگر لینے سے بھی بے چینی فخر نہ ہوئی حتیٰ کہ آٹھ بجے صبح تک تو نہایت ہی پریشان رہا۔ پہلے جدول کی طرف نظر کرتا تھا تو سیاہ لگتا تھا آج صبح کو جو دیکھا تو نیچے کچھ حصہ سرخ معلوم ہوا اور آٹھ بجے کے بعد پھر جو وظیفہ کرنے بیٹھا تو ایسی تو پریشانی نہیں رہی مگر بے چینی باقی ہے دعا فرما دیجئے۔ کہ اللہ پاک ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔

تحقیق: یہ صورت فناء ہستی کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے اور اس کی فانی کی ابتداء اصول اخلاق (اخلاق کی جڑوں) سے شروع ہوتی ہے جو متبرع (جس کی ابتداء کی جائے) ہونے میں آسمانوں کی طرح ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ذکر نے سریت کو شروع کیا ہے اور جی کا اثر اس کی تبدیلی میں ظاہر ہوا ہے مبارک ہو۔ یہ سب اہم نکات (نظر آئے) مثالیہ ہیں۔

ذکر میں رونے کو نہ روکنا اور مقررہ تعداد سے زیادہ ذکر کرنا پسندیدہ ہے
حضانہ: ان دنوں ذکر کرتے کرتے کبھی بڑے زور سے رونا آتا ہے یہاں تک کہ کبھی آواز بلند ہونے لگتی ہے۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ گرچہ مغرت کے ارشاد کے مطابق (ذکر کی) تعداد پوری ہوئی مگر تعداد اور بھی ذکر کروں۔
تحقیق: ضرور سمجھئے بہت نمود (پسندیدہ) ہے۔

ذکر میں حضور قلبی (یکسوئی) نہ ہونے کا علاج

حضانہ: تقریباً دو ماہ سے ذکر چہرہ بند ہے۔ ذکر پاس افکاس خود ہی سے دس سے نہیں جاتا ہے جو کہ حضرت علیؑ

گنگوہ و جتوہی نے تعین فرمایا تھا۔ اس ذکر پاس انہیں کو مراقبہ اور غیر مراقبہ میں کرتے ہوں لیکن دس جتنا نہیں حضور ہی بالکل نہیں ہوتی۔ ذکر جہر میں اکثر حضور قلب بھی ہوتا تھا ایسا معصوم ہوتا تھا کہ عرش کے قریب میں ہوں اور زیارت خداوندی سے سرور ہوں اور ذکر کے وقت اپنا خیال نہیں دیتا تھا۔ اس کے ساتھ ہر دوسری بعض شیخ اور بعض وظائف بند ہو گئے۔ سخت افسوس ہے وہ فرمائیں کہ اس مراقبہ کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: نذر کرتا ہوں۔ ذکر کی قیود کو بالکل چھوڑ کر صرف زبانی ذکر جتنا ہو سکے ایک مہینہ مقدار سے لازمی طور پر کچھ خواہ حضور ہو یا نہ ہو اور پھر وہ جتنے کے بعد مجھ کو اطلاع دیں۔

جتنا ذکر ہو سکے کافی ہے

حکایت: اکثرین حضور کے حکم کے مطابق ایک ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے پورا استغفار بھی لیکن ہر وقت پڑھنے کا موقع پڑھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہیں ملتا۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں جتنا آسانی سے ہو جائے کافی ہے۔

ذکر خفی

حکایت: الحمد للہ ذکر اسم ذات جو آنجناب نے تعلیم فرمایا تو ٹوٹی پھوٹی حالت میں کرتا رہتا ہوں مگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو چھائی نہ سننے کی وجہ سے نادم ہوتا ہے اور ہم خیال ہوگئے نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت ذکر سے رکتی اور شرابی ہے۔ چار پانچ روز یا کم زیادہ چھوٹ جاتا ہے ایسی صورت میں کچھ تجویز فرمادیجئے۔

تحقیق: ذکر خفی کیجئے۔

سوال: بلکہ جہر سے بھی ذکر کرنے میں مہر میں بچے کے جائے اور رونے سے کام میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں کبھی کبھی خفی یعنی بالکل منہ میں پڑھوں تو کیا۔

جواب: ایسے وقت بھی ضروری۔

حکایت: حضور نے جو ذکر و شغل ارشاد فرمایا تقاربات میں بارہ شیخ نذر ان میں چھ ہزار بار اسم ذات شغل پاس انہیں اس میں مشغول ہوں لیکن دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتے ہوں۔

تحقیق: ضرب کے بغیر خفی کرنا چاہئے اور اگر اس سے بھی کچھ تکلیف ہو تو کچھ عرصہ بند کر دیجئے اور اس کے بجائے درود شریف یا تلاوت قرآن کافی ہے۔

سوال: ندوی آکسفورڈ کے ارشاد و تعین کے مطابق تین وقتوں میں اسم ذات کا شغل کر رہا ہے۔ آواز سے

ذکر کرنے میں دوسرے لوگوں کو کچھ تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے اور سر میں کسی قدر رُسّی آتی ہے۔ بہت کیا جائے یا آواز سے کیا جائے؟
جواب: ایسی حالت میں آہستہ ہی وارہ ہے۔

حضور کے ہمیشہ رہنے کا طریقہ

تحال: حضور کی توجہات کی برکت سے کبھی کبھی نماز میں در نماز کے علاوہ بھی حضوری کی ادلت حاصل ہوتی ہے۔ شرجس دولت علیہ ہوتا ہے اورت سے زبان بند ہو جاتی ہے اور نماز میں ہر حق واقع ہوتا ہے تھوڑی دیر یہ کیفیت راقی ہے۔ حق پس چاہتا ہے کہ حضور جیسے صلہ اور صرفہ حق اور مطلق (بائیں) وجود کے کچھ بھی معصوم نہ ہو (اللہ تعالیٰ کی) رحمت اور نور پر کا شمار کے حال کے مناسب کوئی طریقہ رشا فرمایا جائے۔
تحقیق: جتنا ہو سکے دل کی توجہ کے ساتھ ہمیشہ ذکر کرنے سے یہ سب متہدد ہو جائے۔ حق پر فرمائے ہیں حاصل ہو جاتے ہیں اس کو مانو نہ کیجئے اور کبھی کبھی حالات کی اطلاع اور کبھی کبھی ملاقات اور کرمین ہوتے کبھی کبھی ہفتہ وار دن کا (پہلاں) قیام میں بہت مددگار ہے۔

زہنی ذکر

تحال: ذکر پاس اندس پر بھی مدد ملتی حاصل نہیں ہوتی خیال آگیا آگیا اور نہیں۔
تحقیق: مختلف مشاغل میں دل کی کافی ہے۔ مناسب ہے کہ یہ مشاغل کے بجائے زہنی ذکر اختیار کیجئے۔
تحال: حق سبحانہ و تعالیٰ کے انھیں ذکر سے نام کام میں لایا ہوا ہے۔ حضور علی کی اپنات کے مطابق ذکر اور احقرات کا پاس اندس اور زہنی ہم سہرک ہا باطل معمولی طریقہ سے نہیں دم سدوی (سید میں سانس روک کر اللہ اللہ کہتا آتا ہے۔ درود شریف اور مناجات قبول کا کرم استغفار عذرت قرآن شریف اور (وہ) انکار جس کی اطلاع غلام دے چکا ہے پڑھتا ہے۔

تحقیق: سب معمولات مناسب ہیں لیکن جس دہر چھوڑ دیا جائے معلوم نہیں یہ کس کے کہنے سے شروع کیا اور پاس اندس ذکر مانس سے کرتے ہوں اس کا طریقہ بھی ہیں دوسری جتنی سانس کی تید کے بغیر صرف زہن سے ذکر پوری رہیں۔

تحال: اشرق کی نماز چار رکعت چاشت کی نماز چار رکعت کبھی کبھی عصر سے پہلے چار رکعت مغرب کی نماز کے بعد ایمین کی نماز چار رکعت، قرآن مجید ایک منزل، مناجات قبول ایک منزل، اسات مبارک حضرات صحابہ

یہ دشمن و دشمنی کے روزانہ حضرت جلال و عظمت و عظمت کے نام تک اور بندہ میں ایک مرتبہ چائے کی حالت میں بعض اوقات پاس انگلیس کا کریم جانی ملتا ہے۔

تحقیق: اس انگلیس کے مقابلے میں نہ ہونی نہ زیادہ مفید ہو۔

حالات: کبھی کسی نام میں زیادہ مشغولی ہو تو اللہ تعالیٰ کا خیال ذہن میں نہیں رہتا اور اکثر وقت یہ داشت جا کھٹ قائم رہتی ہے۔

تحقیق: انہی یہ خیال ہے جو معتبر ہے۔

صوفی نشو و نما کا دور نہ کھد جائے ﴿﴾ بسیار سفر پایہ ۲ پختہ شود خدے

تشریح: صوفی کے دل کی مثال اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مشغول کو نہ اٹھائے بہت سفر کرنا پڑتا ہے، کہ کچھ پختہ ہو کر پکا صوفی بن جانے کے لئے۔

حالات: اس کے علاوہ جو وظیفہ مناسب حال ہو ارشاد فرمائیں۔ ایک ہفتہ سے شجرہ طیبہ کا یہ شعر بہت افسانہ پڑھ چکا ہوں اور پھر بھی پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ سناٹا طیبہ لعش الی۔ (تو تھکا: اس میں عشق بھرا ہوا ہے)۔

دل سرا ہر دم می تو حید سے ارشاد رکھ ﴿﴾ ہے خود ہم بنا اپنے سے ہن ہشیار رکھ

حضرت اشرف علی دہلوی کے وارث۔

تحقیق: دوسرے شاعر کی اشعار کی کچھ ضرورت نہ تھی ریا کا شیعہ ہوتا ہے۔

حالات: جب سے احرار نے روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل پڑھنا شروع کی بعض قریبی امور کو ثواب پہنچانا معمول کر لیا کہ ہر بعد کو اپنے سلسلہ کے اجداد کو مسلسل ثواب پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ جو کہ جو قرآن شریف

ختم ہوا ہے اس کا ثواب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پہنچایا ہے۔

تحقیق: کیا اس ثواب رسائی میں کسی باطنی نفع کی بھی توقع ہے؟

سوال: حقانہ بھون میں آستان میں حاضر ہو کر وہ بعد رہنے کا کیا ارادہ ہے۔ حاضری خدمت کے علاوہ جو وقت بچے گا اس میں احقر کے لئے جو خدمت حضرت والا تجویز کریں اس کی تعمیل میں امکان کی کوشش کریں گا۔ بیکار رہنے کی مجھے عادت نہیں ہے۔ خالی دلی بھی گھبرانے کا دن بھر قرآن مجید پڑھنا ممکن نہیں۔

جواب: میرے تمام وعظ دیکھ ڈالے۔

سوال: دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ زندگی میں اپنی مرغیات میں رکھیں اور خاتمہ بالآخر فرمائیں۔

جواب: آمین۔

تھوڑا وظیفہ بھی کافی ہے

بخاری: رات کو دس بجے سو کر آخر رات میں تین سوڑے تین بجے سے پہلے آٹھ نہیں کھلتی۔ اس میں بھی جب تک تہجد اور نماز سے فارغ ہو کر صبح کی نماز سے پہلے پندرہ بیس منٹ کے لئے دوبارہ نہ سو جاؤں تو بہت سستی ہوتی ہے۔ اسی لئے دوبارہ تسبیح تفکوں کے بعد بیس پڑھ سکتا صرف تفکوں ہی پر اکتفا کرتے ہوں۔ نہ غور و فکر و محاسبہ کو کچھ دیر ملتی ہے۔ عشاء کے بعد جب سے یہاں کی ملازمت کا معاملہ مذہب (شک میں پڑا) ہوا ہے ایک شخص کے بتانے پر ساڑھے چار ہزار دفعہ مع اول و آخر دو شریف کے اسم ذات اللہ اللہ کا ورد ہے جس کی وجہ سے عشاء کے بعد بھی بارہ تسبیح نہیں پڑھ سکتا اسی طرح دوسری نمازوں کے وقت بھی۔ یسین شریف، الرحمن شریف، مزل شریف، آیہ الکرسی چاروں قل وغیرہ کا معمول کئی سال سے ہے اس لئے ان وقتوں میں بھی وقت نہیں ملتا۔ لہذا عرض ہے کہ اگر ارشاد ہو تو بعد عشاء کا موجودہ ورد ترک کر دوں۔

تحقیق: نہیں جو ہو رہا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

ذکر خفی وغیبی سلام کا جواب

بخاری: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق ذکر بارہ تسبیح کا ورد کرتا ہوں۔ الحمد للہ اس کی برکت سے منہیات (ممنوع چیزوں) سے نفرت مند وہاں (مستحب چیزوں) کی رغبت طبعی طور پر ہو رہی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی یہ حالت تھی مگر اب اور زیادہ ہو گئی ہے شوق زیادہ فرصت کم ہے۔ شروع ذکر سے اب تک سر میں ورد رہا کرتا ہے اس کو تھریک نزلہ و غلبہ بردوست (مخففہ کا غلبہ) تصور کرتا ہوں۔ چونکہ ذکر شروع کرنے کے بعد سے یہ واقعہ پیش آیا ہے اس لئے خدمت شریف میں عرض ہے اس وجہ سے بعض دن ذکر خفی کرتا ہوں اس کے بارے میں حضرت والا کی رائے چاہتا ہوں۔ باوجود مریام قیمل فائدہ کثیر معلوم ہوا ہے یہ حضرت آپ کی کرم و عنایت کا ثمر ہے آگے اور کان بند کرتے وقت لفظ اللہ تعالیٰ کی طرح سنائی دیتا ہے۔ اچھے خواب بھی آتے ہیں۔ الحمد للہ علی اہلنا۔

ہم نے تاویز بھائی اسد علی صاحب سلام مستون عرض کرتے ہیں اور ذکر پہلے کی طرح کر رہے ہیں ترقی کے شائق (شوق رکھتے) ہیں ذکر بارہ تسبیح کا شوق ہے مگر اجازت کے طالب و امیدوار ہیں۔ جسم کا حال صحیح و درست ہے۔ جناب بھائی صاحب کو ذکر کے دوران یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سلام مستون کرتا ہے مگر سلام کرنے والا نظر نہیں آتا ہے ایسی صورت میں سلام کا جواب دیں یا نہیں اب تک جواب نہیں دیتے ہیں۔

تَحْقِيقُ: آپ کی حالت قابلِ مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ، بابرگ فرمائے: ایسی حالت میں غمی ہی مناسب ہے۔
 اور علی صاحب کو بارہ شیعہ کا اگر شوق ہو تو اجازت ہے مگر محاسن سے ضرور اطلاع دیتے رہیں اور کبھی روزہ کی کثرت رکھیں اور بچے گھنٹہ سے کم نہ سونیں۔
 سلام کا جواب ایک روزے دیا کریں اور بس۔

ذکر و شغل کے آثار پورے کسی رسالہ میں جمع نہ ہونے کی حکمت

سُئِلَ: بہت دن ہوئے حضرت آپ نے فرمایا تھا کہ بعض کتابوں میں تصوف کے ذکر اور شغل کے آثار رکھے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ کوئی ایسا رسالہ تحریر فرمائیے جس میں ذکر اور شغل کے چوتھے آثار معلوم ہو جائیں۔ اس سے طالبین کو رغبت زیادہ پیدا ہوگی کوئی رسالہ مستقل اور مفید ایسا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اگر حضرت اس بات میں کوئی خرابی خیال نہ فرماتے ہوں تو فرصت میں (اگر آتا تو) تحریر فرمادیں۔ خادم کو بہت شوق ہے ورنہ حضرت کا جوار شاد و خادم کو وحی منظور ہے۔

جواب: ہر شخص کو ائمہ الملک حالات پیش آتے ہیں۔ (اس لئے) کہنے سے الزام نہ ہوگا کہ ایک دوسرے شخص کے حالات کا مشعر ہے گا اور نہ ہونے سے مایوسی و پریشانی ہوگی پھر ہر شخص کی (اُمم الملک) خصوصیات (کی وجہ سے) وہ حالات مختلف بھی ہیں اور اتنے (زیادہ) ہیں کہ چارے ایک جگہ جمع کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

تتبع سے ذکر

سُئِلَ: اندوی نے تہذیبِ مہینہ صفر کے شروع میں ایک خط حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس میں اپنے شغل و تعلیم کے بارے میں حضور سے سوال کیا تھا۔ چنانچہ یہ جواب آیا: "آپ چونکہ صاحبِ فہم ہیں اسی لئے عالم مشغول کا دستور العمل مناسب سمجھتا ہوں۔" حضور نے اس خاکسار کی بہت افری فرمائی ہے ورنہ میں عالمی شخص سمجھ بوجھ کیا جانوں۔ مگر ہاں امید ہے بڑی نسبت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ حضور کی زبان مبارک فرمائیں۔

اپنا حال یہ ہے کہ جب سے حضرت کا حکم ہوا ہے صبح کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ قرآن مجید کی تلاوت اور مناجاتِ مقبول عربی ایک منزل روزانہ پڑھتا ہوں۔ تہجد کی نماز کے وقت اُمم ذات کا ذکر خفیف جبر و ضرب (آواز و ضرب) کے ساتھ کرتا ہوں لیکن ابھی صرف تین ہفتہ تک پڑھتا ہوں اس سے زیادہ پڑھنے سے جی گھبراتا ہے۔

تَحْقِيقُ: اگر وضو نہ رہنے کی وجہ سے جی گھبراتا ہے جب بعد دعاے (یعنی آئندہ واں) مضمون سے مطلع ہوتا

ہے تو اس کے واسطے میں نے جو کچھ ہے اس پر عمل کیجئے اور اگر کوئی بات ہے تو صاف کہئے۔
 نئی نئی بڑی تالیف و تصنیف کے ذخیرے سے ہوتی ہے۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ ذکر کے دوران وضو نہ کرے گا ہے اگر
 وہ بارہ سو گریہ بکھر رہی کیفیت ہوتی ہے۔ مردی کی وجہ سے وہیں بھی بار بار وضو کے لئے اٹھنا ناگوار معلوم ہوتا
 ہے اور بالآخر کئی خیمہ میں غفلت پڑنے کا رجحان ہوتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ بیٹے بی بی اپنے خیمہ کر کے ٹھکانے
 ہو کر دیکھوں غور شدہ کی اجازت سے بغیر ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ دستور میں با وضو کر کے نہ تو
 کہہ ہے۔ اس کے بارے میں جو حساب ہو کر فرمایا ہے۔
 تحقیق: ضرورت ضروری نہیں خیمہ کرنا یا نہ کرنا اس قسم سے نماز و قرآن پاک کو ایسا ناہی نہیں۔

جنسی کا ہاتھ منہ دھو کر ذرا شغل کرنا

خیال: جب سے یہ مشغلہ شروع کیا ہے بدعنوانی (یعنی اختتام) کئی بار ہوئی، مگر اس سے پہلے نہیں ہوتی
 تھی۔ جس دن ایسا واقعہ ہوا تو تھے سخت غموں میں تھے۔

تحقیق: غموں کی یہ بات ہے۔

سوال: کیا بتاؤں مگر جسم کی ہائیڈرو کی مہلت میں صاف نکلے کچھ نہیں لڑ سکتا کیا اس حالت میں بھی ہاتھ
 منہ دھو کر کچھ دوسروں کو جان سے کچھ کئی یا بغیر اگر چار پانی پر بیٹھنے بی بی بیٹھے کر لیا کریں۔
 جواب: بالکل ہاں۔

عام آدمی کا ترقی کے بعد پچھلی تسبیح و تہلیل نہ چھوڑنا

سوال: بھائی! ذکر کی پوری تعداد ۱۳ ہزار سے ۲۴ ہزار ہے اور میں صرف تہلیل چار ہزار تک پڑھتا ہوں۔ اس وجہ
 سے مدت ترقی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کئی پوری ہو جائے تسبیح و تہلیل و تہلیل سو سو بار پانچ سو بار کے
 بعد پہلے معمول کے مطابق پڑھتا ہوں۔ اگر بیش ہے کہ پہلے ۱۱۱ تہلیل چھوڑوں یا پانچ سو بار یا پانچ سو کے
 بعد اور مناسب ہے۔

جواب: پہلے معمولات کو نہ چھوڑیے لیکن اگر ہمت ہو تو سب سے زیادہ ہزار تک پڑھا دیجئے اور اعلاۃ حالات
 سے دیتے رہتے۔

ذکر اسم ذات کا طریقہ

سوال: ذکر اسم ذات میں دو ہرمت اور تہلیل و تہلیل کے ساتھ اور تہلیل کا کیا تہجد ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا ہے اور جب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے تو طبیعت سے پیدا ہوئی کافی ہے۔

توہین کی حالت میں ذکر و شغل کا طریقہ

حالات: کسی ایسی روزہ لمغیپ میں قیام کیا جائے سے عجب طرز پر ہمار ہوتی ہے اور کبھی کبھی نفس ایسی سرکشی کرتا ہے کہ دل ہو جاتا ہوں۔ ہمیری ذکر کی وجہ سے دل میں شگفتگی بہت ہوئی ہے بلکہ آج تو بڑا اشتداد کر کے چھوڑ دیا ہے۔ اور اپنی آواز اپنے کان میں ہر طرح زور سے لگتی ہے اگرچہ آہستہ ہو۔ اگر ارشاد ہو تو لفظی ذکر کیا کروں یا اور جو چاہے (میرے) حال کے مناسب ہوا اگرچہ وہاں کوثر کرنے اور قوی کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہوں مگر بہت کمزوری ہو گئی ہے۔

تحقیق: یہ کمزوری ہے اس میں تغیر و تبدل لازم ہے پریشان نہ ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک روز تکسین حاصل ہو جائے گی۔

توہین دو چیزیں ہیں۔ خراش و خراش کا نام آخر سے قدرعہ ہمار

توہین آخر سے آخر دو کا نام ہے عنایت تو صاحب مراد

توہین کا اس ملک کے واسطے میں مسلسل حالت کرتے رہو یہیں تک کہ کوئی لمحہ فارغ نہ رہو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تھوڑا سا مہربانی ہوئے۔

حیر و ضرب بالکل راک و بچہ لکھی بغیر ضرب کافی ہے بلکہ اگر عدد (لکھی اور تعداد) میں کسی کی ضرورت ہو اس کی بھی جواز ہے۔ دماغ کوثر اور قوی کرنے کی تدبیر مانع ہوئی۔

حالات: عید اللہ تعالیٰ کے بعد سے دل میں بھی بند ہے مجھ کو بخار اور نزل کی شدت نے قلب کر دیا۔ بغیر اللہ تعالیٰ نصف مرض جاتا رہا ہے۔ حضور کے اخلاق اور غریب کی دلجوئی کرنے سے یہ تمام بھی مٹا گا خواہ بخار ہے۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ کئی وقت کی فحش نواز فضا نہیں ہوئی۔

تحقیق: جب تک دماغ پر صحت و قوت نہ ہو جائے معمولات شراب نہ کریں۔ ہاں انہی کسی قید کے زون سے یا قلب سے جو اگر آسوں لگے اس کا خیال رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ دعا۔

شغل پر ذکر کو ترجیح

سوال: عرض یہ ہے کہ حضور نے پہلے ۳۷ ہزار ذکر کے لئے فرمایا تھا مگر ایک مرتبہ کے بعد حکم ہوا کہ ۱۲ ہزار کیا جائے۔ اس دن سے فکر کے مطابق ۲۰ ہزار کرتا ہوں۔ اس مرتبہ تا بعد نے شغل بعد کے بارے میں عرض کیا

تھا بجا اب اس کے حکم ہوا کہ اس کو چھوڑ دو اب ضرورت نہیں ہے اس روز سے شغل مذکور کو چھوڑ دیا لیکن جو ایک گھنٹہ شغل مذکور میں صرف ہوتا تھا اس کو بیکار رکھنا شاق ہوا لہذا امیدوار معافی ہوں کہ حضور کی اجازت کے بغیر بارہ ہزار کے بجائے چوبیس ہزار مرتبہ ذکر اسی روز سے بڑھا دیا ہے جو وقت شغل احمد میں صرف ہوتا تھا اس کو ذکر میں صرف کیا مگر اپنی اس خود رانی سے ذکر عرض گزار ہوئی کہ اگر حکم ہو تو جس طرح کام کر رہا ہوں ایسا ہی کروں یا اس کی جگہ دیکھ اور جو ارشاد ہو اس کے مطابق عمل کروں۔

پس جبکہ: محمدی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم درجہ اللہ ویر کا شغل کی جگہ ذکر مقرر فرمایا میرے طریق کے عین موافق ہے اللہ تعالیٰ برکت فرمادیں۔

ایک مجلس میں ذکر کرنا زیادہ نافع ہے

سوال: حضور نے تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کو فرمایا تھا جو پڑھتا ہوں لیکن صحت و مشقت کی وجہ سے نامہ ہو رہا ہے پھر شروع کرنے والا ہوں یہ تعداد ذکر کی ہے یا صرف تسبیح پڑھی جائے۔

جواب: یہ دونوں ایک ہی بات ہوئیں۔

سوال: کسی ایک خاص ہی وقت پڑھا جائے۔

جواب: ہاں زیادہ فائدہ اسی میں ہے۔

سوال: یاد دل دوست میں پورا کر لیا جائے۔

جواب: اس میں بھی نفع ہے مگر پہلی صورت میں زیادہ ہے۔

تھکن میں ذکر کی کمی

سوال: دعا کا طالب اپنا معمول کرنا رہتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ تسبیح اور فجر کے بعد چوبیس مرتبہ اسم ذات اور ظہر کے بعد تین ہزار مرتبہ یا باسط یا باسط پڑھتا ہوں۔ ذکر کرنے کے بعد تھکن محسوس ہوتی ہے اور کبھی ذکر میں تھکن معلوم ہوتی ہے۔

پس تحقیق: اگر تھکن محسوس ہو تو ذکر کم کر دیں اور تقویٰ و طہران کی قوت کے لئے کسی طریق کے مشورہ سے علاج کریں۔

تصور شیخ

سوال: رات دن ہر وقت بکثرت آپ کا تصور رہتا ہے اتنا اللہ میاں کا نہیں رہتا مجھ کو اس حالت کے برا ہونے

کا خوف ہے۔ (کوئی) ترکیب ہو کہ اللہ سیماں کا تصور پراہم جائے۔

تحقیق: اس حالت کا کچھ مضائقہ نہیں جس کا تصور اللہ کے واسطے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے تصور کی طرف سے ہے حدیث ”من احبہم فحبی احبہم“ (کہ حدیث میں جو ایسا ہے کہ جو (میرے) صحابہ سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے اللہ سے محبت کرتا ہے) اس کی دلیل ہے۔

سوال: عرصہ سے خواہ ادنیٰ بات ہو خواہ باریک حال ہو یا (کوئی) سواں (ہو) یہی چاہتا ہے کہ آپ سے حق پوچھوں دوسرے علماء سے نفرت ان کے عقائد سے نقصان خواہ وہ اعلیٰ حق ہوں کیا یہ حالت مصارع کے قابل ہے؟
جواب: وہ نفرت نہیں ہے بلکہ بے رغبتی ہے در جب تسلی نہیں (ہوتی) ہوئی (تقاضا) ہوتا ہوگا یہ ایک غیر اختیاری حالت ہے اس میں کوئی برائی نہیں لیکن ان کو برا کہنا ان کا برا چاہنا نہیں ہونا چاہئے۔

ذکر و طاعات کے محصور ہونے میں حکمت

سوال: میرے ایک دوست نے ایک عجیب بات نبی جلد میں معلوم ہوا کہ وہ دوسروں سے بھی کہتے تھے خیر مجھ کو تو کوئی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ میں آپ کی کتاب اور رحمانی میں تسبیح کا سات ہونا دیکھ چکا ہوں۔ لیکن بعض دوسرے لوگوں کو ان کی تقریر سے شبہ ہو جائے۔ وہ کہتے تھے کہ مثنوی تسبیح پر بھی ملتی ہے یہ سب رب العالمین کی نعمتوں کا شکر یہ ہوتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رب العالمین تو ﴿إِن تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تحصوها﴾ (خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا بے ہودگی و نہیں کر سکو گے) بے شمار نعمتیں دیں اور ہم گن گن کر شکر کریں۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ بات اتر چاتی ہے۔ آپ کو اس وجہ سے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ کوئی معقول (معتدل میں آنے والا) علمی جواب ارشاد فرمائیں تاکہ ان کی بھی تسلی ہو اور ہم دوسرے بھی اس شبہ سے محفوظ رہیں۔

جواب: یوں تو تمام عبادتیں شکر ہی ہیں تو روز کی رکعات بھی محدود نہ ہوں روزے بھی محدود نہ ہوں۔ خود حدیثوں میں تسبیح و تہلیل کا عدد ایسا نفوذ باللہ (کر یہ بات ہو تو) وہ (عدد) اعتراض کے قابل ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محدود ہو (یعنی شمار کے قابل) ہونے میں اپنی عاجزی کے بارے میں ایک لطیف (باریک) اشارہ ہے (دیکھو) کہ ”اے اللہ! آپ کی نعمتیں نہ ختم ہونے (اور نہ شمار ہونے) والی ہیں (اور اس کا شکر یہ تھا کہ ہم بھی نہ ختم ہونے والا شکر ادا کرتے) مگر ہم ختم ہونے والا شکر نہ نہیں کر سکتے۔“ صحابہؓ بنی آدم کی ہر بات پر اللہ سے

شکر نصیب ہونے والا چندان کہ نعمت جائے تو اللہ عزوجل ہر نصیحت یا چنداں کہ نصیحتات ما

تو محمدؐ "تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہر دن کتنا ہیوں گا خدا ہمارے کوتاہیوں جتن ہے۔"

پھر (دوسری بات) یہ کہ تسبیح کے دانے اگر چہ شمار کے قابل ہیں مگر یہ (بات) بھی تو ممکن ہے کہ تسبیح پر کئی مرتبہ پڑھیں جو شمار کے قابل نہ ہو تو وہ (کہ ہم گن گن کر شمار کریں والا) کوسوسہ بھی نہیں رہا۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایسی تسبیح جس کے دانے ختم نہ ہوں ممکن نہیں ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تسبیح (ای) کو پھوڑ دیا جائے اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تسبیح کے بغیر ذکر کرنا تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ذکر بھی چھوٹ جے گا۔ دوسرے یہ کہ نہ ختم ہونے والے شکر کو شکر کہنے کی کوئی قطعی (یعنی) دلیل ہے کیونکہ ذکر خود بھی مستقل طاعت ہے۔

ذکر و شغل کے لئے اجتماع کا اہتمام نہیں ہونا چاہئے

سوال: ایک اجازت یافتہ کی طرف سے۔ اس سال متوطنین (تعلق دانے مریدین) نے جہائی اور دوری کی شکایت کی۔ بعض کا یہ خیال ہوا کہ بندہ جس زمانہ میں اس جگہ حاضر نہ ہو متوطنین ذکر و شغل لوگ ہفتہ میں ایک روز مثلاً شب جمعہ فرصت نکال کر سب ایک جگہ جمع ہو کر ذکر و شغل دگر میں مشغول رہیں تاکہ غلطی غفلت دور ہو اور سلامتی (خوش شدہ کی سلامتی) کا بھی سبب بنے۔ چنانچہ بندہ نے اس کو بہتر سمجھ کر اس عرصہ میں دو تین ہفتہ ایسی طرح تصدیق کر کے کچھ نصیحتیں سنائیں اور اکثر رات ذکر و شغل میں گزار دی۔ اگرچہ دائرہ وحدت نہ ہوا پھر بھی اس اجتماعی صورت میں ذوق و شوق و محبت کا اثر دیکھا گیا اس لئے اس طرح ہمیشہ حاضر ہو کر ہفتہ وار ذکر و شغل کرنے کے لئے اور ایک مہینہ میں رات بھر رہنے کو تاکید کر آیا۔ اگرچہ اس میں کوئی بدعت دیکھی نہیں جاتی لیکن پھر بھی چونکہ حضرت کی طرف سے اس قسم کا ارشاد گرامی صادر نہیں ہوا ہے اس لئے دل میں شک و شبہ ہوتا ہے کہیں سنت یہ (برائی عادت) تو نہ ہو جائے۔

جواب: آئندہ اس (برئی عادت کے ہو جانے) کا خطرہ ضرور ہے۔ خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں یہ بھی تو ممکن ہے اجتماع کا اہتمام بندہ نہ کرنا چاہئے۔

مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد کا مراقبہ)

مخالف: حضورؐ نے جب سے اس، بڑی حد درجائی ہے اور ہم ذات "اللہ" جبر سے اور ہو "خفی" اور تعداد میں تمیز فرما دیا ہے۔ بندہ مسلسل ادا کرتا ہے اور جب تک ادا نہیں کرتا ہے تو طبیعت پر رنج سار ہوتا ہے۔

کبھی سوٹا ہوں تو سوتے میں ذکر جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ پاس جو آوی ہوئے ہیں وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ بندہ سو رہا تھا تو سوتے میں ذکر جاری ہوا اور آواز اتنی بلند ہوئی کہ بندہ خود اپنی آواز سے بیدار ہو گیا۔ بیدار ہونے کے وقت بھی قریب تین چار منٹ تک وہ آواز اللہ جہ سے ہوئی جاری تھا۔ اب دل چاہتا ہے کہ کچھ تعداد پر حادی جائے اور مراقبہ کو بھی طبیعت بہت چاہتی ہے اب جو ارشاد عالی و عمل میں لایا جائے۔

تحقیق: اگر فرصت اور وقت ہو تو ایک ہزار اور پڑھائیں اور صوم و باجہ الموت کا مراقبہ شروع کر کے اطلاع دی جائے۔ باقی جو حالات تھکے ہیں مبارک ہیں مگر دماغ کی تڑپ (تر کرنے) کا ہمیشہ خیال رکھیں جیسے کدو کے تل کی ماش، بادام کا مغز اور کدو کے بیج کے مغز کا شیرہ مصری سے شیریں (بٹھا) کر کے پینا۔

خدر کی وجہ سے ذکر میں کمی

حکایت: دو عبادی تر دو بد نصیبی کی وجہ سے دن کو اس ذات چوبیس ہزار تکبیر نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سے آدھا یا چوتھائی کر لیا جائے۔

حکایت: اس لئے دل ہر وقت مغموم رہتا ہے لیکن مجبوری کی حالت میں تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح کی صوم سے اللہ پاک انجام دیتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: صبح کی نماز کے بعد قرآن شریف کبھی آدھا پاد کبھی ایک پارہ اور مناجات مقبول ایک منزل اللہ انجام کرتا ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

مراقبہ کی تعلیم

حکایت: بارش کی بھار دل پر پڑنے والا مراقبہ کرتا رہتا ہوں اگر اس میں غنڈگی ہوئی تو وقت کٹ جاتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے۔ درنہ مراقبہ ۲۰۱۵ منٹ کا اس حال میں مشکل سے گزرتا ہے۔ اس میں مصروفیت کی بات اب تک پیدا نہیں ہوئی یہ ضرور ہے کہ وہ نافع ہوگا۔ اطلاع عرض ہے۔

تحقیق: اب اس کو روزانہ نہ کیجئے دو دن کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حکایت: ہدایت کے مطابق مراقبہ کیا گیا پہلے کی طرح ہونے لگا یعنی بے ہوشی ہو جاتی ہے جی اب نہیں گھبراتا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

قلبی ذکر کے اقسام

سوال: ۲۸ مذہبی تقہد صوفیوں کے یہاں ذکر قلبی کس چیز کا نام ہے کیونکہ ان کی اصطلاح میں ذکر کی اقسام معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی ایک قسم دل کی ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ زبان سے جبر ہے۔ (یعنی آواز سے ذکر کرے) جس کو ذکر خیر بھی سنتا ہے اور دوسرے بھی سنتے ہیں۔

ذکر کی دوسری قسم دل کی ہوشیاری اور زبان سے آہستہ ذکر کرنا ہے جس کو ذکر مستہا ہے دوسرا نہیں سنتا ہے۔

ذکر کی تیسری قسم زبان کے بغیر صرف دل کی ہوشیاری کے ساتھ ذکر کرنا ہے۔ جس کو صوفیہ استحضار اور صرف شہود سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواب: فرمایا: یہ صحیح ہے ذکر قلبی (شہود قلبی) دل کی حاضری اور زبان کے واسطے کے بغیر ذکر کرنے کو کہتے ہیں۔

سوال: ذکر قلبی سے ذکر سری تک اور ذکر سری سے دوسرے لطائف تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فرمایا: جب ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری کہتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطافت پیدا ہوتی ہے تو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اسی طرح (ذکر) اخفی کو بھی سمجھ لو۔ یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری استراق جیسا ہے لیکن اشتراق میں غیبت ہوتی ہے اور اس میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور رہتا ہے۔

حالات: حال یہ ہے کہ چند روز سے میری حالت یہ ہے کہ دل سے آواز آتی ہے اور طبیعت نہایت لذت اور مزہ میں رہتی ہے۔ اکثر رات کے وقت یہ آواز صاف اللہ اللہ کی گنتی ہے یعنی ایسا لگتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا شخص اللہ اللہ کر رہا ہے۔ کبھی کبھی دن کو بھی یکسوئی اور تنہائی کے وقت یہی آواز اللہ اللہ کی آتی ہے۔ اور غلب کی جگہ پر حرکت اور لکھا تو ہر وقت محکوم ہوتا ہے۔ اکثر یہ بھی چاہتا ہے کہ تنہائی میں خاموش بیٹھ کر اسی آواز کو یعنی اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سنوں۔

میرے وظائف وہی ہیں جو حضور نے ارشاد فرمائے تھے اگرچہ یہ دینیہ پہلے عا سے پڑھتا ہوں مگر حضور نے بھی بیعت کرنے کے بعد انہی کو ترمیم اور منسوخ کئے بغیر باقی رکھا۔ وہ یہ ہیں درود شریف ایک ہزار بار تہجد کی نماز کے بعد بارہ شیع مغرب کی نماز کے بعد دو شیع یا حی یا قیوم کچھ روزانہ اخیر نامہ کے قرآن شریف کی تلاوت اب امیدوار ہوں کہ حضور ارشاد فرمائیں کہ میری یہ حالت کیسی ہے اور جو کچھ میں پڑھتا ہوں وہی پڑھتا رہوں یا کچھ اور ترمیم و تنسیخ ہونی چاہئے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے یہ (قوت) تخیل میں ذکر کر کے رنج جانے کا جو کہ باوجود مقصود نہ

مراقبات صرف علاج ہیں

سوال: یہ جو رہنمائی نے مختلف اقسام کے مراقبات توحید و تصورات و خیالات تصحیحی (تہذیبی) دی جانے والی صورتیں مثالیں، معین فرمائی ہیں اس سے صرف استحضار اور توجہ الہی مقصود ہے یا کچھ اور مقصود ہے۔ اس امر کا امکان ہے کہ غرض ان مراقبات توحید اور ہمدوست (سب کچھ وہ ہے) وغیرہ سے اپنی ہستی کی تقاریر و مشاغل اور حق تعالیٰ کا اثبات اور استحضار ہے۔

جواب: فرمایا: ”یہ صحیح ہے یہ سب حل (بہانے) اور علاج ہیں۔ ہمارے اشغال سے مخصوص صرف توجہ الہی اللہ ہے اور جب توجہ الہی اللہ حاصل ہو جائے تو ان تصورات کی حاجت بھی نہیں (رہتی ہے) چونکہ مجرود کا تصور (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور بغیر کسی مثال اور صورت کے) ہر شخص سے نہیں ہو سکتا اس لئے یہ سب طرق معین فرمائے گئے ہیں۔

یاد کے وقت ذکر کرنا

مثال: کوشش کرتا ہوں کہ ہر وقت زبان سے اسم ذات جاری رہے۔ مگر شروع کرنے پر جلد بھول جاتا ہوں۔
تحقیق: پھر جب یاد آئے کرنے گئے (قرآن پاک میں ہے) ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا أَنْسَى﴾ (تو یاد کر، آپ جب بھول جائے تو اپنے رب کا ذکر کیجئے)۔

قلب کا جاری ہونا

مثال: زبان اگر دوسری بات میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل مسلسل ہوتا ہے اور ادائیگی خوب محسوس بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وجہ کہ میں نہ رہتا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا میں ذکر قہری ہوتا ہے پھر بھول ہو جاتی ہے اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ ذکر میں رہا ہے۔

جو ذکر قلبی کرتا ہو اس کو زبانی ذکر بھی کرنا چاہئے

مثال: کسی وقت آنکھ بند کر لیتا ہوں تو قلب میں اللہ اللہ کی حرکت ہوتی ہے۔

تحقیق: مگر زبان سے بھی کہنا چاہئے۔

مثال: کبھی بلا ارادہ آواز آتی ہے مگر روک دیتا ہوں کہ کسی دوسرے پر نکلا ہر نہ ہو۔

تحقیق: روکنے کی ضرورت نہیں۔

حَال: جب یہ حالت ہوتی ہے تو تہاں میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: ہاں یہ بہتر ہے اگر کسی ضرورتی کام کا حرج نہ ہو۔

سلطان الاذکار اور احمد میں نسبت

حَال: کثرین حکم کے مطابق سلطان الاذکار کرتا ہے جسم اعلیٰ میں گونجنی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر غارت (تہاں) حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کے کان میں آواز پہنچنے سے قلب متوجہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس مشغل میں غفل بہت واقع ہوتا ہے اور یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ صورت احمد کی ہے یا سلطان الاذکار کی۔

تحقیق: ان میں عام اور خاص کی نسبت ہے۔ سلطان الاذکار اس صورت کو بھی عام ہے۔

حَال: ان دنوں حالت بھی بہت قوی اور نہایت الذرا علی (بہت عیالذیہ اور منشی) پیدا ہوئی تھی لیکن پھر چند روز کے بعد خود ہی ختم ہو گئی۔ اب آج کل قبض شدید ہے لیکن توراتیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: کچھ فکر نہ کیجئے مقصود کے محفوظ رہتے ہوئے یہ تبدیلیاں بے کار اور لازم ہیں۔

غذہ کی وجہ سے مختلف اوقات میں ذکر کرنا نقصان دہ نہیں ہے

حَال: بندہ کا کام تعلیم کا ہے اس لئے عقیدے کے لئے ایک وقت متعین نہیں ہو سکتا ہے۔ کبھی ظہر کے بعد کبھی مغرب اور کبھی صبح کے بعد کر لیا کرتا ہوں مگر پریشانی رہتی ہے کہ شاید ٹھیک ہو یا نہ ہو؟

تحقیق: غدار کی وجہ سے اوقات کا مختلف ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

مشغول سے جو ہو سکے نیت ہے

سوال: صبح کی فرض کے بعد اشراق کی نماز کے لئے اسی جگہ بیٹھا رہنا ضروری ہے یا دوسری جگہ بیٹ کر بیٹھنا یا اور جگہ اٹھ کر بیٹھنا اور کلام مجید یا تسبیح وغیرہ اٹھانے کے لئے اٹھ جائے یا نہیں افضل اور اولیٰ کیا ہے؟

جواب: مشغول آدمی افضل کو کہاں ڈھونڈے جو ہو جائے نیت ہے۔

مراقبہ میں آنکھ بند کرنا یا نہ کرنا

حَال: اول طریق (سلوک والوں) نے اکثر ذکر و مشغل مراقبہ میں آنکھیں بند کرنے کو لکھا ہے (کیا) یہ صرف کہوں کے لئے؟

تحقیق: ہاں۔

حالِ امر: یہ غیر بغیر آنکھوں کے بند کئے ہوئے ہو سکتا ہے؟

تحقیق: ہو سکتا ہے۔

مقررہ مقدار پر ذکر میں زیادتی

حال: ایک دن میرے خیال میں آیا کہ اخیر درجہ پر حضور ۳۰۰۰ مرتبہ اللہ کا ذکر کرنے کو فرماتے ہیں۔ بس جب مجھے بھی کسی وقت یہ کرنی پڑے گا تو ابھی سے کیوں نہ مادت ڈالی جائے۔ چنانچہ حضور کے حکم کے مطابق صبح تا رات سولہ سو مرتبہ کی جگہ دن رات میں ۱۲ ہزار اور کرتا ہوں اور اس التزام سے گھر دن اور رات میں زیادہ تر خدا کا نام زبان سے جاری رہے۔ لیکن یہ بارہ ہزار مرتبہ ذکر کافی کرتا ہوں ایک بیٹھک میں نہیں کرتا ہوں بلکہ مختلف اوقات میں جب یاد آجائے کر کے لگتا ہوں ۱۲۰۰۰ ہزار سے کم نہیں ہونے پاتا ہاں ابھی ۲۲۰۰۰ تک نوبت پہنچ جاتی ہے روزانہ کا سب سے مسلسل جاری ہے یعنی نصف پارے کی تلاوت ذکر اسم ذات سونہ سو مرتبہ اور ذکر لیلیٰ اثنتا عشر سو مرتبہ تہجد عشاء کے بعد۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ برکت فرمائیں مگر اس زیادتی کی جو وجہ ہے جتنی یہ خیال ہے کہ کسی وقت زیادہ تلاوت کا یہ صرف تعبیر بدل ہے (کیونکہ) میں اب تو کہیں نہیں جاتا۔ بلکہ اس کی بات کے منسوب (ماتا ہوں)۔

سوال: آج کل میری بڑی لڑکی جس کا نام... ہے بھاری کی پیر میں سخت سین ہے اور وہ میرے پاس بھی نہیں ہے یعنی مجھ سے اور اپنی ماں بہن... سے متحدہ نہال میں ہے جو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ اس کی عمر ۱۷ سال کی ہے اس کی بیماری کی وجہ سے... کا موجب پریشان رہتی ہے اور میں بھی متاثر رہتا ہوں اس لئے اتنا ہے کہ حضور اس کی صحت کے لئے دعا میں غور سے دعا فرمائیں گے۔

جواب: بدل و جان اس کی شفقت کی دعا کرتا ہوں۔

سوال: میرے لئے بھی خاص طور سے دعا فرمائی گئی ہے اور جو کچھ منسوب سمجھیں گے میرے لئے مجوز فرمائیں گے۔

جواب: (جو کچھ کر رہے ہیں) کئے جائیں گے۔

سوال: جناب! حق صاحب نے جو کچھ وقت فرمادیا ہے اس پر دل سے راضی ہوں مفتی صاحب کو کامل اختیار ہے جو ان کے سوانح میں آئے کر سکتے ہیں مجھے دل سے منظور ہے میری اجازت کی کوئی ضرورت نہیں دو

مخالف ہیں جو چاہیں کریں۔

جواب: جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مثال: میرے حال کے موافق یعنی: امید ہے کہ جس وقت یہ عرضہ ڈاک میں ڈال دیا جائے گا ضرور یہ فاسد نیل میرے دل سے نکل جائیں گے اور تسکین ہو جائے گی۔

تحقیق: خدا انجمن کند۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

سوال: لیکن حضور میرے واسطے ضرور خاص طور سے دعا فرمائیں۔

جواب: بدل و جان (دل و جان سے دعا کرتا ہوں)۔

زبانی ذکر سے تھک جائے تو دل سے فکر رکھے

مثال: حضور ولایت کے ارشاد کے مطابق بہت دنوں سے معمول ہے کہ میرے دل زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ چارٹی رکھا کرتا تھا اور نہتائے دن کی وجہ میں دل بہت خوش ہوتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ "اے اللہ پاک تیرا ادا و سامان ہے کہ تو نے تمام دن ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔" اب چند روز سے کیا بات ہے عصر کے وقت یا مغرب کے وقت اکثر زبان بہت تھک جاتی ہے اور چلتی نہیں ہے۔ اس سے دل کو بزداری اور پریشانی ہوتی ہے کہ تمام دن زبان سے ذکر نہیں ہوا۔ اب حضور وال سے عرض ہے کہ جب زبان تھک جاتی ہے اس وقت ذکر کی جگہ کیا مناسب ہے؟

تحقیق: دل سے فکر اور اگر اس سے بھی ملال ہو تو آرام کرنا۔

تھوڑی چیز پر بھیجی اختیار کرنا بھی مفید ہے

مثال: اب بیماری کے علاوہ گھر کا سارا بوجھ ہی خیف (کمزور) پر ہے بھائی صاحب... خود کچھ کام نہیں کر سکتے اب ایسی موجودہ حالت میں حضور جو حکم دیں وہ کروں اور جس طریقہ سے ممکن ہو حضور باطنی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمائیں اور (اس سے) کترین کا شوق پورا ہو۔

تحقیق: اگر صحت و فرصت میں کسی ہے تو تھوڑا کام ہی شروع کیا جائے (کیونکہ) جنگلی کے ساتھ تھوڑا بھی برکت والا ہوتا ہے۔ (اسی طرح) قصد اسبیل سے مناسب دستور العمل جو اپنی برواقت کے قابل ہو شروع کر کے حالات سے اطلاع دی جائے اور میرے مواقع و زمانہ قصد اسبیل و تربیت السالک کے پورے تین حصے مطالعہ کر لئے جائیں۔

نحال: سترین کو تھیر کی جہ سے بہت تکلیف ہے چونکہ یہ مرض مجھ کو دائمی (ہمیشہ سے) ہے۔ خصوصاً موسم کے تبدیل ہونے میں بہت زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اس وقت دماغ کی تکلیف ناقص برداشت ہے اس لئے دن کے معمولات تقریباً بالکل بند ہو گئے ہیں۔ لیکن تھیر کی نماز کے بعد کہ اس وقت آرام کی وجہ سے دماغ کے معمولات کو کر لیتا ہوں۔ اس لئے اطلاع گزارش ہے اور دعا کا طالب ہوں۔

حقیقی: ۔

بس ہے اپنا ایک بھی مال اگر پہنچا وہاں ﴿﴾ گرچہ کرتے ہیں بہت سے مال و فریاد ہم
قلیل بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے بڑی چیز دھن اور دھیان ہے یہ رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی
دعا بھی کرتا ہوں۔

نحال: دوسری حالت یہ ہے کہ خادم کے دل میں ایک حسرت ہے جس کو اس وقت عرض کرنے میں ہنس و ہنسی (زاد) ہے لیکن دل کی جو بہت ہے کہ اپنے عزیز و سرشد سے کسی راز کو چھپا کر نہ رکھے۔ وہ یہ کہ خادم نے کئی بار آستان میں عرصہ عرصہ (کافی دنوں دنوں) تک قیام کیا لیکن کبھی ذکر و تفل کی توفیق نہیں ہوتی جس طرح دوسرے طریقت کے بھائیوں (یعنی اپنے ساتھیوں) کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی غرض سے ذکر و شغل کرتے ہیں اور اپنے اپنے باطنی احوال و اصلاح کی غرض سے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اب ان بھائیوں کا حال دیکھ کر درد من کر مسرت ہوتی ہے اور اپنی کم ہمتی اور سستی پر ندامت ہوتی ہے۔ اب کیا کروں۔

﴿﴾ صحت حسرت سے اے ناداں کیا موقع نہیں ملتا

قوی کمزور ہو گئے ہیں اور عمر بچاؤ سے وہ رہے مجاہدہ کی قوت بھی نہیں رہی۔

حقیقی: ۔

آب چھوں را اگر نخواں کشید ﴿﴾ ہم ز قدر تھگی خواں برید

﴿ترجمہ﴾: "اگر وہاں سے پانی نہیں نکال سکتے تو کیوں پاس بھانے کے برابر بھی نہیں نکال سکتے۔"

جس شخص کی قوت جسم کمزور ہو جاتی ہے کیا وہ بالکل کھانا چھوڑ دیتا ہے یا تھوڑا تھوڑا کھانے لگتا ہے اور اگر کوئی تجویز کرے کہ بالکل نہ کھاؤ تو کبھی اس تجویز کو قبول نہیں کرتا تو پھر دین کے کام میں اس کا عہدہ پر کیوں عمل ہوتا ہے۔

معمولات میں کمی زیادتی

نحال: کبھی کبھی بیماری کی وجہ سے معمولات کم ہوتے ہیں۔

پتھریق: کوئی حرج نہیں ہے۔

حکال: کبھی کبھی شوق زیادہ ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ ذکر اسم ذات اپنے معمول سے زیادہ کروں بعدہ کے لئے جو بہتر ہو اور شاد فرمائیں۔

پتھریق: اگر حرج ہو تو اچھا ہے۔

ذکر کی قضاء کے بجائے استغفار کافی ہے

سوال: میرا ذکر دوہم کا قضا ہو گیا اس کی قضا اور کر لوں۔

جواب: استغفار کافی ہے۔

بغیر وضو ذکر کرنا

سوال: وضو کے بغیر ہر وقت اسم ذات کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن ختم افضل ہے۔

پاکخانہ اور جماع کے وقت زبانی ذکر منع ہے

سوال: میں پہلے جن صاحب سے بیعت تھا وہ فرماتے تھے کہ اسم ذات پاکخانہ میں اور جماع کے وقت بھی

کرنا چاہئے۔ اگر نہ کیا جائے گا تو جتنا وقت اس میں ضائع ہوگا اس کا حساب لیا جائے گا۔ ان کا یہ فرمانا ٹھیک ہے

یا نہیں؟ میں نے بے ادبی کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔

جواب: انہوں نے غلط کہا آپ کا فعل ٹھیک ہے ہاں دل سے دھیان رکھیں۔

تہجد کا ذکر فجر کی نماز کے بعد کرنا

سوال: اگر اجازت ہو تو تہجدات دہیت (رسالہ) کے چھ مختصر اوراد کے عنوان کے نیچے جو اوراد لکھے ہوئے

ہیں کر لیا کروں۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: کبھی کسی دن تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی تو اس وقت جو لکھی اثبات اور اسم ذات وہ ضروری پڑھنے کا

معمول ہے صبح کی نماز کے بعد اسم ذات کی تسبیحات شروع کرنے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ صبح کا معمول ہے وہ پہلے کر لیا جائے۔

ایک سانس میں کئی بار ذکر نفی و اثبات یا اسم ذات کرنا

سوال: اسم ذات کی طرح اگر نفی اثبات اور اسم ذات دو ضربی لگی مرتبہ ایک سانس میں کر لیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہوتا؟
جواب: کچھ حرج نہیں ہوتا ہے۔

ذکر میں آنکھ بند کرنا

سوال: آنکھ بند کر کے اور رو یا اذکار کر لئے جائیں یا نہیں؟
جواب: جس طرح زیادہ دل لگے۔

ذکر کے وقت (کون سا) تصور

سوال: اور رو یا اذکار کرنے میں ان کے معنوں کا خیال رکھوں یا یہ (خیال رکھوں) کہ خداوند کریم دیکھ رہے ہیں۔
جواب: دوسرا خیال زیادہ مفید ہے۔

متعین مقدار ذکر پر اضافہ کرنا

سوال: جب ہزار اسم ذات دو ضربی کرنا ہوں اگر مناسب خیال فرمائیں تو تعین سے کچھ زیادہ کر لوں یا قطعہ دلچسپی پر چھوڑا جائے۔
جواب: زیادتی کو متعین کرنے کی مصلحت یہ ہے کہ (ذکر) اتنی مقدار تک (متعین کیا جائے) جس پر عقل کی امید غالب ہو۔

ذکر سے مناسبت کی علامت

حالت: ذکر چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو دل نہیں چاہتا کہ کروں۔
تحقیق: ذکر کے ساتھ مناسبت کی علامت ہے مبارک ہو۔
حالت: سینہ میں اکثر ذکر اور غیر ذکر کی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ شیر وقت (دودھ اور پلٹا) بھرا ہوا ہے۔
تحقیق: زیادہ مناسبت کی علامت ہے۔ زیادہ مبارک ہو۔

قرآن پاک کی تلاوت کے وقت تصور

حَال: حق تعالیٰ کے دیکھنے کا تصور کرنا (قرآن پاک کے علاوہ) دوسرے اذکار میں تو آسان ہے۔ مگر قرآن شریف پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اس میں طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ تحقیقی: اس وقت (مجھے اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں) یہ تصور نہ کریں بلکہ یہ خیال رکھیں کہ حق تعالیٰ میرے پڑھنے کو سن رہے ہیں۔

ذکر کے لئے ایک مجلس شرط (یعنی ضروری) نہیں

سوال: بندہ ایک مجلس میں، پندرہ ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر کر سکتا ہے اور اگر معین ذکر کے لئے ایک مجلس شرط نہیں تو چوبیس ہزار مرتبہ بھی یہ ذکر دن رات میں کر سکتا ہے مگر متفرق (اگ، اگ، اوقات میں کہ اس قدر بظاہر وقت اور اس قدر بظاہر وقت۔

جواب: ایک جلسہ کی قید نہیں دو جن کر لیں اور موجودہ حالت میں دو سے زیادہ مناسب نہیں۔

سوال: معین وقت میں اگر آدھا گھنٹہ آگے پیچھے ہو جائے تو کیا تعین نوٹ جائے گی۔

جواب: نہیں نوٹے گی۔

تصورِ شیخ بوقتِ احتضار نام مبارک آنحضرت ﷺ

حَال: اکثر اوقات حضور کی صورت مبارکہ کا خیال جما رہتا ہے حتیٰ کہ جب درود شریف پڑھتا ہوں تو لفظ کلمہ (ﷺ) پر حضور کا خیال آ جاتا ہے اس میں دل گھبرا جاتا ہے اور تواہم ہو جاتا ہوں جب دعا "اللہم انی اسألك حبک وحب حبیبک" (اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے دوست کی محبت کا سوال کرتا ہوں) مانگتا ہوں تو حبیب سے حضور ہی کا خیال آتا ہے۔

تحقیق: صورت کا خیال آ جانے کے بارے میں جو لکھا ہے یہ نہایت مبارک حالت ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کی حقیقت آپ جس کی اقتداء کر رہے ہیں (یعنی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے یہ صاحب مرید و متبعی ہیں) وہ بہت ہی سنت پر چلنے والے ہیں۔ اس بات کے ظاہر سے آپ کا اطمینان اور ہر کسی ہے کیونکہ سواک کے راستے میں یہ (اطمینان و تسلی) قطع کی بڑی شرط ہے۔

سوتے میں یا سانس کی آواز سے ذکر کا جاری رہنا کمال نہیں

مثال: اس درمیان میں چندہ دن جو گئے کہ طبیعت میری نراب ہوئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ بارہ شیخ اور چھ ہزار ام ذات کا ورد برابر اچانی رہا اس سے پہلے بارہ شیخ کی جگہ اٹھارہ شیخ پڑھتا تھا اب تک عصر کی نماز کے بعد مغرب تک ام ذات پڑھتا تھا۔ اب طبیعت چاقی ہے کہ ابی چہ ام ذات کو اگر کچھ نقصان نہ ہو تو پانچ نمازون کے وقتوں میں تقسیم کر کے پڑھا کر دوں۔

میری حالت یہ ہے کہ بعض دن سوتا رہتا ہوں اور زبان سے لا الہ الا اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ جب اعضا ہوں جو لوگ جاگتے رہتے ہیں اور جاتے ہیں۔ کبھی کسی دن جب تہجد کے وقت اٹھتا ہوں تو زبان سے آہستہ آہستہ لا الہ الا اللہ اور ناک سے جو سانس آتی ہے اس میں اللہ اللہ اور قہب سے الا اللہ کی آواز جاری پاتا ہوں۔

تحقیق: چھ ہزار کو پانچ وقت پر تقسیم کرنے سے ہر دفع میں بہت کم زور ہو جائے گا۔ کیا اس کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہے؟ سوتے ہوئے ذکر کا جاری رہنا کوئی کرل کی حالت نہیں ہے اگرچہ اچھی ملامت ہے یہی طرح سے سانس کی آواز سے ذکر کا محسوس ہونا بھی سمجھا جائے۔

تعلیم پر ذکر اللہ کی ترجیح میں تفصیل

سوال: اگر کوئی شخص اس وجہ سے کہ اس کو ذکر اللہ سے دلچسپی ہے اور اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے اور مدد کی کرنا اور لڑکوں کو پڑھنا پسند نہیں کرتا اور ذکر اللہ ہی میں اپنا دن رات گزارنا یا جو کوئی اس کے پاس آجائے انہیں دین کی باتوں کی ترغیب دینا اور نصیحت کرنا پسند کرتا ہے تو ایسے شخص سے نہ پڑھانے کی وجہ قیامت کے دن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پڑھائیں ہوگی یا تہجد (نفس پر) اطمینان کے باوجود مجرمی و ذکر اللہ ہی کو پسند کرتا ہے کیا یہ شخص نہ پڑھانے کی وجہ سے قیامت کے قابل تو نہیں ہے۔

جواب: یہ تعلیم کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کوئی دوسرا شخص ہے یا نہیں اور وہ ضرورت پوری کر رہا ہے یا نہیں؟

سوال: اس شعر ذیل کا کیا مطلب ہے؟

صد کتاب و صد ورق در ہار کن ﴿﴾ سینہ را از یاد حق گلزار کن

ترجمہ: ”سو کہ ہوں اور سو درقوں کو آگ میں ڈال دوں۔ اپنے سینہ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے باغ بنائے

رکوع

جَوَافِیۃ: (اس شعر سے وہ کتب اور اوراق مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے پردہ (اور آذکار) سبب ہوں۔

گناہ کا چھوڑنا ذکر و شغل سے افضل ہے

بخاری: حضرت کے خط کے وصول ہونے اور حضرت دالا کی دعا کی برکت سے خادم کی حاضرت پہلے کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس حیثیت سے بھر غنہ گناہوں میں کمی اور اطاعت و ذکر میں زیادتی ہوئی۔ اکثر اوقات ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے۔ ایک گناہ کہ جس میں ابتلاء سب سے زیادہ تھا وہ بھرا اللہ چھوٹ گیا۔ جس کو میں ہزاروں اذکار و اشغال سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ اب اس میں استغفار (مستقل مزاجی) اور باقی گناہوں کے بارے میں (ان کے) چھوڑنے کی ہمت و توفیق (عطا ہونے) کی دعا کا خواستگار ہوں۔ حضور کے مواعظ اور کیسی سعادت کو عطا میں رکھتا ہوں اور باقی حال پہلے جیسا ہے۔

تحقیق: آپ کے حالات سے خصوصاً ایک پرانی معصیت کے چھوٹ جانے سے بہت ہی خوشی ہوئی یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہزاروں ذکر و شغل سے بھی افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے استقامت و ثبات کی دعا کرتا ہوں (مگر اس کے لئے) آپ کی بھی ہمت شرط ہے۔

وظیفہ اتنا معمول رکھے جس پر دوام (پیشگی) ہو سکے

بخاری: ذکر اسم ذات بالجہر (آواز سے) افضل باری تعالیٰ بچھلی رات پانچ ہزار مرتبہ ادا کیا اس طرح کہ روزانہ ۵۰۰ مرتبہ پڑھا یا اب بھی یہ دل چاہتا ہے کہ اور اضافہ کروں۔

تحقیق: معمول اتنا ہی رکھا جائے جس پر دوام ہو سکے۔

بخاری: (حضرت کے) ارشاد کے مطابق ہر وقت زبانی ذکر کرتا ہوں مگر غفلت ہوتی ہے۔

تحقیق: تھوڑی (غفلت) میں کچھ حرج نہیں ہے۔

بخاری: خدا کے فضل سے اس وقت بندہ کو بالکل آرام ہے اور یہ بھی آج جناب کو معلوم ہے کہ میرا ذکر و شغل تقریباً دو مہینہ سے بیماری کی وجہ سے نہیں ہوا ہے۔ اب آرام ہے اور بندہ چند روز مکان پر رہے گا دن رات تمام (ذکر سے) خالی ہے آج جناب فرمائیں کہ بندہ کن کن وقتوں میں ذکر و شغل کو شروع کرے۔ عملی طور پر تو مغرب کی نماز کے بعد چار ہزار مرتبہ اور طلوع شمس کے بعد چار ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ بغیر آواز بغیر ضرب کے کرتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ ان ایام میں ذکر کی اتنی مقدار ہو کہ پہلے (باندہ) کی کمی پوری ہو جائے اگر آج جناب (میرے معمول

میں (تہذیبی فرمائیں تو تحریر فرمادیجئے اور یہ بھی فرمادیجئے کہ: اگر کو سب وقتوں میں بغیر آواز بغیر ضرب کے کوئی یا کسی وقت سب ضرب کے ساتھ بھی کر لیا کروں جس طرح آنجناب فرمائیں اسی پر عمل کیا جائے۔
حقیقی: اس کا توراہ نہیں کہ پہلے ٹانہ کی کمی پوری ہو جائے اور نہ اس کی کوشش کرو کہ پہلے کے برابر ہی ہو اس وقت طبیعت کا قفل (برداشت) دیکھ کر جتنا بھی سہولت سے ہو جائے اتنا کرکو۔

شیخ کے نزدیک رہ کر ذکر کرنے کی شرط

تحال: ابھی ابھی دل میں آتا ہے کہ میں نے شیخ سے پوچھے بغیر ذکر کا مثل شروع کر دیا ہے اس لئے فائدہ نہیں ہو رہا ہے اس کے بارے میں حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

حقیقی: کیا ہاں آنے کی گنجائش ہے۔

تحال: میری ہمیشہ صاحب ایک عرصہ ہوا کہ جناب کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہوئی ہیں اور ہمیشہ وہ جناب کی تربیتوں کا مطالعہ کرتی رہتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی حالت بہت کچھ درست ہو گئی ہے اب ان کا ارادہ ہے کہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ قیام فرمائیں تاکہ حاضر ہونے سے جو فائدہ حاصل ہونے والا ہو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہذا بہت سی ادب سے التماس کرتی ہیں کہ کیا حضور والا مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر خدمت ہوں؟ مگر جناب کے خیال میں پردہ والی عورت کا بیرونی خدمت دینی فوائد کے حاصل کرنے کی غرض سے بیرونی خدمت میں حاضر ہونا شرعی حیثیت سے جائز ہو تو حضور ان کو ضرور اجازت دیں تاکہ وہ حاضر خدمت ہو کر فائدہ حاصل کریں۔

جواب: ان باتوں کا جواب دیں۔ (اجازت) ان (باتوں کے) جواب پر موقوف ہے۔ (امور ذیل قابل اختلاف ہیں جواب ان پر موقوف ہے بشرطیکہ یہ خطا بکھر بھی آئے۔

① میں نے خود آپ ہی کو نہیں پچھاتا۔

② وہ آنے میں کیا فائدہ سمجھتی ہیں؟ جو آنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

③ اگر وہ شوہر والی ہیں تو کیا شوہر کی اجازت حاصل کریں گی؟

④ خرچ و فخرہ کے لئے قرض تو نہ کرنا پڑے گا؟

⑤ سفر میں اور یہاں کے قیام میں کون کون محرم ہواگا؟

⑥ لتا قیام ہوگا؟

۷۔ مجھ سے فوائد حاصل کرنے کی ذہنیوں نے کیا صورت سوچی ہے؟

ذکر کی سرایت کے آثار

حالات: احقر حضور ﷺ کے حکم کے مطابق روزانہ پانچ نمازیں ہزار بار اہم ذات ہائیکہ عشرہ کی نماز کے بعد پڑھ لیتا ہے۔ وشا کی نماز کے بعد پڑھنے کا وجہ یہ ہے کہ آخر رات میں آنکھیں کھلتی۔ نئی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی میں ذکر میں ایسا ہو جاتا ہے کہ سر میں حرکت معلوم ہوتی ہے اور حرکت بلا جتے بلا جتے ایسا ہو جاتا ہے کہ بدن بھی ہلنے لگتا ہے اور ذکر کی آواز کچھ بھرائی سی معلوم ہوتی ہے اور ذکر ویسے ہی جاری رہتا ہے ذکر میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اس وقت ذکر کے نئے زبان بہت تیزی کے ساتھ کام دیتی ہے کہ تسبیح کے دانے اتنی جلدی کے ساتھ ہلانا مشکل لگتا ہے اور ایسی حالت میں ذکر میں کچھ نشا بھی معلوم ہوتا ہے۔ ذکر کے ختم پر حسب فارغ ہو کر مسجد سے نکلتا ہوں تو قدم برابر نہیں پڑتے جیسے ایسا لگتا ہے کہ نشہ میں چور ہوں اور آہستہ آہستہ عین ٹیک ٹیک کر گھر پہنچتا ہوں۔ اور جس دن ذکر میں (یہ) حالت نہیں ہوتی اس روز یہ (نشہ میں چور ہونے والی) حالت بھی نہیں ہوتی۔ امید وار ہوں کہ حضور بہت جلد جواب سے شاد فرما کر یہ تحریر فرمائیں گے کہ میری حالت کیسی ہے۔

تحقیق: (آپ کی حالت) بہت اچھی ہے ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

حالات: فیصلہ لایں ہندو عریضہ انحضرت والا فرستادہ بود بدیں مضمون کہ حرکت کے بوقت ضرب معلوم میشود ہمیشہ محسوس میشود بوقت نماز زیادہ تر در پانچ آں عریضہ ارشاد فرمودہ بودند کہ از محکمہ تحقیق باید کرد احتمال آن امر مذکورہ تردد اکثر سے مسلمان رفته بودم اور بعد معائنہ از آلہ ذاکری گفت کہ کچھ بیماری بفضلہ تعالیٰ نیست خفیف محسوس میشود کہ اعتبار سے میرا نشانہ۔

تحقیق: پس سرایت ذکر مبارک باد۔

حالات: اللہ تعالیٰ کے کرم سے معمولات چل رہے ہیں مگر چند دنوں سے بارہ تسبیح کے وقت نیند غالب ہو جاتی ہے اور کرنے کی کتنی ہی کوشش کرتا ہوں دور نہیں ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نماز اور ذکر میں سستی ہو رہی ہے اس سے بھی دل پریشان ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ اپنی معرفت و محبت عطا فرمائیں اور ذوق و شوق زیادہ فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حالات: خود کو کچھ نہیں آتا ہے صرف جناب کے فضل سے امید باندھے ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر

بھروسہ کرتا ہوں۔

نیا در دم از خانہ چیز کی نخست ۞ تو داری ہمہ چیز من چیز نست
تو نہ تھمہ؟ میں اپنے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا ہوں یہ سب کچھ آپ کا دیا ہوا ہے (میری حقیقت ہی
کیا ہے)۔“

(مطلب یہ ہے کہ یہ معمولات اور اوداک اپنے وقت پر ہو جانا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے میرا
کوئی کمال نہیں ہے) میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہوں اور حضرت کی خیریت اللہ تعالیٰ سے بہتر چاہتا
ہوں۔

تحقیق: میں بھی خیریت سے ہوں۔

حالی: (حضرت! میں) جس وقت زبان سے اللہ کہتا ہوں تو طبع کے نیچے سے چٹ چٹ آواز آتی ہے اور صبح
جگمگہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں اور طرح کی آواز چمن چمن کی قلب سے ٹپکی معلوم ہوتی ہے یہاں بہت زیادہ ذکر
کے بعد قلب کبھی کبھی متحرک ہو جاتا ہے اور تھوڑے لمحوں میں دیکھتا تھا کہ تھوڑا سا ذکر کرنے سے قلب متحرک ہو جاتا
تھا۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

مختلف شکلیں نظر آنا کچھ مقصود نہیں

حالی: حضور پر نور کے سفر میں تشریف لے جانے کے بعد ردون جسم کے اندر ایک سایہ معلوم ہوتا ہے۔ حرکت
کرنے والا کبھی وہ سایہ کے سامنے معلوم ہوتا ہے کبھی دائیں جانب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بیٹھ کر حرکت کرنے والا
بیٹھتا ہے وہی حرکت کی طرح معلوم ہوتا ہے ذکر کے ہونے نہ ہونے کی کوئی قید نہیں آ نکھ بند کرنے سے وہ
حالت نظر آتی ہے۔ دن اور رات مسلسل نظر آتا ہے۔ غالباً ۱۵ دن جو مجھے ہوا گئے کہ سلطان اناؤکار کی حالت
میں کچھ سفیدی نظر آئی اس سفیدی کے اندر سیاہی نظر آئی۔ سیاہی کے اندر ایک آدمی نظر آیا۔ لیکن معلوم نہیں ہوا وہ
کون تھا کس کی صورت تھا دور میں نظر آیا بہر حال آدمی کی شکل صاف نظر آئی۔ اس دن سے اندرونی حرکت کا اتنا
غلبہ ہوا کہ تمام جسم میں جس عضو کی طرف نظر کی جاتی ہے اس میں وہ حرکت موجود ہے حتیٰ کہ جس چیز میں نظر کی
جاتی ہے اس میں حرکت نظر آتی ہے۔ چھ دن ہوئے بندہ جب مغرب کی نماز کے بعد حجرہ کے اندر داخل ہوا تو
سارے حجرہ میں سفیدی نظر آئی۔ بندہ کو تعجب ہوا کہ (اس روشنی کی) کیا وجہ ہے۔ کوئی چراغ نہیں لائیں نہیں یہ

روشنی کہاں سے آئی۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ بندہ کی آنکھ سے نکل رہی تھی۔ تمام حجرہ بھی اس روشنی میں سفید تھا۔ یہ حالت دو دن پوری طرح رقی پھر کم ہوئی لیکن اب بھی ہے کئی کی حالت میں آنکھ سے سفیدی کا نکلا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد کچھ تھکان غالب ہوا اس حالت میں (ایک) آدمی کی صورت سامنے نظر آئی بہت ہی خوبصورت چہرہ (والہ) لوجوان تھا و متش بعد غائب ہو گیا۔

تحقیق: کبھی یہ عقل (دماغ میں خیال پیدا کرنے والی قوت) کا تصرف (یعنی پیدا کیا ہوا) ہوتا ہے۔ (کبھی) روح اشکال مثالیہ میں (یعنی جس طرح کا تصور ہوتا ہو اس کی صورت بن کر) ظاہر ہوتی ہے۔ (کچھ بھی ہو) دونوں صورتوں میں مقصود کی چیز نہیں ہے اور اگر اس کی طرف توجہ کی جائے تو نقصان دینے والی ہے۔ کبھی سفید ہوتی ہے جبکہ یکسوئی اور تسی کا ذریعہ ہو۔

ذکر کا معاش سے تعلق

مثال: آج کل اسم ذات (اللہ اللہ کا ذکر) چار سو مرتبہ کرتا ہوں اور سب وظائف پہلے کی طرح ہیں۔ خاص ذکر کے وقت انوار محسوس ہوتے ہیں۔ دنیاوی ضرورت وغیرہ حاج اور مانع (یعنی دنیاوی ضرورتوں میں لگنے کے وقت نظر نہیں آتے اور یہی رکاوٹ) ہیں ورنہ کبھی ذکر کی مشغولی کو مٹی چاہتا ہے کہ زیادہ وقت اس میں لگاؤں حتیٰ زیادہ ذکر کی توفیق پاتا ہوں سکون بھی زیادہ پاتا ہوں یہاں تک کہ کبھی ذکر کو چھوڑنے پر انقباض ہوتا ہے جی یوں چاہتا ہے کہ ملازمت وغیرہ کا سلسلہ تو ذکر ایک حجرہ میں بیٹھ کر یاد الہی میں مشغول ہو جاؤں اور رزق کے بارے میں کبھی شعر بار بار یاد آتا ہے۔

جنون منک ان تسمی لہ رزق ﴿﴾ و رزق فی غشاوة جنین

تقریباً: ”رزق کے لئے کوشش کرنا تیرا جنون ہے حالانکہ بچہ کوماں کے پیٹ میں رزق دیا جاتا ہے۔“

اس وقت منو (جگہ کا نام ہے) اٹلی و عمان کے ساتھ آ گیا ہوں۔ اب جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے کہیں جاؤں۔ یہاں سے قریب بہتی خیر آباد ہے وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ (ان کے ہاں) ایک مدرسہ کی جگہ خالی ہے اگر (مجھے) ضرورت مجبور کرے گی تو شاید خیر آباد چل جاؤں، سیدنا جانے کو جی نہیں چاہتا بلکہ خیر آباد یا کہیں جانا دل کو پسند نہیں زبردستی کا جانا اور کمانا ہے۔ میرے معاملے میں جو مصلحت ہو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات ماشاء اللہ سب اچھے ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ معاش کی اگر کوئی سہیل

اور میں ان کی تہذیب و تعلیم کے لئے خفیف مائع مناسب ہے۔

ذکر میں سُر (ہونے) کی وجہ

حکال: میں مضمون کی ہدایت کے مطابق مسلسل کام کر رہا ہوں۔ کبھی کبھی ذکر کی ولت میں بہت سُر محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ ایسے جاڑوں (سردی) کے زمانہ میں پسینہ آ جاتا ہے۔

تحقیق: (پہ سُر) کبھی وارد کی قوت، کبھی بدن کا ضعف اور کبھی تھوڑا تھوڑا کبھی کچھ دھوکوں اس کا سبب ہے۔ اگر بدن میں ضعف ہے تو طبیوں کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اگر وارد کا اثر ہے تو مبارک ہے۔

عورت جہر اور ضرب کے بغیر ذکر کرے

سوال: تہجد کے بعد وہ (یعنی الہیہ) کبھی بارہ شیخ کا ذکر شیخ جہر یعنی کرتی رہے یا نہیں؟
جواب: وہ (اگر) بارہ شیخ سنا چاہیں تو جہر اور ضرب کے بغیر کریں۔

معمول (یعنی مقررہ) وقت میں تبدیلی اور مراقبہ موت

حکال: خبر کے بعد جو معمولات کا وقت تھا فرصت نہ ہونے کی وجہ سے عصر کے بعد معمول (بنانے) کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں۔

حکال: مراقبہ موت (کرنے) کی بھی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: اجازت ہے۔

سوال: اگر میرے لئے کچھ اور مناسب ہو تو بتایا جائے۔

جواب: اگر فرصت اور وقت ہو (تو) اس (معمول) میں اضافہ کر دیا جائے آئندہ جب آئیں تو یاد دلانے پر اور کچھ بتایا جائے گا۔

ذکر تہلیل

حکال: میں کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں لیکن آخر رات کو مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا عشا کے بعد کچھ نفس پڑھ لیتا ہوں اور آپ سے عشا دسکے بعد ہی کچھ ذکر کا طالب ہوں۔ کمزور آدمی ہوں وہ کیجئے۔

تحقیق: لا الہ الا اللہ ضرب اور جہر کے بغیر چھ شیخ آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور کبھی کبھی اس کے ساتھ

محمد رسول اللہ ﷺ لیا کریں۔ بخشی ذریعہ مطاع اور عمل میں رکھیں اور کبھی کبھی حالات سے اطلاع دیا کریں تاکہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔

ذکر میں ضروری بات کرنا جائز ہے

سوال: اگر ذکر کے درمیان کوئی شخص بات چیت کرنے آئے تو اس سے بات کرنا چاہئے یا نہیں؟
جواب: اگر ضروری بات ہو یا یہ کہ جواب نہ دینے سے دوسرا آدمی پریشان کرے گا ایسی حالت میں جواب دے کر توبہ کو کسوکس کر لینا بہتر ہے اور (ذکر سے) فارغ ہونے کے بعد (اس کو) سمجھایا جائے کہ غیر ضروری بات ایسے وقت میں نہیں کرنا چاہئے۔

ذکر میں مختلف رنگوں (کا) نظر آنا

سوال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تنبیح مراقبہ کے ساتھ کرتا ہوں اور فجر کی سنتوں کے بعد تہجد کی اوپر مرتبہ رویت کرتا ہوں۔ ایک دن ذکر میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا دل مجھے دکھائی دیا سرخ تھا اور اس پر اللہ اللہ لکھا معلوم ہوا اور ذکر کرنے میں کئی دن سے سیدت سے کمر تک مفید کی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی سر سے بھی اوپر معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی زور و جگ معلوم ہوتا ہے۔ خیال خام ہے یا اور کچھ ہے؟

جواب: یہ ہے تو خیالِ غمّ من گھڑت اور غیر حقیقی خیال نہیں ہے (بلکہ حقیقی معانی ان برزخ کی شکلوں کی صورت میں ہو کر نظر آتے ہیں۔ اس میں حکمت ڈاکر کا دل بڑھا ہے اور حضرت جنید رَجَبِ اللہ شَدَق کے ارشاد قول کے یہی معانی ہیں "تَمَنَّتِ الْخَيَالَاتُ تَوْبِي" بھا اطلاقِ انصوریقہ" (کہ ان خیالات سے طریقہ سلوک کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے) اس لئے یہ (خیالات کا ہونا) نعمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہئے لیکن کمال اور مقصود نہیں ہے۔ مقصود ذکر اور طاعت ہے اور اس کا نتیجہ جو اصل مقصود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

تخلی: رات ذکر میں (یہ) مراقبہ کرتا تھا کہ عرشِ عظمیٰ سے میرے سینہ میں نور آ رہا ہے۔ اسی حال میں میرے کان میں یہ آواز آئی کہ تمہارے سینہ میں نور آیا۔ میں نے خیال کیا تو توفیق کہنے والا معلوم نہ ہوا اور دن میں یہ خیال آیا کہ یہ آواز اعلیٰ حضرت کا ہے صاحبِ قدس اللہ سرہ کی ہے۔ میں چشت سلسلہ کے پیروں کو اکثر دیکھ پڑھ کر ایسے ثواب کرتا ہوں۔ اس کے لئے جیہ ارشاد۔

تحقیق: اگرچہ ایسا فیض اربابِ طیبہ سے بھی بطور کرامت ہو سکتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہاں بھی اوقات و احوال میں غالب وہی صورت ہے جو اوپر لکھی گئی اور ایسی صورت اکثر کسی لطیفہ غیبیہ سے ہوتی ہے۔

ذکر میں (یہ) آواز سننا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں

خدا تعالیٰ: میرے جناب! گھر شریف کے ذکر کے دوران یہ سنا کوئی کہتا ہے ظاہری تعلیم کرتے ہیں۔
تحقیق: اس کو سن کر فرحت و سرور (خوشی) ہوئی تو یہ اثر وہ ہے حسنِ ظہیر کی طرف کہ ظاہر کی بھی رعایت کی جاتی ہے نہ کہ لہذاں کی طرح ظاہر کا بالکل انکار ہی ہے اور اس کو سن کر تو حش (دشست) ہوا ہو تو یہ غلط انداز ہی ہے کہ تعلیم سے بدگمانی کرتا ہے کہ یہ صرف ظاہر کی تعلیم ہے یہاں وطن کی تعلیم نہیں ہوتی پہلی صورت میں شکر کرنا چاہئے اور دوسری صورت میں دل غول بڑھ کر وضع کرنا چاہئے۔

مراقبہ کے معنی اور طریقہ

سوال: مراقبہ کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح کیا جائے اور کس بات کے کرنے سے امن میں فائدہ ہوگا اور کئی دیکھا جائے اور کون سا وقت اس کی مشق کے لئے بہتر سمجھا جائے۔ مراقبہ کا خیال کر کے اکثر بیٹھتا ہوں مگر کوئی فائدہ نہیں محسوس ہوتا۔ مراقبہ کی حقیقت اور طریقہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: کسی مضمون کا تصور یا حدِ صفا مراقبہ ہے۔ مضامین مختلف ہیں استدلال کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے الگ مراقبہ مفید ہوتا ہے۔ آپ کے لئے یہ (مراقبہ) مفید ہے اللہ معلوم ہاں اللہ ہیری کی تلاوت تمہیں پر ہر دور کے اس کے مضمون کو اس صرح سوجا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے ظاہری اور باطنی افعال کو دیکھ رہا ہے۔ جس وقت سے تمہیں منت تک (جتنے کریں) اختیار ہے آپ نہ آہستہ اس کا اثر دوسرے اوقات میں بھی رہنے لگے گا اور بے حد مفید ہوگا۔

چلتے پھرتے تسبیح ساتھ رکھنا

سوال: اکثر چلتے پھرتے صرف نہ کر (دادا نے دے) کے طور پر تسبیح رکھ لی جائے تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: راست میں اس بات کا خیال تو رہتا ہے کہ جہاں محنت (فکری کی بدولت) وغیرہ ہوتی ہے وہاں زبان کو راک لیا جائے مگر پھر بھی کبھی غفلت بھی ہو جاتی ہے۔

جواب: کوئی حرج نہیں۔

عشاء کے بعد تہجد کی نوافل

سوال: میں سردی کے موسم میں اکثر تہجد کے لئے اٹھتا رہا۔ اب ڈیڑھ ۱۰ سے عجب کیفیت ہے کہ ہر دن بکا ارادہ کر کے سوتا ہوں مگر تہجد کے وقت سخت کافی ہوتی ہے کہ نہیں اٹھتا اور دیر بھی قضا ہو جاتی ہے۔ پھر بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و زاری کرتا ہوں۔ یہ خیال بکا ہو جاتا ہے کہ آج سے ضرور اٹھوں گا مگر پھر نہیں اٹھتا ہوں۔ اس حالت کو عرصہ ہو گیا اور عشاء کے بعد تہجد پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو طبیعت میں یہ آتا ہے کہ اگر پڑھتا ہے تو آخر شب میں پڑھنا پیکار رائے (بے تہجد کام کرنے سے) پر ناکندہ۔ لہذا عشاء کے بعد بھی پڑھنے سے رو جاتا ہوں۔ مگر کبھی پڑھ بھی لیتا ہوں تو طبیعت میرا ب نہیں ہوتی اور یہ خیال جھجھکتا ہے کہ اس وقت کا پڑھنا کیا ہے پڑھنا تو رست کے آخری حصہ کا ہے پھر آخر رات میں اٹھنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں مگر پھر نہیں اٹھتا آخر رات میں اٹھنے کی کوئی تدبیر نہ دیکھتی یا صبر ارشاد ہو دینا کروں۔ میں ناگہ ہونے پر تقریباً ضرور کر لیتا ہوں اور دل پر صدمہ بھی بہت ہوتا ہے۔

جواب: یہ شیطان کا ڈاکہ ڈالنا ہے کہ اصل کی ہمت نہیں رکھتے کو دل گوارا نہیں کرتا تہجد محرومی ہوتا ہے رخصت پر عرس کہتے نواہری ہو جائے وہ مطلوب نہیں۔ خیر مطلوب کو مطلوب سمجھنا یہ بھی طریق لغزشوں میں ہے۔
مَحَلّ: جب سے بندہ آغلیاب سے دیوبند جائے وقت ملا تھا اس وقت سے مغرب کی نماز کے بعد ذکر باہر تین ہزار بار کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد سے اپنے ناقص خیال کے مطابق (یہ محسوس ہوا کہ) ذکر اور نوافل کی حالت میں خاص طور پر وساوس پہلے کے مقابلے میں کم آتے ہیں، ذکر کرتے ہوئے رونا بہت آتا ہے۔ اور کبھی کبھی نماز کے اندر (مغرب اس میں سے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک مجرم کی مشیت سے کھڑا ہوں اور اس کے قسم کی طرف اس وقت تمہیں کر رہا ہوں) رہنا آتا ہے یہ حالت پہلے اگرچہ اختیاری تھی لیکن اب بے اختیاری ہو گئی ہے۔ نماز کے اندر توجہ راتی ہے اور بعضی دیر بھی نماز کے اندر زیادہ لگے گا یہی زیادہ فی ثلثا ہے مگر کبھی کبھی جس کو میں توجہ سمجھتا ہوں وہی دوسری صورت میں حاکم ہو جاتا ہے۔

کچھ دنوں تہجد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا فرمائی تھی (ایمان کی برائی کی وجہ سے) پھر مینڈ آئے تھے اور مینڈ کے غلبے کے باوجود (اگر اس وقت اٹھنا نصیب ہو جائے) تو پھر کسکتی ہی رہتی ہے دعا فرما نہیں بندہ کا ارادہ ہے کہ قلیل سے پہلے دو تین دن کے لئے جناب دعا کی خدمت میں حاضر ہو جائے اگر آغلیاب کی اجازت ہو تو بندہ حاضر خدمت ہو جائے ورنہ جسکی رائے جناب کی ہو۔

بندہ کو کبھی کبھی کسی ایک گناہ کے یاد کرنے سے جو روزانہ زیادہ آتا ہے تو فانی حالت میں بندہ پرانا پر کچھ ضرب ہاتھ یا ٹکڑی کی لگاتا ہے یہ صرف بچہ گناہ کرنے کی سزا کے طور سے اچانک ہو جاتا ہے۔ اب اس کی جگہ کچھ دنوں سے بطور جرمانہ کے خوراک وغیرہ میں کمی کی جاتی ہے اور اگر کوئی نیا گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو بہت ہی شدید ندامت کی وجہ سے نفس کے بارے میں غلط الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ واللہ اعلم یہ حالت نقصان دینے والی ہے یا مفید مگر ہوتی ضرور ہے جھوٹا گناہ ایک بڑی بات معلوم ہوتا ہے مناسب ہدایات پر تکیہ۔

تحقیق: سب حانات نہایت پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور ترقی بخشے۔ معمولات پورے کر لیا کریں پھر جب رات بڑھے گی دیکھا جائے گا اور خوراک کی کمی آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جرمانہ کے لئے نفل کی اتنی تعداد مقرر کر بیٹھے جس سے نفس کو مضمت ہو اور باقی سب حالت ٹھیک ہے۔

مخالف: آج کل خاکسار کی حانت بہت خراب ہے۔ پہلے پیسے تو یہ حالت رہی کہ تہجد میں تنگ وقت میں آنکھ کھلتی رہ کر صبح کی نماز سے پہلے پہلے بارہ تسبیح ادا کرتا رہا مگر اس کے بعد دن بدن صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور بارہ تسبیح کی نصف صبح کی نماز تک بہ مشکل پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد ایسی حانت خراب ہوئی کہ کثرت سے ناندھ ہونے لگا اور بہت ہی بے کار خیال دل میں نہ گھبرا کہ کوئی اچھی حانت ہوگی تب حضور کو اطلاع دیا کہ ایسی بری حالت کو تیار لکھوں۔

اسی خیال میں کچھ عرصہ گزر گیا۔ ایک دن تریہ السانک کے معاذ میں مشغول تھا اس سے معصوم ہوا کہ جیسی بھی حالت ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور اطلاع کرنا چاہئے۔ اس کے بعد خود ہی دل میں یہ خیال آیا کہ اگر بری حانت نہ لکھی تو ملازم کسی کی ہوگی۔ بظاہر نہایت ندامت سے حضور کی خدمت میں عرض کرنا ہوں علاج اور دعائے خیر فرمائیں۔ آج کل بھی مسلسل بارہ تسبیح قضا سو رہی ہے مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو پھر کسی وقت ادا نہیں ہو سکتی تھی لیکن آج طبیعت پر نہایت جبر کر کے صبح کی نماز کے بعد ادا کی تب تسبیح ہوئی۔ اپنی طرف سے تو میں جتنا ہو سکتا اس امر کی کوشش میں ہوں کہ معمولات قضا نہ ہوں۔ اگر کبھی ہو جائیں تو جلدی ادا کروں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرمائیں تو وہ مالک کریم ضرور مجھے کامیابی عطا فرمائیں گے رات میں بھی جلدی سو جاتا ہوں۔ اب میں نہایت حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر سخت ناام ہوں اور ترقی کی جگہ تنزلی کا حال لکھتے ہوئے اور بھی شرم آتی ہے۔

تحقیق: ایسی رگاہیں بڑے بڑوں کو ان کے مرتبے کے مطابق پیش آتی ہیں۔ پریشیاں اور مایوس نہ ہوں اگر

رات کے آخری حصے میں مشکل ہوتی ہے تو شروع رات میں عشاء کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور سارے معمولات کر لیا کریں۔ اگر اس میں بھی مشکل ہو تو عشاء کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور دوسرے معمولات مغرب کی نماز کے بعد کر لئے جائیں ایسی تبدیلیوں کو تنزیل نہیں کہتے ہیں غیر اختیاری باتوں (کے تہ ہونے) سے نقصان نہیں ہوتا ہے۔

قلب سے اللہ اللہ کی آواز کا سنائی دینا

بَحَّال: میں حضور کی عنایت و توجہ سے حضور کے بتائے ہوئے ذکر و مشغل بہت ہی شوق و لذت سے ادا کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی امید قوی ہے کہ باقی زندگی بھی اللہ کی یاد میں صرف ہو جائے۔ حضور کی دعا سے میں اپنے کام میں خوب مزدوری کر لیتا ہوں مگر ان دشمنی کاموں کے زیادہ ہونے سے اور کاروبار معاش کے جھگڑوں سے فدوی کے درد کا نصف میں کچھ غفل اور تغیر اور بے ذوقی پیدا نہیں ہوتی اگرچہ کبھی کام میں تھک بھی جاتا ہوں مگر یہ محکم کچھ ایسی نہیں کہ مجھ کو پریشان یا بے شوق کر دے بلکہ کام دھندا کرتے ہوئے بھی اکثر اوقات اللہ اللہ کی حرکت قلب میں محسوس ہوتی رہتی ہے اور رات کے وقت اسی حرکت قلبی سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے۔ اس آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی عمدہ عمدہ آوازیں آتی ہیں جن سے بہت ہی لذت اور ذوق ہوتا ہے۔ یہ آوازیں اکثر رات کے وقت میں زیادہ آتی ہیں کبھی تو ایسی سرلی اور بے نظیر آوازیں آتی ہیں کہ (مجھے) چوٹی طرح اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔

غرضیکہ ان دونوں میں مجھ کو خوب مزہ اور لذت آتی ہے۔ ایک وہی ام مبارک اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی ہے اور ایک یہی مختلف قسم کی آوازیں جو خود بخود آنے لگتی ہیں۔ اپنے مزہ میں مجھ کو مست کر دیتی ہیں۔ یہ بھی گزارش ہے کہ میرا دل اب ذکر جبر سے کچھ گھبراتا ہے اور اسی ام ذات کی آواز کو جو قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سننے کو نہ چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھا ہوا خصوصاً تہجد کے بعد سنا کر دل۔ اب حضور جیسے ارشاد فرمائیں اور جو میرے حق میں منید ہو انشاء اللہ اس پر بدلہ و جان محل کروں گا۔ یہ آواز کیسی ہے جو بہت ہی سرلی ہے اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کچھ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

حقیقت یہ: بہت ہی پسندیدہ حالت ہے مبارک ہو۔ اس آواز کی حقیقت کبھی ملاقات کے وقت تمہاری سمجھ کے مطابق بتاؤں گا ملاقات کے بغیر مجھ کا اندازہ نہیں ہو سکا اس وقت اتنا مجھ لیس کہ اس کو نفرت مجھ کو شکر کریں اور کمالی مجھ کو اترا نہیں نہیں اور جبر چاہے بند کر دیں مگر ایسا نہ کریں کہ ذکر بند کر کے اس آواز کے سننے میں لگ

جائیں بلکہ اس طرف جان بوجھ کر توجہ بھی نہ کریں گو وہ خورد بخود کان میں آتی رہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا نقصان دہ ہوگا اور خود آواز کا پیدا ہونا اور محسوس ہونا نقصان دہ نہیں۔ پھر بھی بلکہ ہمیشہ حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔

تعلیم اسم ذات

سوال: حضور کے ارشاد کے مطابق جب سے روئی رات جاگنا چھوڑا ہے تمام کاموں میں گزب ہوگئی یہاں تک کہ تہجد بھی نہیں ہوتی تھی لیکن اب چار دن سے خدا کا شکر ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لینا ہوں اب اجازت چاہتا ہوں کہ اسم ذات جتنا حضرت ارشاد فرمائیں پڑھا کروں۔

جواب: (اسم ذات) سچ ہزار بار اور اگر قوت و فرصت ہو تو بارہ ہزار (کر لیا کریں)۔

عادتوں کی اصلاح سے پہلے ذکر و شغل مفید نہیں ہے

حکایت: آج کل میرا معمول یہ ہے کہ ہر وقت سانس کے ساتھ اللہ ہو اور آخر شب میں کم از کم آدھ گھنٹہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اللہ اللہ ہے۔ سانس روکنے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ وہ کسی طرح چھوٹی نہیں۔ تہجد کے بعد اسم ذات کی تعداد چھین نہیں ہے جو میرے مناسب حال ہو حضرت والا تہجد ملی یا منع فرمائیں۔

تحقیق: میں عادتوں کی اصلاح کے بغیر ذکر و شغل کے بارے میں کوئی حالت سن نہیں چاہتا ایسے شغل کو سلام ہے۔

شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی وظیفہ نہیں پڑھنا چاہئے

سوال: میں نے ہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی کچھ وظیفہ وغیرہ پڑھنے کو بتائے تو اس کو چاہئے کہ پڑھنے سے پہلے اپنے حیر سے اس کی اجازت لے لے۔ مجھ کو ایک شخص نے پاس انگاس کا وظیفہ اللہ پڑھنے کو بتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہر وقت پڑھنا چاہئے اور جب اکیلے پڑھیں تو پیر کے سامنے ہونے کا خیال ہی میں رکھنا چاہئے اور ایک درود شریف پڑھنے کو بتایا ہے اور اس میں بھی حیر کے خیال کی ہدایت کی ہے یہ درود دوسرے وقت پڑھنا چاہئے۔ میں آپ سے دونوں وظائف کی اجازت چاہتی ہوں۔

جواب: ہرگز نہ پڑھیں اور نہ ایسا تصور خیال رکھیں جو کچھ پڑھنے کا شوق ہو اس سے کیوں نہیں پوچھتی ہو۔

ناغہ نقصان دہ نہیں

حکایت: میری حالت پہلے یہی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے طبیعت کی حالت یہ ہے کہ اکثر قہر اہٹ ہوتی ہے اور یہ

خیال ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ دوں اور حضور کی خدمت میں جا پڑوں مگر پھر اہل و عیال کی طرف خیال کرتا ہوں تو یہ خیال ختم ہو جاتا ہے۔ مگر گھبراہٹ نہ چھوڑا دوں ہے اور ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ تیری نماز اور تلاوت جہالت کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہے مگر کسی کسی کام کی نہیں ہے۔ اپنا معمول مسلسل کرتا رہتا ہوں نماز میں بھی کبھی زیادہ وقت (روئے کی حالت) ہوتی ہے اور پھر ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ختم ہو جانے کا کچھ حرج نہیں۔ کبھی کبھی ہو جاتا بھی نعمت ہے۔ میری کتابیں دیکھتے رہتے سے تاوانیت (جہالت) ختم ہو جائے گی۔ اپنی ضروری معاش میں مشغول ہونا بھی عبادت ہے۔ گھبراہٹ خیالات کے بڑھانے سے ہو جاتی ہے اس خط کے مضمون کے سوچ بیٹے سے گھبراہٹ چلی جائے گی۔

سوال: مراقبہ کے لئے زیادہ کوشش کرنا ہوں مگر خیال نہیں ہوتا۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ مراقبہ کی کوئی تدبیر تجویز فرما دیجئے گا کہ کس طریقہ سے کروں؟

جواب: ابھی اس (مراقبہ) کو بند کر دیں کبھی پھر موقع ہوگا تو بتا دوں گا۔

پاس انفاس

حکال: حضور وائے ارشاد کے مطابق تنفس پاس انفاس جاری ہے مگر جس وقت چلتا پھرتا ہوں پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے مگر جے قرار (غھبرنے کی جگہ جیسے) دو کوکن و کان وغیرہ پر جاری ہونا بند ہو جاتا مگر نہ تعالیٰ کی یاد اور دھیان ضرور رہتا ہے۔ لہذا عرض ہے کہ جائے قرار پر بھی پاس انفاس کا مشغل جاری ہو جائے گا طریقہ ارشاد فرمادیجئے۔

تحقیق: حقیقت میں رکاوٹ غھبرنا نہیں ہے (بلکہ) اصل رکاوٹ کا دوبار کی مشغولی ہے اس لئے اس مشغولی کے ساتھ یہ مشغل جاری نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس کی کوشش بے فائدہ ہے اس لئے ایسے وقت میں زبانی ذکر جاری رکھئے۔

حکال: پاس انفاس کے مرتبہ کے وقت کچھ ایسی محو کی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ مجھے سانس کی آمد و رفت (آنے جانے) کی طرف بالکل خیال نہیں رہتا۔ دل میں ایک سفید روشنی معلوم ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کے واسطی پر خیال نہیں رہتا جہاں تک کبھی اپنی خبر نہیں بھی رہتی۔ کبھی آدھ غصہ کے لئے بیٹھتا ہوں اور بے خبری میں غصہ پھر ہو جاتا ہے۔ اس مراقبہ کو اگر ارشاد ہو تو زیادہ کروں۔

تحقیق: لازمی ٹھہر پر زیادہ نہ کیا جائے کسی دن جب خوب جوش ہو زیادہ کر لیا (کریں) اور نہ نہیں۔

خیال: اس مراقبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف ذکر جبر سے زیادہ خیال بندہ جاتا ہے۔

تحقیق: مگر اس خیال بندہ نے کوہاٹ و استراہ (بھٹکی) کم ہے اور ذکر کے آثار ترقی کرتے بلکہ بڑھتے رہتے ہیں اس لئے اس وعیان کے لئے ذکر کی کمی نہ کی جائے۔

ذکر کے وقت تصور؟

خیال: حضرت مرشدی کے ارشاد کے مطابق نہری ذکر میں دل سے ایک نور نکلتا ہوا تصور کرتا ہوں کہ وہ ذکر کے تمام جسم کو اور بڑھتے بڑھتے تمام عالم کو گھیر لیتا ہے۔ اس تصور میں بعد اللہ کا مہیا ہوا جاتی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

خیال: یہ حالت جو عرض کی صرف ذکر کے وقت باقی رہتی ہے ذکر کے بعد علمی مشاغل میں مشغول ہوتا ہوں تو کچھ باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں وہ یکسوئی کی حالت خاص بیست کی ذہن سے ہے اس لئے یکسوئی نہ رہنے سے وہ بھی نہیں رہتی مگر غور و اثر باقی رہے گا۔

خیال: ہاں اکثر زبانی کرتا رہتا ہوں۔

تحقیق: بعض اعتبارات سے اس (زبانی ذکر میں) اس (یکسوئی) سے بھی زیادہ فائدہ ہے۔

خیال: میں (صاحب حال نے ایک دوسرے صاحب کی معرفت جو حضرت کی خدمت میں مقیم تھے اپنا حال حضرت کی خدمت میں پیش کر لیا ہے) نے کچھ عرصہ سے تہذیبی فرائض کے بعد ذکر و فکر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اسی حال میں کچھ شکوک پیدا ہوئے جن کو دور کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں لیکن کوئی کسی سے فائدہ نہیں ہوا۔ لہذا (یہاں وہی صاحب مراد ہیں جن کی وساطت سے حضرت کے ملاحظہ میں حال پہنچا گیا تھا) آپ کو تکلیف دی جاتی ہے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو مولانا سے بھی اس معاملہ کو رجوع کیجئے گا۔ ذکر کے وقت لانا کہہ کتے وقت یہ خیال کرنا ہوں کہ قلب اور جسم سے برائی اور شائستگی (گندہ گیان) دور کی جائے اور اللہ کے ساتھ برائیوں کی جگہ نورانی کیفیات اس میں داخل ہوں۔ کچھ عرصہ تک یہی سلسلہ جاری رہا اب یہ صورت پیدا ہوئی ہے اور دل میں یہ خیال مضبوط ہو گیا ہے کہ انسان کا جسم پاک روح اور ناپاک جسم، گوشت کھال اور ہڈیوں سے لدا ہوا ہے۔ لہذا فی معنی لانا کہہ کتے وقت جسم میں سے ناپاک دور کرنے کے خیال کے ساتھ (علاوہ روح کے) تمام جسم کی ناپاک کا خیال آتا ہے کیونکہ جسم مادہ اور ناپاک مرنے والی چیزیں ہیں اس لئے دل یہ چاہتا ہے کہ لانا اللہ

میں یہ سمجھنا ہی شامل نہ ہوتا اچھا ہے لیکن چونکہ روح کے ساتھ یہ مجموعہ کی بھی مثال ہے اس لئے حقیقت یہ وہ ہو جاتی ہے اور مادی تشاؤات (آئندگی) اور جسمانی سدا و برابری ہے۔

سوال یہ ہے کہ کئی (یعنی لالہ) کے وقت صرف جسم کی ٹاپا کیوں کاٹیں کرنا چاہئے یا ان پاپ کیوں میں ہونی جسم کو بھی مثل کرنا چاہئے۔ دوسرے ثابت (یعنی اللہ) میں اپنے وجود یا اپنی استی صرف روحانی سمجھ لینی چاہئے یا کیا (سمجھنا چاہئے) تیسرے ذکر یا وار بلند کرنا بہتر ہوگا یا نہیں۔ معلوم نہیں میں اپنے مفہوم پورے طور پر لفظوں میں آپ کو سمجھ سکا ہوں یا نہیں۔ بہر حال مولانا نے تو ایسے مریضوں کے بہت علاج کئے ہوں گے مریض کے تعاون سے کہنے سے بھی طبیب مرض کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں۔

تحقیق: یہ ساری پریشانی اسی قاعدہ کی وجہ سے ہوئی جو مشہور ہے اور کتب میں مذکور ہے کہ لالہ کے وقت نفی کا تصور کرنا چاہئے اور لالہ کے وقت اثبات کا (تصور کرنا چاہئے) پھر اس سے اس قسم کے سوالات پیدا ہوں گے اس لئے خود یہ قاعدہ ہی عمل کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ آج کل اکثر طبیعوں کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ طبیعتیں کمزور ہیں کئی بہت سارے تصورات سے ان تصورات میں پریشانی ہو جاتی ہے اور یہ تصورات (جو آپ کر رہے ہیں) بہت سارے تصورات ہیں اس لئے ان کو چھوڑ دیجئے صرف حق جل جلالہ کا یہ تصور ان الفاظ کا تصور رکھئے جو آسان ہو اور کتب میں جو قاعدہ لکھا ہے وہ اس وقت بھی ضروری نہ تھا وہ بے فائدہ ہے اس کا اور اصل مقصد اس پر وقت نہ تھا۔

ذکر جہر وحفی میں سے کون سا افضل ہے اور ریاء کی حقیقت و تصور شیخ

تحال: بندہ حضرت کے فرمائے ہوئے ذکر کے شعل کو کرتا رہتا ہے۔ بعد اللہ کے فضل اور کرم سے اور حضرت مرشد کی برکت سے پہلی حالت کے مقابلے میں بہت صلاح آتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے اور حضرت سے پوشیدہ نہیں ہے اور ذہن کی دعوت میرے سارے خیالات ختم ہو گئے ہیں۔ (حضرت!) احقر کو پانچوں باتوں کی عادت میں یاد رکھیں گے۔ (حضرت!) اب سوال پوچھتا ہے۔

سوال: ذکر جہر (بندہ آواز سے) افضل ہے یا حفیہ (آہستہ آواز سے) اور کون سا زیار مفید ہے اگر کسی نے جہری ذکر میں ریا کارانہ نہ کیا ہو بلکہ اپنی عادت مقررہ پر کرتا ہے تو یہ ریا ہو سکتا ہے یا نہیں دوسرے مرید اگر مرشد کا تصور کرتا ہے تو یہ مفید ہے یا نہیں اور اگر ناسا میں یہ اختیار آتا ہے تو کیا ہے؟

تحقیق: احاطات سے دل خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ استقامت و ترقی بخش۔ خیر ذکر اپنی ذات کے اعتبار سے بہتر

ہے مگر کسی وجہ سے اکثر ذکر جہر زیادہ مفید ہوتا ہے باقی جس میں زیادہ کیموسنی حاصل ہو وہ اختیار کریں۔ جو زیادہ جان بوجھ کر نہ ہو وہ زیادہ نہیں ہے۔ شیخ کا تصور جان بوجھ کر کرنا سنت کے خلاف ہے اور بغیر ارادے کے ہو تو وہ محبت کی علامات میں سے ہے۔ اور محبت موافق سنت ہے۔

ذکر میں تمہا کو والا پان نقصان دہ نہیں ہے

حُتَالٌ: خیر کی وجہ سے پان میں تمہا کو زال کر داب لیتا ہوں اس وجہ سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اگر اس کی وجہ سے کچھ حرج ہو تو ترک کر دوں۔

تَحْقِیْقٌ: کچھ حرج نہیں ہے۔

ذکر میں تسبیح کے دانہ کی موافقت ضروری نہیں ہے

حُتَالٌ: جب ۳۳ ہزار روزانہ کا معمول تھا اس وقت زبان کی حرکت اور تسبیح کے دانہ کی موافقت کا خیال رہتا تھا مگر سوا لاکھ کے روز میں زبان کی حرکت اور دانہ تسبیح کی موافقت کا خیال نہیں رہتا ہے اور خیال کے بھی برابر اس ذات کا خیال رہتا ہے اس بارہ میں جو اصلاح فرمائی جائے اعلیٰ فرمائی جائے۔

تَحْقِیْقٌ: کسی اصلاح کی حاجت نہیں۔

ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا نقصان دہ ہے

حُتَالٌ: حضور کے ارشاد کے مطابق تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کا معمول ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد اس سے انسیت پیدا ہوگئی کہ جب بھی تنہا ہوتا ہوں تو زبان سے بے اختیار اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔

تَحْقِیْقٌ: الحمد للہ۔

حُتَالٌ: یہ حضور کی برکت ہے۔ چاہے نیند غالب ہو جائے تین ہزار بار (تعداد) سانسوں میں جاری رہتی ہے۔ رات میں ارادہ ہونے کی صورت میں اس دن کسی بھی وقت پورا کر لیتا ہوں۔ یہ پلٹ عرصے بعد حاصل ہوتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

تَحْقِیْقٌ: انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ برکت برہمی رہے گی۔

حُتَالٌ: ذکر کی اس کم مقدار پر ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا کرنا (کیسا ہے) کیا ان انوار کا امیدوار رہنا غلط ہے؟

تَحْقِیْقٌ: اس سے زیادہ مقدار پر بھی یہ تمنا نقصان دہ ہے ایسے ہی۔ یہ (انوار کا نفع آنا) ضروری بھی نہیں ہے اسی

طرح یہ مقصود بھی نہیں ہے۔

حُجَّتُہ: حضرت کے تحریر فرمانے پر کہ یہ انوار مقصود نہیں ہیں لیکن یہ انوار (آخر) کیا ہیں کہ دوسروں کو نظر آتے ہیں اور آخر کو نظر نہیں آتے اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تعداد کا خلف ہونا بھی ایک وجہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ قوت عقلیہ کا زیادہ ہونا بھی ایک رکاوٹ ہے۔ اس کا اکثر مدد کیسویٰ پر ہے۔ جتنی عقل زیادہ ہوگی اتنی کیسویٰ کم ہوگی۔ یہ انوار رنگ میں آنے چاہئے اور اسی طرح اغلب احوال میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ (انوار) اخلاط کے مشغول ہونے سے ہوتے ہیں اور انوار احوال کا پیش "ناخوشوں کے عالم کے منکشف ہوجانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا فائدہ صرف دسویں کا ختم ہونا اور کیسویٰ کا حاصل ہونا ہے جو دعائے میں سہولت کا سبب ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ نقصان زد ہوتے ہیں کہ اس کی طرف توجہ کرنے والا بلاک ہوتا ہے۔ اس لئے طالب کا یہ حال ہونا چاہئے۔

عَلَّمْ کہ خواجہ خود روش بندہ پروردی داند

کہ آقا خودی غلام کی تربیت کرتا جانتا ہے (اس لئے حال پیش آئے یا نہ آئے سب بھرتے ہی کو بھرت سمجھنا چاہئے)۔

حُجَّتُہ: اگرچہ کوئی بہت ہے لیکن اگر اس کی وجہ معلوم ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

تحقیق: اس تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خود دور ہو جائے گی۔

حُجَّتُہ: یا (حضرت کا) جو قسم ہوگا۔ فنا قرآن مجید کی ایک منزل اور دس بخاری کے شن ورق پڑھنے کی وجہ سے ان تین ہزار کے علاوہ مشکل ہوگا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

لفظ اللہ ادا کرنے میں کوئی خصوصیت ضروری نہیں

حُجَّتُہ: ایک عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے وقت تجوید کے قاعدہ کے مطابق اللہ ادا نہ ہے لام پر کر کے پڑھنا چاہئے یا جس طرح سے عام آدمی بغیر یہ اور بغیر یہ کہے اللہ پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنا چاہئے جس طرح بہتر و فخر کس اور ہا کو ساکن کر کے پڑھنا چاہئے یا پیش کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

تحقیق: لفظ اللہ میں پر کر کے پڑھنا اور مد کر کے پڑھنا واجب نہیں ہے صرف ایک مستحب (دین میں)

پسندیدہ بات ہے۔ ذکر میں اس اہتمام اور مشغولی کی وجہ سے عیسوی فتنہ ہو جاتی ہے جو نفع کے لئے ایک بڑی شرط ہے۔ اس لئے جو چیز غیر ضروری ہو اور ضروری چیز میں رکاوٹ کا سبب بن جائے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ ہرگز ان باتوں میں نہ پڑیں جس طرح آسانی ہو کرتے رہیں اس کو شکر سے نقصان ہوگا۔

مراقبہ

مَحَال: مراقبہ کو بہت دل چاہتا ہے مگر اس کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔

پتہ چھینچ: جب مناسب ہو گا خود بتا دوں گا حالات سے اطلاع دیتے رہے۔

سوال: اب گرمی کے بجائے سردی و سلاسا (معتدک اور سلامتی) کی کیفیت ہے کیا اب بھی ذکر کے بجائے درود شریف کی کثرت رکھی جائے مراقبہ طلوعِ قمر (چاند کے طلوع ہونے والا مرتبہ) اپنی حالت پر ہی رہے۔

پتہ چھینچ: رمضان کے فتنہ تک وہی معمول رہے عید کے بعد درود شریف کی جگہ ذکر کی کثرت کر دیجئے اور وہ مراقبہ بھی بند کر دیجئے اس کی جگہ سارے اعضاء اور اجزاء سے ذکر کر کے جاری ہونے کا مراقبہ کیجئے۔

سفر میں ذکر و وضو کے بغیر یا تنہم کے ساتھ بھی کافی ہے

مَحَال: سفر میں رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی کوشش کی کہ اٹھوں اور نوافل پڑھ کر ذکر کروں لیکن سفر میں اکثر لوگوں کے منے جلنے سے رات بہت گزر جاتی تھی اس لئے بعض دن تو آنکھ نہ کھلی اور اگر کھلی تو ہر طرف کی طرح سرد پانی کو کچھ کر وضو کی جست نہ ہوئی مسجد ذرا فاصلہ پر تھی اس لئے پڑا رہا۔

پتہ چھینچ: ایسے سوچ پر اگر نماز تجھ وغیرہ نہ ہو سکے جس کے لئے طہارت شرط ہے تو خالی ذکر ہی بلا وضو کر لیا جائے کہ اس کے لئے طہارت شرط نہیں لیکن اگر تنہم کر کے ذکر کیا جائے تو زیادہ برکت کا سبب ہے اور اسکا طاعت کے لئے طہارت کے لئے بغیر عذر بھی تنہم جائز ہے۔

مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی سے زیادہ مفید ہے

مَحَال: ایک خیال کے بارے میں بتایا جائے کہ صحیح ہے یا غلط وہ یہ کہ میرا خیال ہے کہ مبتدی کے لئے شروع میں حتیٰ ذکر کی زیادتی مفید ہے اتنی تلاوت یا درود شریف یا استغفار کی زیادتی مفید نہیں ہے۔ جب ذکر کی زیادتی سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جائے تو اس مناسبت سے تلاوت وغیرہ میں بہت قوت حاصل ہو سکتی ہے۔

ان چیزوں کا اثر لطیف (نازک) ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضور نے بھی ایک بار کچھ ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا کہ برتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی کے مقابلے میں زیادہ مفید ہے۔

احقر نے حافظہ صاحب سے یہی عرض کیا تھا کہ کچھ ذکر کی تعداد بڑھا دیں کیونکہ وہ ذکر بہت کم کرتے ہیں زیادہ وقت تلاوت میں صرف کرتے ہیں۔ تلاوت اگر بدستور بھی رکھی جائے تب بھی ذکر میں اضافہ کے لئے کچھ وقت نہیں مل سکتا ہے۔ یہ میرا خیال کہیں خدا نخواستہ تلاوت وغیرہ کی کسی وجہ میں تنقیص (کمی کرنا) تو نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ چیزیں تکمیل کے بعد ممکن ہے بہت خاص (چند) طبیعتیں اس اصول سے مستثنیٰ (الگ) ہوں۔

حقیقہ: بالکل صحیح خیال ہے اور یہ تلاوت کی کمی کرتا نہیں ہے بلکہ ذکر ایسی نیت سے کیا جائے کہ میں تلاوت کے قافس ہو جاؤں کیا نماز پر وضو کو مقدم کرنے سے نماز کی کمی کرتا ہے۔

مرض کی وجہ سے وظائف کو چھوڑنے میں کچھ حرج نہیں اور

فکرِ ذکر کے قائم مقام (نائب) ہے

تحاتی: مجددی الشکر حضرت مولوی صاحب زاد شرف بعد از اسلام عظیم مسنون عاجز گنجگار کی طرف سے عرض ہے کہ یہ بندہ سخت گنجگار بدکار و دوسیاہ اور اللہ تعالیٰ کے دربار کا بھاگا ہوا غلام ہے اور بظاہر سر سے ہیر تک مریش نہ بیٹھنے کی طاقت نہ نماز روزہ میں محنت کرنے اور مشقت اٹھانے کی طاقت بلکہ معمولی نماز بھی تکلیف سے اول ہوتی ہے۔ بیماریوں کی وجہ سے کئی مجبوریاں ایسی ہیں کہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف دل کی یہ حالت کہ نماز سے ذوق نہ دکر کرا شوق اگر ایک دن تسبیح کو اٹھایا تو میں بیس دن بھر خیال بھی نہیں ہوتا اور اگر زبان سے کچھ ذکر کرتا ہوں تو ہزاروں برسے تصورات و خیالات پریشان کرتے ہیں تیسرے بڑی آزمائش میں مبتلا ہوں اور تھوڑی سی تکلیف کی بھی برداشت نہیں ہے بلکہ طبیعت میں اعتراض اور مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بد بخت کی تقدیر میں نعمت لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اب پہلے آپ کی جانب میں یہ عرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جل شانہ ان امراض ظاہری و باطنی و اقلا (آزمائش) سے مجھے نجات نصیب فرمائے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ایسا بد بخت آدمی جس کو ذرا بھی شوق و ذوق اور اشتغال (مشغول مزاجی) نہیں ہو طبیعت کا یہ حال ہے کہ آدھا گھنٹہ بیٹھنے کی طاقت نہیں اور دماغ دل اس سے بھی برا ہے۔ کچھ حاصل ہو سکتا ہے یا

کریں) اگر پھر بھی وسوساں آئیں تو کچھ پروا نہ کریں اس تدبیر سے خود بخود دفع ہو جائیں گے۔

سوال ۱۰: بندہ جب امام کے پیچھے ایسی نماز پڑھتا ہے جس میں امام قرات آہستہ کرتا ہے تو اس حالت میں یہ احقر اگر قلب سے اللہ اللہ کرے اور زبان سے نہ کرے منہ بند رکھے صرف دل سے اللہ اللہ کیا کرے تو یہ احسن ہے یا نہیں؟

جواب ۱۰: ہاں احسن ہے۔

سوال ۱۱: ذکر کے وقت لا الہ الا اللہ کے جہر کے ساتھ احقر کیا تصور اور خیال کرے جس سے دلچسپی ہو۔

جواب ۱۱: جواب نمبر ایک کی طرح۔

سوال ۱۲: ذکر اسم ذات "اللہ اللہ" جہر کے ساتھ کرنے کے وقت کیا تصور اور خیال کرے۔

جواب ۱۲: نمبر ایک کی طرح۔

سوال ۱۳: تلاوت کے وقت بھی کس طرح تصور کروں اور کس کا جس سے سہولت حاصل ہو اس کا طریقہ بھی تحریر فرمایا جائے۔

جواب ۱۳: نمبر ایک کی طرح۔

ذکر میں سر کو جھٹکا دینا اور مخرج پر زور دینا ضروری نہیں

مخالف: ذکر کی ضرب و جہر سے کیا جاتا ہے اور ذکر کے ساتھ ہی ذرا سر کو جھٹکا بھی دیا جاتا ہے۔ اس میں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ اگر سر کو جھٹکا نہ دیا جائے اور صرف مخرج ہی پر زور دیا جائے تو کچھ ترجیح ہے۔

تحقیق: نہ جھٹکنے کی ضرورت نہ مخرج پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہاں اگر طریقت کے جوش سے کوئی بات کہہ جائے تو اس کے روکنے کی بھی ضرورت نہیں جب کہ اعتدال کی حد سے زیادہ نہ ہو۔

مخالف: الحمد للہ تعالیٰ اس بخت بہت کم ایسا ہوا ہے کہ قلب میں وحشت یا بے چینی یا بے رونقی ہوئی ہو اکثر عام طور پر تلاوت قرآن شریف یا ذکر کے وقت عجیب مزاحیہ معلوم ہوتا ہے۔ "والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الخ۔"

تحقیق: مبارک ہو۔

مخالف: بات کے لمبا ہونے کی وجہ سے بے ادبی کا خوف ہے امید ہے کہ حضور اپنے مکالم و اخلاق اور غلام کی

جہالت کی وجہ سے خدا کے واسطے معاف فرمائیں گے۔
تحقیق: سب معاف ہے۔

ذکر جہر میں ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے

حَال: اب تک احقر کو ذکر جہر بارہ شیخ کرنا نہیں آیا بہت کوشش کرتا ہوں کہ اس طرح ضرب لگاؤں مگر اس طرح نہیں جتا بلکہ معمولی طریقہ سے کسی طرح ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حَال: دل کو تسکین نہیں ہوتی اور ایک طرح کا رنج رہتا ہے کہ کیوں نہیں ہوتا۔

تحقیق: تسکین کا نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ طریقہ سے نہیں ہوتا ہے جس طرح سہولت نشاط ہو وہی طریقہ ہے کوئی خاص قید وغیرہ نہیں ہے۔ اس کا احتمال بھی نہ فرمائیے اطمینان سے کئے جائیے اور پھر اس قاعدے کے استحضار کے بعد کیفیت تحریر فرمائیے۔ والسلام

لطاائف کی قید کے بغیر ذکر

حَال: بھرا اللہ لطائف خدا کی اتنی مشق ہو گئی ہے کہ ہمیشہ پس انگاس کی قیمت قائم رہتی ہے ہاں کسی مشق میں ہوتا ہوں تو یہ بات نہیں رہتی ہے مگر ساتھ ہی خبردار ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: لطائف کی قید کے بغیر ذکر جاری رکھئے یعنی لطائف کی طرف نہ نظر نہ رکھئے۔

کشف اور انوار وغیرہ توجہ کرنے کے قابل نہیں ہیں

حَال: کئی دن تک ذکر کے درمیان کچھ گول سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوئی اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت ستارے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ اکثر (قوت) متخیل کا تصرف ہے کبھی ذکر انوار کے اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

مرض کی مجبوری کی وجہ سے ذکر میں کمی کرنے میں کچھ حرج نہیں

حَال: جو فقیر تعالیٰ اذکار پہلے کی طرح چل رہے ہیں لیکن کبھی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے تعداد میں کمی ہوئی

تھی۔

تحقیق: لا باس بہ۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

تصور ذات بحث اور مناجات قلبیہ میں سے افضل کون ہے

حکال: تصور ذات بحث افضل ہے! مناجات قلبیہ (یعنی کسی دل خود بخود حق تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے جس میں خشوع و خضوع کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہو کر عرض معروض کر رہا ہے) اسی طرح نماز میں ان دونوں میں سے کون سی صورت افضل ہوگی۔

تحقیق: اُمر مناجات (دعاؤں) کی خود بخود چاہت ہو تو وہ افضل ہے درہر ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور (افضل ہے) نماز در نماز کے باہر دونوں کا ایک صحر ہے۔ مگر نماز میں مناجات پر رکن میں نہیں ہوگی۔

اور اذ کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں

سوال: قرآن شریف و دعاؤں الخیرات پڑھنے کی اجازت بندہ کو نہایت فرمائیے۔

جواب: اور اذ کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں۔ (یعنی تصوف میں جو مشہور و معروف ہے کہ ہر کام شیخ سے پوچھ کر اور اجازت سے کر کرنا چاہئے اور پڑھنے میں اس مشہور و معروف اجازت کی ضرورت نہیں ہے)۔

ذکر کثیر میں شمار کی ضرورت نہیں

حکال: ابھی جب ذکر میں جی لگ جاتا ہے تو عدد و شمار کا خیال نہیں رہتا کی گنتے مڑ جاتے ہیں کہ تسبیح جلیل اور ذات وغیرہ میں مشغول ہو جاتی ہے اور جی چھوڑنے کو نہیں چاہتا مگر ایسی ہی ضرورت و درک و تدبیر کی مجبوری کو وجہ سے ترک کرنا پڑتا ہے اور نوکری کی صورت میں اور (زیادہ) مجبوری ہوتی ہے۔

تحقیق: گنتے کی کچھ ضرورت نہیں بے شمار کرنے کی صورت میں (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) یعنی بندہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کر کہ کامیاب ہو رہا ہے۔

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید

سوال: رہا اللہ کبر حصہ ہم میں تراویح کے بیان میں حضرت کا ارشاد ہے کہ میں لوگوں کو تلاوت قرآن کا حریق دیتا ہوں کہ تلاوت کے وقت لڑ تصور کرو کہ اللہ میں جلالت فرما رہے ہیں اور ہمارے زبان سے باری کی طرح آواز نکل رہی ہے۔ اس کے بارے میں حضرت سے یہ بات پوچھنی ہے کہ اس کی اجازت اس ماہک رکھنی ہے یا

یہاں کا مل نہیں ہے۔

چترال: ہاں (اس کی اجازت) ہے لیکن اس کے بعد (پیٹر: آنے والی) کی کیفیت سے اطلاع دینے تک یہ اجازت عارضی ہے۔

سوال: اگر اجازت ہے تو نماز میں بھی قرأت کے وقت ایسا تصور کر لیا جائے یا صرف تلاوت میں (کرنا جائے)۔

جواب: ابھی صرف تلاوت میں (کریں)۔

ذکر و تدریس ایک ساتھ ہو سکتے ہیں

پیشانی: حضرت اقدس نے جو ذکر و فکر اور شاد فرمایا تھا اس کو خادم الخدام نے کئی بار شروع کیا اور کچھ عت تک کرتا رہا وہ بھی لازم کئے بغیر اور پھر یہ کم پوچھی بلکہ بے پوچھی والا عذر اس کی ملازمت کی وجہ سے اس پر پہنچتی نہ کر سکا اور اس کے ترک سے (بھی) چھکارا نہ ملا اسی طرح کئی بار شروع کرتا رہا اور اسی طرح ممتا رہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ خادم کو تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت کی ملازمت کی صورت میں تدریس کے ساتھ مشاغل اذکار و افکار کے مشاغل کا ہونا بہت ہی مشکل ہے لیکن اگر تدریس کا حق جیسا حق ادا کرنا چاہئے حق ادا نہ کیا جائے تو آسان ہے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں اس لئے تو ہدایت سے خیانت کا چوراخ خوف ہے دوسرا دل کا ذکر سے حذر ہونا مشکل ہے صرف زبان کا ذکر کیا مفید ہوگا ذکر کے مقصود تک پہنچنا مشکل ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہدایت کے راستے ”بینہا ہرزح لا یبیہان“ کہ دونوں (راستوں) کے درمیان ایک آڑ سے یا ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔

الناس بیاقرن کے باوجود (بندہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت کے وسیلے سے امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مراد کو ضرور پورا فرمائے اس کے جنون کی چابست کو ضرور پورا فرمائے گا۔ اس لئے پرانی عادت کے مطابق اب پھر ذکر و فکر کا شغل شروع کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ بیشکی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں تو مگرنا ہونا تک کہ پھر چلنا اور ٹھہر جانے سے تفتل کر چلنا ہی اچھا لگتا ہے۔

اب اس خادم کی موجود صورت میں حضرت جو بھی ارشاد فرمائیں گے بندہ اس پر عمل کرے گا اور اس کی پابندی کرے گا اس کے بعد حضرت کی دعا کی بھی بہت ضرورت ہے۔ اس راستے کے چنے والوں کے واسطے اس دور پڑے کو پہلے دن (۱۱) اور پہلے سیشن میں آنے والا سمجھا جائے کیونکہ حضرت کے علاوہ کوئی زار و براہ نہیں ہے بلکہ عجب نہیں کہ اس کو بھی کھوتا نہ کر بیٹھا ہو لیکن اللہ تعالیٰ سرور کائنات ﷺ، انبیاء و صحابہ اولیاء اور امتیاء کی کچھ

محبت دل میں چمکی ہوئی ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ موت تک ہمیشہ دل زور بان کو ہمیشہ شہادتیں (اللہ اور رسول کی شہادت) باہور ان کے لوازمات پر عمل کرائے گا۔

اس خادم کی فطرتی حالت ہے کہ دشت و صحرا و ویرانہ کی خراف و رغبت اور آبادی اور زیادہ بھیل بھاڑ اور اکثر لوگوں سے غرت رہتی ہے جو تجویز فرمایا جائے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

تَحْقِیْقِی: آپ کے تجربے بالکل صحیح ہیں لیکن یہ اکثر لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ ہر سر کو جتنے اوقات دیتے ہیں دن کو محمد و رکھا جائے اور ذکر و مشغول میں بھی درمیانی مقدار سے کام لیا جائے بلکہ درمیانی مقدار کے نہ ہونے کی مجبوری کے وقت کمر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں تو پھر دونوں کا ایک ساتھ کرنا آسان ہے اگرچہ یکسوئی کے بغیر ہی سہی اور اگرچہ وقت مقرر کے بغیر ہی سہی اس کے بارے میں آپ کا یہ قول مجھ کو پسند آیا کہ اس راہ میں کرنا پڑنا فتحِ مولانا: روئی نے اس مضمون کو صاف فرما دیا ہے۔

دوست دارد دوست این آشغالی کوشش ہے ہونہ بہ از عقل

مَکْرُہِ تَحْقِیْقِی: "محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری دیکھتے ہوئے سے بہتر ہے۔" (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ انتہاء نتیجہ لائے گی خطباتِ قصیم الامت ا۔ (عمر: ۱۳۵: ۱۳۸)

بہی اپنے عمل کا طریقہ یہ ہی رکھئے میں دس و جان سے دعا کرتا ہوں باقی خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کی مجبوس حالت بہت اچھی ہے آخر خط میں جو عادت نکھی ہے پسندیدہ اور مفید ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس ہونے کے لئے یہ لازم ہے مولانا (روئی) کا بھی ارشاد ہے۔

قصر چہ گزید ہر کو عاقل است زائد در غلط صد ہا ہے دل ست

مَکْرُہِ تَحْقِیْقِی: "(اے طالب) جو عقل مند ہے اس نے کنوئیں کی گہرائی (ارہنے کے لئے) اختیار کر لی کیونکہ اس سے دل کی معانی (ماصل) ہوتی ہیں۔" (مطلب یہ ہے کہ عزت نشینی عقل مند لوگ اختیار کرتے ہیں کیونکہ اس سے نفس کی راہی اور عقلی ہوتی ہے)۔ (سکونِ نظم: ۳۹۵: ۳۹۷)

مراقبہ کی تعلیم

حَال: میں حضرت کے ارشاد کے مطابق استفادہ پڑھتا ہوں مگر اکثر اوقات بھول جاتا ہوں اگرچہ یاد آنے کے بعد غماست ہوتی ہے لہذا دعا فرمائے۔ نماز کے اندر بھی یکسوئی نہیں ہوتی اگرچہ خیال بار بار کرتا ہوں مراقبہ

کے واسطے فرمائیے۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ کسی وقت کیا جانے اگر میرے حق میں غلیظ ہو کر کسی وقت تھوڑی دیر بیٹھ دوں تو سر میں درد نہ جاتا ہے۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں جس سے میرے یہ امراض جاتے رہیں۔

تحقیق: یاد آئے جانے پر پھر شروع کر دینا یہ بھی ہمیشہ کرنے کی صریح ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے انہوں نے صاف فرمایا ہے ﴿وَإِذْ تَكَرَّرَ إِلَٰهًا نَسِيتَ﴾ (جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کریں) نہز میں یکسوئی (خود بخود) ہونے کی ضرورت نہیں یکسوئی کرنے کی ضرورت ہے یعنی اپنے ارادے سے فصول خیالات و کلمات میں نہ لائے نہ کچھ نہ حاضر رکھے جائیں اور اثر میں نہ پڑیں وہ خود آتے رہیں تو کچھ نقصان نہیں اور موجودہ حالت میں جبکہ سر میں درد ہوتا ہے تو مراتب ہو کر نہ بیٹھے صرف دل سے سوچ دینا خواہ کسی حالت میں ہو کافی ہے خواہ موت کو قویٰ کیا جائے یا حساب کتاب کو (سوچ کر چاہئے) الٰہی لحاظ نہیں کافی ہے۔

وظیفہ نہ پڑھنے کے دن دنیوی معاملات میں دل نہ لگنے میں راز

حکایت: فجر کے بعد تین ہزار ہزارات اور ظہر کے بعد تین ہزار ہزار ہزارات اور عشاء کے بعد تیس ہزار ہزارات "لا الہ الا اللہ" دو بار اور "الا اللہ" چار بار اور اللہ اللہ چھ سو بار پڑھتا ہوں ذکر میں بے غفلت تعالیٰ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اب چنانچہ تمام اس غرض کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ موت بہت ہی قریب ہے یہاں تک کہ پیٹ بھرے میں قوت نہیں ہوتی ہے۔ یہ حال اس وقت رونے سے کہ جب وظیفہ مسلسل پڑھوں اور اُترا اُترتا ہے سے وظیفہ کا پڑھنا رو جائے تو بدن میں خوب درد لگتا ہے اور دنیوی معاملات کرنے میں بھی نہایت دبا لگتا ہے۔ یہ معاملات میرے ماضی ہاں سے شروع ہوئے تھے وہ دن سے گزر چکے ہیں معاملات اب بھی خواب میں جاتا ہیں کہ ایسا کرو ایسا کر مگر جب روزانہ کا وظیفہ پڑھوں تو یہ خواب کم نظر آتا ہے۔

اس وقت دل میں بہت شوق ہوتا کہ حضور پر نور کی خدمت شریف میں جا کر رہا کروں اور معاملات یک دم چھوڑ دوں اُترا اجازت ہو تو کتنی چاہوں۔ معاملات و کاروبار جو ماضیوں میں سے چڑی ہے اور شرعاً جائز بھی ہے میری غیر موجودگی میں کاروبار کے مالکان تابع ہیں اس لئے خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے اجازت کا شکریہ ادا کیا۔

گذشتہ رات ایک خواب نظر آیا دیکھتا ہوں کہ زمین میں یک روشنی ایسی نظر آئی جیسا کہ چھت کے سوراخ سے سورج کی روشنی مٹی پر پڑتی ہے دیکھنے سے پہلے حضور کے جمال جہاں آ کر کے یہاں سے شرف ہوا تھا

اب اپنے حال کے انکشاف اور خواب کی تعبیر کے لئے ہاتھ دے رہا ہے۔ سوست ہے اور سہ۔

تحقیق: معومات کافی ہیں۔ سوست کے قریب ہونے کو جن ماحولوں سے سمجھا ہے یہ تو خالص اہم گتہ ہے (مسل بات یہ ہے کہ) بدن میں ضعف ہے دھندلے چہلے سے دو بڑھ جاتا ہے اور دھندلے نہ چہلے کے دن دو ٹیکس برکتا اس لئے بدن میں سوست معلوم ہوتی ہے اس کو سوست کے قریب ہونے سے کیا تحقیق۔ اس دن دینوی معاملات میں دل ٹٹا اس وجہ سے ہے کہ دل اس دن دھندلے کی انور و برکات سے خالی ہوتا ہے تو دنیا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس وقت تک دوسرا احتمال بھی میرے قلب میں پیدا ہوا غائب یہ شیطان کا تعریف ہے اور وہ اور اوچھڑا، چاہت ہے اور خواب میں دنیوی معاملات کا فیصلہ نظر آ: ظاہر قرینہ اسی کا ہے کہ جس روز دھندلے ہو جا ۲ ہے اس کا تسلسلہ کم ہوتا ہے اس وجہ سے میرے خیال میں ضرور اس کی ضرورت ہے کہ چند دن ان مشغل کو چھوڑ دیا جائے خصوصاً جبکہ دوسرا شخص کا رد ہونے والا ہو جو بھی ہے لیکن شرط ہے کہ وہ دیندار ہو ید تک کاروبار ناہانوں کا ہے ورنہ پھر دوبارہ مشورہ کرنا چاہئے اور اگر ان مشغل کو چھوڑنے کی رائے ہو تو یہاں ہونے کے لئے رمضان المبارک گزرنے دیا جائے رمضان کے بعد ارادہ کیا جائے۔

خواب بہت ہی مبارک ہے اس خواب سے پہلے جو نصیر آیا تھا یہ دوسرا خواب اس کی ظاہری صورت کی حقیقت ہے یہ بھی اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے جو میں نے ماے دی۔ دوسرا ماں ایک دور یہ کہ کیا یہاں نہ ۳ نے کی صورت میں بھی وہاں رو کر ان مشغل کو چھوڑ: ۳ سانی نے ہو مکتا ہے کہ نہیں؟ اور یہ دوال رمضان کے ختم ہونے تک کے لئے ہے۔ والسلام

(معمول کے) نماندہ ہونے میں بہت سے فوائد

مخالی: الحمد للہ اس وقت بھی معمولات کا پابند ہوں اور میں میں بہت عرصہ کے بعد دودن مانڈ ہو گیا جس کا رنج و صدمہ اب تک باقی ہے انتقامت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

تحقیق: کبھی کبھی نہ ہو جانا اس راستے کی لازمی اور معمول کی چیز ہے ایک تجربہ کار کا قول ہے کہ

در برمیش یک دو قدح زرش و ہر ۳۳ یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ”محبوب کی کفیل میں تھوڑی دیر ہو اور چلے جاؤ ہمیشہ رہنے کی امید نہ رکھو“

لازمی ہونے کے علاوہ اس میں فوائد بھی ہیں۔ ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنے عجز کا انصرافانا ہے، اسی میں ایک فائدہ عجب کا عائن بھی ہے، ایک فائدہ شوق کا بڑھ جانا بھی ہے، ایک فائدہ معنوں کے چھوٹنے پر غم

کا پیدا ہونا ہے جو ایک بڑا کامیاب ہے اور ایک فائدہ جو بہت زیادہ دیک ہے وہ یہ کہ اس مقصودِ صالح اور تقویٰ (یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے سر جھکانے اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) کا عادی بننا ہے۔

ان فوائد کے نتیجے کو کچھ کم سو رک پاؤ بیابوں و لہم ما قال العارف المرادی فیضہ اللہ تعالیٰ عنہ

روز ہا گر رفت گو رو پاک نیست ﴿﴾ تو رہاں اسے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: ”اگر دن بے دھال محبوب گذرتے جائیں تو ان سے ہو جاؤ مگر محبوب کے عشق کی جہن جو ہمارے پاس ہے اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔“ (یعنی کشتیاں اور حالات اگر ختم ہو جائیں تو کوئی افسوس کی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق رہن چاہئے کہ اس کی خراج کوئی چیز پاک نہیں ہے)

قال :

مگر مراد را مذاق شکرست ﴿﴾ ہے مرادی نے مراد و لبرست

ترجمہ: ”اگر تمہاری مراد کا مزہ چٹھا ہے تو کیا تمہاری مراد کا پورا نہ ہونا محبوب کی مراد نہیں ہے۔“ (یعنی جس طرح تہذیب مراد و لبرست مطلوب ہے ایسے ہی محبوب کی مراد اس کا مطلوب ہے اور چونکہ وہ تمہارا محبوب ہے اور تمہیں اس کی مراد اپنی مراد سے زیادہ پسندیدہ ہونی چاہئے اس لئے یہ ہے مرادی جب محبوب کی طرف سے ہے تو یہ بھی بہت اچھی چیز ہے۔)

قال :

پس زہون دوسرہ باشی ونا ﴿﴾ مگر صرب را باز دانی از بلا

ترجمہ: ”تم بالکل مغلوب و سداں کیجئے جاؤ گے اگر محبوب کی خوشی اور پریشانی میں فرق سمجھو گے۔“

وقال العارف اشیر ازلی ایضاً :

سئل من سوائے دسائل وکیل اد سوائے فرائی ﴿﴾ ترک کام خود گرفتہ تار آید کام دوست

ترجمہ: ”میں دھال چاہتا ہوں و فراق چاہتا ہے میں اپنی چاہت اس کی چاہت کے لئے چھوڑتا

ہوں۔“

والسلام۔

غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم

پرسؤال: رات کے آخری حصہ میں ذکر و غفل میں کچھ غنودگی رہتی ہے اور یہی حالت میں ذکر کرتا ہوں کچھ

حرج تو نہیں ہے؟

جواب: اگر غنودگی افکار کے صحیح ادا ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ یا تو غنودگی کا کوئی علاج کیا جائے یا ذکر کا وقت بدل دیا جائے۔

کثرت تلاوت کو ذکر پر ترجیح

سوال: حضور کے فرمان کے مطابق ذکر اللہ کرتا ہوں مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جبر نہیں ہوتا ہاں غفلت کرتا ہوں مگر ذکر کے مقابلے میں قرآن شریف کے پڑھنے میں ایک لذت و فرحت حاصل ہوتی ہے اگر حضیر فرمائیں تو ذکر کے مقابلے میں کلام مجید زیادہ پڑھا کروں؟

جواب: اس حالت میں تلاوت ہی کی کثرت کیجئے۔

سوال: دوسری عرض یہ ہے کہ بہت معذور ہوں کیونکہ نماز پڑھانے میں (پیشاب کے) قطرہ (آنے کا) خوف ہوتا ہے اور بچوں کے پڑھانے میں بھی معذور ہوں ہاں بالغ لڑکے جو عربی پڑھتے ہوں کیونکہ یہاں پر چند کتابیں پڑھاتا رہا مگر اب وہ بھی نہیں ہوتا ہے لہذا بند و فکر مند و پریشان ہے۔ چند کتابیں طب کی بھی پڑھی تھیں اگر حضرت فرمائیں تو ایک سال اس میں صرف کروں خدا تعالیٰ کچھ کر دے۔

جواب: معاش کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مشورہ زبانی ہی ٹھیک ہو سکتا ہے بعد رمضان ہی کر مشورہ کیجئے۔

معمول شروع کرنے کی اجازت لینے میں حرج نہیں ہے

مثال: کل پرچوں کو مضمون کے مطابق ترتیب دے کر "الرفیق فی سوانہ الطریق" سے شروع کیا اس کے بعد "تزیۃ السالک" کو شروع کیا۔ ان پرچوں کے پڑھنے سے نماز کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت کو شرمندگی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے نماز کو پھر شروع کرنے اور پابندی سے ادا کرنے کی ہمت دی۔ اس کے ساتھ دسم ذات کا پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا چنانچہ چار ہزار تک (م ذات صبح و ظہر و مغرب و عشاء کی نمازوں میں پورا کر لیتا تھا اور پانچ سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی عشاء کے بعد پڑھ لیتا تھا لیکن تزیۃ السالک کو دیکھتے دیکھتے جس وقت نمبر ۵۴ پر پہنچا تو دیکھا کہ اجازت کے بغیر کونہیں پڑھنا چاہئے (اس سے) طبیعت میں ایک طرح کا خوف پیدا ہوا اور ۱۴ شعبان کی شب سے معمول پھر چھوڑ دیا گیا۔

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہیں تھا پڑھتے رہتے اور اطلاع دے کر اجازت لے لیتے۔ بہر حال اب اجازت دینا ہوا۔

اگر کسی کو جہراً (یعنی بلند آواز سے) ذکر میں تکلیف ہو تو خفی (آہستہ آواز سے ذکر) کیا جائے

بخاری: میں نے حضور کے فیصل اور برکت سے جب سے چھ سو مرتبہ لینی قنات اور اتنی ہی ام ذات اور عشا کی نماز کے بعد اولیٰ آخر ایک ایک مرتبہ درود شریف کے ساتھ ایک سو مرتبہ صریح یا مثنیٰ بعد نماز عشاء اور بھی بعد نماز مغرب اور عشا کی تہجد کی نماز کے بعد اور کبھی فجر کی نماز کے بعد پڑھا، شروء کیا ہے اتنی ہی بعد نماز تہجد اور کبھی بعد نماز فجر پڑھتا ہوں۔ شروع میں بہت زیادہ جبر سے اور مغرب سے پڑھتا تھا مگر اس میں بعض ساتھیوں کو بے چینی کی شکایت ہوتی تو معصوم سے اجازت حاصل کر کے عشا کے بعد خفی ذکر اور تہجد کے بعد جگہ جہر سے کرتا تھا مگر اس میں بھی شکایت ہوتی تو اب بالکل خفی کرتا ہوں مگر مجھ کو خفی میں قبض (دل کی تنگی) اور جہر میں الشراح (دہن کی کشادگی) ہوتا ہے اور خفی میں مغرب بھی بہت خفی ہوتی ہے اس کو اچھ نہیں سمجھتا ہوں۔

تحقیق: آپ عشاء کے بعد اور تہجد کے وقت خفی کیجئے یا کہے ہوں (یہ ایک باغ و یا ست ڈیگہ بھرت پوری میں اپنے فکھ کی حویلی کے ساتھ جن کے پاس کاتب ٹھہر رہے ہیں) میں جا کر جہر سے کر لے کیجئے اور دوسرے اوقات میں جہر رکھے جیسے بعد مغرب یا فجر کے بعد۔

ذکر میں دوسرے ذکر کی آواز سے آواز ملانا

بخاری: کبھی ایہ ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت دوسرے ذکر کی آواز سے آواز مل جاتی ہے تو چھاگتا ہے مگر ایسا کرنے کی وجہ سے جان بوجھ کر نہ کرنا ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی چاہئے کبھی یہ دوسرے پڑھتا ہوتا ہے۔

وہابی مراقبہ

بخاری: (حضرت!) غلط یہ کہ اکثر شب کی تراویح میں طرح ہوتی ہیں کہ شروع سے آخر تک دیکھنے کی طرح سے قوی تصور یہ رہتا ہے کہ بہت سی پرسکون اور نورانی ایک مجلس مستفاد (عجی ہوئی) ہے جس میں ہر قسم کے سامان آرائش و آسائش کے سامان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سارے لڑشتے اس مجلس کی ترتیب و انتظام میں مشغول ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر مامور ہے اور کلاب پاش (عرق کلاب چھڑکنے کا برتن، گلابدان) اور فرحت اور غلبہ سورتی کا سامان ان کے ہاتھوں میں ہے۔

اور اد جتنے ہو سکیں نعمت سمجھنے چاہئیں

تخال: اوراد و اذکار پہلے کی طرح ہو رہے ہیں اللہ کا شکر ہے۔ اس رمضان شریف میں کچھ سستی ہو جاتی ہے سحری کے بعد تہجد میں ایک پارہ سے کم ہی ہوتا ہے اور سحری سے پہلے وقت تنگ اور نیند کا غلبہ رہتا ہے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: جتنا ہو جائے نعمت ہے اسی کو کرتے رہئے اس کی بے قدری کر کے اس سے بھی محروم نہیں ہونا چاہئے۔

زبانی ذکر میں غفلت کا علاج

تخال: ایک عیب پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ (پہلے) میں اکثر اوقات کچھ نہ کچھ پڑھا کرتا تھا زبان سے ذکر کے الفاظ جاری رہتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے وہ بات نہیں ہے بلکہ اکثر اوقات زبان خاموش رہتی ہے جس سے اندیشہ اور تردد معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اس عیب کا علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں تسبیح رکھا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ پھر ذکر آسان ہوگا۔

ذکر کے درمیان اشعار کا پڑھنا

تخال: ذکر کے درمیان کبھی کبھی کچھ شعر یاد آ جاتے ہیں اور اس وقت ان کے مضامین سے خاص لطف حاصل ہوتا ہے اگر ان شعروں کا پڑھنا منع نہ ہو تو پڑھ لیا کروں تاکہ روح کو تازہ کر دیں مثلاً توحید کا خیال ہوتا ہے تو سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار۔

تغذی اے برتر از خیال

ترجمہ: "اے اللہ! آپ قیاس و گمان و خیال و وہم سے برتر ہیں۔"

یاد آتے ہیں کبھی ذات باری تعالیٰ کو نہ دیکھ سکے کا تصور ہوتا تو

تغذی یا بام اور ایا بنام

ترجمہ: "میں اس کو پاؤں یا نہ پاؤں اس کی جستجو کرتا ہوں۔"

ذیال ہوتا ہے اور اسی طرح مختلف اوقات بہت سے اشعار یاد آ جاتے ہیں۔

تحقیق: اگر کد سے زیادتی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تصور شیخ کا خطرناک ہونا

حکَمَال: ذکر کی حالت میں تصور کا تصور اگر شرک سے خالی ہو یعنی اس طرح تصور کرنا کہ حضور میرے ذکر کو اصطلاحی توجہ (وہ توجہ جو شیخ مرید پر موجود نہ دینے کے باوجود بھی کرتا ہے) سے کن رہے ہیں میرے واسطے مفید ہے یا نہیں۔

پتھریقی: جان بوجھ کر خود تصور کرنے کا انجام اچھا نہیں ہے۔

فکر اظہار کی طرح ہے

حکَمَال: ابھی یہ خیال آتا ہے کہ میں نے حضرت دلا سے اپنا کوئی عیب کہی عرض کی نہیں کیا پھر میری اصلاح کس طرح ہوگی۔

پتھریقی: فکر بھی اظہار کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اور ادو وظائف میں منحصر نہ ہونا

سوال: حضور مولانا سرشدہ مولوی محمد اشرف علی صاحب قلم دام برکاتہم۔ السلام علیکم بھو اللہ بخیرت ہوں حضرت دلا کی ہمیشہ محبت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہوں۔ حضور دلا! میں حیرت میں ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اس مرتبہ بیماری کے بعد یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ جب دو تین روز جم کر نماز تہجد اور بارہ تسبیح کا شغل شروع کرتا ہوں تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور تہجد یہ ہوتا ہے کہ پھر جو شغل وغیرہ ذکر کیا گیا ہے چھوٹ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں کتنا عیا چاہا کہ حسب معمول درو وظائف شروع کروں لیکن وہی حالت پیش آئی جو عرض کر چکا ہوں۔ آخری مشرور رمضان میں بہت ہی مستعدی سے چاہا کہ ۲۱ رمضان سے اعتکاف کروں اور جو کچھ چھوٹ گیا اس کی صفائی کروں لیکن ۲۰ رمضان سے طبیعت خراب ہوئی اور ہر شال تک اس ملاکت کا سلسلہ رہا۔ ۹ شوال سے پھر نماز تہجد کو اٹھا۔ تین روز تک محنت کی تھی کہ کل الارشوان کو پھر حرارت پیدا ہو گئی۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ دیاوی قہقعات کو ختم کرنا چاہا تھا کہ اللہ اللہ کروں لیکن میری بد قسمتی یہ بھی کر لے نہیں دیتی۔

اب واقعات سے طبیعت ایسی متوشل اور پریشان ہے کہ کیا عرض کروں وہی مش ہوئی کہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔ آج طبیعت کو بے حد قہق اور انسوی ہوا لہذا خدمتِ ہرست میں عرض کیا گیا اگرچہ سانس کی بیماری تا بعد کو عرصہ سے ہے لیکن وہی بیماری کے باوجود درو وظائف کو انجام دیتا تھا۔ دوسرے اداراتی پست

ہو گئی ہے کہ ذکر جبر نہیں کر سکتا البتہ اسکی آواز سے کہ خود میں سکوں جب اتفاق ہوتا ہے کرتا ہوں اور طبیعت کے درست ہونے کی حالت میں کچھ نہیں ہو سکتا باقی خیریت ہے اور حالت پہلے کی طرح ہے۔

چتر اپنا: مقدمہ۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بزرگان دین کا ارشاد ہے۔ ”طریق الوصول الی اللہ بعد انقاس الخلق“ یعنی جتنی مخلوقات کے سانس ہیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ہی راستے ہیں اور اصل مقصود وصول الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے) ہے بمعنی صغیر نسبت مع الخلق خواہ کسی راستے سے ہو اس لئے جس طرح اور اوفاصل کی کثرت اس کا ایک راستہ ہے اسی طرح مرض بوزن (غم) اور انقباض اور صغیر قلب و جوف و اندام و خلعت و انکسار بھی ایک راستہ بلکہ اقرب (سب سے قریب) راستہ ہے۔ اس لئے جو حالات آپ نے خط میں لکھے ہیں وہ ذکر پر نفسانی اور جسمانی تکلیف اور مشقت ہے لیکن روحانی ترقی و نفع ہے بالکل یقیناً ہے۔ جتنا اور جس طرح ہو سکے کر لیا کیجئے اور نہ ہو سکے نہ کیا کیجئے۔

دو طریقہ ہر پہ در پیش سالک آید خیر دوست ﷺ۔ صراط مستقیم اے دل کے مراد نیست
تو چتر: ”راہ سلوک میں سالک کو جو حال بھی پیش اس کے لئے خیر ہے۔ صراط مستقیم میں کوئی شخص
مراد نہیں ہوتا ہے۔“

لیکن (بات یہ ہے کہ) نفس چاہتا ہے کہ مجھ کو ذکر و خل کا شر و جلدی دنیا میں مل جائے یہ خطائے عظیم ہے۔ اصل فراموش دیکھنے کا اصل وقت آخرت ہے جس نے یہ نکتہ پکا کر لیا اس کو خدا و تنویر (اللہ کے سپرد کرنے) کی مٹھاس نصیب ہوئی اور جو اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر پریشان رہے گا۔ خدا وادب کچھ میں نے لکھا ہے اگرچہ مختصر ہے مگر بہت ہی جامع اور تجربہ کی بات ہے آپ شک نہ کیجئے۔ والسلام

ذکر کے آثار

بیروانی: اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ ہم ذکر مسلسل کر رہے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور نے ذکر جبر ارشاد فرمایا ہے یا کیا (ارشاد فرمایا ہے) ہم ابھی تک مسلسل ذکر جبر کئے جا رہے ہیں اور وہی حالت ہے لیکن نئے رنگ کا نور بہت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے جو بار و بار ارشاد فرمایا تھا وہی براہ کرتا ہوں۔ جو جو مرید کو توجہ دیتے ہیں اگر مرید دور ہے تب بھی پیر کی توجہ ہوتی ہے یا نہیں یوں تو پیر کی توجہ کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ دو مرید کے حاضر رہنے میں جیسے توجہ کرتے ہیں جس سے مرید کے قلب پر حرارت پیدا ہوتی ہے اس قسم کی توجہ دور کے مرید پر بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

حقیقت: عزیم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و ذکر دونوں طرح مفید ہے لیکن جبر چھٹتا ہے۔ آپ بھی جبر کریں مگر اتنا جبر نہ ہو کہ لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ غلط رنگ کا نور و غیر و اہل طریقت کے نزدیک لطائف کے انوار ہیں جو ذکر سے منور ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ مقصود نہیں۔ مگر اچھی علامت ہیں اللہ تعالیٰ دن بدن اچھے نتائج ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ مقصود حقیقی تک وصول حاصل ہو جائے گا اپنے کام میں لگے رہیں ان حالات میں غور و فکر نہ کریں کہ یہ کیا چیز ہے کیا بات ہے سب سے نظر ہٹا کر ذکر کو مقصود سمجھنا چاہئے۔ اگر فرصت ہو تو چھ ہزار اسم ذات اور بڑھ دیر اور توجہ کی حقیقت اور اس کی قسمیں اور حاضر و نامحسوس سے اس کا اثر ہونا یہ بات زبانی بیان کرنے کے قائل ہے تحریر سے سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حالات: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد: رہتین فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ قرآن شریف، ایک منقول مناجات مقبول، چوبیس ہزار بار اسم ذات ایک ضربی اور چلتے پھرتے استغفار پڑھتا ہے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق پورا تکلف (رومال) کو کھینچا ہے۔ حالت یہ ہے کہ تھینگر، گھمگر، کھمکی، جانور اور پرندوں کی آواز سے اور ہر چیز کی آواز سے مجھے لفظ اللہ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اُردو ماغ میں ٹھکلے ہو تو یہ کیفیت ذکر کے اثر کے ظاہر کی علامت ہے۔

حالات: ہٹکنے ذکر کے وقت بھی کبھی استغراق (ذوب جانے) کی کیفیت پیش آ جاتی ہے۔ انواروں پر نازل ہو کر آکھ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ بس میں اس نور میں ایک اور نور دیکھتا ہوں اس وقت دیکھنے والا اور جو چیز دیکھتی ہو وہی ہے دونوں نور ہو جاتے ہیں اور میں (اس حالت میں) بغیر آواز کے بات سنتا ہوں اور میں اس آواز میں وجد و شوق کی کیفیت پاتا ہوں۔ میں اس (کیفیت و استغراق) کی حقیقت نہیں جانتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟

تحقیق: اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عمل (کردار) ہی کافی ہے۔

حالات: حالات یہ ہیں ذکر کے درمیان باتیں جانب ایسا لگا کہ بندہ دق کی آواز ہوئی جس سے بدن میں رعشہ ہو گیا مگر بحمد اللہ تہجد میں غفل نہیں ہوا اور جب صرف ۲۰۰ باقی رہ گئے تھے اس وقت ایسا لگا کہ میرے پیٹ کے اندر آتوں پر ایک گول سا طاق ہے اس میں (اللہ) لکھا ہوا ہے اور وہاں گندگی و غیرہ کی لاکھیں نہیں ہے۔ بہت رقت رہی اور اکثر رقت ہوتی ہے بحمد اللہ ۲۰۰۰ اسم ذات ۲۰۰ درود شریف ۳۰۰ استغفار پورے کرتا ہوں دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: سب حالات اچھے ہیں۔ لیکن اگر ایسے حالات بہت زیادہ پیش آئیں تو طیارہ کھینچے۔

حالات: بندہ اوراد کا مسلسل پابند ہے اور کلام مجید بھی تہجد کی نماز کے بعد ذکر کر کے ایک دو پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

تحقق و تجربہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کبھی بدن میں سرور و مسکون ہوتا ہے اور وہاں کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان دو صیغے میں دو مرتبہ حضور کو خواب میں بھی دکھایا۔ ایک دن کل شریف کے ذکر میں چاند نظر آیا اور عجب ہو گیا۔ میں ذکر کو توشہ آخرت سمجھتا ہوں اور ان چیزوں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اگر کے دلت میری یہ حالت ہوتی ہے جیسے مجرم بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہوتا ہے حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: بہت دل خوش ہوا خوش ہو کر دعا کی۔ یہ دلت کس کو نصیب ہوتی ہے۔
حخال: ذکر کی حالت میں بغیر ارادے کے کسی جگہ گوشت ملتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟
تحقیق: ذکر سے حرارت ہوتی ہے اور حرارت سے حرکت ہوتی ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔
حخال: خواب بہت نظر آتے ہیں حضور اقدس کو وہ دیکھ چکا ہوں۔

تحقیق: یہ بات توبہ کے قابل نہیں ہے۔
حخال: ذکر کی حالت میں آس پاس مختلف رنگ نظر آتے ہیں۔
تحقیق: یہ اکثر اختلاف کے سبب ہوتا ہے جو توبہ کے قابل نہیں۔
حخال: جب کبھی ذکر کو کچھ حیرت کرتا ہوں تو سر اور ہاتھ میں ادا ہو جاتا ہے۔
تحقیق: کچھ محکم کی وجہ سے اور کچھ کر دہی کی وجہ سے ہے۔

عام آدمی کو عالم کا ورد شروع کرانے کے بعد بغیر کسی

رکاوٹ کے چھوڑنا نہیں چاہئے

سوال: واحتر سے پوچھ کر بعض عام مشغول کچھ ذکر کرتے ہیں۔ ہندو کو قصد اسبیل کے دستور العمل کی طرف خیال نہ تھا۔ تقریباً چار مہینے سے ایک شخص جہد کے بعد بار و تسبیح اور مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار اسم ذات ملکی جہاد اور مغرب سے کرتے ہیں۔ ان کے حالات بہت اچھے ہیں بہت اچھے عقیدہ والے اور پندار فاضل ہیں۔ وہی شخص جناب سے بذریعہ خط مرید بھی ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک شخص بار و تسبیح روز پڑھتے ہیں ایسے ہی کی غفلتوں کو واحتر نے ابتدا چھوڑنی کی بات بتادی تھیں جو آسانی سے ادا کر لیتے تھے اس میں کچھ زیادتی کی خواہش کی تو زیادہ بھی کرادیا۔ قصد اسبیل دیکھنے کے بعد بہت پریشانی ہوئی کہ غلطی ہوئی۔ اب ان ٹوکوں کے متعلق کیا ارشاد ہے کہ قصد اسبیل کے سوائے کر دیا جائے۔
جواب: اوپر معیار کچھ دیا ہے اگر ان میں یہ معیار بھی نہ ہو تو تب بھی شروع کر، اگر بغیر قوی رکاوٹ نہ چھڑائے

لیکن اگر کوئی خرفی کا احتمال ہو تو اس کی روک تھام رکھئے۔

ذکر کے وقت تصور

حُضْرُالْحَالِ: پاروسیتج میں اور اسم ذات میں بالفاظ کے۔ لا وہ معانی کا تصور کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اس لئے لا الہ الا اللہ میں تو لا الہ کہتے وقت معبود یا محبوب یا المقصود کا تصور کرتا ہوں اسی طرح یہ تصور کرتا ہوں کہ غیر اللہ کے قسطن کو محبت کو قلب سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو قلب میں داخل کیا اور الا اللہ میں یہ تصور کہ صرف اللہ کی محبت کو قلب میں داخل کیا تو اس میں اکثر ترکیب نحوی (عربی گرامر کے قواعد) کی طرف خیال جاتا ہے جس طرح لا الہ الا اللہ پوری کہتے ہوں اسی طرح تصور بھی پورے لا الہ الا اللہ کا کروں یا نہیں کروں۔

اسی طرح دو ضربی اللہ اللہ در ایک ضربی اللہ کے ذکر کے وقت بھی الفاظ کے علاوہ کلمہ کی طرح اس میں بھی کچھ معنی و مطلب کا تصور کرنے کوئی چاہتا ہے مثلاً کبھی یہ تصور آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ متعین صفت نہ لایہ (تمام صفت نہ لایہ کے جامع) میں اور دو ضربی میں عشق کو کچھ تصحیح کر پڑھ جائے جیسے ہو یا نہیں اس کے متعلق دو اور اشارے ہو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: یہ سب زائد باتیں ہیں ان میں ایک کثیف مشغولی متصور کے لئے نقصان دہ ہے۔ تصور خواہ غالب ہو جائے مضافاً نہیں درنہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات کا تصور سب سے بھتر ہے۔

حُضْرُالْحَالِ: ذکر کی حالت میں توجہ ذکر کی طرف یہ مذکور (اللہ تعالیٰ) کی طرف یا دونوں کی طرف کس کی خرف ہوئی چاہئے؟

تحقیق: (توجہ) مذکور کی طرف ہو یا فاضل ہے مگر وار (پیش آنے والا حال) کبھی ذکر کی طرف توجہ چاہتا ہے تو اس وقت زیادہ مفید ہے۔

حُضْرُالْحَالِ: اسم ذات (یعنی اللہ اللہ) کے ذکر اور نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کے ذکر کے وقت توجہ مذکور یعنی تصور اسم ذات کی طرف اور دوسرے ذکر اور دو شریف اور قرآن مجید میں ذکر کی طرف توجہ آسانی سے حاصل ہے۔

تحقیق: اس میں اس کو جان بوجھ کر نہ بدلئے۔

حُضْرُالْحَالِ: ذکر میں مشغولی کی حالت میں ذکر اور مذکور (اللہ تعالیٰ) دونوں کی طرف توجہ کرنے سے دل پر نشان ہونے لگتا ہے۔ قرآن شریف وغیرہ میں مشغولی ہوتی ہے نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) وغیرہ میں نہیں۔ اس میں ذکر یعنی مشغولی قرآن وغیرہ میں کبھی کبھی اسم ذات کا تصور دہرا رہتا ہے۔

تحقیق: جس سے الجھن ہوائی کا انجام نہ کیجئے۔

حال: فکری حالت جس ذکر و فکر کسی کا بھی ہے جس پر یہ گھڑی کسی قسم کی غفلت میں تو نہیں گزرتی۔

تحقیق: یہ بات تو جدوائی (باطنی حواس اور بے خوانی کی حالت) ہے یہ دیکھا جائے کہ آیا ادنیٰ (اس کے علاوہ دوسری) حالت میں بھی توجہ ہے یا نہیں۔

حال: سارے دل کو منور (روشن) تصور کروں کہ صرف اس ذات ہی کا تصور اس پر ہے۔

تحقیق: دل کا تصور جان بوجھ کر نہ کیجئے۔

سوال: ذکر یا دوسری عبادت کے وقت باری تعالیٰ کا تصور کس کیفیت سے کیا جائے؟ اگر صرف حفظ اللہ یا اس کی صفات کا بغیر کیفیت و ہیئت کے تصور کیا جائے تو اس (فظہ اللہ) کے نقوش بھی ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں تو مجرأتاً ذہب الوجود کا حیان کس طرح سے جاری جائے۔ ہر صورت میں صرف نقوش و الفاظ ہی میں خیال لگتا ہے جو زائدہ چیزیں ہیں ان سے تو حقیقی ذات کا بجا بھی نہیں ملتا ہے۔

جواب: جس طرح آسمان ہو اور ایک قسم کی یکسوئی حاصل ہو جائے اسی طرح تصور کیا جائے اور زائدہ اور حقیقت کی فکر میں نہ پڑیں زائدہ سے ہی حقیقت کی طرف ترقی ہو جاتی ہے۔

سوال: چند تصوف کی مشہور کتابوں میں فکر سے گزرا اور اگر غلطی نہیں کرتا تو شاید جذب کی کسی تحریر میں بھی پڑھا ہے کہ انسان اسم ذات کے ذکر کے وقت قلب پر توجہ رکھے اور دل پر ذات خداوندی کے انوار کو بارش کی طرح برستا دے تصور کرے لیکن کترین میں یہ کوئی پائی جاتی ہے کہ اس وقت قلب پر توجہ کا خیال نہیں رہ سکتا بلکہ ذات خداوندی کو اس وقت حاضر و ناظر رہتا ہے۔

جواب: اصل یہی ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو پہلا تصور اس کے لئے ہے۔

حال: لیکن طریقت نہیں بھرتی اللہ صاحب کا نام چھوڑنے کو بھی نہیں چاہتا۔ ذکر کے درمیان رونے کے وقت دل میں ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جوں بے رہے ہیں کہ ”اے میرے بندو میں نے تیری درخواست سن لی اور تیری مغفرت کر دی تو اتنا پریشان نہ ہو“ لیکن دوسرے سے کچھ بھی تسلی نہیں ہوتی بلکہ اس پر اور رونا آتا ہے اور گناہوں کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے تو سخت پریشانی ہوتی ہے تو یہی جی چاہتا ہے کہ اللہ صاحب اپنے پاس ہی بل لیں ورنہ آئندہ معلوم کن گناہوں کا سامنا ہو لیکن پھر ہرچہ کئی رضا ہے تو۔ سے تسلی ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کریں وہی مفید ہے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد صرف وہی کو کافی نہیں سمجھتا ہوں کہ بس مقدر پورن ہو گئی اب راحت ملی بلکہ فارغ ہونے کے بعد کبھی دیر تک ذکر یا تکلف زبان سے جاری رہتا ہے اور کبھی یہ تکلف ذکر کو

بھیلاتا ہوں جس سے قلب میں نہایت طمانیت اور نورانیت رہتی ہے۔

ایک بات چوتھے والی یہ ہے کہ ذکر کے وقت جب گناہ سامنے آجاتا ہے تو اللہ کہنے کے وقت یہ معنی دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ”اے اللہ میں تجھ کو پکارتا ہوں تو میری فریاد سن لے اور اس عاصی کے گناہ کو معاف کر کے تو اپنی عطا میں لے لے۔“ اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی چیزوں کا خیال آ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت مطلوب ہوتی ہے مگر اس کی ذات کا کچھ تصور نہیں جتنا۔ اگر یہ تکلف خیال جماتا ہوں تو معاذ اللہ شکل و صورت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ ہنڈو کیا کر دیں ذکر کے وقت کیا تصور کروں۔

تحقیق: (تصور) زیادہ جمائے گا وہ تمام نہ کیا جائے بس سرسری طور پر بے تکلف جتنا ذہن میں آ جائے کافی ہے۔

حال: حشر ارش کے قابل بات یہ ہے کہ اگر ذکر کے وقت ذات باری کا تصور کیا کرتا تھا اور دل سے جان بوجھ کر یہ کہتا تھا کہ تری شان جل جلالہ تو اپنا جلوہ دکھا تو مالک ہے۔ ”انت مطلوبی و خائسی وغیرہ ذلک“ (تو میرا مطلوب اور میرا مقصد ہے وغیرہ) اس سے بہت ہی ذوق پیدا ہوتا تھا۔ لیکن الہاد کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اصل یہ ہے کہ قلب پر نگاہ رکھ کر خیال کرے کہ عرش سے دل پر نور کا فیضان ہو رہا ہے اس کو کچھ کر احقر نے بھی ایسا ہی کیا اس سے فیضان کا ہوا ضرور خیال میں آتا ہے لیکن وہ ذوق نہیں اور طبیعت بھی نہیں ملتی اور نہ وہ اثر ہے جو ذات باری کے تصور میں تھا۔

تحقیق: وہی کچھ جو پہلے کرتے تھے اور الہاد میں ہو لکھا ہے یہ سب کے لئے نہیں۔

سوال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اللہ اللہ کرتے وقت کیا تصور کیا جائے ”التصوف تصحیح الخیال“ (تصوف خیال کو صحیح کرتا ہے) جو بزرگوں کا قول ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: افضل (سب سے بہتر) تصور تو (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک کا ہے اگر یہ نہ جھے تو پھر خود ذکر کا معنی جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں ان کی طرف نظر رکھی جائے اور اگر اس میں بھی دلچسپی نہ ہو تو یہ تصور کیا جائے کہ ہمارا قلب بھی ایسا ذکر کر رہا ہے۔ یہ قول ”التصوف التصحیح الخیال“ پہلے تو کسی مستند بزرگ سے ثابت نہیں اور جس کا بھی قول ہو مراد تصوف کا ایک شعبہ ہے نہ کہ مجموعہ تصوف اور صحیح خیال کا تصوف کا شعبہ ہونا ظاہر ہے اور اس سے مراد ذکر فکر ہے۔

سوال: ہم ذات کا ذکر کرتے وقت کس طرف توجہ رکھوں۔

جواب: افضل وہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف اگر نہ جھے تو خود ذکر کی طرف اگر یہ بھی نہ جھے تو قلب کی طرف

اس طرح سے کہ وہ بھی ذکر کر رہا ہے۔

ذکر میں تخیل (قوت خیالیہ کا) تصرف

حَال: آج صبح کو ذکر اسم ذات شریف کر رہا تھا ذکر کی حالت میں یہ معلوم ہوا کہ چند لوگ موجود ہیں خوب صاف سحرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شخص انہیں میں سے چار پائی پر بیٹے ہوئے ہیں۔ سارے آدمی چاروں طرف چار پائی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت روکتا تھا لیکن طبیعت رکی تھیں فوراً زہن سے اسلام علیکم لکھ گیا۔ اس لفظ کے نکلنے ہی میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی اور انہوں نے کیا کہ کیوں سلام کیا۔ سلام کے بعد سب لوگ غائب ہو گئے۔ گذارش یہ ہے: ایسے وقت مجھ کو کیا کرنا چاہئے اور یہ میری کبھی بات ہے۔

تحقیق: کبھی تخیل (قوت خیالیہ) کا تصرف ہوتا ہے کبھی ادراک کا کشف ہوتا ہے تو جب نہیں کرنا چاہئے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے۔

انوار ذکر

حَال: پھر آج جب میں دن کے ۸ بجے کے بعد ذکر کرنے بیٹھا تو ذکر میں بیداری کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ اوپر سے بہت سفید روشنیوں ایک دوسرے سے تیزی میں زیادہ ہے میرے قریب آ کر غائب ہو گئیں یہ حضور و اکیلا راز تھا۔

تحقیق: ذکر کے انوار تھے۔

ذکر کے وقت جوش کو ضبط (برداشت) نہیں کرنا چاہئے

حَال: ایک رات تہجد اور صبح کے بعد جگہ زبان اور دل میں غلط اسم ذات تھا اور خیال و دھیمان میں بھی تھا۔ اس حالت میں اچانک بدن میں جوش آیا اور لرزناں ہوا وہی اسم زبان سے جاری تھا یا کیا جانے خدا معلوم مجھے ہوش نہ تھا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو ذکر کے بعد سے سو گیا دیر بعد اثر جاتا رہا کئی روز ایسا ہی ہوش لرز و غلہ آتا پاتا ہے لیکن ضبط کیا کرتا ہوں۔ لیکن کبھی جی میں آتا ہے زور غرور کے ساتھ بغد میاں کا: منوں رہا اور شہرت کے دار سے ضبط کرتا ہوں لیکن آج کل خوف کی وجہ سے وہ خیال و دھیمان چھوڑ دیا۔ اس کے خیر و شر سے مطلع فرمائیے۔

تحقیق: ضبط کی ضرورت نہیں ہے۔

ذکر جبر و خفی میں ترجیح

حَالِ: جبر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنے میں رہا، محسوس ہوتی ہے اگرچہ خفی یعنی ہستہ آواز کے مقابلے میں جبر میں خیال کی یکسوئی رہتی ہے یہذا ذکر جبر کرکوں، خفی۔

تحقیق: جس میں دل گم (وہ کرکریں) مگر رہا، کا وہم بالکل ہے جسے غور رہا، کا اور دودھ کریں۔

اور اد پورے نہ ہونے کا علاج

حَالِ: چند روز سے دوسرے اور اد پورے نہیں ہو سکتے۔

تحقیق: اگر کچھ خیر ہے تو مضافاً نہیں اور اگر خیر نہیں تو صحت سے تدارک (علاج) کیجئے۔

ناغہ کا نقصان دہ نہ ہونا حرکت میں برکت ہونا

حَالِ: احقر ان دو ہفتوں میں متعلقین (گھر والے، رشتہ دار وغیرہ) کے بہت بیمار رہے کی وجہ سے بہت کم پریشان رہا اور فرصت نہیں ملی۔ حضور کی برکت سے قوی تعلق، خیال حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مسلسل رہا مگر چہ معمولات میں بہت ہی گزر بڑھتی۔ اکثر اخیر شب میں تقییں لھیب نہیں ہوئیں اترتے پہلے پڑھتی تھیں، چھ تھیں اور چھ تھیں اس ذات کبھی عصر کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد کچھ غم سے بعد بھی بالکل ناغہ ہوں۔ غرض میں ہی حال رہا۔ اب الحمد للہ قدرے قیامتیں ہوا اصرار لے چکے ہیں۔ دعا و توبہ کا دوا صحت مند ہوں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح (اللہ تعالیٰ تک) پہنچے ہو جائے گی۔ چلتے رہے اور رکے رہے میں بڑا فرق ہے۔

حَالِ: قرآن شریف کی تلاوت مزاجات مقبول کے ساتھ کرتا ہوں کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور دو شریف استفادہ وغیرہ دب ہوسکا چھ لکھا ہوں۔

تحقیق: مضافاً (خرج) نہیں ہے۔

لطفائف کے بارے میں تحقیق کہ وہ مخلوق مجرد ہیں اور ذکر قلبی،

سیر اور روح میں فرق

حَالِ: ایک بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے کہ عالم، مر کے جو لطف صوفیہ کے ہاں مجرد عن امارہ (یعنی

صرف اللہ کا وجود ہیں، (دی نہیں) جانے جاتے ہیں اور کشف سے بہت ہیں ہر ایک کا قہقہہ اور جھنجھوٹا
انسانی اعضا سے ہے۔ حاکمین کے ذکر، مراقبہ غیرہ میں مشغول ہونے سے ان کے انوار اور برکات کا ہر بونٹے
میں۔ اسی طرح جن لوگوں کو کشف آتا ہے ان کے ہاں ان کے انوار اور برکات بھی مختلف ہیں۔ ایسے ہی انوار
رقموں اور جگہوں کے اعتبار سے بھی صوفیاء کا بہت اختلاف ہے کہ (تصوف کے) فن کی کتابوں کے معاملہ سے
معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال یہ سارے لطائف روحانی نور کی صرف مخلوق ہیں یہ کوئی دوسری چیز ہیں؟
تحقیق: ہاں مخلوق ہیں اور مجرد یعنی غیر مادی ہیں۔

حکال: صوفیاء کے اس قول "ان فی الجسد مضغۃ و فی المضغۃ قلب و فی القلب سر" (کہ جسم
میں ایک لقمہ ہے اور اس لقمہ میں دل ہے اور دل میں سر ہے) کے اعتبار سے سب (لغیوں کی) حقیقت
ایک ہے یا الگ الگ ہے؟
تحقیق: اس میں بھی رد قول ہیں۔

حکال: ایک مرتبہ یہ پوچھنے پر کہ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا گیا تھا
کہ "ای لطیفہ سب میں جب لطافت بڑھ جاتی ہے تو اس کو صوفیہ سر سے تعبیر کرتے ہیں اور جب سر میں اور کچھ
نزق ہوتی ہے اور لطافت بڑھ جاتی ہے تو درجہ سے تعبیر کرتے ہیں۔"
تحقیق: شاید ترتیب انی یاد رہ گئی۔

حکال: اسی طرح باقی لطائف کو سمجھ لیا چاہئے صوفیہ کے اس قول "ان فی جسد آدم مضغۃ الخ" اور
جناب کے ارشاد سے سب اللہ ایک کی ایک حقیقت یعنی قلب معصوم ہوتی ہے۔
تحقیق: قول مذکور پر تو واحد ہونا لازماً نہیں آتا۔

حکال: امداد: سلوک صفحہ ۳۹ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ نفس، سر، روح، قلب اور غفی سب
ایک چیز ہے مگر یہ قول توحید کے قائل نہیں ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے ہر لطیفہ میں الگ خاصیت رکھی ہے اور اس
قول سے سب کا بے کار ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے الگ الگ ہونے میں ہر ایک کا فائدہ ہوگا۔ قلب کے لفظ
سے کبھی نفس اور کبھی عقل مراد لیتے ہیں وہ مجاز (یعنی اصلی معنی نہیں) ہے اس اعتبار سے کہ نفس بھی بدن کا حصہ
ہے جیسا کہ بولتے ہیں نفس بدن کا دل ہے۔ دونوں صورتوں میں کون سا قول صحیح ہے۔

تحقیق: دونوں کے صحیح ہونے کا احتمال ہے اور یہ صاحب کا یہ کی رائے اور ذکر ہے باقی جو دلیل بیان کی ہے
(ام) کافی نہیں ہے۔

حَال: اسی بات کے پوچھنے کی اگرچہ ضرورت نہیں تھی لیکن ہر بات پوچھ لینا نفس سے خالی نہیں ہوگا اس لئے تکلیف دی ہے۔

تحقیق: آپ جیسے شخص کو نفع ہوتا ہے وہ نہ ہستی والی باتوں میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔

اس کے بعد پھر یہ دوسرا خط آیا

سوال: چونکہ یہ سوال جواب حصہ دوم تربیت السالک صفحہ ۵۴ (میں بعد تصحیح جناب مانی طبع ہو چکا ہے)۔ اس لئے تسکین نہ ہوئی۔ دوبارہ عرض ہے سہولت کے خیال سے سوال جواب تربیت السالک حصہ دوم صفحہ ۵۴ سے اسی طرح نقل کر دیتا ہوں ملاحظہ فرمایا جائے شاید اگر غیر مرتب ہو تو صحیح فرمایا جائے اور اگر کو بھی تسلی فرمائی جائے۔ اسی طرح سوال کے جواب سے تسلی فرمائی جائے کہ ذکر قبضی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے اور اس کی تکمیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اس کے لئے اہتمام کی ضرورت نہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں جبہ دوم پہلے آئینہ کے سامنے ہو تو صورت کا عکس چرنے کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔

تربیت السالک صفحہ ۵۴ کے سوال و جواب کی نقل

سوال: ذکر قبضی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے۔

جواب: فرمایا کہ ذکر قبضی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری سے تعبیر کرتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطائف پیدا ہوتی تو ذکر قبضی سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح اخفا کو بھی سمجھ لو وہ یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری و ثاب استغراق کے (یعنی ذوق کی کیفیت کی طرح) ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور ان میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور جاتا ہے۔ (یہاں تک مضمون سوال جواب کے متعلق تھا۔ تربیت السالک سے لکھا گیا)۔

جواب: (الطائف کی ترقی والے مضمون کو) دیکھ لیا گیا۔ اسی میں سر کے بعد روح کہا گیا ہے اور آپ کے پہلے سوال میں روح بھی ہے جو تربیت (السالک) میں ان سے پہلے ہے اس لئے میرا غیر مرتب (الترتیب) کہنا صحیح نہ ہو۔

حَال: حالت یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت قلب جاری ہو جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر ادا ہو رہا ہے اور اس میں غرق ہو جاتا ہوں۔ کبھی ذکر کرنے میں روئے لگتا ہوں، کبھی ہنسنے لگتا ہوں اور اصباح کی دعا میں کرنے لگتا ہوں۔ ایک ماہ یہ سر کے اوپر تمام سر کو گھیرے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی آدلی سے گھٹگو کرتا ہوں

وایسے ہی اللہ تعالیٰ سے رو کر کہتا ہوں کہ آپ میرے مالک ہیں ساری بھلائیوں کی تخلیق اور ساری برائیوں سے بچنے کی تخلیق عطا فرمائیے اور میری پوری اصلاح فرمائیے اور اپنی محبت کو بشارت دیجئے۔

ہر وقت وہی دھن میں جاگتے سوتے رہتا ہوں۔ کبھی جنگل جاتا ہوں اکثر ہاتھ پھینک کر ڈکڑے کرنے لگتا ہوں اور غل کھا جاتا ہوں تقریباً اکثر ایک ہفتے سے دس میں بڑی صفائی معلوم ہوتی ہے اور نماز میں رونما بھی آ جاتا ہے۔ تکبیر شیعہ ادا کرتے وقت دس منہ کو آنے لگتا ہے اور چہرہ طرح طرح سے بنتا ہے اور آج کل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے گھبراہٹ کوئی نہیں۔

تحقیق: ان حالات میں بعض باطنی کیفیات ہیں جو محمود ہیں اور بعض طبعی تغیرات ہیں جن کا تعلق طب سے ہے کسی طبیب سے مشورہ کر کے مرطبات و مقویات (تڑکرنے اور قوت دینے والی دواؤں) کا استعمال ضروری ہے۔

تحال: کیا انکسوں حالات کثرت سے ہیں دوسرے سے کھاتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ یہ سب حالتیں حضرت سے گفتگو کرنے سے شاید ادا ہو جائے اور بہت بے انتہا طبیعت چاہتی ہے کہ حضرت سے سارے حالات عرض کروں مگر تنہائی میں۔

تحقیق: مجھ کو کب انکار ہے طریقہ اگر اس کا معلوم نہ ہو تو مجھ سے زبانی پوچھ لینا میں ہر دواؤں لگا۔

بیماری کی وجہ سے ناتھ ہونے کا ہیئتگی کے خلاف نہ ہونا

تحال: اب تو خسارہ ہی خسارہ نظر آتا ہے۔ ایک عرصہ سے معمولات میں جو ناتھ شروع ہوا تو اب تک اس کا سلسلہ باقی ہے چنانچہ اس تکلیف سے بھاگ کر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا مگر پوری بدخنی بھی میرے ساتھ ساتھ ہے (اعمال پر) ہیئتگی نصیب نہیں ہے۔ اب حضرت مد فرمائیں میں سخت مگر ایسی اور تاریکی میں مبتلا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی قدر کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ بالکل نہ ہونے سے کبھی کبھی ہونا غیرت اور نصرت ہے۔ اگر اس کا شکر کیا جائے مزید یعنی دوامِ سیب ہوگا اور ناشکری سے اس کے چھن جانے یعنی پہلے کی طرح نہ کرنے کا خوف ہے اس لئے جس طرح ہونے چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ سے

پسٹ گرم کشتہ باز آید بکھلاں غم خور ۛ کلہ ۛ ازاں شود روزے گھستاں غم خور

ترجمہ: "گشودہ پوش بکھلاں داکر آجائے غم نہ کرو۔ غموں کا گھر ایک دن باغ بن جائے گا غم

نہ کروں۔

خصوصاً جب پہنچتی نہ دے گئے کا سبب طبیعت کی بیماری ہے اس سے تو خود بیماری کا نفع یعنی ثواب اور باطنی استعداد کی قوت کا حاصل ہوتا اس نکتہ کا بہترین بدلہ ہو جاتا ہے۔ اس نئے حقیقت میں پہنچنے کا نہ ہونا ہے ہی نہیں۔

بخال: جب حضور ہمیں تشریف لے گئے۔ کچھ وحشت ہوئی۔ اور انقباض (طبیعت کا تنگ ہو جانا) رہا مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد ختم ہو گئی۔ کٹھن مانا کی وجہ سے ہر ماہ میں ہفتہ عشرہ بخار آ جاتا ہے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے۔ جناب حکیم یوسف صاحب کے علاج سے کمی ہو جاتی ہے۔ مغویات کا استعمال جب سے حاضر ہوں ہوں برابر جاری ہے۔ تین ماہ سے باقاعدہ کا حربہ پل رہا ہوں۔ چند دنوں سے خمیرہ کا دوا بنان کا بھی استعمال ہے مزید کشت مرہان، کشت صدف، کشت برتانی تر پچلا اور شہد کے ہمراہ پھر بھی طبیعت کی کمزوری مدد داند بڑھ رہی ہے۔ ایک ہفتہ سے اخیر شب میں اس قدر ضعف بڑھ گیا کہ ذکر سے معذور ہوں۔

حقیقی: (اگر ایسی کمزوری کی حالت ہے) تو ذکر کی تھکن و مشقت برداشت نہ کیجئے جب تک قوت نہ آجائے۔

ذکر کا اثر نہ ہونے کا علاج

بخال: پہلے حضرت نے ذکر اسم ذات کو فرمایا تھا اس کو پابندی سے کر رہا ہوں۔ دیادہ خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔ مگر اس حالت میں آرتا دوس کوئی مضر نہیں دیکھا۔

حقیقی: اگر وہ اثر مقصود ہے تب تو اس کے مقصود ہونے کی دلیل کی ضرورت ہے اور اگر غیر مقصود ہے تو اس کے نہ ہونے سے غم ہی آیا۔ اس جواب کی حقیقت تربیت السامک کے دیکھنے سے واضح ہوگی۔

بخال: حالت پہلے کی طرح ہے اب بعد خدمت خالی میں ۲۵ شعبان تک ۵ ضررہ گاہ اور (اس کے علاوہ) حضور کا جو حکم ہوا اس پر عمل کروں۔

حقیقی: اسم ذات کتنا معمول ہے۔

ذکر میں اشعار پڑھنا

بخال: کبھی شوق میں ذکر کے درمیان اشعار پڑھنے کو بھی چاہتا ہے لیکن اس کو دوسرے شیطانی سمجھ کر نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: تصور (پڑھنے) میں کوئی حرج نہیں زیادہ ہو۔

مثال: آخر شب میں ذکر کرنے کے درمیان یہ طبیعت چاہتی ہے کہ بعض اشعار مناجات مقبول اور بعض مشغولی غنہ العشاق کے پڑھوں۔ اگر حضور اجازت مرحمت فرمائیں تو پڑھ لیا کر دوں۔
تحقیق: کیا حرج ہے۔

ذکر قرآن میں ترجیح

مثال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ کبھی راستہ چلنے میں ذکر کرتا رہتا ہوں تو وہم ہوتا ہے کہ قرآن شریف پڑھوں اور کبھی قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں تو ذکر کا (وہم ہوتا ہے کہ ذکر کرو) کبھی اس پر عمل بھی کر لیا جاتا ہے کیا اس کا کچھ خیال کیا جائے یا نہیں؟

تحقیق: بالکل نہیں (خیال کیا جائے) جس کی پیاس ہو سب شربت ہیں۔

حق سبحانہ کی ذات کا تصور

مثال: ذکر کے وقت تصور ذات کا برابر خاطر رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ”تذیبہ عن جمیع الجهات والاماکن وغیر ذالک۔“ (اللہ تعالیٰ کی ذات تمام جہات اور جگہوں سے پاک ہیں) کا خاطر بھی برابر رہتا ہے مگر معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ آگے اور اوپر ہی کا تصور ہوتا ہے یہ تزیہ (اللہ تعالیٰ کو تمام جہتوں سے پاک سمجھنے) کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ فطری بات ہے اور حق پرہ کے خلاف نہیں ہے۔

جب آدمی کسی چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ① یا تو اس چیز کی حقیقت کا تصور کرتا ہے ② یا ایسی چیز کا تصور کرتا ہے جو اس چیز کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے اور بنیاد کی چیز ہے انسان کے ساتھ خاص ہے کہ انسان کے علاوہ دوسری کوئی چیز ہستی نہیں ہے۔ اب تصور کی چار قسمیں ہیں۔

- ایک تو یہ کہ حیوانِ ناطق کا تصور کیا جائے اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
- دوسرے یہ کہ چنے والے کا تصور کیا اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
- تیسرے یہ کہ کسی چیز کی حقیقت اور اس چیز کا الگ الگ تصور کیا جائے ایک کے ذریعے سے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے حیوانِ ناطق کا تصور الگ کیا جائے اور انسان کا تصور الگ کیا جائے اور ایک کے ذریعے سے

دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

⑤ چوتھے یہ کہ کسی چیز کے ساتھ جو چیز خاص ہے اس کا تصور الگ کیا جائے اور اس چیز کا تصور الگ کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے ہنسنے والے کا الگ تصور کیا جائے اور انسان کا الگ تصور کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

سوال: (یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں کو اللہ تعالیٰ کے تصور کی ان چار قسموں میں سے کون سی قسم حاصل ہوتی ہے۔

جواب: سب کو دو نمبر والی قسم حاصل ہوتی ہے لیکن یہ تصور مختلف قسم کا ہوتا ہے کسی پر اس کی حقیقت کھلتی ہے اور کسی پر اس کی خصوصیت کھلتی ہے۔

مثال: اکثرین نے حضور کی خدمت میں یہ تحریر کیا تھا کہ حضرت مولانا دوسر شہداء آبادی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِمْ صَلَّوْا عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖمْ وَسَلَّمَ قوس قزح کی طرح مرنے رہتی ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا کہ یہ جواب ہے۔ اس فرمان سے وہ حالت تو جاتی رہی مگر اب اس پریشانی میں مبتلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی اس کا شمار ہے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی تعین نہیں ہوتا (کہ کس طرف ہے) کہ جس کی طرف اپنی خیاں کیا جائے۔

تحقیق: حقیقت میں تو اس وجود حقیقی و تعین ہے مگر اس تعین کی دوسری کوئی مثال نہیں ہے جو سمجھ میں آ سکے۔ خیال اس طرح بھی رکھا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ متعین کئے جانے سے پاک ہیں۔

جلی و خفی ذکر کے معنی

سوال: ذکر جلی اور خفی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بعض کی اصطلاح میں قلبی و خفی اور لسانی و جلی کہتے ہیں اور بعض کی اصطلاح میں لسانی کے جبر کو جلی اور غیر جبر کو خفی کہتے ہیں۔ دونوں کے طریقے سلوک کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں مگر شیخ کے متعین کئے بغیر کسی طریقے کو اختیار کرنا نسبت کے حاصل ہونے میں مفید نہیں ہے۔

حد ذکر جلی

سوال: ذکر جلی کی حد کیا ہے؟

جواب: زادی (کمر بستہ کم) کی حد تو متعین ہے پہلی اصطلاح کے مطابق زبان کو حرکت دینا اور دوسری اصطلاح پر اپنی آواز کہ خود دینے کے جیسے فقہاء نے صاف اور واضح لکھا ہے۔ لیکن اکثر (زیادہ سے زیادہ) کی کوئی حد نہیں

ہے۔ اپنے نشاط پر موقوف ہے مگر اس کے جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی نمریزی یا سولے واسے کو پریشانی اور تکلیف نہ ہو جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

معنی ربط قلب

سوال: ربط القلب (شیخ کے ساتھ دل کے بندھ جانے) کے یہ معنی ہیں؟
جواب: اس کی حقیقت شیخ سے محبت کا بندھ جانا ہے اور اس کی صورت شیخ کا تصور ہے۔ کبھی اس کا سبب شیخ سے محبت کا ہونا ہے۔ اس کی حقیقت کا قاعدہ: نوار اور برکات میں اضافہ ہونا ہے۔ اس کی صورت کا قاعدہ خیالات و سوسوں کا ختم ہو جانا ہے۔ حقیقت اور صورت دونوں میں شرط یہ ہے کہ ہم اور کمال کے اعتبار سے شرعی حدود سے آگے نہ جانا ہو اور نہ گناہ اور بدعت ہے (اس کی وجہ سے) باطنی نسبت ظہانی تاریک تر ہو جائے گی۔ فقہ رائے اہم

ذکر میں بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت نہیں

حالات: حضور کے فیصل اور برکت سے میرا شغل پہلے کی طرح مستحسن باہر ہے اور حضور کے حکم کے مطابق اضافہ بھی کر رہا ہے کبھی اب میں مغرب کی نماز کے بعد چھ ہزار بار آرام ذات جبر سے کرتا ہوں آخر رات میں بارہ رکعت تہجد پڑھتا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

حالات: تہجد کے بعد بارہ شیعہ کا شغل کرتا ہوں مگر چار زانو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میں اس طرح بیٹھنے کا دکل عادی نہیں ہوں اسی وجہ سے رک کے کچھ بھی نہیں جاتی ہے اور اگر زانو بڑھتی دو تا بھی ہوں تو چھوٹ جاتی ہے۔
تحقیق: نہ چار زانو بیٹھنا ضروری ہے نہ رک کیساں دبا، ضروری ہے جس طرح رت راحت ہو اسی طرح بیٹھنا۔

کثرت استغفار

حالات: بیٹھے اٹھے استغفار معنی "استغفر لہ" وہیں من کل ذنب وانتوب الیہ" پڑھتا ہوں مگر اس کے پڑھنے کی یا بہت کم کرتی ہے دعا کیجئے کہ یاد رہے گئے۔

تحقیق: جتن زیادہ ہے غنیمت ہے۔

حالات: حضرت کے رسم تقریباً روزانہ ہوتا رہا ہے۔ آج کل علیم الدین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے (دووں

ہے) ملے میں بہت کمی کر دی ہے جتنا ہو سکے بات چیت کام میں بھی کمی کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایک حد تک کامیاب بھی ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حکال: اللہ شہنام معمولات پہلے کی طرح مسلسل بغیر وقفہ کے جاری ہیں کوئی نئی بات پیش نہیں آئی ہے۔ امر ذات الحج (آواز کے ساتھ) ایک مرتبہ ہی بیٹھ کر چھ ہزار بار پڑھتا ہوں اور بغیر گنے اکثر اوقات پڑھنے کا معمول ہے۔ جس وقت کسی کام کی وجہ سے تھوڑی دیر بھی رک جاتا ہے تو کام سے فارغ ہونے کے بعد زبان پر "توبخو" استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القيوم و انوب البیہ" پڑھ کر دیتا ہوں اور پھر ذکر اللہ میں مصروف ہو جاتا ہوں مگر جو وقت ذکر اللہ سے خالی جاتا ہے اس پر بہت ہی حسرت اور فسوس ہوتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی سانس بھی (ذکر اللہ سے) خالی نہ جائے مگر نہیں ہو سکتا بڑا غافل ہوں۔

تحقیق: شاہ اللہ بہت اچھی حالت ہے۔ اللہم زد فزدا۔ (اللہ تعالیٰ اللہ و فزدا میں) حکال: (حضرت کی طرف سے) ہر وقت استغفار کا قلم ہوتا تھا چنانچہ الحمد للہ کہ ہر وقت (استغفار) زبان پر جاری رہتا ہے مگر اکثر اوقات خیال کام کی جانب رہتا ہے اور صرف الفاظ زبان پر جاری رہتے ہیں۔ تحقیق: کافی ہے۔

حکال: جب خیال آگیا تو اس کے غیوم پر بھی نظر ہو جاتی ہے۔ تحقیق: کام کے وقت اس کی ضرورت نہیں۔

سلطان الاذکار کا شغل اور تربیت السالک کا مطالعہ

حکال: ایک حالت برقرار نہیں رہتی ہے کبھی تو توجہ اللہ اور ایک خیال رہتا ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا اور طبیعت میں بے چینی و بے قراری بہت رہتی ہے اور وقت گزر جاتا ہے۔ کئی اوقات جسم حرکت میں آ جاتا ہے۔ صرف حضور کی دعا پر پھر دوسرے کام میں جا رہتا ہوں کہ کبھی تو حضور کی دعا سے نسبت کا مدد عطا ہوئی مگر اپنے خیال و رکعتوں میں ہفتی آ جاتی ہے مگر کام نہیں چھوڑتا ہوں۔ اگر ارشاد ہو تو بارہ وسیع کے بعد سلطان الماد کا رجحان حضرت شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے کہ دوسروں اور خیالات کو دور کرنے کے لئے مشید ہے کرتا رہوں اور اس سے پہلے آپ نے جو تربیت السالک کے مفاد کے لئے جوارشاد فرمایا تھا اس کو منکولایا ہے جس دن آگیا سارے کا مطالعہ کر دوں گا۔

تحقیق: ایسی تہذیبیاں راسلوک کی لازمی اور معمول کی چیزیں ہیں ان سے مایوس نہ ہونا چاہئے جہاں تک ہو سکے کروکوش میں لگے رہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز فضل ہو ہی جائے گا۔ سلطان الاذکار کا شغل سمجھے اللہ تعالیٰ نفع بخشنے تربیۃ السالک کو ذرا غور سے دیکھیے عجیب نافع کتاب ہے۔

ذکر میں روشنی نظر آنا

سوال: آج شب کو جو میں ۳ بجے اٹھا تو میرے حجرہ میں ایک دم روشنی معلوم ہوئی جیسے بجلی کو نڈا کرتی ہے۔
جواب: کبھی دماغ کے اثر سے ہوتا ہے کبھی ذکر کے نور سے اور ہر حال میں پسندیدہ ہے مگر توجہ کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اگر کثرت سے ایسا ہو تو مجھ کو بھر اطلاع ہوتا ہے۔

حزب الکھر پڑھنے پر دوسرے وظائف کو ترجیح

سوال: حضرت کو معلوم ہو کہ احقر نے حزب الکھر پڑھنے کے لئے حضرت کے پاس پرچہ لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ کس غرض سے پڑھو گے تو حضرت کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی غرض سے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جواب: رضا مندی اور خوشنودی کے ذریعے تو دوسرے اس سے بھی زیادہ کامل ہیں۔ فقط
نکال: احقر نے کل کے پرچہ میں دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت چاہی تھی اس کے متعلق کچھ مرثا نہیں فرمایا گیا۔
تحقیق: چونکہ اس کے بعض صیغوں کے حقوق ہونے میں شبہ ہے اور غیر منقول سے منقول انصاف ہے۔ اس لئے میرے نزدیک دلائل الخیرات پڑھنے کے بجائے بہتر ہے کہ جتنا وقت اس کی بڑی سے بڑی منزل میں لگے جس کا اندازہ گھڑی دیکھ کر پڑھنے سے ہو سکتا ہے اتنے وقت تک درود شریف کا کوئی منقول صیغہ پڑھ کر دیکھا جائے کہ کتنی تعداد ہوئی آئی ہی تعداد روزانہ درود شریف پڑھنا معمول بنالیا جائے۔
(توضیح: منقول کا مطلب ہے جو بات حدیث میں آئی ہو وہ منقول کہلاتی ہے اور جو حدیث میں نہ آئی ہو اس کو غیر منقول کہتے ہیں)۔

کمزوری کی وجہ سے نافع ہونے میں فوائد

نکال: مجھ کو اپنی اہلیہ کے انتقال سے صدمہ تو بہت تھا خوف تھا کہ پھر بیمار نہ ہو جاؤں۔ اچانک والد ماجد اسے بیمار ہوئے کہ ابوی کے آثار شروع ہو گئے مگر خداوند تعالیٰ نے فضل فرمایا صحت کی امید شروع ہو گئی۔ والد ماجد کی

بیماری سے میں سینہ صمد کو ہانک بھول گیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس مریض عثمائی فرمائی۔ اور ﴿فَاثَابَكُمْ عَمَّا بَعَثَ﴾ الخ کا مسند آج حلال ہے۔

وہ دل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَاثَابَكُمْ عَمَّا بَعَثَ﴾ الخ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک غم کے بدلے میں دوسرا غم دیا تاکہ جو چیز تم سے فوت ہوگئی ہے (یعنی چلی گئی) ہے تم اس کے (جانے) پر غم نہ کرو اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تم اس (کے پہنچنے) پر غم نہ کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر اس غم کے بعد چین عطا کیا۔

(ایمان الوداع تصدیر)

مطلب یہ ہے کہ ایک غم کے بعد دوسرے غم کے پہنچنے سے پہلے غم ہٹا دیا جاتا ہے اور پھر دوسرے غم کو چھینا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو اس کے بعد لوگھ بھینچ کر آپ کی راحت کا سامان کر دیا گیا۔

اس دوران مشغی کے مطالعہ سے بھی تسکین ہوتی رہی اور اس رنج و الم کے بعد ان بیت (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) بھی زیادہ ہے طاعات عبادات میں زیادہ دلچسپی ہے اگرچہ کمزوری کی وجہ سے جو کچھ نہیں سکا۔

تَحْقِيقُ: اَللّٰہُ لَہٗ اَکْبَرُ آپ کو بھی افاتہ ہوا جناب کے والد ماجد کو بھی صحت کی صورت ہوئی۔ جب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کام کے راز و سرا آپ کی سمجھ میں آگئے "فہبنا لکم العمل والعلم" آپ کو علم و عمل مبارک ہو۔ کمزوری سے یکے نہ ہو سکتا یہ بھی ایک رحمت ہے۔ عزم کی وجہ سے جبر بھی ہے اور نہ کر سکنے کی وجہ سے عجب سے بھی حفاظت ہے۔ جب تک یہ ضعف ہے یہی صحت ظاہر رہے گی۔ انتقام و برکت کی وجہ کرتے ہوں۔ فقط

محبت ذکر

عَمَّا لَیْلٍ: دل یہ چاہتا ہے کہ سارا وقت ذکر اللہ کیا کریں۔ چنانچہ جب بھی دوست اصحاب کوئی وظیفہ وغیرہ دریافت کرتے ہیں تو بندہ ان کو بھی ایسا مشورہ دیتا ہے کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ حضرت مولانا مرشد سے اجازت لے کر ذکر کیا کرو۔ حضور والا کا یہ بھی اس غرض سے بتا ہوں کہ حضور والا کی ذات بابرکات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر یہ اس وقت مشورہ دینا ہوں جبکہ سائل کو بھی حضور انور سے محبت ہو۔ تَحْقِيقُ: (ہاں) ہر ایک کو اس کی اجازت نہیں۔

ذکر میں اعتدال

عَمَّا لَیْلٍ: آخر نے کام شروع کر دیا ہے۔ تہجد کی نماز بارہ صبح کے ساتھ اور فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کا ایک

پردہِ مہاجرات مہجوں اور مغرب کی نماز کے بعد چھوڑ دیا۔ اہلِ امتِ ذاتِ شریف (اور کسی دینِ ارحمت کے مطابق دین میں بھی پڑھنے) کا شعور بند۔ ذکر کے بیخود ہونے کے زمانے میں عیادت، پریشانی، تھی اور وسوساں پیدا ہوتے تھے اور فحش (نہایت) پر یہ طیس جاتا تھا کہ کیا کر لیا سب ضائع ہو گیا اور اب تک کوئی حالتِ یقینیت جاری نہیں ہوئی۔ شعورِ شعور کا غلبہ نہیں رہتا۔ مگر حضرت والا کا وہ شریف جس کا نام شریف الملک (یہ دعوتِ مہدیہ جسے ششم کا سادہاں وہ ہے اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس حد کے بارے میں وضاحت کے لئے اس کے ساتھ رہنے والے کا نام ہے) تھا وہ یہاں سے سارے شہادتِ ختم ہوئے۔ مظاہر کے وقت اور اب تک کتب پر رقت جاری ہے۔ اب دل کے اندر بہت ہی ذوق و شوق ہے اور ذکر کے وقت آواز خود بخود بلند ہو جاتی ہے اور آواز بھی باری ہو جاتے ہیں اور یہی ہی چاہتا ہے کہ کہیں اس کیلئے جہان میں بیٹھ کر خوب زور زور سے ذکر کروں اور زور۔ ذکر میں بہت ہی لذت محسوس ہوتی ہے۔ میری عادت تھی کبھی شعر پڑھنے کی سی نہیں کبھی کبھی ذکر میں پیرا کو مستغرق ہوتا ہے کہ شعر و شعراء سے بھی لغت ہو جاتی ہے اور گھبراہٹ ہو جاتا ہے یہاں تک جاتی ہے کہ میں اور بیچا ہوا جاتا ہے۔

تحقیق: انکسارِ مہجوریت نہ ہو تو زوالِ اقبال سے کام لیا جائے اور نہ بھروسہ کی قوت پختہ کی مناسب تہیہ کی جائے۔

ذکر میں اضافہ

نحال: ذکر پورا ہونے کے بعد کچھ وقت بیٹھ جاتا ہے اس میں یہی چاہتا ہے کہ ذکر کروں۔ اگر ضرورت کی وجہ سے ہو کر لیا کروں۔

تحقیق: اگر یہ شرط داشت ہو۔

ذکرِ قلب کا جاری ہونا

نحال: مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقلبِ ذکر سے جاری ہونے لگے لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حقیقت میں یہی ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

زبانی ذکر و قلبی پر ترجیح

نحال: مجاہد (۱۹۸۷ء) میں جب فی موشی رہتی ہے اس وقت کلمہ کے بعد وظائف و اردو شریف و ذکرِ قلبی یا

بالکل خاموش ہو کر دل سے مراقبہ کرے اور اس تصور کے ساتھ کہ حضرت والا کے قلب مبارک سے انوار انوار الہیہ کے فیضان میرے قلب میں آتے ہیں۔ بہر حال کوئی صورت نفع کی ہے وہی اعتقاد کی جائے۔
تحقیق: آخر کی صورت خاموشی کے وقت مگر چندے روز پھر نیست کے رسوم کے بعد ذکر بہتر ہے جو بھی ہو قہری ذکر کے علاوہ کہ یہ کثرت باقی نہیں رہتا صرف اس کا تو ہم رو جاتا ہے۔ اس لئے زبانی ذکر حضور قلب کے ساتھ کرنا چاہئے۔

زبانی ذکر

حَال: ذکر کے وقت اکثر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: حیرت کر لیجئے۔

حَال: ذکر کے وقت خیالات بہت آتے ہیں یعنی زبان سے تو ذکر کرتے ہوں دل دوسرے خیالات میں گم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی نقصان نہیں ہے۔

حَال: سفر میں کثرت میل میں ذکر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ ذکر بالجہر کرنا یا لہجہ کی طبیعت پر بوجھ ہو۔

تحقیق: آہستہ کیجئے۔ فقط۔

حَال: قلب کی حالت یہ ہے کہ اس عرصہ میں اگرچہ زبانی ذکر میں کمی رہی مگر دل کو غفلت نہیں ہوتی معیت کا قلب ہوتا جاتا ہے۔

تحقیق: یہ تو بے اختیاری حالت ہے جو کمال نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ پہلی حالت ذکر و خاموشی کا فوڑ ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے تو یہ اثر باقی نہیں رہے گا اور اگر بہت دو صرف وہم ہوگا کیونکہ اس کے نتیجے میں معیت کے آثار حاصل نہیں ہوں گے اور مجب نہیں کہ اب بھی کم ہوں۔

حَال: کسی سے افضلیت کا اب وہم بھی نہیں ہوتا بلکہ اکثر اپنے محبوب پیش نظر رہتے ہیں۔

تحقیق: یہ حال بھی ذکر کی کمی سے کمزور ہو جاتا ہے۔

حَال: اس عرصہ میں زبانی ذکر کم ہوا مگر مراقبات میں بہت کمی لگتا رہتا ہے اکثر معیت کا مراقبہ کرتا تھا اور انوار سے قلب بھرا ہوا تھا۔ تھا تو اسی کوتاہی سے پھر دل میں تبدیلی کا احساس ہوتا ہے۔

تحقیق: کبھی یہ کیفیت خیالی ہوتی ہیں اور اعتبار حقائق کا ہوتا ہے۔

ذکر میں پیاس لگنے کا علاج

حالی: ذکر کے وقت اکثر پیاس لگتی ہے۔

تحقیق: پانی پیا جائے۔

نماز میں تصور

حالی: نماز میں احقر فقہ کی طرف توجہ کیا کرتا تھا۔ اب ذلت باری کا خیال کرتا ہے۔ لیکن اس وقت کلام اللہ کے مضمون پر خیال نہ ہونے سے جی اداس معلوم ہوتا ہے۔ وہ اثر اور خشیت جو اس پر خیال کرنے سے ہوتا تھا اس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ طبیعت بگنی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ذات باری کا بھی خیال ہو اور کلام اللہ کے مضمون کا بھی خیال ہو۔

تحقیق: (دونوں کی طرف خیال رہے) یہ نہیں ہو سکتا ہے جس میں زیادہ یکسوئی حاصل ہو وہ سمجھے۔

ذکر میں تسبیح پاس رکھنا

حالی: احقر جس وقت بغیر تسبیح کے ذکر کرتا ہے اس وقت بہت سی لطف اور مزہ معلوم ہوتا ہے۔ بال بال میں جان اور لذت معلوم ہوتی ہے کچھ عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آ سکتی۔ تسبیح کے ساتھ ذکر کرنے میں اس کیفیت میں کمی ہوتی اور بغیر تسبیح کے غفلت ہو جانا جتنی ہے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: تسبیح ہاتھ میں رکھئے مگر اس پر شکر نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔ ذوق شاد ہے کہ دونوں مصلحتیں محفوظ رہیں گی۔

ذاکر کو نمازی کی رعایت کرنا

حالی: (کیا) ذاکر کو سنت پڑھنے والے نمازی کی رعایت کرنی چاہئے جبکہ او پہلے سے ذکر کر رہا ہو یا نہیں کرنی چاہئے؟
تحقیق: اگر نماز پڑھنے والا مسجد میں فرض یا سُنن ہو کچھ پڑھ رہا ہے تو ذاکر کو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور اگر نوافل پڑھ رہا ہے تو رعایت ضروری نہیں ہے۔

بی بی اور بچوں کے پاس ذکر کرنا

حالی: ایک اور گزارش یہ ہے کہ جس کمرہ میں رہتا ہوں وہاں میرے بچے اور بیوی بھی رہتے ہیں۔ اکثر ذکر

کرتے وقت لڑکے سب معمول یا خانہ پیشاب وغیرہ کے لئے اٹھتے یا روتے ہیں تو خیال بنت جاتا ہے اور بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی کمرہ خالی نہیں جس میں تنہائی کے ساتھ بچوں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ لڑکوں کا محل (رکاوٹ) ہونا کوئی خرابی تو نہیں ہے باہر کا کمرہ میرا بالکل تنہائی کا ہے مگر گھر میں لڑکے اکٹھے رہیں گے اس خیال سے باہر نہیں جاتا اس کے بارے میں جیسے رشاد عالی ہوئی وہ جان سے عمل کروں گا۔

تحقیق: بچوں اور بیوی ہی کے پاس رہنے اگر بچہ طبیعت کو ناگوار ہو مگر ان کے حقوق کی رعایت سے فریاد نفع دے گا۔

ذکر میں کوئی خاص کیفیت مقصود نہیں ہے

حالات: کچھ دنوں سے وہ عشق اور وجد یہ کیفیت کم ہو گئی ہے اس ہفتہ میں انحراف کو زکام اور پھر پیش سے بہت تکلیف دی مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہوں۔ دو دن رات کے آخری حصہ میں ۷ گھنٹہ لگی ایک دن فجر کی نماز کے بعد معمول ۶ تسبیح و تہلیل (لا الہ الا اللہ) ۲ تسبیح ام ذات دوستی کو یاد کیا گیا۔ راج الحمد للہ اپنے سب اوقات ٹھیک ہیں حضور والا فرصت میں ام ذات ایک ضرب والا سلسلہ اور کرتا رہتا ہوں۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ جہر کے ساتھ کرنے میں اور تنہائی میں بھی اکثر حق تعالیٰ شانہ کے کلمات اور جمال بے مثال کی طرف خیال رہتا ہے تو لام مونا اور کبھی کبھی باوا نہیں ہوتی ہے اور ذکر خفی میں یہ نقصان نہیں ہوتا مگر (ذکر خفی میں) اس خیال اور کشش میں بہت ہی کمی ہوتی ہے۔ اب جو کرنے کے لئے حضور فرمائیں کبھی جہر اور ذکر خفی جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

تحقیق: مختار صفات و کیفیات کی طرف توجہ نہ کیجئے جس طریقے میں یکسوئی و نشاط ہو وہی کیجئے۔ کسی کیفیت کا کوئی خاص رنگ مقصود نہیں جس کو بدلنا اہتمام کے قابل ہو۔ یہ سب محبت کے رنگ ہیں خواہ یہ ہو یا وہ ہو باقی خبر کی دعا کرتا ہوں۔

جان بوجھ کر تصور شیخ ناپسندیدہ ہے

حالات: جان بوجھ کر تصور کا تصور خیال کرنے سے کسی طرح نہیں ہوتا بلکہ ایک پردہ حائل (آڑ) ہو جاتا ہے اور ارے کے بغیر اکثر تصور سے زیادہ صورت صاف نظر آتی ہے اور پھر دیر تک باقی رہتی ہے لیکن جہاں ارادہ و ادوار غالب نہ کیا معہ ہے۔ شاید حضور نے اجازت نہیں دی ہے۔

تحقیق: ہر دے یہاں جان بوجھ کر شیخ کا تصور کرنا ناپسندیدہ ہے۔

پاس انفاس

بخاری، صوفیاء کے اس قول کہ ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ۔“ اسلام کا مطلب تصوف میں یہ ہے کہ نفس کا تمام بری صفات سے خالی ہو جانا اور اس کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف ہو جانا ہے۔ زندہ اور موجود رہنے کے باوجود اس کی ہر حرکت اور سکون (یعنی ہر کام) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔“

اس طرح حدیث میں ہے کہ: (اس قول کی وجہ سے) بندہ نے پکا ارادہ کیا کہ بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی بات اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت سے کئے لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ یہاں تک کہ پیشاب پر خاندہ بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت سے اللہ تعالیٰ کے لئے درخواست ہے کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس میں استقامت اور دوام عطا فرمائیں۔ ② باقی حالات پہلے کی طرح ہیں کہ بعض آیات کی تلاوت سے رقت اور اللہ تعالیٰ کی خشیت بہت ہوتی ہے۔ نماز اور ذکر میں کرتا ہوں اس سے ذرا غم ہونے کے بعد اکثر اوقات درود شریف اور کوئی ذکر زبان پر چم رہا ہوتا ہے لیکن طبیعت چاہتی ہے کہ اسم ذات (لفظ اللہ) بغیر تلفظ (پاس انفاس) سانس کے آنے جانے کے ساتھ جاری رہے۔

تحقیق: لفظ ”رہے“ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طبیعت کی چاہت سے مراد طبیعت کی خواہش ہے تو اس (یعنی خواہش) کا طالب کو کیا ملتا ہے پھر یہ نبراک کے خلاف ہے (کہ اس میں تو ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کا اور ہے اور خواہش کے لئے کوئی کام کرنا اس کے خلاف ہے)۔ اور اگر چاہت سے مراد طبعی اور غیر اختیاری (یعنی خود بخود و مراد) ہے تو وہ ہے کے کیا معنی ہیں (کہ اس سے تو اختیاری کے معنی حاصل ہوتے ہیں)۔

بخاری: یہ یاد کرنا پائی، ہر پیشاب پر غائبی حالت میں روکنا چاہئے یا نہیں۔

تحقیق: یہ ذکر سے مراد بلا تلفظ مراد ہے یا کیا ہے؟

ذکر کو مراقبہ پر ترجیح

بخاری: سواصل سے چند مراقبات کرنے کی طرف رغبت پیدا ہوئی مگر اب تک کوئی شروع نہیں کیا۔ حضور کی تجویز کی ضرورت ہے۔ مراقبت یہ ہیں ”مراقبہ موت، مراقبہ محبت خداوندی“ وغیرہ ان دونوں میں کوئی دوسرے جو حضور کی دعا سے جو تجویز فرمائیں۔

حقیقی: اگر ذکر ہی سے ان مراقبات کا مقصد حاصل ہو جائے تو مستغنی (طیغہ سے کرنے کی) ضرورت نہیں ہے۔

تلاوت قرآن مجید کے وقت تصور

مثال: کلام مجید پڑھتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور کوئی نکل غلط پڑھا جاتا ہے اور دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے تو خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ کلمہ صحیح ہو اور غلطی صحیح ہوئی ہے۔ (یہ خیال) مناسب ہے کیونکہ حرج تو نہیں ہے کیونکہ سننے والا غلطی کو ضرور دہاتا ہے مگر اس کو یاد ہے۔

حقیقی: کوئی حرج نہیں جب کہ اس شخص کی طبیعت میں کسی وقت یہ بات پیدا نہ ہو کہ غلطی بھی ادھر ہی سے ہوئی اگر ایسا قتل ہو تو صحیح ہو جو نے کو اپنی سمجھ کی طرف سے سمجھا بہتر ہے۔

عورت کو ذکر بلا ضرب و بلا جہر

مثال: حضور والہ مشیر دہی اس کی درخواست کرتی ہیں کہ حضرت مولانا مرشدنا اجازت فرمائیں تو ہم یہی ذکر جتنا ہو سکے کر لیا کریں۔

حقیقی: ضرب و بلا جہر کے بغیر (کر لیا کریں)۔

گن کر اور بغیر گنے ذکر میں فرق

مثال: میں مواظف اور تریبہ السالک روزانہ دیکھتا ہوں اور خود بخود بہت پڑھ گیا مگر قرآن مجید کی تلاوت یاد نہیں رہتا اور یہ دو بیچ رات کو اٹھتا ہوں تہجد کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ فجر کے بعد پھر فرائز ذکر شروع کر دیتا ہوں۔ گیارہ بارہ بجے دن تک کرتا ہوں۔ تعداد یاد نہ رہنے سے کچھ حرج تو نہیں ہے رعنائی حق جو مقصود ہے وہ تو بہر حال حاصل ہوگی خواہ شمار سے ہو یا بغیر شمار کے ہو لیکن دل میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے یعنی دیر بغیر گنے پڑھتا ہوں مگر گن کر پڑھتا ہوں تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔ چنانچہ پہلے گن کر پڑھتا تھا تو اس وقت اور ہی اثر معلوم ہوتا تھا اس کی کیا بات ہے بات تو ایک ہی ہے چاہے گن کر پڑھے یا بغیر گنے پڑھے۔

حقیقی: شمار یاد نہ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ شہد میں زیادہ اثر دہاتا ہے بعض طبیعتوں کی خصوصیت ہے کہ اس سے تسبیح ہوتی ہے کہ ہم نے اتنا کام کر لیا اور پریشانی نہیں ہوتی کہ خدا جانے کچھ شمار کے کاغذ مقدار تک ہو گیا یا نہیں اور پریشانی نہ ہونے سے خاص آثار پیدا ہوتے ہیں اور بعض طبیعتوں کو شمار نہ کرنے سے نوبت ہوتی ہے اور شمار کرنے سے خیال ادھر مشغول رہتا ہے۔ غرض یہ طبیعتوں کا اختلاف ہے جس کا کچھ حرج نہیں۔

لطائف ستہ کے بارے تعلیم الدین کی عبارت پر شبہات کا جواب

حکال: عرض خدمت ہے کہ ہندو نے اس سے پہلے کھ میں کھا تھا کہ میرے ناقص خیال میں یہ بات آئی کہ "حقیقت میں لطائف ستہ کی مشق ضروری نہیں ہے" کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ ارشاد فرما یا تھا کہ خدیں صحیح ہے۔ (لیکن) تعلیم الدین میں یہ لکھا ہوا ہے (پس طالب کو چاہئے کہ ان چولینوں کے ذکر اور مشغل میں اتنا مشغول ہو اور مشق کرے کہ ذکر کا اثر ظاہر ہو)۔

یہ بات ظاہری طور پر ناقص کے خدیں کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے تسلیم فرمائیں۔ تحقیق: اس کا مطلب یہ ہے کہ خصوصاً دو آدمی جس کو مشق یہ مشغل تجویز فرمائیں اس لئے اس خاص آدمی کے لئے ضروری ہے۔ (سب کے لئے نہیں ہے)۔

حکال: وہی مہربان اسی کتاب کے صلی ۵۵ پر ہے کہ (اور کبھی صرف ہندو نہیں یا کسی بزرگ کی توجہ سے پہلے بہت مہل ہوتی ہے پھر اس کے بعد مقامات کی تفہیم ہوتی ہے) میری ناقص سمجھ اور خیال میں یہ تصور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے اکثر مشائخ کا طریقہ پہلا ہے جو پہلے لکھا ہوا ہے۔

تحقیق: پہلے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اذکار کیا ہے اگر ایک بات مطلق ہوئی تو ایک غلطی سے مسئلہ غلط نہیں ہوتا۔

ذکر کے وقت بزرگوں کی صورت نظر آنا

حکال: بارہ تہذیب کے وقت پہلے احوال کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ ذکر کے وقت ایک ضعیف شخص طویل قد دلوایا نہ لہاں (میرے) آگے نظر آتا ہے لیکن اس سے کچھ وحشت نہیں بلکہ یک قسم کی انسیت ہوتی ہے۔ اب اکثر جناب والا کی صورت، اور حضرت مولانا بونہی کی (صورت) ذکر کے وقت نظر کے سامنے رہتی ہے اور بھی کرتا ہوں لیکن دور نہیں ہوتی اور اب دور کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت بھی نظر میں دونوں صورتیں محسوس رہی ہیں۔

تحقیق: نہ صورت کا تصور سمجھئے نہ اس کو دور سمجھئے (بلکہ بغیر اس کی طرف توجہ کے) کام میں لگے رہئے۔

ہمیشہ ذکر کرنے کی ضرورت

حکال: دوسری کی تکرار کی وجہ سے بارہ تہذیب پوری نہیں ہو سکتی ہیں بلکہ آدمی ہوتی ہیں اس پر استغنا کروں یا آدمی

مغرب کی نماز کے بعد اور آدھی آخر رات میں کیا کرے۔

تحقیق: جو طبیعت کے لئے آسان ہو اور ذہن پوری ہو یا آدھی ہو ہر حال میں صرف وہی پر اکتفا نہ کیا جائے ہر وقت یہی ذکر جاری رکھا جائے جس سے دلچسپی ہو اور اہم ذات زیادہ آسان اور مفید ہے۔

ذکر کو مسجد میں سونے والے کی رعایت رکھنا؟

بخاری: جو مجلس مسجد میں ذکر پڑھ کر (بند آواز سے) کرتا ہو اس کو مسجد میں سونے والے کی رعایت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

تحقیق: مسجد میں سونے والے کے لئے اگر مسجد میں سونا جائے تو اس کی رعایت ضروری ہے ورنہ نہیں۔

ذکر میں سانس لینا

بخاری: آج کل ذکر کے وقت جب الفاظ کی طرف دھیان ہوتا ہے تو سانس لینا ناگوار لگتا ہے دل چاہتا ہے ایک ہی دم میں وظیفہ ختم ہو جائے کبھی ارادہ کرتے ہوں کہ چند ضرب سے بعد سانس توڑ دوں مگر دل میں بڑی پریشانی ہوتی ہے اور سانس آخر میں بے اختیار بند ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: کیا وہی خاص طریقے اور خصوصی قیودوں سے یہ حالت ہوتی ہے؟ اگر یہی وجہ ہے تو ان خصوصی قیودوں کو چھوڑ دو جس طرح سہولت دو چھپی ہو کر کرنا اور سمجھ کو اظہار دیا صرف ذکر سے بھی یہ حالت ہوتی ہے۔

بخاری: پہلے جو لکھا تھا کہ آج کل ذکر کے درمیان سانس توڑنے کو دل ناگوار نہیں کرتا ہے دل چاہتا ہے کہ ایک ہی سلسلہ سے وظیفہ ختم ہو جائے اور درمیان میں سانس نہ توڑ جائے۔ یہ کیفیت ہر ذکر کے وقت ہوتی ہے جب اس کی طرف خیال و دھیان رکھوں۔ اگر بے خیال ذکر کروں تو یہ بات نہیں ہوتی ہے اور جب ذکر خیال و دھیان کے ساتھ کرتا ہوں ایک قسم کی لکھی لکھی محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اگر خیال نہ رکھوں تو یہ کیفیت ولذت ختم ہو جاتی ہے اور بہت وسوسے آتے ہیں اور بلا اختیار دہرے بعد سانس بند ہونے پر اور اس وقت سانس اختیار سے نہ لینے پر کچھ تکلیف ہوتی ہے لیکن اس کے بعد دل پر کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ دل شادمان و فرحان رہتا ہے۔ پہلے کے مقدمے میں آج کل سانس کی مقدار کچھ بڑھ گئی پہلے کبھی ایک دم اہم ذات کا ذکر تیزی سے ۱۰۰ تک کر لیتا آج کل ڈیڑھ سو زور دے کر لیتا ہوں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پہلے یہ پوری بات نہیں لکھی تھی اب جواب دیتا ہوں کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہے اور میری رائے میں اس کی وجہ بھیم چڑے کی کمزوری ہے کسی طبیب سے مشورہ لو۔

ترکِ تصور کا پسندیدہ ہونا

حُضُور: جناب والا کا تصور پورا تو ہوتا نہیں ہے یعنی چہرہ مبارک جیسا ہے تصور میں ویسا دیکھا نہیں جاتا کچھ جھلک سی رہتی ہے جیسی دوسری صورتیں یا ارجاب کی خیال کرنے سے پوری ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس طرح آپ کی صورت کو کرنے سے پوری ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے؟

تحقیق: تو اس میں حرج ہی کیا ہے اور اس تصور کی ضرورت ہی کیا ہے ممکن ہے کہ وہی لئے پورا تصور نہ آ جا ہو کہ اس کو چھوڑنا پسندیدہ ہو۔

تصور شیخ

حُضُور: حضور کا تصور دل میں بہت رہتا ہے۔

تحقیق: جان بوجھ کر یا بے اختیار۔

حُضُور: ایک حال یہ ہوا کہ ذکر کے وقت کبھی نہ حضور کا خیال دل میں آ جاتا ہے باوجودیکہ میں اپنا خیال دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا چاہتا ہوں مگر حضور کا دھیان جب آتا ہے اس وقت ایک (قسم کی) لذت معلوم ہوتی ہے۔ جب اس دھیان کو بڑو ہانا چاہتا ہوں تب کچھ کشاکش (کھینچا تانی) ہوتی ہے۔ یہ ہٹانا اور اس کے لئے کوشش کرنا اس لئے ہے کہ ذکر صرف خود ہی کے لئے کرتا ہوں اس وقت غیر کا خیال آتا اگرچہ مرشد ہی کا بد برا سمجھتا ہوں۔ اب عرض یہ ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں یا چاہتا ہوں یا برا کرتا ہوں ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مرشد کا خیال آنا برا نہیں لیکن خود لانا پسندیدہ ہے۔ اس لئے اگر بغیر ارادے کے آئے اور آنے کے بعد بھی جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہ کی جائے بلکہ ذکر ہی کی طرف توجہ رہے تو اس کا باقی رہنا نقصان دہ نہیں بلکہ نافع ہے دور کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔

حُضُور: اس وقت کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تصور کو نظر کے سامنے رکھوں مگر دل حضور کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر میرا تصور بغیر ارادے کے آ جائے تو اس کو دور نہ کریں وہ تصور بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے ہے اس لئے گویا تصور حق ہی ہے اس کو رکھا جائے۔

سوال: حضور اقدس کا خیال میرے دل میں ہر وقت رہتا ہے۔ یہ خیال نماز کے اثناء نقصان دہ تو نہیں ہے؟

جواب: ہرگز نہیں مگر جان بوجھ کر خیال نہ کیا جائے۔

ایک کام کے دو جگہ تعلق کا پریشانی کا سبب ہونا

حکال: مشورہ عرض یہ ہے کہ اگر میرے لئے صرف اصلاح کا فی ہونا مشکل جیسا ہے ویسا ہو اور ذکر تعلیم کرنے میں میرے لئے بہت فائدہ ہو تو تعلیم چاہتا ہوں۔ اگر فرمائیں گے تو وہ پہلا مشغلہ چھوڑ دوں گا۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: ایک کام کا تعلق دو جگہ پریشانی کا سبب ہے ذکر وہاں رکھئے اور اصلاح یہاں۔

حکال: اصلاح اور رسوم پر تو پہلے اس عاجز نے اپنے وطن میں عمل کیا ہے کہ اپنی شادی عی میں کوئی رسم نہیں کرنے دی۔ یہ طریقہ آہستہ آہستہ پھیلنا چاہتا ہے کہ دو شادی رسوم کے بغیر ہوئی ہیں۔ بہشتی زیور و فیروزہ مثل ادب القرآن اور جمال القرآن کا وعظ اور پڑھاؤ ہوں اگرچہ وعظ کرنے کے لائق نہیں ہوں لیکن محمول در مراے چل کر نباشد موش باشد کہ جب کہیں کوئی آدمی نہیں ہوتا تو وہاں چڑھا ہوتا ہے (یعنی جب کوئی وعظ کرنے والا یہاں نہیں ہے تو مجھ جیسا نااہل عی اس کام کو کرتا ہے) اسی پر عمل کر کے داعظ ہوں انشاء اللہ آئندہ بھی مطالعہ میں رکھوں گا اور جزاک اللہ خیر کہ مجھے برے کاموں کے بارے میں بتایا۔ کل ایک خط جس میں اپنے حالات اور مشغلہ فرصت نہ ہونے اور ایک شیخ اعظم سے پیچھے ہونے ذکر کو کھلے عرض کر چکا ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب بھی حاضر ہے پہلے اس کو پڑھئے پھر اس کو۔

نماز کے وقت تصور

حکال: نماز پڑھنے میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ اگر نماز پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا کھڑا ہونا تصور کیا تو جب تک یہ خیال رہا اس وقت تک رکوع اور سجود کے علاوہ جو کچھ پڑھا اس کا کچھ خیال نہیں رہتا اور اگر پڑھنے کی طرف خیال کیا تو پہلے خیال نہیں رہتا۔

تحقیق: پہلا ہی خیال مناسب ہے مگر اس میں دل نہ لگے تو پھر دوسرا خیال رکھئے۔

حکال: اللہ تعالیٰ کے خیالات ایک وقت میں جمع نہیں ہوتے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حکال: اللہ تعالیٰ کے حضور اللہ کی توجہات سے بندہ معمولات کا پابند ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: عمر سے مراد وہ ہے کہ خدمت میں کچھ حالات پیش کروں مگر اس خیال سے کہ لمبی تحریر حضرت کی طبیعت کو ناگوار نہ ہو اس لئے جرات نہ ہوئی۔

جتنی بات: خدا نہ کرے (کہ لمبی تحریر طبیعت پر ناگوار ہو)۔

سوال: نماز کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے کہ حروف کی صرف اپنی توجہ رکھ کر ادا کی جائے۔ اسی طرح لفظ کا معمول کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ جو حروف زبان سے ادا ہوں وہ ہی دل سے پڑھا کرو۔ چنانچہ اسی کی پابندی کو ضروری سمجھ کر خیال رکھتا ہوں اور جب دوسرا خیال آ جاتا ہے تو اس کو بنا کر پھر اسی طرف خیال متوجہ کر لیتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اس کی ہر حرکت سے جو خیالات ناقص نماز و ذکر کی حالت میں دل میں آتے تھے سب ختم ہو گئے۔ کبھی کوئی ایسا خیال آتا ہے تو خود بخود دور ہو جاتا ہے یعنی آنے سے پہلے ہی رک جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات بہت سی عمدہ خیالات نماز و ذکر میں اچانک بغیر ارادے کے آ کر ذوق شوق بڑھاتے ہیں اور ہر تک باقی رہتے ہیں۔ پھر خود ہی دوسرا خیال آنے کی وجہ سے بدل کر حروف کی طرف متوجہ کر لینے کی وجہ سے جاتے رہتے ہیں۔

ان خیالات کے بارے میں اس وجہ سے کہ بندہ ایک مبتدی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا ہے شک میں ہے کہ کیا ان خیالات کو نماز اور ذکر میں جان بوجھ کر بھی خیال میں جڑا سکتا ہے یا نہیں جیسے کبھی نماز میں ایسا لگتا کہ خیال حروف کی طرف سے خود بخود منتقل ہو کر بجانب حضرت رب العزت جلّت عظمت کی طرف متوجہ ہو گیا یا آپ (فانہ یراک) (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں) خیال میں آ گیا یا آیہ (والی ریلک فارغب) (کہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو) یا آیت (وتبیل الیہ تبیلاً) (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کٹ کر الگ ہو جاؤ) یا آیت (واللہ احق ان ینشدہ) (کہ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق کہ تم ان سے ڈرو) یا احاطہ قرب (اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے) معیت، (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے) وسعت علم، (اللہ تعالیٰ کے علم کے وسیع ہونے) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی آیات یا وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا ذکر ہے اور وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی، اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر ہے جیسے تمہارے عمل پر بہت زیادہ بدلہ دینا اور وہ آیتیں جن میں موت، قبر، حشر و نشر، حساب و کتاب، عداوت و ثواب اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا تذکرہ ہے خیالی میں آ کر دل کی یکسوئی کا سبب ہو۔ اس بارے میں جو ارشاد ہو عمل کرو۔

جتنی بات: یہ سب خیالات پسندیدہ ہیں ان کے دور کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر خود دور ہو جائیں تو وہ بارہ لائے کی بھی ضرورت نہیں مقصود یہ ہے کہ جو خیال نا پسندیدہ ہے وہ جان بوجھ کر نہ لیا جائے اور نہ اس کو باقی رکھا جائے۔ باقی پسندیدہ خیالات میں سے جو بھی آ جائے بالایا جائے یا باقی رکھا جائے یا ایک کی جگہ دوسرا آ جائے وہ سب مطلوب ہیں۔

سوال: نماز میں قرأت، تسبیح اور استغاثات کے معانی کی طرف غور کرنا اچھا ہے یا برا ہے یا دونوں نہیں ہے کہ نہ

اچھا ہے نہ برا ہے۔

جواب: اصل مقصود دل کی یکسوئی ہے اگر یہ معافی پر غور کرنے سے حاصل ہو جائے تو یہ کیا جائے ورنہ جس طرح یہ مقصود حاصل ہو جائے وہی مناسب ہے۔

معمول اتنا ہونا چاہئے جتنا برداشت کیا جاسکے

حکال: حضرت حقیقت میں اس نالائق کے دل میں غلوں بالکل نہیں ہے۔ اس وقت ہندو اسم ذات چھ ہزار پڑھتا ہے اس سے زیادہ پڑھنے کو وہ بے حد چڑچڑاہے فرصت بھی ہے دماغ کی حالت بھی پہلے سے اچھی ہے۔ اگر حضرت مناسب سمجھیں تو اضافہ فرمائیں۔

تحقیق: لازماً تو اتنی ہی رکھیں اگر کسی روز نشانہ ہوا تو جتنا برداشت ہوا اتنا اضافہ کر لیا ورنہ اسی پر اکتفا کر لیا۔
سوال: اگر فجر کی نماز کے بعد صبح پڑھنا ہو گا سرچند چھوٹے چھوٹے کی نماز پڑھے بغیر ہرگز نہ اٹھوں۔ اس میں جو باتیں بتائی جانے کے قابل ہوں وہ بتائی۔ مگر کوئی مریض ورمین میں آجائے تو کیا کیا جائے۔
جواب: جتنی برداشت ہو اتنا کام کرنا چاہئے اپنے کو بغیر ضرورت کے زیادہ مفید (پابند) کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کا نتیجہ پریشانی ہے۔

حکال: لا الہ الا اللہ کی تکی ضرب ہو گا تاہم اس میں یہ طبیعت چاہتی ہے کہ پڑھے جاؤ اور چھوڑ دو مت۔ مگر بغیر مئے پڑھنا ہوں غائب ایک ہزار سے زیادہ پڑھتا ہوں گا۔ غالباً کا لفظ اس لئے لکھا ہے کہ مجھے خیال ہی نہیں رہتا یہ بات کیا ہے۔

تحقیق: اچھی بات ہے کچھ تفتیش کی قید نہیں۔ جس دن زیادہ نشاط ہو تو جتنا برداشت ہو سکے اتنا زیادہ کر لیا جائے۔

سوال: اللہ اللہ اسم ذات شریف پانچ سو مرتبہ پڑھتا ہوں اگر اور بڑھاؤں تو کتنا بڑھا دوں۔
جواب: جتنا شوق نشاط اور طبیعت کے برداشت کے قابل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ کرتے رہنے کا بھی لحاظ کیا جائے۔

گھر میں ذکر کی پابندی کی ترغیب

ایک عالم صالح مدرس کا خط

حکال: عرض ہے کہ اس چیز کو جو کچھ لکھا ہے نہ اس میں کچھ ترتیب کچھ میں آتی ہے اور نہ یہی سمجھ میں آتا

ہے کہ کون سی بات لکھنے کی ہے اور کون سی نہیں لکھنے کی ہے۔ بہت دہلک سوچا مگر مجبور ہو کر بے ترتیب ہی لکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک بات یہ ہے کہ مجھ سے ذکر کی پابندی صرف دوسرے میں رہنے تک تو ہوتی ہے اور جب گھر میں رہے گئے اس وقت تو وہ چاروں کے بعد ذکر کی پابندی نہیں رہتی مگر وہ کچھ عرصے موافق ذکر نہیں ہوتا ہے۔

پتہ تحقیق: یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ آخر ایسے اوقات بھی ہوتے ہیں (کہ آدمی دوسرے میں نہیں رہتا ہے) اور کبھی اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا اس لئے یہ تو ہمیشہ کی بیماری ہوئی اس کو کبھی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس طرح کہ ایسے وقت میں بھی ذکر کی پابندی کی جائے۔ غرض کہ فضلِ اختیاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اختیار سے کام نہ لیا جائے۔ اگر یہی کہہ رہی رہی تو کل نفس کہے گا کہ فلاں شہر میں جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنے سے تو غماز کی پابندی ہوتی ہے اور جہاں اب سکونت ہے یہاں کی مسجد میں مجھ سے پابندی نہیں ہوتی تو بروقت وہ مسجد کہاں سے آنے کی تو کیا اس مسجد میں پہنچنے تک نماز نہ پڑھی جائے گی بلکہ خود سے ایسا بہتر سزا چاہئے کہ اگر گھر کے علاوہ دوسری جگہ نہ بھی سے جب بھی گھر میں ذکر کرنا چاہئے۔ رات میں (گھوڑوں کی تربیت کرنے والوں) کا معمول ہے کہ گھوڑا جس چیز سے چستا ہوں سے دور کرے گا اہتمام نہیں کرتے کہ بیٹھ کی مسیبت ہے بلکہ اسی چیز کے سامنے آنے اور پیچھے کا عادی بناتے ہیں یہاں تک کہ تنک لٹن چلتی ہے لیکن کہیں اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت ہو کہ اس چیز سے بھی وا۔ طاق نہیں پڑے گا تو وہاں نہ وہ محفوظ طریقہ یہی ہے کہ اس رکاوٹ سے دوری اختیار کی جائے خوب سمجھو۔

حالت: خفقان کے قیاس کے زمانہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایسی توفیق ہوتی ہے کہ اپنے تمام کام اچھی طرح سر جاتے ہیں اور جہاں خفقان ہے، جبر بائیں کیفیت بالکل الٹ ہو جاتی ہے اس وجہ سے بہت چیزیں ہوں۔

پتہ تحقیق: باتوں کی حقیقت کا نہ جانتا حیرت کا سبب ہے میں نے اس پر حقیقت واضح کر دی ہے اس کو سرسری (بلا) نہ سمجھیں۔

حالت: اس پر ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمت بھی کمزور ہے اور ہر لمحہ بھی کمزور ہے۔

پتہ تحقیق: یہ کمزوریوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

حالت: ہے

دریا دکھ اور دریا دمن خست اضعیف ﴿﴾ اے خضر پے ٹھٹھہ مدد کن بہتم

ترجمہ: ”دریا اور پہاڑ میری راہ میں ہیں اور میں کمزور ہیں۔ اے باہرکت خضر میری ہمت کی

مدد کر۔“

تحقیق: بڑی مدد کی ہے کہ حقیقت پر بنا کر صحیح علاج بتایا جائے۔ الحمد للہ میں یہ کر چکا ہوں۔
 خاتون: اب گھر کے خور سے معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ اور چھوٹے بھائی بہن سب آجائیں گے۔ میرا یہ خیال ہے
 کہ اگر یہ آگئے تو میں خانقاہ میں رہا کروں گا اگر نہ آئے تو پھر دوبارہ حضرت سے پوچھوں گا۔
 تحقیق: خواہ آئیں یا نہ آئیں میں نے تو پوچھنے سے پہلے ہی جو کام میرے نزدیک زیادہ صحیح تھا بتا چکا ہوں۔
 یہ بھی عورتوں کا بہانہ ہے کہ گھر والوں کے آنے کا بہانہ بنالیا ہے۔ کام کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کام شروع کر دینا
 چاہئے کسی بات کا انتظار نہ کرنا چاہئے یہ نفس کی بندگی و اسیری ہوئی اگر یہی حراز نہ تو وہ حالت ہو جائے گی۔
 ہر شے گویم کہ فردا ترک ہاں سودا کنم ﴿﴾ باز چوں فردا شود امروز ما فردا کنم
 ترجمہ: ”ہر رات کہتا ہوں کل یہ کام چھوڑ دوں گا پھر جب کل آتا ہے تو کہتا ہوں کل چھوڑ دوں گا۔“
 میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ بعض حالات میں انتظام سے کام نہ لے کر بلا سے بے انتظامی پھر بیکاری سے
 ابھی ہے ۔

دوست دلدرد دوست امی آشفتگی ﴿﴾ کوشش پیچیدہ ہے از نفعی
 ترجمہ: ”محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر
 ہے۔“ (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ اچھا نتیجہ لائے گی
 قطعات حکیم الامت)۔ (تعارف: ۷۸۸: ۱۲)
 یہ تو وہی شل ہوئی کھاؤں گا تمہی سے نہیں جاؤں گا جی سے۔ تو کیا یہ کوئی عقل کی بات ہے واللہ العالی۔
 خاتون: دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ خانقاہ سے باہر رہنے کے زمانہ میں ذکر کی پابندی نہیں ہوتی اس وجہ سے
 حضرت کو حالت کی اطلاع کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے یہ خیال کرتا ہوں کہ اب پابندی کروں تو اطلاع کروں
 بس اسی میں رو جاؤ ہوں ایسے وقت کیا مناسب ہے؟
 تحقیق: مناسب کیا واجب بھی ہے کہ اطلاع کی جائے۔ دیکھو اس وقت اطلاع کی بھی جو تمہارے اصول (کی
 پابندی کروں تو بتاؤں) مگر اس کی وجہ سے کتنے حقیقی علوم ظاہر ہوئے جن کو اگر رہنما بناؤ تو پھر بھر کا علاج ہے۔

ذکر کا وقت

خاتون: قصد اسمیل میں لکھا ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد اسم ذات اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھے تو کسی
 دوسرے وقت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: ہاں (چہ سکا ہے)۔

ضرورت ذکر

حکایت: مجھ کو وہ باتوں سے بہت پریشانی ہے کبھی بات یہ کہ پہلے میں نے کئی دفعہ آزمایا کہ جب میری حالت خراب ہوئی مگر جہاں حضرت کے پاس دو چار روز بیٹھا اور حالت سنبھل گئی نہ ذکر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی نہ کسی اور بات کی۔

تحقیق: ذکر سے پہلے پرہیز کا خیال غلط ہے جو کبھی صحبت سے ہوتی ہے اس کا باقی رہنا اور مضبوط ہونا ذکر ہی پر موقوف ہے۔

معمولات میں اضافہ

حکایت: معمولات میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ اخیر شب میں دس بارہ رکعت تہجد کے بعد بارہ تسبیح جہرا اسم ذات کم از کم تین ہزار بار اور زیادہ سے زیادہ چھ ہزار مرتبہ جہرا فجر کی نماز کے بعد ایک بارہ کی جگہ دھائی تین بارہ کلام مجید مطالعہ میں دعوات عبودیت حصہ ۶ تربیت السالک حصہ ۷، الدور المستطرد حصہ ۸ ہیں۔ اب جو مناسب ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: سب ٹھیک ہے۔

ذکر اور خشکی کے آثار

حکایت: قلب میں اکثر اوقات حرکت رہتی ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ کبھی کان میں آواز بھی آتی ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آواز ذکر کی آواز ہے یا کیا اور بھی گھر جیسی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔

تحقیق: ذکر کے اثر اور خشکی کی علامات ہے خشکی کا علاج مناسب ہے۔

ذکر کا شوق

حکایت: آج بندہ جب ذکر کرنے لگا تو طبیعت میں رائق و شوق پیدا ہو کر جوش آ گیا حتیٰ کہ آواز بلند ہو گئی ذکر کے ختم ہونے کے بعد بھی خواہش رہی کہ اور کیا جائے۔

تحقیق: مبارک ہو گو یہ مقصود نہیں مگر محمود ہے اور محمود بھی مقصود کے لئے مددگار ہونے کی وجہ سے ہے۔ مبارک باد کے قابل اور شکر کرنے کا سبب ہے۔

حُجَّال: مگر چونکہ ذکر کو بڑھانے اور تریاؤ کرنے کے واسطے میں ارشاد ملی ابھی نہیں ہوا اس لئے بارہم ہر ایک پر اکتفا کیے۔

تحقیق: اگر چہ اریہ، اخلاق، دوا تو ذکر بڑھانے پر جائے۔

حُجَّال: اللہ کا نام سن کر طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک دوا خربک تو ابھی لگے ہے۔

ذکر کے لئے وقت کو معین کرنے یا عدد کو معین کرنے کی ضرورت

حُجَّال: ذکر کی تعداد متعین نہیں کی سب صیغے نہیں لیتی ہے مگر کرتا ہوں اور منگنے سے طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے کیونکہ ختم ہونے تک یہ خیال رہتا ہے کہ ابھی اتنا باقی ہے۔

تحقیق: یہ بڑی نصیحت ہے یا وعدہ مقرر کریں یہ وقت متعین کریں صرف طبیعت پر پھوڑنا نہ کرتے کا دروازہ کھولتا ہے۔

حُجَّال: صرف زبانی ذکر جتنا ہو سکتا ہے اس میں شب و روز مشغول رہتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے مگر عدد کا تعین بھی بہتر ہے۔

ذکر کرتے وقت منہ میں مٹھاس معلوم ہونا

حُجَّال: ذکر کرنے کے وقت زبان میں ایک قسم کی مٹھاس معلوم ہوتی ہے براہد تو نہیں کبھی کبھی یہ بھی ذکر کے بارے میں کوئی بات ہے یا یوں ہی نفس کا خیر ہے۔

تحقیق: (اس بات کا) ذکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ذکر کے آثار

حُجَّال: حضرت! ذکر کا کوئی اثر ایسا بھی ہے کہ جس کا جہدی حاصل ہونا بھی مطلوب ہو۔

تحقیق: ہے جو اس آیت میں ہے ﴿فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اور اس کے خلاف کبھی نہیں ہوتا۔ (کہ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور وہ تمہیں یاد نہ کریں ایسا کبھی نہیں ہوتا ہے)۔

حُجَّال: آخر یہ ایک معجزہ ہے یا کبھی جانب ہستان سے دو یا تین انگلی نیچے سے اوپر تک شور سے محسوس ہوتا ہے

گہمی چھوڑے۔ انہیں ہاتھ میں بھی شور مارتا تھا۔ خاص طور پر نماز میں جب دل کی طرف ذلیل ہوتا ہے تو اس وقت بہت زیادتی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ذکر کا اثر ہے مبارک ہو مگر دل کو خوش رکھنے اور تر کرنے اور قوت دینے والی دواؤں کا استعمال ضروری ہے تاکہ اشتیاج نہ ہو جائے اور اگر ذکر میں ضرب لگانے اور سانس روکنے کا معمول ہو تو کچھ دن کے لئے چھوڑ دینا۔

حکایت: اکثر اوقات دل ذکر لگتا ہے اور دھیان تو تقریباً ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ دل کی حالت ہر وقت ایسی رہتی ہے کہ جیسے کوئی کسی کا بہت ہی خطر رہتا ہے۔



تحقیق: پسندیدہ آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور نہ وہ فرما کر کیا۔

حکایت: قیامت دن ذکر کرتے ہوئے اچانک قلب آئینہ کی طرح نظر آ یا جس پر رقیق اور لطیف (ہلکا سا پارک) نیلے رنگ کا حجاب معلوم ہوا۔ اس وقت قلب میں ایک ٹھنڈک بھی محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک قلب آئینہ کی طرح معلوم ہوتا رہا۔ پہلے یہ خیال ہوا کہ شاید صرف خدیں ہو مگر اس حالت کے ختم ہونے کے بعد بہت تصور کرنے سے بھی یہ بات نہ پیدا ہوئی اور نہ وہ ٹھنڈک محسوس ہوئی۔

تحقیق: بلاشبہ وہ نور تھا جو تین نوروں سے مل کر بنا ہوا تھا۔ ایک خود نور قلب جس پر (دوسرا) نور روح غالب آ کر چم گیا۔ دل کا نور لال ہے، دوسرا نور روح کا جو سفید ہے اس پر (تیسرا) نور غفل کا ہلکا سا غلبہ ہو گیا اور اس کا رنگ ٹیلا ہے۔ اس (نور کے) مجموعہ کا مقام دل پر نظر آنا یہ حضرت حاجی صاحب **فیض بن اللہ شاکر** کے مزاج کے مطابق ہے کہ وہ نلیفہ قلب کو توجہ کے قائل اور سارے دوسرے لیغوں کا متوجہ (کہ دوسرے لطیفے اس کے بیزہ ہیں) فرماتے تھے۔ اسی طرح یہ حدیث کے زیادہ موافق بھی ہے۔ ”الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ الحدیث“ (اگر جسم میں ایک نور آتا ایسا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے)۔ یہ سارے آثار پسندیدہ ہیں اور سالک کے لئے خوشی اور تسلی کا سبب ہیں۔ اسی وجہ سے کہ یہ سب لطف و محبت کی وجہ سے ہیں تسلی کا رحمت ہونا ظاہر ہے۔ لیکن مقصود نہیں ہیں جیسا کہ دوسری قسمیں جو صیحت کے اطمینان کا سبب ہیں۔ وہ نعمتیں بھی شکر کے قائل ہیں اور نعمتوں کی طرف توجہ کرنے کا ہر وجہ پسندیدہ اور حجاب نہیں ہے بلکہ (ایسی توجہ پسندیدہ ہے) جب کہ وہ توجہ انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ کا آئینہ نہ بنے۔ باقی یہی توجہ بلکہ سے ارادے سے ہو اور انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ پر غالب نہ ہو اس کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حَال: پھر اس تصور کو لاٹھال سمجھ کر چھوڑ دیا اور استغفار کیا کہ خواہ مخواہ ایک کیفیت کے لئے جس میں نے اتنی دیر تصور کیا۔

تحقیق: حقیقت میں جان بوجھ کر تو ادھر توجہ نہ کرنا چاہئے لیکن اس کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ اس دور کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کر لیا جائے۔ غرض نہ اس کا احتضار کیا جائے اور نہ ہی اس کا انکار کیا جائے کہ دونوں میں غیر مقصود کی طرف توجہ کرتا ہے ایک میں ثابت کرنے (یعنی لانے) کے لئے دوسرے میں دور کرنے (یعنی خیال نہ لانے) کے لئے (غیر کی طرف توجہ کرنا) ہے اور یہی غیر کی طرف توجہ کرنا حجاب ہے۔ یہ الگ باریک و نازک بات ہے سمجھنے کے لائق ہے۔ **واللہ اعلم۔**

حَال: ایک دن تین ہزار ذکر کے بعد بھرے میں جا کر لیٹ گیا تو ذکر جاری ہوا تو بہت خوشی ہوئی دل پر ایک کھجور کی ہری ٹہنی اس شکل پر  اوپر کھینچ رہی ہے اس میں ایک عجیب آواز ہے ٹھوڑی دیر کے بعد دھنسنی درمیان سے اس طرح  پھٹ گئی اس کی شاخوں سے دل پر بارش کی طرح کے بہت قطرے پڑے اور آواز پینٹ کی جانب جا کر گروئن کے قریب ختم ہوئی۔ اور جاگ گیا ارشاد فرمائیے کہ کیا ہے۔

حقیقت: اگر حرکت سونے جاگنے کی حالت کے درمیان پیش آئی ہے تو صاف گھٹے جواب دیا جائے گا اگر صرف خواب ہے تو بالکل بھی توجہ کے قابل نہیں ہے آخر میں جو گھٹا ہے "بیداری ہوگئی" سے دونوں باتیں "خواب یا سونے جاگنے کی حالت" ہو سکتی ہیں۔

وضاحت کا جواب: میرے حضرت! یہ بات سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں پیش آتی تھی مگر میرے نزدیک یہ بات توجہ کے قابل نہیں تھی اس لئے ذکر نہیں کی گئی تھی۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ لا تضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء توتی اکلها کل حنین باذن اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی کسی مثال بیان فرمائی ہے کہ (دو) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے۔ جس کی جڑ (زمین میں) خوب گھڑی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں اونچائی کی طرف جاری ہیں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے۔ یہ ٹہنی ان ہی شاخوں سے تھی جس سے مراد اعمال صالحہ ہیں اور خصوصاً ذکر ہے۔ اس کی کھجور کی سی مثالی شکل ہی لئے نظر آئی کہ شجرہ طیبہ کی تفسیر کھجور کے درخت ہی سے کی گئی ہے۔ نور قلب پر اس کا نظر آنا اسی لئے ہے کہ اس عمل کی اصل شاخ قلب ہی میں ہے اور اوپر کھینچنا (ان شاخوں کا) آسان میں ہونے کا ثبوت ہے اور آواز ان اعمال کی میوہ اور پتا کی طرف اشارہ ہے کہ مقبول عمل زندہ کی طرح ہے اور غیر مقبول اس جگہ سے کہ وہ اس روح سے خالی ہے جو قبولیت

کے لئے ضروری ہے دوسروں کی طرف سے اور اس کا چھٹا مختلف قسم کے ثمرات کے عطا ہونے کی شکل مثالی ہے اور اس سے قطرے نادر ہونے کی بجائے ہیں اور ان کے ثمرات کی صورت مثالی ہے جس کو (آیت) ﴿تَوَسَّلْ﴾ کہلائے گا میں فرماتا ہوں (کہ دوسرا نیز فصل میں پھر دیتے ہیں) اور (ان ایمان کے ثمرات کو) قطر ہونے کی شکل میں دیکھنا ان ثمرات کے رونے کے پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ان اعلیٰ سے جو ثمرات پیدا ہوتے ہیں یعنی احوال و واردات سے دل میں حقیقی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ گردن کے قریب شریعت کا اس کے کامل و قنای ہونے کی طرف اشارہ ہے اس طرح سے کہ تمام دین میں سرایت کرتی ہے چونکہ گردن شہ رگ کی جگہ ہے جس سے دین کا خاص تعلق ہے۔ غرض بہت اچھی حالت اور بشارت ہے اور محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ نعمت سمجھ کر شکر کرنا چاہئے۔ مگر مقصود سمجھ کر کمال نہ سمجھنا چاہئے۔ ﴿تَوَسَّلْ﴾ اب بھی ذکر کرتے وقت ایسا سر ہوتا ہے اور وہ کھٹے جان پر کھڑے ہوتے ہیں جتنی ایسا سر اور اونچے کہ رو کھٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ شاید ان پر زیادہ ہوا دھنکی ہو جائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مبارک ہو۔

﴿تَوَسَّلْ﴾ (حضرت! میں نے) کا پھر میں حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جس وقت اکر نام ذات شریف شروع کرنا ہوں تو میرے قلب میں جھنجھٹا ہٹ اور کھٹکی سے ہوتی ہے جس طرح سونے ہونے عضو میں پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ بال ظاہری جلد پر بھی کھٹکی پیدا ہو جاتی ہے اور اپہستان کے پیچھے ہاتھ پیر کر کے سے وہ کیفیت نہیں رہتی تھی۔ حالانکہ حضور سے پورے دور سے اسی وقت عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوئی مگر ہکا پورکی دعوت میں حضور نے شریف سے جاتے وقت یہ فرمایا تھا کہ شاید میرا قلب خرد ہو غرض کے بغیر ذکر کرنا اور پھر بعدہ حضور مُسَمِّی (دو پہلوں کی ٹھہری گاڑی) میں سونہ ہو گئے۔ اسے ہاتھ عرض نہیں کر سکا اور اس کی کیفیت کا حال ان الفاظ سے جھنجھٹا ہٹ و کھٹکی تھی۔ سونے ہونے عضو میں جیسے افق سے غرض کرنا یہ بھی تعبیر میرے نزدیک ٹھیک نہیں لگتی ہے کہ عجیب ہی کیفیت ہوتی تھی کہ جس سے مشغولی پیدا ہوتی اور تمام منتشر خیالات سے نجات ہو کر تھیں اس طرف ہو جاتی تھیں۔ تھوڑی سی تکلیف بھی ایسی لگتی ہوتی تھی بلکہ ایسا گناہ ہے جب کہ سر پہنچ کر کے سر بائیں جانب سے۔ اس جانب موڑ دے تک لے جاتا ہوں کہ قلب کھینچتا ہے اور کھلا ہے لیکن جس طرف دینی ہوتی یا کھچی ہوتی چیز کھنکھتے اور پھونکتے ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ معلوم ہوتا کہ کارش اور جھنجھٹ بہت ہی ہے۔

غرض مجھ سے کسی گفتگو میں اس کی پوری توضیح نہیں ہونے لگی اس سے میں قاصر ہوں اور تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے سکون اور وہ کیفیت ان کی ہوتی جاتی ہے جتنی ہزار پندرہ و سب کو یہ کیفیت رہتی

اور پھر سکون سا ہو جاتا اور جتنا ضرب کے ساتھ گردوں قصب کو جلدی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اب دو تین روز سے وہ کیفیت محسوس نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ کیفیت ذکر کے اثر و ردی کی کمزوری سے مرکب تھی تھوڑی دیر کے بعد دوسرے عادی ہونے کی وجہ سے ذکر کو برداشت کر لیتا تھا۔ اب اگر وہ کیفیت نہیں تو کچھ حزن نہیں وہ خود پانی چائے یا جان بوجھ سرائی جاسے (دوسرے صورتوں میں) تصور نہیں لیکن احتیاجاً کسی طعیب سے دل نکوت دینے والا علاج کرنا مناسب ہے اور اگر وہ کیفیت پھر لوٹ آئے اور تکلیف دہ نہ ہو تو کچھ ٹریس ورٹ پھر اس خط کے ساتھ وہ بارہ اخلاص دی جاسے۔

حالت: میرے معمولات کے اوقات پہ چوں تہجد کے بعد بارہ تہجد مغرب کے بعد خوب جہد و ضرب قوت کے ساتھ تین ہزار بار اذکار شریف کرتا ہوں۔ بظاہر تعالیٰ آپ کی توجہ و دعا سے کوئی تکلیف کمزوری محسوس نہیں ہوتی اور فجر کی نماز کے بعد عبادت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ حضور کی دعا و توبہ کی ضرورت ہے۔ حضور کے اذکار کوئی ذریعہ نہایت درہنہائی نہیں ہے۔

تحقیق: دیا کرتا ہوں اللہ عز و جل سے دعا کرتا ہوں۔

حالت: ایک دن ذکر کے آخر میں بس بچی سی بندھ گئی یعنی بولنے کا زبان سے کچھ نہ ہوئی فقط دل سے دھکے کے ساتھ نکلتا تھا۔ یہ حالت دعا کے شرع تک رہی یہ بھی تحقیق فرما کر بتائیے۔

تحقیق: قوت متخلیہ کی حرکت سے اعضا و جوارح پر یا اثر ہوا پسندیدہ ہے کوئی کماں نہیں ہے۔

حالت: آج ایک ہفتہ گزار گیا تہجد کے بعد ذکر کی حالت میں احقر کے پاس ایک شخص ہضر ہوا تھا۔ احقر نے اس کے پاؤں و بے شروع کئے پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے وقت یہ آواز دی کہ میں خواب میں مدینہ میں ہوں۔ یہ کیا دیکھا معلوم نہیں ظاہر فرمائیں۔

تحقیق: ذکر کے درمیان جو واقعہ پیش آیا احتمال ہے کہ صحیح ہوا یا ممکن ہے مگر اس کو نہال نہ سمجھیں۔ ایسی قسمی عمل میں شوق پیدا کرنے کے لئے پیش آ جاتی ہیں۔

حالت: پرسوں کا عجیب واقعہ ہے کہ حسب معمول دو بجے رات کو اٹھ کر تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا یہ تہجد پہلی کرنے کے بعد بھی تھی نہ چاہا کہ بند کروں اسی لذت و سکون تھی کہ اچانک اَللّٰہ کا ذکر پھر شروع ہو گیا خبر مجھے غفلتوں کی حالت رہی کہ آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور آواز آتی ہوئی کہ بھی نہیں نہ ہوئی تھی۔ اسی حالت میں معلوم ہوا کہ زمین سے آسمان تک دونوں طرف فرشتوں کی تعداد کھڑی ہے اور میں ہر ایک فرشتہ کے سامنے جا جا کر اَللّٰہ کہتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ اس کے حوالہ رہے گا۔ اسی طریقہ سے آسمان کے

بالکل قریب چلا گیا یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو کر اِلَّا اللّٰہُ کا نعروں ایسا مار رہا ہو جیسا کوئی شخص حقِ مصیبت میں گرفتار ہو کر اپنے مالک کا نام لے کر دہائی دیتا ہے۔ بہت دیر تک دہائی دیتا رہا اچانک حکم ہوا کہ اس کو نکال دو کیوں چلا رہا ہے اور کہہ دو کہ جب تک پورے طور سے شریعت کی پابندی نہ کرے گا ہمارے یہاں کچھ شنوائی (فریاد پوری) نہ ہوگی یہ سن کر وہاں سے روتا چلا تا اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہوا واپس آ رہا تھا کہ ایک جگہ دیکھا کہ فرشتوں کا اور زیادہ اجلاس ہے اور تختِ شاہی بلند مقام پر حضور پر نور ﷺ یعنی خداوندِ رفیعِ افروز ہیں اور ان کے سامنے نیچے آپ گردن جھکائے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں یا کوئی کتاب دیکھ رہے ہیں میں حضور ﷺ کو دیکھتے تھا ہے تاب ہو گیا اور بڑے زور دلا سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا شروع کیا اور زور زور پر غلہ غلہ غلہ غلہ دے کر بعد حضور ﷺ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: ”کہ تم کیوں شریعت کی پابندی پورے طور پر نہیں کرتے۔“ میں یہ سن کر اور دھما زین مار مار کر رونے لگا تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ”اچھا بارگاہِ رب العزت میں تو پہنچ کر وہاں سے حقِ تعالیٰ فوراً سجدہ میں گیا اور رورہ کر توبہ کرنے لگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اچھا بھائی سب لوگ دعا کرتے جاؤ۔“ میں خود سرکار محمد ﷺ نے اور آپ نے اور کل فرشتوں نے میرے لئے دعا کی دیر تک دعا فرماتے رہے۔ پھر صبح کی اذان کا وقت ہو گیا اور مسجد میں اذان ہوئے مگر میرے کان میں آواز مچی اور اچھی طرح سے خیال کیا تو دیکھا کہ میرے ہاتھ بھی دعا کے لئے اٹھے ہوئے تھے اور وہ..... سارا مجمع مبارک مجمعِ آنکھوں (کے سامنے) سے بہت گیا۔

اس مجلسِ عالی کی جدائی کا بڑا رنج تھا اور حضور ﷺ کا اپنے لئے دعا فرمانا اور سارے فرشتوں کا اور آپ کا ایا کر کے تمام دن ایسا سرور رہا کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ صبح کو اٹھ کر اپنے کھانے کا اسی وقت انتظام کیا کہ وہ یہ فرض لے کر اسی سے سب قسم کا نلہ رنگ پایہ خیال کیا کہ تم خواہ سے اس فرض کو ادا کرو گے۔

تَحْقِيقُ: سبحان اللہ ماشاء اللہ مجھ کو وجد کی کیفیت ہو گئی خدا تعالیٰ مبارک کرے اور آپ کے لئے برکات کی پائی فرمائے آپ نے جس طریق سے اس پر عمل شروع کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں ترقی دے کر اس کو مکمل فرمانے۔

حَالِ: آج صبح کا وقت ذکر کی حالت میں غیب سے یہ آواز ہوئی کہ تم سے خدا تعالیٰ راضی ہوا یہ کیا حال ہے معلوم نہیں۔

تَحْقِيقُ: یہ واقعہ ”لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ“ (کہ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی)) کا ایک مصداق ہے۔ مبارک ہو۔ خوشخبری کی حکمت یہ ہے کہ دل

بڑے اور زیادہ کام میں لگیں۔

تحال: گزارش احوال یہ ہے کہ آج صبح نماز فجر سے پہلے ذکر میں مشغول تھا کہ خود بخود غنودگی کی ایک حالت میں صحت کے لئے طاری ہو گئی۔ اس وقت جناب والا کو دیکھا کہ آپ نے میرے دل میں نور کے دو ستون قائم فرمائے اور یہ فرمایا کہ یہ ایک ستون مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے اور یہ ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے۔ وہ دو ستون بہت باریک اور نور سے چمکتے ہوئے تھے۔ جب میرے قلب میں دو قائم کئے گئے عجب حالت ہوئی جس کا اب تک بہت اثر ہے۔

تحقیق: پہلی نبوت کی نسبت ہے دوسری ولایت کی نسبت ہے۔ مولانا گنگوہی پر پہلی غالب تھی مولانا نانوتوی پر دوسری کا غلبہ تھا مبارک ہو۔

تحال: ایک دن میں تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا یہ معلوم ہوا کہ میرا جسم ایک دم سے بھول کی طرح ہلکا ہو گیا اور کچھ دن نہیں رہا چند صحت یہ حالت رہی ایسا معاملہ آج تک کبھی پیش نہیں آیا۔ ذکر کی حالت میں کچھ مرتبہ جانے کی حالت میں آنکھیں بند تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کھلا ہوا سامنے رکھا ہے اور تلاوت کرتا ہوں کبھی ایک آیت یا دو آیت تک یہ بات باقی رہی۔

تحقیق: پہلی کیفیت ماثلاً ذکر کا اثر ہے جس سے روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور روحانیت کے غلبہ سے اس لطافت کا اثر جسم پر ہوتا ہے پسندیدہ حالت ہے مگر قصود نہیں اور دوسری کیفیت ذکر کے سرایت کرنے کی علامت ہے یہ بھی پسندیدہ ہے۔

تحال: باب قبیل ارشاد میں گزارش ہے کبھی نماز پڑھنے میں دل میں وقت ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ ذکر کا اثر ہے۔

تحال: ایک بات جو ذکر کی حالت میں پیش آتی ہے وہ تحریر خدمت ہے۔ وہ یہ کہ ایک دن ذکر کی حالت میں کسی شخص کی آواز سنائی دی میں نے نہ تو اس آواز دینے والے کو پہچانا اور نہ اپنا نام سنا اتنا کرنے کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہو گیا۔ دوبارہ پھر ایک آواز معلوم ہوئی پھر غور کیا تو کوئی معلوم نہیں ہوا پھر اپنے کام میں مشغول رہا۔ اسی طرح تین بار ہوا اس کے بعد میں اپنے کام میں ہی مسلسل مشغول رہا اور ذکر کرتا رہا اس کے بعد کوئی آواز وغیرہ معلوم نہیں ہوئی۔

تحقیق: اس (آواز) کی طرف جتنی توجہ بھی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ سب عجائبات (پردے) ہیں۔

تحال: احقر نے اس سے پہلے خط میں انوار کے بارہ میں سوال کیا تھا ارشاد ہوا تھا لطائف کے انوار اور دلائل

تصرف دونوں ہی ہو سکتے ہیں توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حضورؐ اس (کھانف) کے انوار اور دماغ کے تصرف) میں فرق کس طرح کیا جاتا ہے۔

تحقیق: اس کی بھی ضرورت نہیں اس کی تحقیق بے کار ہے اور راستے سے ہٹانے والی چیز ہے۔
حکال: اس ہفتہ میں ایک دن دیکھا کہ کبلی کی طرح ایک نور میرے سینے سے نکل کر پھر اندر چلا گیا اور بندہ حیران رہ گیا۔ ذکر کے درمیان خصوصاً عمری کے وقت اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے سر کے اوپر آسمان ہے اور اس میں ستارے ہیں اور سارا جہاں منور (روشن) ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ میں کہیں ہوں حالانکہ میں مسجد یا حجرہ میں ہوتا ہوں نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں زمین پر ہوں۔ سارا جہاں بالکل انوار ہی انوار معلوم ہوتا ہے اور سر کے اوپر آسمان اور ستارے نہ درخت ہوتا ہے نہ انسان نہ اور کچھ کبھی کبھی آسمان پر چاند بھی نظر آتا ہے۔

تحقیق: اس کا وہی جواب ہے جو پہلے پرچہ میں مذکور ہوا میرا یہ کہا دونوں احتمال ہیں۔ آخر تک **حکال:** پسے ساری چیزیں وغیرہ کی طرف توجہ نہ تھی اور طبیعت میں اس لئے نفرت تھی۔ اس وقت طبیعت کو معرفت کی طرف متوجہ پاتا ہوں اس لئے اتنی نفرت نہیں رہی پہلے تھی نہ معلوم میری کیا حالت ہو رہی تھی۔

تحقیق: یہ حالت پہلے سے بند ہے اگر اشیاء کی طرف توجہ نہ ہو مگر اس دوسری حالت میں دھوکہ بہت ہوتا ہے اس لئے معرفت کی حیثیت سے بھی ان کی طرف توجہ جان بوجھ کر نہیں کرنی چاہئے۔

حکال: گزارش ہے کہ بندہ بغضِ قرآنی استقامت سے اپنے وظائف پر پابند ہے اگرچہ کبھی کبھی نفس گھبراتا بھی ہے مگر پھر جلدی سیدھا ہو جاتا ہے۔ ایک دن اسم ذات پڑھتے پڑھتے ایک صورت دل میں نظر آئی تھی جو مسلسل میری اس طرح سر ہلکا کر اللہ کر رہی تھی اور دل یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صورت مثالی ہے۔

تحقیق: یہ خیال خطرناک ہے بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ اپنی روح کی صورت مثالیہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تسلی دینے کو مختلف کر دیا ہے (اس کا مطلب یہ ہے) کہ ذکر کا اثر روح تک پہنچ گیا ہے قبولیت کی علامت ہے۔

حکال: جس کا عکس تمہارے اوپر پڑ رہا ہے اگر اس کی طرف سے یہ معاملہ نہ ہو تو تم ہرگز خدا کو یاد نہ کر سکو جیسا کہ نبی فرماتے ہیں محبوب ہوا اس طرح اپنے آپ میں اور دوسری چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا ہونا اور ان کا نہ ہونا ذوقا معلوم ہوتا ہے اور ہر شے اسی کے ظاہر ہونے کی جگہ معلوم ہوتی ہے جس طرح سورج کے آگے شیشہ (کہ شیشہ میں سورج کا عکس ہوتا ہے ایسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا عکس ہے)۔

تحقیق: مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ظاہر ہونے کی بالکل ایسی ہی حالت ہے یہ عبارت سمجھانے کے لئے ہے نہ کہ

دستکار رکھنے کے لئے۔

حَال: اپنی طرف کوئی چیز منسوب کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ میں کیا چیز ہوں اگر اپنے نیک کام پر نظر پڑتی ہے تو اس کی سہرائی کا ٹکس معلوم ہوتا ہے اس وقت بڑا حشر اور لذت آتی ہے یہ باتیں ظاہر کرتے ہوئے دعویٰ معلوم ہوتا ہے اس لئے ظہیر الغہرا اگر غرض کر رہا ہوں۔

تحقیق: یہ پسندیدہ ہے مبارک ہے۔

حَال: کبھی کبھی ذکر کے وقت اپنے چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: نور ذکر کا یہی اثر ہے۔

حَال: تہجد تو کبھی کبھی قند ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا خواب وغیرہ نظر نہیں آتا جس سے جاگ اٹھوں مگر فجر کی نماز کے لئے اگر تہجد خیر ہوتی ہے تو اس قسم کے خواب دیکھتا ہوں کہ جماعت تیار ہے اور میں وضو وغیرہ میں مشغول ہوں میں گھبرا کر باگ اٹھتا ہوں مگر کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ سوئے میں کسی نے پکارا (مولوی صاحب) بس جاگ اٹھ ایک مرتبہ کسی نے ان الفاظ سے پکارا (مولوی رفیع الدین صاحب) بس جاگ اٹھ تو اللہ تعالیٰ سے کترین نے دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ میرے ٹکس تو کبھی اس قائل نہیں ہوا کہ اس طرح بیدار کیا جاؤں اور ٹکس کی حالت درست رہے پھر جب سے کوئی آواز نہیں آئی کترین یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ یہ آواز دینا کسے علم کی تھی یا کوئی اور تھی۔

تحقیق: غالباً مکتوبی (لرشتوں کے عامر سے) ہے لفاظ غیبیہ سے قربت و ہدایت کی جاتی ہے اور یہ اگرچہ پسندیدہ ہے مگر قصور نہیں نہ اس کا ہونا کمال ہے نہ نہ ہونا نقصان دہ ہے۔

حَال: بیکر کی رات جس وقت تہجد پڑھ کے ذکر کرنے بیٹھا ہوں تو کچھ دیر بعد مجھے موت اور موت کے بعد کا واقعہ یا تو حضرت! مجھے اتنا درد آتا ہے کہ مجھے ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جب بھی ذکر شروع کرتا رہتا آتا ہی حالت میں مرنے ذکر پورا کیا۔ حضرت! بعد کی رات جب ذکر شروع کیا تو جس وقت اللہ تعالیٰ تین تیسویں فتح ہو گئیں تو میں بے خبر ہو گیا دینی میں ہوں یا نہیں یہ خبر مجھے نہ تھی تو دیکھتا ہوں کہ میں ایک بہت بڑے میدان میں پہنچ گیا اور دیکھتا ہوں کہ ایک طرف بہت بڑا مکان ہے ایسا خوبصورت مکان کبھی نہیں دیکھا اور اس مکان کے سامنے بارگاہی گا ہوا ہے دل میں خواہش ہوئی کہ اندر چکر دوں لیکن پھر اندر جانے کی فرصت نکلی ملی ہوئی آ گیا تو دیکھتا ہوں کہ مکان ہے نہ کچھ دین اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو پاپا۔

تحقیق: ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں۔

حَال: حضرت! سکر کی رات جس وقت غفلت پڑا رہا تو صبح شراب کیسے کچھ دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ ساری

میدر روشن ہوگی آگھ محمول کر جو دیکھا تب بھی روشن معلوم ہوئی۔

تحقیق: ایسے حالات اس مصلحت کے لئے بھی پیش آجاتے ہیں کہ سالک کو نشانہ ہو (سلوک کے) راستے میں مشغول ہونا آسان ہو۔

مثال: مشہور اقدس سیدی و مرشدی و آقائی مدظلہم العالی رحمہ اللہ ویرکاتہ ویرکاتہ میں ہے کہ آج ایک نئی بات پیش آئی وہ یہ کہ ذکر کرتے کرتے بہت لطف آیا دوسرے دنوں سے زیادہ اور اس لطف میں تمام جسم ہوتا معلوم ہونے لگا اور تمام جسم پر ایک بوجھ معلوم ہوا۔ بہت دیر تک یہ حالت رہی انگلیوں اور ہاتھوں کا ہونا ہوا یہ تو بھی کبھی ہوتا ہی تھا مگر اس طرح پہلے نہیں معلوم ہوا تھا آج ہی معلوم ہوا ہے۔ صبح کو محاورت میں بھی آج معمول سے زیادہ مزہ آیا۔ نکلا

تحقیق: اسلام حکم۔ وارڈ کا اثر پہلے قلب پر آتا ہے اور کبھی قلب سے جوارح پر آتا ہے اور وہ اثر اگرچہ نہیں ہوتا ہے مگر جوارح پر بدلی کیفیات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جیسے وحی کا اثر خصوصاً **فیض** کے بدن شریف پر وزن کی شکل میں درد تھپ تھپ قاعدہ ہے کہ فرحت اور خوشی میں بدن بھول جاتا ہے اسی صحن ہائیں لطف کا اثر بدن پر کبھی اس صحن بھی ہوتا ہے کہ بدن بھول ہوا اور ہونا خیال میں آنے اور حقیقت میں نہ بھولتا ہے نہ ہونا ہوتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ اللَّهُ کے ذکر میں فرق

مثال: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے وقت اس کے معنی پر نظر ہو جاتی ہے اور یہ دوسرا پیدا ہوتا ہے کہ یہ میں کسی کو مخاطب کر کے جانتا ہوں اس خیال سے کبھی تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہوں کہ میں آپ کی یہ نعمت بیان کرتا ہوں اور کبھی شیطان اور نفس کو مخاطب کرتا ہوں کہ دیکھو میرا معبود یہ ہے جس کی یہ نعمت ہے اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو اللہ سے دوری پیدا کرتے ہیں صرف اللہ اللہ ہونا چاہئے۔ کئی دن سے یہ دوسرا پیدا ہو جاتا ہے اور (اللہ اللہ) کے ذکر کے وقت بھی یہی خیال رہتا ہے۔ جب اللہ اللہ کے ذکر کی باری آتی ہے تب یہ خیال جاتا ہے کہ اللہ اللہ کے ذکر کے وقت اطمینان ہوتا ہے اور اطمینان ہوتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں اپنے اللہ سے کہتا ہوں اور ادھنٹے ہیں۔ اس وقت دل سے اپنے مقصود کو بھی کہتا جاتا ہوں کہ مرکز فضل کر بخش دے وغیرہ وغیرہ۔ خواہ یہ کہ اللہ اللہ کے ذکر کے وقت قرب زیادہ پاتا، دل اور لا الہ الا اللہ و الا اللہ کے وقت دوری۔

تحقیق: یہ قریب ہونا اور دور ہونا ذیل کے ہے در زیادہ قرب لا الہ الا اللہ میں ہے کہ یہ باور (منقول ہے

یعنی حدیث میں آیا ہے) اور دوسرے انکار یعنی لا اللہ یا اللہ اللہ کیسوی کے قاعدہ کے لئے تجویز ہوئے ہیں۔

ناعہ کا نقصان دہ ہونا

مثال: تین ماہ سے بارہ سوچ چھوٹ گئی بہت افسوس کرتا ہوں آہستہ بھی نہیں ہو سکتی ظاہر میں تو خوب موتا ہا ہوں مگر دماغ بہت ہی کمزور ہے۔

تحقیق: کوئی متصور فوت نہیں ہوا۔

شغلِ انحد میں سنائی دینے والی آواز کا مخلوق ہونا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم: اس شغل کا طریقہ یہ ہے۔ سانس روک کر آنکھیں بند کر لیں پھر کانوں میں گلہ دانی اگل ڈال کر دواؤں سے بند کریں اس سے کانوں میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے دل سے اس آواز کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے ”اللہ اللہ“ کہتا رہے۔ (لحدائیں ص ۱۲)

سوال: شاہیناز احمد صاحب جو پرانے زمانے کے بزرگ ہیں کے دریاں میں ہے کہ

بشنوی یک کلام نا مقطوع ❀ از حد و شاد فدا بود مرفوع

اولی و آخر چوں ہے حد شد ❀ زان سبب نام ادبا نحد شد

ترجمہ: ”تو ایک ناختم ہونے والا کلام تھا۔ جو ابتدا و انتہا سے بند و بالا ہے۔ اس کی ابتدا و انتہا کی

کیونکہ کوئی حد نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا نام انحد ہے۔“

جواب: ان بزرگ کا قول کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی شغلِ انحد کے انحد نام ہونے کی یہ وجہ ہے بلکہ ہندی لغت میں ”انادی“ کے معنی قدیم ہیں اور یہ (اس آواز کو قدیم سمجھنے کا) اعتقاد جو میوں کا ہے کہ وہ اس آواز کو قدیم سمجھتے ہیں پھر یہ اعتقاد مسلمان صوفیاء میں بھی مشہور ہو گیا۔ اس کی نقلی اور عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

سوال: ضیاء القلوب ص ۲۰ پر ہے کہ اس انحد کی آواز کا مقابلہ دنیاوی شور نہیں کر سکتا ہے بلکہ (یہ) سردی آواز سب پر غالب رہتی ہے۔

جواب: یہ حکم منع نہیں ہے کیونکہ سردی کا معنی ناختم ہونا ہے اور مخلوق کے لئے ابدیت (ہمیشہ باقی رہنا) ممکن ہے اور مخلوق کے لئے ہمیشہ سے ہونا ممکن نہیں ہے اور یہ حکم نقلی (یعنی گمان سے) ہے اس لئے اس کے نقلی ہونے کا اعتقاد بجا نہیں ہے اسی طرح اس (آواز) کے ختم نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی

منہ سے جس سے ہے۔

اوپر کے سوال کا تیسرا یہ وہی آواز ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے چوڑی طرح سنی تھی۔

جواب: یہ (بھی) ممنوع نہیں ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ کس پر فرض ہے کہ آواز ہو سکتی ہے۔

سوال: تذکرہ العارفین (نامی کتاب) میں ہے کہ یہ آواز مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے بھی موجود تھی۔ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ حضرت نوحؑ پر کب فرماتے ہیں کہ ۳۱ برس عمار میں اس شکل میں رہو جو عظیم کائنات میں مائل ہوئی۔

جواب: عارفین کے انوار بخیر و بعلی علیہ السلام کو تاجت نہیں ہے۔

(تمہ سوال:!) من سب عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آواز قدیم اور مخفی اللہ تعالیٰ سے لیکن قصہ اسمیل میں اس کے خلاف لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص میں مشغول ہوا اور نہیں ہو سکتا یہ آواز خود اللہ تعالیٰ کی مفت قرعے نہیں جیسا کہ لاکھوں کو دھوکا دینا ہے بلکہ نام غیب میں کسی حقوق کی بھی آواز نہیں۔

جواب: جیسا کہ پیش کیا گیا ہے (بے) یہ آواز عام غیب میں کسی حقوق کی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نہیں (تحریر) کی کہ بھی ہو سکتی ہے۔

(تمہ عبارت قصہ اسمیل) صرف اس کے دماغ میں ہو، نہ ہو کہ بے لگتی ہے اس لئے اس کی یہ بات کہ دنیا، انقلاب و غیرہ کی تحریر کے مطابق اگر کوئی عقیدہ رکھے تو کیا ہے اور یہ کلام میں یہ اختلاف کیوں نظر آ رہا ہے۔ نہ یہ ضرورت کی وجہ سے یہ سوں کیا گیا ہے۔

جواب: اوپر ساری تفصیل لکھ دی ہے۔

ذکر لا الہ الا اللہ میں غیبت کے خیال کی تصحیح

حکایت: ماہ شیخ کے وقت اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اللہ پاک تو پاس و دور ہیں جیسا کہ (حدیث سے) ثابت ہے کہ "انا جنیس من ذکر فی" (کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) تو لا الہ الا اللہ اور الا اللہ حاضر کے مطابق نہیں ہیں لہذا ایسے الفاظ ہونا چاہئے جیسے کہ حاضر اور موجود سے مراد ہے۔ یہ فیض اکثر آتا ہے اور پھر تجو اس طرف سے دل ہی دل میں یاد کر ان الفاظ کو حاضر کے مطابق نہ ہوں۔ جیسا کہ اسے اللہ آپ کی یہ صفات ہیں اور میں اس طرح آپ کو یاد کرتا ہوں آپ کی یہ صفات ہیں۔

حقیقی: یہ خیال صحیح نہیں اور سب سے زیادہ قریب و حضور جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ ہے آپ عنوان کے بدلے جانے کے زیادہ مستحق تھے اور حقیقت میں اکابر کا ذکر حضور (موجود ہونے) کی حالت میں (بھی) غیبت (موجود نہ ہونے) کے عنوان سے ہے چلا آ رہا ہے مثلاً بڑے حکام کے رد و اس طرح کہا جاتا ہے کہ سرکار کے سوا میری کوئی پناہ نہیں اس عادت کے چلے آنے کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ قریب ہونے کی حالت میں قریب کی حالت میں بھی درالوراء ثم انوار والوراء ہیں اس لئے ایک طرح قریب ہیں اور ایک طرح دور ہیں اس لئے بھی لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے اور بھی لا الہ الا انت۔

ذکر میں بیوی کی جدائی کے درد کا پیش آنا

سوال: عرض یہ ہے کہ پہلے بھی کبھی بندہ کو معمولات ادا کرتے وقت رونا آتا تھا اور وہ بھی جنگلف مگر میرے گھر میں (بیوی کے) انتقال کے بعد سے بلا تکلف بلا اختیار ذکر کے وقت رونا بہت آتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (اس میں کچھ) بیوی کے جدائی کے درد کی ملاوٹ بھی ہے کیا کروں ایسی ملاوٹ کو کس طرح دور کروں۔ تنہائی میں بیٹھتا ہی بیوی کی باتیں یاد آتی ہیں اور دل گھبرا جاتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ حضور والا دہ یا کچھ تیر بندہ نوازی کے واسطے ارشاد فرمائیں کہ ذکر محمود کے ساتھ یہ دنیا کے ذکر کی ملاوٹ نہ ہو۔

جواب: السلام علیکم۔ (بیوی کی جدائی کے درد کی) یہ ملاوٹ غیر اذیت دہی ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے اس لئے اس کے (دور کرنے کے) اہتمام کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ نتیجے کے اعتبار سے کہ یہ نو نما مقصود کے لئے معاون ہے اس لئے مفید ہے کچھ فکر نہ کیجئے۔

ذکر میں دل لگ جانا شغل کی طرح ہے

سوال: کسی دن فرصت کے وقت اسم ذات کے ذکر میں جلی لگتا ہے اور اس روز شغل ناکہ ہو جاتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا چند منٹ شغل کر کے پھر ذکر میں مشغول ہونا چاہئے جو میرے لئے مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

حقیقی: اگر ذکر میں دل لگ جائے تو اس سے شغل کی غرض حاصل ہوگی۔

ذکر میں ریاء کا علاج

سوال: چند روز سے بندہ کے دل میں یک تردد ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی بات اٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے تو اس وقت اگر تہجد ۱۲ رکعت ادا کر کے بارہ تسبیح ادا کرنا چاہئے یا بارہ تسبیح چھوڑ دینی چاہئے؟ تسبیح چھوڑنے کو دل بھی نہیں

چاہتا اس خیال سے کہ لوگ کہیں گے یہ آغوش کو اٹھا نہیں۔ اس وقت تو یہ خیال کر کے ریاہ سے بچ جاتا ہوں کہ لوگ میرے نفع اور نقصان کے تو مالک ہیں لیکن اس وقت پوری ۱۲ ارکعت ۱۱ کنہ چھوڑ دینا چاہئے جیسے حضرت ۱۱ راتے دیں گے ویسا ہی عمل کروں گا۔

تحقیق: بارشیع اور اپنی قصہ و صیغہ جبر و غیرہ کے ساتھ خودی مقصود ہونے میں اصل ہوتی تو اس کو پہلے کرنے میں ریا (کے ہونے نہ ہونے) کی پروا نہیں کی جاتی بلکہ ریا کا عداوت کیا جاتا ہے لیکن اس میں تہجد کے مقابلے میں مقصودیت نہیں ہے (یعنی تہجد کے مقابلے میں یہ مقصود نہیں بلکہ تہجد مقصود ہے) اس لئے تہجد کو مقدم کیا جائے گا اگرچہ بارہ شیخ چھوٹ جائیں جس کو ان میں کسی وقت میں پورا کر لینا مناسب ہے۔

ذکر کے وقت وحشت ہونے کا علاج

حالات: آج کل میری حالت بہت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ معمولات تو پورے پورے ہیں اور عرصہ سے نام نہیں ہوئے۔ ایک ہفتہ پہلے تک یکسوئی سے ذکر یا نہ ذکر کی جانب پوری توجہ رہا کرتی تھی اور تھوڑے دنوں سے یہ بھی ہو گیا تھا کہ ذکر کے وقت یہ خیال آتے ہیں (کہ عبد ذلیل اپنے معبود کے سامنے حاضر ہے یہ صرف اس کا فضل و کرم ہے اور نہ میرا اس کا شوق نہ تھا) گریہ (دونہ) طاری ہو جاتا تھا یہ حالت اکثر ہوا کرتی تھی کبھی ابتدا سے ختم تک کبھی تھوڑی سی دیر ہوتی تھی۔ مگر مجھے اس حالت سے کوئی بحث نہ تھی جو جانے پر شکر ادا کرتا تھا اور نہ ہونے پر غمگین نہیں ہوتا تھا کیونکہ اصل مقصود ذکر اور رضا الہی کو سمجھتا ہوں۔

اب کئی دن سے ذکر کے وقت بہت ہی وحشت ہوتی ہے کسی طرح (بھی) دل متوجہ نہیں ہوتا ہے اور اتنی گمراہی پیدا ہو جاتی ہے کہ بار بار یہ ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت ملتوی کروں مگر اب تک ایسا کیا نہیں ہے لیکن آج رات یہ خطا ہوئی ہے کہ ذکر کی مین تعداد آدھی ہوئی تھی کہ چھوڑ دیا۔ مگر چھوڑ دینے پر اور نہ یادہ قلق ہوا اور ہے۔ بہت چاہا کہ جب یوں بھی نہیں نہیں تو پھر پورا ہی کر لوں مگر بدبختی سے نہ ہوسکا۔ ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہوں جب یکسوئی سے ذکر اللہ تعالیٰ نہ ہو سکا تو مقصود ہی فوت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اعلا عرض ہے حضور والا: عافرائیں اور مناسبات سے مدد فرمائیں۔

تحقیق: کچھ پریشانی کی بات نہیں بعض طبعی اسباب (کی وجہ) سے ایسا ہو جاتا ہے ذکر بدل دیا جائے یعنی جتنا وقت اس ذکر میں گستاخا تھے وقت میں قرآن مجید کی تلاوت یا نوافل یا دود و شریف یا جس طرح طبیعت کو سیلان بخورہ شغل کیا جائے اور ایک ہفتہ کے بعد اس پرچہ کے ساتھ پھر حالت سے اطلاع دی جائے۔

تلاوت کی زیادتی کو ذکر کی زیادتی پر ترجیح

ایک مجاز صاحب کا حال

حَال: اسلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے (ذکار مامورہ پر مداومت) (یعنی) ہے اور باقی اوقات میں کلام مجید کی تلاوت کی زیادتی رہتی ہے کوئی نئی حالت نہیں ہے جو خدمتِ دہلا میں عرض کرے لیکن ایک نئی بات یہ محسوس کرتا ہے کہ تلاوت سے جتنا شغف ہے اتنا اذکار سے نہیں ہے حالانکہ شروع میں حالتِ اللہ تھی مگر کسی دن کسی مجبوری کی وجہ سے تلاوت نہیں ہو سکتی ہے یا کم ہوتی ہے تو قلب پر ایک فہم کی سی کیفیت طاری رہتی ہے اس حالت کے برا ہونے کا موسم ہوتا ہے۔

تحقیق: اصل مقصود یہی حالت ہے کہ ذکر سے زیادہ شغف تلاوت سے ہو اور ابتداء میں اس کا اہل ہوتا ہو ماضی کے سبب خلاف اصل تھا۔

زبانی ذکر

سوال: پہلے اٹھتے بیٹھتے اُردو ذکر کرتا تھا اب بہت بھول جاتا ہوں کچھ علاج بیان فرمائیں۔

جواب: جب یاد آجائے شروع کر دیں۔ (وذا ذکر ربك اذا نسيت) کو اپنے رب کو یاد کیجئے جب بھول جائیں۔ حَال: (اسی طرح) مختلف قسم کی کیفیتیں پیدا ہوئیں۔ اب بھر بالکل کور (خالی) ہوں۔ سب حالتیں مٹ گئیں دن بھر بیٹھا سلطان الاذکار کرتا ہوں کچھ نفع نہیں ہوتا ہے طبیعت بہت گھبراتی ہے۔

تحقیق: سلطان الاذکار روزانہ نہ کیجئے۔ ایک روز یہ، اور ایک روز صرف زبانی اسمِ ذات کا ذکر کریں۔

سوال: اگر زبانی ذکر خود کو سنائے بغیر ہو تو ذکر سمجھا جائے گا یا نہیں۔ کبھی اس طرح بھی کرتا ہوں فقہ (کی کتابوں) میں تو کم سے کم آہستہ پڑھنے کی مقدار خود کو سناتا لکھا ہے اس صورت میں تو یہ نہ سہی ہے نہ جہد کی۔ یہ صورت نہ بدترینہ کے وقت پیش آتی ہے کہ اگر کچھ آواز کے ساتھ کرتا ہوں تو نیند میں مشکل ہوتی ہے اور بالکل زبان کو روکنے کو بھی دل نہیں چاہتا لہذا یہ صورت اختیار کرتا ہوں۔

جواب: فقہاء نے جو (خود کو سنائے بغیر کا) اعتبار نہیں کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیوی احکام اس کے بغیر (کہ خود کو سنائے بغیر) معتبر نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ ثواب بھی نہیں ہوتا آپ بے تکلف ایسا کرتے رہیں۔

حَال: زبانی ذکر پہلے سے کم اور قلبی پہلے سے بہت زیادہ ہوتا رہا ہے۔ ذکر قلبی اکثر اوقات آسانی سے جاری

رہتا ہے۔ مشغولی کے ساتھ بھی جاری رہتا ہے لیکن اکثر دماغی مصروفیت کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ کوشش کرتا ہوں کہ ایسے وقت بھی بے تکلف جاری رہے سکے۔

تحقیق: نہیں رو سکتا۔ کیونکہ ایک وقت میں دو طرف توجہ نہیں ہوتی لیکن اس جاری نہ رہنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ باقی ذکر قلبی کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اس وقت زبانی ذکر مشکل ہو تو قلبی ذکر پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ صرف قلبی ذکر پر اکتفا نہ کیا جائے اگر کے ساتھ زبانی ذکر بھی ضروری ہے خواہ قلبی ذکر میں اس سے کچھ کمی ہی ہو جائے۔

تحال: کبھی معمولات اوراد وغیرہ خارج و مزاح (یعنی آڑ) معلوم ہونے لگتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر و شغل ہی جاری رہے۔

تحقیق: یہ دل چاہتا اسی لئے ہے کہ ہر وقت ذکر و شغل نہیں۔

سوئے میں ذکر قلبی

تحال: حضور نے جو تعلیم فرمایا ہے یعنی اسم اللہ جہر سے اور ہوٹھی وہ بجا رہا جاری ہے۔ تعداد تین ہزار مرتبہ ہے۔ جس کو دہا کرتے ہوئے ڈیڑھ سال کے قریب ہو گیا ہے جس کی اطلاع بھی حضور کو دیتا رہا ہے اور جواب شافی سے حضور بھی کترین پر کرم فرماتے رہے ہیں۔ چند دنوں سے یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ بندہ جب عشا کی نماز کے بعد سوتا ہے تو سونے کی حالت میں یہ ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ بندہ کو کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن پاس کے سونے والے بیدار ہو جاتے ہیں اور جب سمجھ کو اٹھاتے ہیں تو قلب میں آگ اور تیز قراری معلوم ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سوئے میں جب ذکر جاری ہوا تو اپنی آواز سے خود جاگ گیا اس کے بعد بھی قلب اور زبان سے ذکر مسلسل جاری تھا معلوم نہیں کہ یہ دل کی کمزوری ہے یا خداوندی عطیہ ہے امید کہ حضور اصلاً فرمائیں گے۔

تحقیق: اگر دوسرے آثار بھی ضعف قلب کے ہوں مثلاً جلدی غصہ آ جانا تنہائی میں خوف معلوم ہونا بدگمانی کے خیالات زیادہ آنا کبھی کبھی اختلاج کا ہونا جب تو اس میں دل کی کمزوری کی علامت ہے۔ اس صورت میں طبیب سے علاج کرانا ضروری ہے اور اگر یہ آثار نہیں ہیں تو مبارک ہو اور پہلی (دل کی کمزوری دوائی) صورت میں بھی نیت سے خالی نہیں۔

درو میں ناغہ نہیں ہونا چاہئے

تحال: (بندہ) دلائل الخیرات اور مناجات مقبول ایک منزل روزانہ پڑھ لیتا ہے مگر اعمال کی برائی کی وجہ سے کبھی

ناتھ بھی ہو جاتا ہے۔ جس دن میں سے کچھ ناکھ ہو جاتا ہے تو دن میں کچھ افسوس اور شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور جب ادا کر دیتا ہے تو اس وقت ضیعت میں اطمینان اور ایک خوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: مزاحمت قبول کی منزل تو بہت مختصر ہے ناتھ ہونے کی کوئی وجہ نہیں لیکن داخل الخیرات میں ایسا ہو سکتا ہے مگر (داخل الخیرات کی) ایک منزل تین چار دن میں پڑھ لیا کریں یعنی پوری داخل الخیرات ایک ماہ میں پوری کر دیا کریں۔

انوار ذکر

تحال: انسان عظیم و رحمۃ اللہ و برکتہ عظمیٰ یہ ہے کہ راستہ کو ذکر کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر بچ سکے ایک ماہ چاند سے پھرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسے کہ میں بالکل بیدار رہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد (ماہ) چمک ہو گیا۔

تحقیق: قرآن سے ذکر کے انوار معلوم ہوتے ہیں مبارک ہو۔

تحال: ذکر و مراقبہ کے انوار اکثر غلطائے کفر اور کجی سے ہیں اور (کجی) بجلی سے بھی ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں (کہ انوار غلطائے کفر اور کجی سے ہیں) بجلی کی وجہ سے ہیں) کوئی فرق کرنے (اور پہچاننے) کا کوئی طریقہ ہے تو ارشاد فرمائیں تو انشاء اللہ سرگلین کی معصومات میں ایک نیا اضافہ ہوگا۔ اس لئے تمنا کرتے ہیں کہ تفصیل سے تحریر کیا جائے۔

تحقیق: (وہ) فرق (کا طریقہ) بھی خدائی ہوگا اگر فرض کریں کہ تحقیقی ہو جیسے کہ ضروری علم بغیر دلیل کے حاصل کیا ہوا ہوتا تو بھی اس سے شمار کے قابل کیا ناکندہ ہوگا۔ کیونکہ دونوں (ذکر کے انوار و بجلی) توجہ (کرنے) کے قابل نہیں ہیں اور (ان سے) جو ناکندہ ہے کہ یہ کسوفی کا ذریعہ ہوتا ہے وہ (ناکندہ) دونوں میں (خواہ غلطائے کفر اور کجی سے ہو) برابر ہے۔

مراقبہ میں کتا و سانپ نظر آنا

تحال: کبھی رات کے وقت مراقبہ کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر کتا یا سانپ کی صورت سامنے دکھاتا ہوں۔ **تحقیق:** کتا نفس کے ساتھ زیادہ اور سانپ شیطان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نفس و شیطان کی منفی صورت ظاہر فرماتے ہیں کہ شکر ہو کر ان سے بچنے کا کام امنم رکھا جائے۔

تحال: اور دن کو انظر دنیاوی و دنیوی کی دشمنی مجھ پر ظاہر پاتا ہوں حتیٰ کہ چھوٹا بھائی مجھ سے اور والدین سے جدا

ہونے پر اور مجھ کو مکان سے نکال دینے پر بالکل تیار ہو گیا ہے۔

حقیقی: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اپنے علاوہ کے تعلقات کو اس طرح دل سے نکال لینے ہیں۔

سوال: مولانا! میرے حق میں دعا کیجئے یا اللہ میری توبہ قبول کر خدا جانے مجھ سے بھول کر یا جان بوجھ کر کیا تصور ہوا ہے۔

جواب: ہاں ہاں دعا کرتا ہوں مگر پریشان نہ ہوں۔

سوال: میں نے ابھی قریب ہی میں امیر لوگوں کی تائید (وعدہ) سے فی الحال ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس میں تدریس شروع کی ہے۔ دعا کیجئے اللہ علم شریعت کی ترقی کر دے۔

جواب: آمین۔

مراقبہ میں انوار لطائف نظر آتا

حالات: رات کے مراقبہ میں اکثر دو چیزیں رات سے یہ ہے کہ دیکھنے کی طرح تصور ہوتا ہے کہ تمام جسم کو ایک روشنی نے گھیر لیا ہے کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل تمام روشنی ہے اگرچہ کہ جسم نہیں ہے اور کبھی رات کو یہ معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک سفید روشنی نے سارے وجود کو گھیر لیا ہے کہ تمام جسم تصور میں آتا ہے اور بھی چاروں طرف روشنی درمیان میں کچھ سیاہی نظر آتی ہے۔

حقیقی: یہ لطائف کے انوار ہیں جو کہ محسوس ہیں اگرچہ مقصود نہیں ہیں۔

حالات: دوسری کیفیت یہ ہے کہ شب کو گویا تھوڑے سے پردہ کی آڑ میں بہت سی آگ سرخ آگ ایک جگہ جمع معلوم ہوتی ہے لیکن جلدی سے غائب ہو جاتی ہے۔

حقیقی: اس میں دو احتمال ہیں اگر مزاج میں حرارت دیہست (گرمی اور خشکی) غالب ہے جب اخلاط کا بھڑکنا ہے اور نہ یہ محبت و عشق کی مثالی شکل ہے جو اپنے علاوہ کو جلائے کی خصوصیت میں آگ کی طرح ہے۔ اس لئے بعض نے ایسی صورتوں کو نسبت چمچید سے تعبیر کیا ہے کہ اس نسبت پر عشق غالب ہوتا ہے۔

حالات: دن کے وقت ذکر کی حالت میں خواب کی طرح ہو کر اذان کی طرح بہت زور سے اللہ اکبر ایک مرتبہ سنا گیا جب دوسری مرتبہ کے واسطے ذہن متوجہ ہوا خواب کی طرح حالت ختم ہو گئی۔

حقیقی: کبھی (قوة) تخلیل کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی انکشاف ملکوتی (فرشتوں کے عالم کا انکشاف) ہے کہ عالم قدس سے دعوت اللہ کی جاتی ہے "والراجح من حاکمکم ہوا الناسی" لا آپ کی حالت کے اعتبار سے

دوسری صورت رائج ہے کہ انشاء اللہ۔

حَال: اکثر رت کے مرے میں لالہ میں چرائے روشن تصور میں آتا ہے پھر چند ہی قسم: وہ جاتا ہے۔

تحقیق: غالب یہ ہے کہ یہ مثل نورہ کمنکوة فیہا مصباح المصباح فی حاجہ کل مثل
بھل ہے۔ (آیت کا ترجمہ ہے اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایک علق کی طرح ہے جس میں چراغ ہے وہ چراغ
شیشہ میں ہے)۔

حَال: کئی خواب میں سرش رنگہ کھوڑے پر سوار ہوتا ہوں اور اس کو زور سے چلاتا ہوں۔

تحقیق: یہ صورت نفس بھم (جانوروں کے نفس) کی ہے جانور کے مثاب ہے اور اس پر سوار ہونے کی تعبیر
اس پر غلبہ ہے۔

بغیر تصور کے ذکر

سوال: نور شاد و مرشد و ضیاء و القلوب ضروری تفسیلات کے علاوہ خادم کے پاس موجود ہیں مگر ابھی تک اس کا
مطلب سمجھ میں اس قدر کے کہ ہونے کی وجہ سے کس آیا کہ مبتدی کلمہ لا الہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود یا لا
مطلوب اور قبی لا موجود ملاحظہ کرے۔

جواب: اس کے سمجھنے کی ضرورت نہیں آپ اس تصور کے بغیر ذکر کرتے رہیں۔

خفتل میں لذت آنا

حَال: خفتل میں اب اتنی لذت معصوم ہوتی ہے کہ تحریر نہیں کر سکتا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حَال: ایک سارا دن دل میں چاہتا ہے کہ خفتل ہو تو اچھا ہے خدا بالکل کہ ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسا نہ کر۔

حَال: لیکن اس وقت کے بعد درد اور آجہ بخاری حالت ہو جاتی ہے حالانکہ آج تک کبھی بخار و غیرہ کا مرض
نہیں ہوا اللہ اہم کیا بات ہے۔

تحقیق: حرم کر میں۔

ذکر میں نمیند آنا

حَال: کئی دن سے (۳۰ دن سے) آخر ذکر شریف میں نمیند محسوس ہوتی ہے اس کا علاج یاد رکھنا چاہتا ہوں۔

تحقیق: خیر اگر بہت غائب ہو تو اس کو دور نہ کیا جائے، وظیفہ چھوڑ کر سوچنا چاہئے پھر (وظیفہ) دوسرے وقت چور کر لیا جائے اور اگر زیادہ غائب نہ ہو تو ہت کر کے جاگن چاہئے۔

شغلِ انجمن کے آثار

نکات: خیرات میں بارشیں کے بعد جب متوجہ ہو کر بیٹھا ہوں تو کان میں شغلِ انجمن کی آواز محسوس ہونے لگتی ہے حالانکہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ شروع میں جس کے ساتھ شغلِ انجمن صوبہ اور شاخہ کچھ دن کی قید۔

تحقیق: آواز کو محسوس ہوا یا تو یکسوئی کی وجہ سے ہے کہ اس اثر تو اس شغل سے پہلے ہو چکا ہے جب سوسنی سے اس کا ظہور ہو سکتا ہے یا مزاج کی خشکی کا اثر ہے مگر طبیعت خشکی تجویز کرے تو موعظہ سب سے دور مبراہ حالت ہے اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر محسوس ہے۔

نمازِ عشاء سے پہلے وظیفہ پڑھنا

نکات: میں جب عشاء کی نماز پڑھتی ہوں تو درود ہی سے مجھے خیرہ آ: شروع ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد جو درود و پیرہ کی شبیہیں پڑھتی ہوں وہ نہیں پڑھی جاتیں۔ میں نے مختلف تدبیریں کیں یہ بھی کیا کہ دو پیرہ کو سونی اور یہ بھی کہ عشاء اور وقت پڑھیں۔ آٹھ گھنٹیں بھی لگتی ہوں۔ غرض کسی طرح خیرہ درود نہیں ہوتی ہے اور خیرہ نماز اور وظیفہ میں آتی ہے۔ اگر باتیں کرتی رہوں تو خیرہ نہیں آتی ایسی حالت میں مجھے کیا راجہ ہے؟

تحقیق: تم عشاء کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو یعنی آفتاب غروب ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اور کدنا نماز کے بعد کدنا گرو اور وظیفہ نماز عشاء سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

کثرتِ استغفار

نکات: (ان صاحب کو یہ بتایا گیا تھا کہ ہر وقت چلتے چلتے استغفار کا مضمون رکھئے) استغفار جس میں کچھ بھی وقت صرف نہیں ہوتا اور بہت ہی آسان ہے بہت بھولتا ہوں کچھ دن میں صبح و شام کبھی دو گھنٹہ نہیں۔ غرضیکہ اپنے لسیان اور نیوی جھگڑوں میں وہناک کی وجہ سے استغفار بہت دھند ہوتا ہے۔ مواظف کا مطالعہ بھی اکثر ناغہ لگتی وجود سے ہو جاتا ہے مگر اللہ اب اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رہا ہے جو سیکے گا اس وقت مطالعہ کر لیں گا۔ استغفار کے بارے میں نے مگر یہ خواجہ صاحب سے بھی شکایت کی تھی کہ بہت بھولتا ہوں اس میں یاد دہانی کوشش کے یاد نہیں رہتا۔ خواجہ صاحب نے بھی کثرتِ ملاقات میں یاد دلایا بار دہاتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔

حضور عارفان میں کہ جس مرض سے یہ نسیان ہوتا ہے وہ دور ہو جائے۔

تحقیق: اس حالت میں استفادہ حاصل عدد کسی وقت مفروضہ لے لیجئے مگر ہر وقت یاد نہ ہو سکے تو قلن نہ ہو۔

ذکر قلبی

حکال: مستانہوں کہ کثرت ذکر سے دل بولنے لگے ہے تو کیا ایسا بولتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی سن لے اور سمجھ لے کہ اس کا دل بولتا ہے۔

تحقیق: بالکل بے اصل (بات) ہے۔

حکال: صرف دل سے ذکر کرنا بھی کچھ کارآمد ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: نافع ہے جب ارادے سے ہو مگر قلب اور زبان کو جمع کرنا زیادہ نافع ہے۔

حکال: کثرت ذکر سے خاموشی کی حالت میں جو دل اسی ذکر کی حرکت کیا کرتا ہے تو کیا یہ حرکت دل کی کچھ کارآمد ہوتی ہے۔

تحقیق: بغیر ارادے سے نفع مفصود حاصل نہیں ہوتا۔

سوال: یہ دو حالتیں جو نیچے لکھی جا رہی ہیں ایک ہی چیز ہیں اور فرق اعتباری ہے یا حقیقی ہے۔

① کبھی یادداشت اس طرح معصوم ہوتی ہے کہ دل میں صرف یاد آگئی محسوس ہوتا ہے اور خود کو ذکر نہیں پاتا ہوں خصوصاً بارہ تسبیح اور اسم ذات جہری کے بعد (ایسا ہوتا ہے)۔

② اگر خیال کروں کہ قلبی ذکر میں مشغول ہوں تو خود کو ذکر پاتا ہوں۔

دوسری صورت میں دونوں حالتیں برابر ہیں یا کیا ہیں۔ خود کو کس حالت پر رکھوں۔

جواب: (خود کو دوسری) حالت پر رکھیں کہ وہی ذکر (کی حالت) ہے پہلی حالت ذکر نہیں ہے بلکہ ذکر کا اثر ہے اور ذکر کا صرف یہ اثر کوئی قائل شمار نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی مفصود ہے۔

سوال: میرے حضرت اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ملکہ یادداشت دن بدن ترقی کر رہا ہے لیکن مشغل سلطان اٹلا ذکر میں قائمہ محسوس نہیں ہوتا ہے صرف بدن میں گری پاتا ہوں۔

تحقیق: کمزوریں اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے اس کا مقصود ملکہ یادداشت ہے۔

زبانی ذکر اور نوافل میں زیادہ جی لگنے میں راز

حکال: ذکر قلبی و اثبات ۲۰۰ اور اسم ذات شریف ایک ہزار۔ نئی و اثبات میں دل بہت لگتا ہے اتار دوسرے ملکہ

نہیں حضرت کی پاک دعا اور خاص توجہ کا ہر وقت محتاج ہوں۔ ایک بات جو کہ بہت دنوں سے پیش آرہی ہے یہ ہے کہ فرض نماز کے مقابلے میں نوافل میں زیادہ مٹی لگتا ہے خصوصاً تہجد کے لئے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ کیسی حانت ہے؟ اور دعا فرمادیں۔

تحقیق: واقعی تجربہ سے یہ ذکر طہیبتوں کے بہت زیادہ موافق ہے اور اس لئے بہت زیادہ مفید بھی ہے اللہ تعالیٰ روز افزوں برکات عطا فرمائے۔ احباب کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ مٹی لگنا طبعی احوال کی وجہ سے ہے نہ کہ عقائدی احوال کی وجہ سے ہے۔ اس لئے نوافل میں فرض کے مقابلے میں زیادہ مٹی لگنا نقصان دہ نہیں بلکہ مفید ہے کیونکہ فرض کو تو فرضیت اعتقاد کی وجہ سے ادا کر ہی جایا جائے گا نوافل میں اگر دل زیادہ نہ لگے تو کوئی کامیابی کا احتمال تھا۔ باقی اس کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کو یہ سرور ہوتا ہے کہ میرے ذمہ نہ ہونے کے باوجود میں نے یہ کام کیا اللہ تعالیٰ نے بڑی توفیق دی۔ کمال کے زیادہ ہونے کے وقت یہ حال اعتقاد کے تابع ہو جائے گا مگر اس وقت بھی زیادہ مفید ہے۔

تعلیم مراقبہ

حکایت: اور مراقبہ کے بارے جو چند دن ترک کرنے کا حکم ہوا ہے اس کا حال یہ ہے۔ اس سے پہلے بالکل طمینان قلب نہ تھا اب فی الجملہ الطمینان ہے اس وقت تو ترک کر دیا ہے آئندہ جیسا حکم ہو۔

تحقیق: جب ذرا طمینان زیادہ ہو جائے مراقبہ پھر شروع فرما دیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ دس میں اس کی خوب چاہت اور خوب شوق خود پیدا ہو ورنہ صرف ذکر بھی کافی ہے۔

حکایت: مراقبہ جو کرتا ہوں وہ مغرب کی نماز کے بعد ہوتا ہے مگر کسی دن ایسی حالت ہوتی ہے کہ قلب اندر سے منہ کر بہت زیادہ روٹا آتا ہے اور بعض دن کم وقت طاری ہوتی ہے۔

تحقیق: دونوں حالتیں فائدے سے بھری ہوئی ہیں۔

حکایت: ایک دفعہ ذکر کے بعد مراقبہ تھا کہ یہ دیکھا گویا خانقاہ تھ نہ بھوں میں خواجہ صاحب اور چند احباب حضرت اقدس سے کسی کتاب کا سبق پڑھ رہے ہیں۔ (ایسا معلوم ہوا کہ وہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں جو کلید مشنوی میں جا بجا وارد ہوئی ہیں۔ حدیث کے سوا دوسرے جو مضامین اس میں ہیں ان کا درس نہیں ہو رہا) احقر بھی گویا سفر سے حاضر ہوا اور درس میں شریک ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم ابتداء سے شریک نہ ہو سکے میں

نے جواب دیا پھر کیا حرج ہے۔ درمیان اور آخر میں تو شریک ہوں ہی جواب پر حضرت بھی مسرور ہوئے اور خوبصورتا جواب بھی کہ ہاں ہاں درمیان اور آخر میں تو شریک ہو۔

تحقیق: یہ واقعہ ماضی و مستقبل پر وہ غمست (حیرا، مٹی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے) کی ایک مثال ہے چھوٹ جانے والے حصہ کے تعلق میں نہیں پڑنا چاہئے۔

ذکر خفی

حَال: بیماری کے بعد سے میں ذکر ادا کی جبر کے ساتھ کرتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے بلکہ اگر ممکن ہو تو بالکل کھلی کر دیں اور خود مقدار کم کر دیں صحت و قوت کی حفاظت ضروری ہے۔

حَال: الحمد للہ ذکر میں دل نہ تنے کی مجھے کبھی شکایت پیش نہیں آئی۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: اکثر کہ مٹی تمہیں کی وجہ سے ذکر جبر نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر صحت کر کے اس کی کوشش کرتا ہوں تو خیر کا ثمر ہوتا ہے مجبور ہو کر بالکل آہستہ پھر جبر کا کم کرنے کر دیتا ہوں۔ اس طرح کیسویں سے اور جی ملگ کر کام ہو جاتا ہے۔ پہلی حالت (دینی بھری حالت) میں بالکل نہیں ہوتا ہے۔

جواب: آہستہ ہی کر لیا کیجئے۔ مقصود کام ہے نہ کہ یہ خاص قیود۔

ذکر کے وقت تصور

حَال: ذکر کے وقت دل سے نور کے نکلنے پھر اس کے گھیر لینے کا تصور کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر زیادہ اہتمام نہ کرنا پڑے تو مفید ہے۔

حَال: (حضرت کے) اور شر کے مطابق یہ وہ تسبیح اور تہجد کے قسم پر یہ تصور کرتا ہوں کہ عرش سے انوار کا نزول ہو رہا ہے۔ جو مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک کبھی تصور نہیں بندھا جسکا اگر دماغ پر زیادہ زور دیتا ہوں تو خیر ہی آجاتی ہے یا اگر وہ خیر نہیں ہے تو سخت غصت ہے جو طاری ہو جاتی ہے۔ ذرا سی دیر کے بعد جب خیر یا غفلت ختم ہو جاتی ہے جب دوسری تسبیح شروع کرتا ہوں۔ میں خود تسبیح عرض نہیں کر سکتا کہ وہ خیر ہے یہ غفلت کبھی خیر معنہ ہوتی ہے اور کبھی غفلت ختمی ہے۔

تحقیق: وہ تصور ضروری نہیں جب طبیعت کے موافق نہیں تو چھوڑ دیجئے۔

سوال: بارہ صبح کے وقت دل میں کیا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب: بہتر تو مذکور کا تصور ہے یعنی حق تعالیٰ کا لیکن اگر یہ خیال نہ آئے تو پھر ذکر کا اس طرح سے (تصور کرنا چاہئے) کہ یہ قلب سے ادا ہو رہا ہے۔

سوال: اہم ذات کا عقیدہ کرتے وقت خدا کا تصور کس طرح کیا کروں تاکہ ادھر ادھر خیالات منتشر نہ ہوں کریں۔ یعنی عقیدہ کے وقت کیا خیال کیا کروں؟

جواب: تصور کی ضرورت نہیں ابتداء میں خود الفاظ ذکر کی طرف توجہ کافی ہے۔

سوال: حضرت جی! اوقات کے وقت جو ذکر کرتے ہوں اور جس وقت کہتا ہوں تو اکثر خیال اللہ کی طرف رہتا ہے کہ اسے نفس! حیرتی نمی بھی اس ہی میں ہے، حضرت جی! ذکر کے وقت ایسا خیال نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تحقیق: اگر مختلف ذکر پڑھے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مطلوب ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط مع جواب

مخاطب: ①: ایک ذکر نے یہ بیان کیا کہ ذکر کی مشغولی اور تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں میرا خیال و تصور حق تعالیٰ کی جانب بلا تکلف آسمان کی جانب ہوتا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ ارادے سے ایسا قصد مت کیجئے صرف ذکر کی طرف توجہ رکھیے۔ اگر پھر بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اب آپ جو تجویز فرمائی عرض کر دیو جائے۔ اپنی تجویز پر تشفی (تسلی) نہیں ہے۔

مخاطب: ②: ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو میرے قلب کا منہ کشادہ ہو جاتا ہے یعنی کھل جاتا ہے اور گدگدی معلوم ہوتی ہے لیکن میں بہت ضبط کرتا ہوں۔ اصرار نے اس کے جواب میں یہ کہہ کر یہ حالت مٹا معلوم ہوتی ہے اگر ضبط نہ ہو سکے تو ضبط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خوب دل کھول کر نفس لو۔ اب آپ جو تجویز فرمائیں۔

مخاطب: ③: اصرار کو بلا تکلف اگر کسی نے بھی اتفاق سے کوئی دلچسپ مضمون سنا جات یا شجرہ وغیرہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ یا اور کسی صاحب عامل کا کلام یا کلام مجید کی قرات وغیرہ سے سنا دیا تو بلا تکلف ہوشی کی آواز دہرا بلند نکل جاتی ہے۔ کتنی ہی چاہتا ہوں کہ ضبط سے کام لوں مگر معذور ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں دل کی کڑوری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے بعد میں جھجھ شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ جو بات تجویز فرمائیں عمل کروں۔

تحقیق (۱): آپ نے ٹھیک جواب دیا تھا اور کہہ دیا جائے کہ اگر ایسا تصور بند ہے تو اس کو دور کرنے کا تصور بالکل نہ کریں یہ تصور فطری ہے دفع نہیں ہو سکا اور کوئی اس سے خالی نہیں۔

تحقیق (۲): یہ بھی ٹھیک جواب دیا تھا اور کہہ دیا جائے کہ نماز میں ضبط رکھیں۔ اگر ایسا نماز میں ہو جائے۔

تحقیق (۳): یہی معمول رکھیے کہ جہاں بوجھ کر ضبط کیا جائے ضبط نہ ہو تو معذوری ہے۔

حکال: مجھے ذکر میں پہلے تصور معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور) رہتا تھا اب تصور وحدت (صرف اللہ تعالیٰ کا تصور) خود بخود ہونے لگا ہے۔ لا الہ کیجئے ہوئے خود بخود قیام عالم نہیں ہے معلوم ہوتا ہے اور اسم ذات کے ذکر میں صرف ایک وجود کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ یہ حالت حضرت کے رنگوں کے سفر کے وقت سے شروع ہوئی اور اب آج کی تقریر سے اس میں بھرا اللہ ترقی ہے۔ حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اور خواہ حضرت نے مراقبہ وحدت الوجود سے منع فرمایا ہے اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ وہ بارہ عرض ہے کہ یہ حالت ذکر میں ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد اشیاء کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن دل کے یقین سے ہر چیز نہ ہونے کی طرح لگتی ہے۔

تحقیق: منع ان (لوگوں) کو ہے جن کے فہم یا محبت میں کمی ہو تم کو امر نفع معلوم ہو (لو) کرو۔

حکال: کبھی کبھی ذکر کی حالت میں دو صورتیں پیش آتی ہیں ایسی الفاظ کا لحاظ نہ کرنا دوسرے عدد کے سمجھنے کا لحاظ نہ کرنا اس صورت میں کیا کروں؟ ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: دونوں لحاظوں کو چھوڑ دیں جب تک ٹی ظہور لوٹا رہے صرف ذکر پراکتفا کریں۔

حکال: میں اکثر ذکر کرتے ہوئے جب سچ میں سانس لیتا ہوں تو اللہ حاضری اللہ باختری اللہ معی کہتا ہوں مگر اب وحدت کے غلبہ کی وجہ سے ان الفاظ کو طبیعت گراں (بھاری) سمجھتی ہے کیونکہ فی الجملہ اپنا حضور اپنی معیت بھی تصور میں ہوتی ہے کوئی اور الفاظ جو حضرت کے نزدیک مناسب ہوں ارشاد فرمائیں تو کہہ لیا کروں یا اگر یہی مناسب ہوں یہی کہتا رہوں۔

تحقیق: نہ اس کی ضرورت ہے نہ کسی دوسرے الفاظ کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت تصور اور نظر بد کا علاج

حکال: بندہ پر تقصیر حضور کے ارشاد عالی کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت کرتا ہے مگر کلام اللہ جس طرح پڑھنے کا طریقہ ہے اس طرح سے نہ پڑھنے سے طبیعت میں رنج و ملال رہتا ہے۔ لہذا بندہ حضور کی خدمت عالی میں

ادب اچھا کرتا ہے کہ تلاوت قرآن کے لئے کوئی خاص طریقہ ارشاد فرمائیں۔ بندہ ہمیشہ اپنی اصلاح نفس کے خیال و فکر میں رہتا ہے لیکن کثرت گناہ کے سبب سے ناکامی رہتی ہے۔ سب سے بڑا گناہ وقاقل اصلاح برے خیال و فکر بد ہے۔ چند دن روز سے اپنے کو اس میں ایسا زیادہ مبتلا پاتا ہے کہ جان سے باہر ہے یہاں تک کہ کوئی نماز بھی برے خیالات سے خالی نہیں اور ان کے دور کرنے کے لئے قسم قسم کی تریکب کر کے بھی ناکامیاب رہا۔ رات دن اسی فکر میں دل پریشان ہے۔ اب حضور کی دعا و خاص توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ لہذا بندہ مرہا قصور کے لئے کوئی علاج ارشاد فرمائیں۔ بندہ جہاں تک ہو سکے گا خدا تعالیٰ کے فضل سے کوشش پر چارہ ہے۔

تحقیق: قرآن مجید پڑھنے سے پہلے یہ تصور کر لیا جائے کہ اگر باحق تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ تم کو قرآن سناؤ اس فرمائش کی وجہ سے میں نے شروع کیا ہے پھر جب عودت کے دوران میں خیال میں کمی آجائے تو تلاوت بند کر کے پھر اس خیال کو (تازہ) کرایا جائے۔ جس وقت نظر بد کا دوسرا ہونو تصور کیا جائے کہ اگر اس وقت استاد یا پیر دیکھ رہا ہو تو میں یہ حرکت کبھی نہ کرتا اب جو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں۔

تحالی: سماعت قرآن کے بارے میں ایک بات قابل غرض یہ ہے کہ مجھے تلاوت کے وقت زیادہ اثر قرآن پاک کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ کبھی اس کی بلاغت و فصاحت تو ایسا بے قابو کر رہی ہے کہ گویا دل پھٹ جائے گا۔ ان وقت معانی سے تار محسوس نہیں ہوتا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تراویح وجہ سے وہ مسند جو امام صاحب سے منقول ہے کہ مجھی زبان میں قرأت (یعنی عربی میں قرأت نہ ہونے) کے جواز کی ایک وجہ یہ فرمائی کہ قرآن کے الفاظ اپنے حقیقی بلاغت و فصاحت کی وجہ سے معانی اور منہم کی طرف توجہ سے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جس وقت بلاغت قرآن سے دل بے قابو ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ قلب کو خاص تعلق ہوتا ہے اور محبت میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: امام صاحب سے تو یہ وجہ منقول نہیں بعض مستحقین نے اپنی رائے سے امام صاحب کے قول کی ایک توجہ کر دی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سالک کے ذہن مختلف ہوتے ہیں کسی وقت کلام لفظی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت کلام نفسی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے۔ سب پسندیدہ ہیں اور تربیت کے ذریعے ہیں۔

ذاکرین بالجہر کے ساتھ شمولیت

سوال: ابھی دوبارہ دو صاحبان حضرات مشائخ ان سلسلہ قادریہ والوں سے اتفاقا طاقات ہوئی۔ ان صاحبوں کا

یہ طریقہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھ کر بالکل بلند آواز سے ذکر جبر کرتے ہیں۔ ملاقات کے وقت عشا کی نماز کے بعد ان صاحبوں نے حسب معمول اپنا ذکر شروع کر دیا۔ اس وقت مجھ کو یہ خیال آیا کہ ابھی ذکر اللہ تعالیٰ سے جدا نہ ہونا چاہئے میں بھی بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو گیا لیکن میں نے ذکر کم جبر کے ساتھ کیا یہ کام اچھا کیا یا نہیں کیا۔

چٹائی بیا: اگر ان کا یہ ذکر بطور رسم نہ ہو تو آپ کی شرکت بھی ادب کی بات تھی۔

تحالف: جناب حافظ..... حضور سے بیعت ہیں۔ ان کے یہاں رسالہ الہاد بھی آتا ہے۔ دو عرصہ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میرے پاس آ کر ساتھ مل کر ذکر کیا جائے اور تہجد پڑھی جائے تو اچھا ہے۔ میرا اور ان کا مکان بالکل قریب ہے اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ فقط ہیں اور مسجد کے پیش امام ہیں۔ میں بھی نماز پڑھتا ہوں یا انچوں نمازیں ان کے پیچھے ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ساتھ مل کر ذکر اور ایک جگہ مسجد میں بیٹھ کر کر لیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: ان کے ساتھ مل کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر تیسرا شخص نہ شریک ہونے پائے ورنہ یہ بھی ایک رسم ہو جائے گی۔

تحالف: اور وہ جو عیب ساجات مقبول کے بدستور چل رہے ہیں۔ نماز میں اچھی طرح سے جی لگتا ہے۔ موت ہر وقت یاد رہتی ہے۔ کسی سے بولنے کو جی نہیں چاہتا ہے کہ شاید مگنا ہو جائے۔ کسی کی جانب سے کوئی حرم وغیرہ نہیں ہے۔ اپنی زندگی کو ناپاکہ تصور کرتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ شیخ برابر کرتا ہوں۔ یہ ضعیف حضور کی دعا کا محتاج ہے۔ امید ہے کہ حضور کی دعا سے میری بہتری کا راستہ نکل جائے گا ورنہ جی یہ چاہتا ہے کہ خوب شور اور فغاں بچاؤں زندوں کو رلاؤں یا بارے قراری کی حالت راتنی ہے۔ کبھی سکون ہو جاتا ہے زیادہ تر اپنے مگنا ہوں پر نظر ہے کسما کے رونگ کی خبر سننے سے دل میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور کسی کو خوشی حاصل ہونے سے ذرا براہ بھی مجھے خوشی نہیں ہوتی ہے لیکن رونگ سے بے چینی اتنی ہوتی ہے کہ بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔ بزرگوں کی دعا تیر بہدف کام دیتی ہے۔ مجھے تجربہ ہوا ہے کہ دعا میں بہت اثر ہے۔ اس لوگوں میں سے سب سے حقیر کو صرف دعا اور اس کے بعد اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو تاجدار اور حافظ..... جو حضور سے بیعت ہیں ساتھ ذکر و شغل کر لیا کریں یا نہ کریں۔ جو رائے عالی ہو وہی کیا جائے۔

تحقیق: سہارک ہو بہت اچھے حالات ہیں اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا اگر التزام اور اعلان کے بغیر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور حافظ صاحب کے علاوہ اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔

مراقبہ میں قیود خاص کا لحاظ رکھنا

سوال: مراقبہ کے وقت نیا، انقلاب و اثر پذیر شد میں آنکھیں بند کرنا اور خاص وضعت سے بیٹھنا مذکور ہے۔ آنکھیں بند کرنے سے میرا دل بہت گھبراتا ہے۔ آنکھیں کھلی رہنے سے نورانی حالات کے مطابق بیٹھنے سے کیسوی ہوتی ہے، اور سر جھکانے سے بھی دل گھبراتا ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ قیود و خیانات اور دساویں کو دور کرنے کے لئے ہیں جب وہ دوسرے طریقے سے بھی حاصل ہو سکیں تو ضروری نہیں ہیں لیکن اس میں یہ تردد ہوتا ہے کہ میرا حال تو بہت کمزور ہے مجھے تو اور بھی زیادہ قیود کی ضرورت ہے پھر ان قیود سے کئی گھبراہٹ کس بنا پر ہے۔

جواب: ان باتوں میں طبیعتیں پیدا کئی طور پر مختلف ہوتی ہیں۔ اکثر صغریٰ یا سوداوی (صہبیوں) کو قیود سے دشت ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان (قیود) کے ساتھ کمزوری بھی ہو جائے۔ کمزوری زیادہ قیود کو نہیں چاہتی ہے بلکہ وہ تو قیود کی کوکھا ہوتی ہے۔ قیود سے جو اصل مقصود ہے تاثر خیز کمزوری دہی کا برکاتی ہے۔

سوال: اکثر مرتبہ ارادے سے توجہ اور شغل سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو بغیر ارادے اور کام میں لگے رہنے کے وقت کیفیت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ کچھ میں نہیں آتی۔ ہوں تو یہ چاہئے کہ تباہی میں ارادے سے توجہ کرنے کی صورت میں مشغولی زیادہ ہو۔ اگرچہ وجہ معلوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن معلوم ہو جانے سے اطمینان ہوتا ہے۔

جواب: اس کا سبب وہی قیود سے دشت ہونا ہے۔ جب طبیعت پر توجہ اور شغل سے بوجھ پڑتا ہے تو پریشان ہونے سے جو کیفیت کیسوی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے وہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ سرسری توجہ پر کفایت کریں۔

سوال: میرے لئے زیادہ وقت شغل میں لگانا بہتر ہے یا لوافل (طلحات قرآن مجید میں) لگانا بہتر ہے۔
جواب: یہ فیصل میں زیادہ وقت لگانا بہتر ہے اور نہ ہی نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگانا بہتر ہے بلکہ آپ کے حال مزاج آپ کے لئے زیادہ مفید کر کے کثرت کرتا ہے اگرچہ بغیر شغل کے ہو۔

وظیفہ میں آنکھ بند کرنا

حکایت: دغائف خواہ کوئی ہوں جب تب میں آنکھ بند کر کے کیسوی سے نہیں پڑھتا اچھا نہیں معلوم، دغا اور آنکھ بند کر کے پڑھتا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آنکھ کھولنے میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اگر آنکھ کھل گئی تو فوراً بند کر لیتا ہوں۔ اس میں جو نقصان ہو ضرور اس کے بارے میں بتائیں۔

تحقیق: کوئی قصہ نہیں اگر اس میں کسی زیادہ ہے (تو) ایسا ہی نہیں۔

وظیفہ میں ضروری بات کرنا

سوال: درود شریف پڑھتے پڑھتے پور تو یہ مستغفر پڑھتے پڑھتے زمین میں بات چیت کرنا جتا ہوں جس میں جو حرج ہو اس سے حضور مظلوم کریں۔

جواب: ضرورت میں کچھ مضا لکھیں۔

لیٹ کر درود شریف پڑھنا

سوال: درود شریف دن میں مجھ سے نہیں ہوتا ہے لیکن میں مشاء کے بعد سوتے وقت لیٹ کر سورج درود شریف لازمی طور پر پڑھ جاتا ہوں تاکہ دن کی غلطی ہو جائے۔ اس میں جو نقصان ہو اصلاح فرمائیے درود شریف لیٹ کر پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

جواب: چہاں حرج نہیں بہت بھتر معصوم ہے۔

حق سبحانہ کا تصور

سوال: تصور جو کچھ میرے واسطے تجویز کریں بتائیں۔

جواب: ہمیں خاص تصور کی ضرورت نہیں بس تصور حقیقی۔ یعنی حضرت حق کا تصور چھٹی آسانی سے رہے گا لی ہے۔

فحال: یہ بات پڑھنا چاہتا ہوں کہ سب تصور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو کچھ رہا ہے تو خیال سامنے اور اوپر کی طرف سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سامنے اور نیچے سب طرف ایکٹ ہے یہ ہمیں اعتقاد کی علامت تو نہیں ہے۔

تحقیق: (نہیں) حضرت کی بلکہ علامت کی علامت ہے نظری بات یہی ہے جس کا راز یہ ہے کہ علو شان (شان کی بلندی) جلد کی بلندی کی فکر میں خیال میں آتی ہے۔

لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کو بغیر مخصوص

عدد کی قید کے ساتھ ملانا

سوال: لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کتنی بار پڑھنا چاہئے۔

جتنی بات کسی حد تک قید نہیں اور کبھی بغیر قید کے کہہ لیا جائے۔

حکال: مذکورہ پرچہ میں انگریزوں نے یہ کہہ چاکہ ذکر کر کے اثبات میں بھی کبھی رسول اللہ ﷺ اور اصحابہ و اہل بیت علیہم السلام کے آج بے بہت تکلفہ ہوئی ہے۔ اس پر حضرت امام نے یہ سوال کیا: "مفسرین و مفسرین کا خیال غیر اللہ کا خیال ہے نہ حضرت اللہ کا یہ خیال ہے کہ حضور ﷺ کا خیال غیر اللہ کا خیال نہیں کیونکہ آپ کا ہونا خیال ہونا ہے تو اس مشیت سے ہوتا ہے کہ آپ راہبر و رہبر ہیں اور خداوند مکتبہ کے لئے آپ ذریعہ ہیں آپ کا خیال تو کسی طرح توحید اللہ میں آکر رکاوٹ نہیں اور غیر اللہ کا خیال تو رکاوٹ ہے۔ غرض میرا خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کا خیال تصور غیر اللہ کا خیال تصور نہیں اور میں شیخ کا قول کے خیال کو بھی ہاتھ پاؤں دے کر توحید الہیہ میں آکر رکاوٹ نہیں سمجھتا ہوں۔

میری فرمائیں میرے خیال کی اصطلاح فرمائیں کیا میرا یہ خیال ٹھیک ہے۔ غلطہ اور اسی بات کیا ہے؟ اب نص یہ پوچھنا ہے کہ میرے اس خیال کے بارے میں حضور ﷺ پر درود بھیجتے وقت اقتباس کیوں ہوا ہے اور یہ حالت صرف ذکر کے وقت ہوئی ہے اور ہمیشہ نہیں بلکہ ہفت دن اور اس وقت خدا کے علاوہ اور کسی قسم کا خیال دل میں نہیں ہوتا۔

تحقیق: خیال خدا ہی کا رکھنے مگر حق رسول اللہ ﷺ کا بھی ادا کیجئے شہادت رسالت (رسول ہونے کی گواہی) اور و شریف کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حق کا اندازہ ہے اگرچہ اس وقت نہ ہو یہ خیال نہ ہو۔

ذکر جہر یا اضرب

حکال: ضرب میں مذکور ہے اور کائنات زبان اور خلق میں چلنے لگتے ہیں۔

تحقیق: ضرب فرمانہ کرنا ہے۔ قوت آئے تک (نہ نہ)۔

آثار سرایت ذکر

حکال: اب تصور سے مراد سے جس وقت ذکر کرتا ہوں اس میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آواز کے ساتھ ایک اور آواز شامل ہے اور اکثر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آواز کے ساتھ ایک دوسری آواز لگتی ہے جیسے یوں سے دوسری آواز لگ رہی ہے۔

تحقیق: آثار اللہ یہ ذکر کے رک و پے میں نہ جاننے کی علامت ہے۔

حکال: اکثر ذکر میں احتیاط کے باوجود اس قدر زور سے نکل جاتی ہے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ مرکز میں پردے ماروں عجیب حالت ہوتی ہے کہ اپنے دل کو اس وقت کیا کروں۔ تحقیقی: ذرا ٹھہر جایا کریں۔

نفی و اثبات کے ذکر میں خاص تصور کا انتشار کا سبب ہونا

سوال: اہل فن کی کتابوں میں نفی و اثبات کے ذکر کے وقت لا معبود الا اللہ یا لا محبوب الا اللہ لا موجود الا اللہ کا مفہوم ذہن میں رکھنا لکھا ہے۔ حضور نے چونکہ ذکر سکھاتے وقت اس کے بارے میں کچھ تذکرہ نہیں فرمایا۔ اس لئے طبیعت میں تردد رہتا ہے جیسا ارشاد ہو گل کیا جائے۔

جواب: میں اسی لئے نہیں بتاتا ہوں کہ اس سے اکثر انتشار ہوتا ہے اور جو اس میں جو فائدہ سمجھا گیا تھا وہ اس انتشار کے مقابلے میں کمزور ہے۔

ٹانخہ ہو جانے میں حکمتیں

حکال: تمنا یہ ہے کہ کبھی ٹانخت ہو۔ بعض آفتیں ایسی پڑ جاتی ہیں کہ ٹانخہ ہو ہی جاتا ہے۔ تحقیقی: کوئی حرج نہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں۔ اس میں بے چارگی کا اظہار ہے۔ اس میں دعویٰ کا ختم ہوتا ہے۔ اس میں جب کا علاج ہے لیکن جہاں تک ہو سکے سستی نہ ہو اور ٹانخہ کا بدل بھی کر دیا جائے اگرچہ راند تو آدھا ہی آئی۔

ذکر کے وقت آواز سنائی دینا

حکال: ذکر کے وقت نشاط کی حالت میں یہ شعر پڑھ رہا تھا ہے

بے را نظر کن کہ بہتر کس است ﴿﴾ گدا راز حق افشائے بس است

ترجمہ: ”برے کی طرف نظر کیجئے کہ پھر کون ہے۔ فقیر کو شاہ کی توجہ ہی کافی ہے۔“

اس کے جواب میں معلوم ہوا کہ کہا جا رہا ہے۔ گرم گرم۔ (کہ میں نے کر دیا میں نے کر دیا) اس کے بعد ایسا سرور پیدا ہوا کہ جو قمر میں لانے سے باہر ہے۔ حضرت! یہ آواز کیا حقیقت میں خوشخبری کے طور پر بھی یا یونہی خلیں پیدا ہو گیا۔

تحقیقی: دونوں احتمال ہیں اور دونوں پسندیدہ ہیں۔ پہلا تو ظاہر ہے ہی دوسرا اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ امید

شان ہے۔

حکال: یہ دوسرا تھا۔

تحقیق: اس کا احتمال نہیں۔ کیونکہ یہ وارد شریعت کے موافق ہے۔

حکال: حضور (کیا) ایسی حالت میں شیطان بھی اپنی طرف سے کچھ غلط نہ کر سکتا ہے؟

تحقیق: ہاں جبکہ وہ (وارد) شریعت کے مخالف ہو۔

حکال: اگر قلب کے اطمینان کے لئے ہے تو مجھ کو اپنی قلبی حالت پر اطمینان نہیں ہے جب تک حضور نہ فرمائیں کیونکہ میری عقل بہت غراب ہے کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر یہ جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کا ہزار ہزار شکر ہے مگر آئندہ کے لئے نہ معلوم کیا کیا گناہ سرزد ہوں اور نہ معلوم کس میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ مجھ کو یہ یاد ہے کہ "وَمَا آذِرْنِي مَانِعُنِّي" (کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا)۔

تحقیق: یہ خوف میں اذیت ہے۔

ذکر کے وقت روشنی نظر آنا

حکال: ذکر کے وقت ایک سفید اور خوشگوار روشنی نظر آئی مگر بھی کی طرح بہت جلد غائب ہوئی۔ یا میں طرف ہلکا ہلکا بجلی اور اس کی روشنی میں بہت فرق تھا وہ کیا چیز تھی۔

تحقیق: دنیا کے عالم یا فرشتوں کے عالم کا نور ہو دھول ہو سکتے ہیں اور دونوں کا پسندیدہ ہیں۔

حکال: اسی دوران مجھے لمبے لمبے موتی کی طرح مختلف رنگ کی روشنیاں ایک جگہ نظر آئیں جو معلوم ہوا کہ کسی انگوٹھی کے تھیلے ہیں مگر انگوٹھی فخر نہیں آئی اور ایک میں مختلف رنگ سرخ سبز سفید تھے کیا یہ دماغ کے کرسٹے تھے یا کچھ اور بات تھی۔

تحقیق: خود مراد (پتلے کہہ چکا ہوں)۔

ذکر میں غنودگی آنا

حکال: آج کئی روز سے کسری صبح کو جس وقت اسماء کے دروازہ کھلتا ہے تو غنودگی ہی معلوم ہوتی ہے یہ سن کر کہ تھیں ہاتھ سے مگر جاتی ہے کیا یہ غلبہ شینہ ہے یا ضعف دماغ اعلا سے مطمئن فرمائیں۔ لیکن ضعف دماغ کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ آج صبح بھی غنودگی آئی تو معلوم ہوا کہ حضور نے بندہ کے منہ میں کوئی چیز سفوف کی طرح کی حمایت فرما کر رشا فرمایا کہ "الوحی یہ متوکی چیز تم کو دی۔" اتنے میں غنودگی چھوٹ گئی پھر اسماء ذات شریع

کیا اختتام تک بظلمہ تعالیٰ حضور کی مہربانی سے پھر غنودگی نہیں آئی۔

تحقیق: (یہ) غنودگی ہو یا ذکر کے اثر سے غفلت دونوں ہو سکتے ہیں اور اس واقعہ کے بعد خواب کی طرح کے نیند نہ آنا ایک درجہ میں پہلی بات کی ترجیح کا موجب ہے۔ واللہ اعلم

اذان کے وقت ذکر

سوال: اذان ہوتے ہوئے ذکر سے رک جانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: رک جانا بہتر ہے۔

کسی نمازی کے پاس ذکر جبر کرنا

سوال: کسی نماز پڑھنے والے کے پاس ذکر جبر کیا جائے ہلکی آواز سے کیا جائے۔

جواب: اتنا جبر نہ کرے کہ نماز پڑھنے والے کو پریشانی ہو یا دوسری جگہ دور چلا جائے۔

ذکر کے وقت کلام کرنا

سوال: ذکر کرنے والے کو اگر کوئی شخص بلائے تو اس کے ساتھ کلام کرے یا نہیں؟

جواب: (کلام کرنا) جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی مہمان آجائے تو ذکر بند کر کے اس کی مہمان نوازی کرے یا نہیں۔

جواب: جس طرح مناسب سمجھے۔

شیخ کی مجلس میں ذکر

سوال: ظہیر کے بعد حضور کے پاس بیٹھنا اچھا ہے یا اسم ذات پڑھنا اچھا ہے۔

جواب: کیا یہ دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے کہ پاس بیٹھے بیٹھے اسم ذات میں مشغول رہو لیکن جس وقت

میں کوئی بات کروں اس وقت خاموش ہو کر اس کو سنو۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا

لَهُ وَانصِتُوا﴾ قال وفي حكمه كل مواضع ﴿جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جب قرآن پڑھا جائے

تو خاموش رہو اور قرآن سنو" یہی حکم ہر وعظ کا ہے۔﴾

با وضو ذکر کرنا

حکال: اور ایک آدھ مرتبہ بے وضو ذکر کیا تو دم سمجھنے لگا اور بالکل خفاف و خفاف معلوم ہوا اور ذکر کرنا

باقی معلوم ہوا۔ بے ہوشی نہیں گنا چنانچہ اب با وضو ذکر کرتا ہوں جس سے دلی کی کشادگی اور خوشی ہوتی ہے۔
تحقیق: قلوب کا مضمی ہو جانا مطلوبہ حالت ہے۔

تکثیر ذکر

حکال: حضرت اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے بعد نشاط معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حکال: اور مجی یہ چاہتا ہے کہ دن بھر ذکر ہی کیا کروں پڑھنا چھوڑ دوں لیکن اس (پڑھنے) سے اتنی محبت ہے کہ
انشاء اللہ پھوڑوں کو نہیں۔ ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ پڑھانے کی اتنی محبت ہے کہیں یہ بھی نیکس کی شرارت تو نہیں۔
تحقیق: وہ شبہ جو کسی (نیکس) سے نہ ہو اس کا اعتبار نہیں ذکر فرض کریں۔ سایہ ہو بھی تو خود نیکس کے ذالی حسن
کی برکت سے عارضی شر خود ختم ہونے کا شین جتنا ہونے کی نیت نالہیں رکھیں اور نیکس کا ارادہ نہ رکھیں۔

سلطان ال ذکار کے آثار

حکال: آج رات تہجد کے وقت کی مرتبہ قلب میں سننا بہت معلوم ہوتی تھی اور اب معلوم ہوتا تھا کہ سارے
بسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار رونا آتے لگا۔ میں بہت متنبہ کرنا چاہتا تھا مگر نہیں
رک سکا تھا حتیٰ کہ روتے روتے ہلکی بندھ جاتی تھی اور آکر بند ہو جاتا تھا۔ دو تین منٹ تک بے حد رونا آتا تھا
جب ذرا کم ہو جاتا تھا تو پھر ذکر شروع کر دیتا تھا تو پھر اسی کیفیت ہو جاتی تھی۔ غرض دو تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔
رونے کے وقت اس شعر کا شعور ہو جاتا تھا۔ اور اس میں ترقی ہو جاتی تھی۔

شہد امن نہ نصیب نہ نیست گردے ۛۛۛ سنن اشک از نظرم بر گزرے نیست کہ نیست

ترجمہ: "نیم کی جگہ سے حیرے دامن پر خوار نہ لگے۔ اس لئے میں نے سارے راست پر اپنی

آنکھوں سے "سوزوں کا سیلاب بہا لیا ہے۔" (یعنی تاکہ تیرا دامن نہ کھوے نہ ہو اس لئے میں نے

تیرے راستے پر آنسوؤں سے چھڑکا دیا ہے)۔ (مشیر دیوان صفحہ ۷۹)

تحقیق: مبارک ہو یہ سلطان الادکار کے آثار میں سے ہے۔ جو کہ ایک بلند مراتب ہے۔

وقت کی پابندی

حکال: حضرت جی رات کے وقت کی جو نصیم ہے اگر شب ہی کو ادا کی جائے تو قلب میں ایک مزہ حاصل ہوتا

تعلیم فرمایا۔ اس سے بہت نفع ہوا اور اس سے پہلے زبانِ تالو میں لگا کر اسم ذات کا تصور (تعلیم فرمایا) اس سے بھی بہت نفع ہوا۔

حقیقۃً: نفع تو تسلیم ہے مگر بڑی بات یہ ہے کہ وہ نفع خاص خود مقصود ہے یا کسی دوسرے کی وجہ سے مقصود ہے تمام حالات کا فیصلہ اسی تحقیق سے ہے۔

تحال: اس کے بعد یہ تعلیم فرمایا کہ زبانِ تالو میں لگا کر ذرا جسم کو حرکت دے کر یہ تصور کر کہ تمام جسم اور تمام چیزیں ذاکر ہیں۔ اس تصور سے ایک ذوقی حالت تو یہ پیدا ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حق کے حضور میں حلقہ باندھے ہوئے تمام عالم حمد و ثنا کر رہا ہے۔ مگر دوسری (حالت) جو پیدا ہوئی وہ نہایت فطریہ ایک اپنی استعداد سے غائب باہر وہ یہ کہ ایسا خیال جم گیا کہ ہر چیز درخت، پتھر نباتات میں انہیں (اللہ تعالیٰ ہی) کا ظہور اور ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کا کام لگا اور یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز رکھ رکھی ہے۔ پھر اس پر مواجید (وہد کی کیفیات و حالات) پیدا ہوتے تھے بہت ڈرا کہ کہیں کسٹریکٹ نہ ہو جائے اور بے ادب نہ ہو جائے یہاں تک جوش تھا کہ حج میں (ری) کرنے میں یہ معلوم ہو کہ آواز آدھی ہے کہ جہاں طواف کیا اور بڑا دیا وہ بھی ہماری ہی شان تھی اور یہ بھی ہماری شان ہے۔ (کیا غیر کو غیر کو نقشِ غیر) اگر ہمارے طالب ہو تو دونوں شانیں اختیار کرو۔ (ری) کرتا جاتا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا اور ہڈیاں چور چور ہوتی جاتی تھیں۔ ری کے بعد بھی تقریباً ایک گھنٹہ تک یہی حالت رہتی تھی۔ مسلسل تین روز تک حتیٰ کہ قرآن شریف کی تلاوت میں خود ہی شکم خود ہی مخاطب نمود باللہ جہاں شیطان سے مکالمہ ہے اور مردودیت وہاں بھی۔ مگر چند روز میں (وہ حالت) مٹ گئی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش کم ہو گیا اور اس پر مواجید بھی جاتے رہے مگر خیالی حالت ابھی ہے۔

حقیقۃً: ان سب میں وہی فیصلہ جاری ہوگا۔

تحال: اور یہ (بھی) تسلیم فرمایا کہ چاروں حواس بند کر کے آواز کا تصور کر بہت تھوڑی دیر مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ٹیکس ہو سکا۔ جب پہلی مرتبہ حضور کی قدم پوی سے مشرف ہوا تو یہ بھی عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے اگر جی چاہتا ہو تو صرف کان بند کر لیا کرو جس کو چند روز کترین نے کیا اس سے بھی آنکھ پر بہت زور پڑتا تھا اور آنکھ بہت سی کمزور ہے جب سے خراب ہو گئی ہے لہذا اس کو بھی چھوڑ دیا۔

حقیقۃً: (آپ نے اچھا کیا)۔

تحال: مگر چند ہی دنوں میں ذیک ہلکی سی آواز آنے لگی تھی۔ اب یہاں ایک ہفتہ سے شب و بغیر کان بند کئے ہوئے اور بغیر تصور کے اور خیال کے وہی آواز سنائی دینے لگی اور تین دن سے تو بہت زور کی آواز آتی ہے رات

بھر رہتی ہے اور دن کو بھی کسی وقت محسوس ہوتی ہے مگر ابھی تک کمترین اس کی صرف مختاسب نہیں ہوا اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔

تحقیق: اگرچہ یہ آواز بھی لکھتی (فرشتوں کے عالم سے): دلی ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے آخر ناسوتی (دن کے عالم سے) ہوتی ہے جس کا جب دماغ کی فکری اور قوت متحیل ہے۔

حَال: حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پیسے آواز آئے گی پھر اس میں معافی پیدا ہوئے۔

تحقیق: (یہ قاعدہ) کلیہ میں سمجھی ایسا ہوتا ہے مگر بہت کم اور آپ اس کا اظہار نہ کریں۔

حَال: اور یہی آواز جب بند ہو جاتی ہے تو مجھ کو اختلاف (دل کا گھبرنا) ہونے لگتا ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ اس آواز کے مقصود ہونے کا وہم ہے یا دوسرے کی وجہ سے مقصود ہونے کا وہم ہے اور یہ وہم باطل ہے۔

ذکر کی محبت

حَال: ذکر سے قلب بے حد مانوس ہے۔ خواب وغیرہ حالات شرارت کی طرف بالکل توجہ نہیں صرف ذکر ہی مقصود ہے۔ مگر ابھی تک مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) حاصل نہیں۔

تحقیق: مذکور حاصل ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کام کرنے کے باوجود بھی خود کو اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچا ہوا سمجھے۔

حَال: عرض یہ ہے کہ کبھی دل میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ تندرستی عطا فرمائیں تو دن رات اللہ تعالیٰ کی یاد کروں گا اور کسی سے بات نہ کروں گا اور احکام شرعی پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ خدام کے لئے یہ خیالات نفع والے ہیں یا نقصان والے شیطانی دوسرے یا اللہ کی طرف سے ہیں۔

تحقیق: بالکل نفع والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

استغراق سے ذکر و فکر کا افضل ہونا

سوال: ذکر فکر اور استغراق ان میں کون سی حالت اوچھی اور افضل ہے۔

تحقیق: ذکر و فکر میں توازن ملتا ہی نہیں اور استغراق سے وہ دونوں افضل ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں اور ان میں ترقی ہے۔

بزرگوں کے مزار کے پاس مراقبہ

حکایت: انگلو میں حضرت مولانا قدس سرہ کے مزار پر ایک بات معصومہ ہوئی تھی پہلے تو میں نے اس کو خیال سمجھ کر
حالاً مگر چند وجوہوں سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میرے قلب پر بار بار غاصضا ہوتا ہے کہ حضرت سے عرض
کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ غاصضہ صحیح ہے۔

حکایت: دوسرے جب میں حضرت کے مزار پر مراقبہ کر رہا تھا اس وقت وہاں مولوی صاحب بھی تھے۔ جب
میں فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت کی تمام تر توجہ میرے اوپر تھی۔

تحقیق: یہ غاصضا کمزور تھا۔ میں دونوں کو مشورہ دیتا ہوں (ان سے بھی کہہ دیا جائے) کہ ان باتوں کو کچھ نہ
سمجھیں یہ حال کے اعتبار سے تو خوشی کا سبب ہیں لیکن دل کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔ اس میں اکثر تو خیال
کی ملاوت ہو جاتی ہے پھر ان کی طرف توجہ کرنے سے ان پر اعتماد ہونے لگتا ہے۔ جب حالات ایسی کوئی چیز نہیں
تو نیومات تو کسی شہر میں نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات محسوس ہو تو اس کا اظہار جلدی نہ کیا جائے جب تک کہ روز تک
نہیں۔ دونوں کو یہ نصیحت ہے اس عمل سے یہ قسمیں کم ہو جائے گا یہ بات ہی زیادہ محفوظ ہے۔

حکایت: اس بات سے اس امر کی تائید ہوئی جو میں نے وہاں معصوم کیا تھا۔ میں حضرت کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر
ذکر کرتا ہوا مراقبہ ہوا اور وہی تصور کیا جو حضرت کی ربانی ساقی کا حق تعالیٰ کو قائل سمجھے اور قلب شیخ کو خزن
(خزانہ) سمجھے۔ کچھ دیر میں غیبت کی حالت طاری ہوئی۔ حضرت شیخ کو عمدہ لباس و صورت میں اپنی طرف
مواقب اور متوجہ دیکھا (یہ بات بھی قائل عرض ہے کہ میں جب مزار پر گیا تو یہ دعا دل میں کر رہا تھا کہ حق تعالیٰ
سوائے ان کی نسبت مجھے عطا فرمائیں اس سے پہلے غلو کی حالت میں یہ دیکھ کہ جناب والہ نے میرے دل میں
دو نورانی ستون قائم فرمائے اور فرمایا کہ ایک ستون مولانا گمنامی کا ہے اور ایک ستون مولانا محمد کا مہم صاحب کا
ہے۔ اس دن سے یہ یقیناً ہوا کہ مولانا کی کامل نسبت حاصل ہو) عرض حضرت کو متوجہ پایا پھر حضرت نے سر
اتھ کر فرمایا کہ ظلیل میرے ہیں اور اشرف میرے ہیں دونوں سے تم کو برابر فیض ہوگا نسبت تم کو حاصل ہے
(صرف) ذکر کی کثرت اور گناہوں سے بچنے سے راح کرنے کی ضرورت ہے چونکہ ان باتوں کا طرز میرے
ذیل کے خلاف ہے اس لئے میں اس کو خیال نہیں کہہ سکتا واقعہ سمجھتے ہوں آئندہ جو شاد دالا ہو۔

تحقیق: ہاں ایسے واقعات ہوتے ہیں ہونا ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحیح کر دیں۔

ٹھہرتے ہوئے ذکر کرنا

حُتَّان: اگر ایسی حالت میں (یعنی نیند کے غلبہ میں) نیکل کر تعداد پوری کر لیا کروں تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔
تَحْقِیْق: کچھ حرج نہیں لیکن جب نیند ختم ہو جائے پھر بیٹھ جانا چاہئے۔

تعیین وظائف

حُتَّان: سب نمازوں سے زیادہ صبح کی نماز میں دل لگتا ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ خوب رات سے اٹھوں وغیرہ
وظائف پڑھوں چنانچہ یہ ہی کرتا بھی ہوں مگر عقیدہ کوئی مستغنی نہیں اپنی بے معنی تہذیب سے کبھی کبھی کچھ پڑھتا ہوں۔
تَحْقِیْق: قصد اسبیل سے معین کر لیجئے۔

مراقبہ موت و مابعد الموت

حُتَّان: حضرت نے جو مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد مراقبہ) کا ارشاد فرمایا ہے یوں تو اکثر اوقات موت کا دھیان رہتا ہے مگر جب کبھی تھوڑا بہت بھارتی ہوں تو ہر وقت ہی اپنی موت کا دھیان رہتا ہے اور یہ خیال کر کے بہت پریشان ہوتا ہوں کہ اگر اس مرتبہ تیرا وقت آ گیا تو کیا ہوگا اسے شخص! تو نے تو کوئی بھی بھلا کام دنیا میں نہیں کیا اور ہمیشہ نافرمانی کی لار طاعت سے منہ موڑا اور تمام عمر غفلت ضائع کی تو دوزخ سے کس طرح رہائی پاسکتا ہے۔ حضرت! یہ خیال ہر وقت قلب میں بجا رہتا ہے اور ایک خفتان (دل کا تیز دھڑکنا) اور بدخواہی اور اختلاج قلب سا ہو جاتا ہے اور دنیا کی کسی طرح کی نعمت دیکھنے کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا اور اس حال میں پریشان رہتا ہوں کہ ہائے تو نے کچھ نہیں کیا اور اب تیرا وقت آ گیا اب کیا کر سکتا ہے عذاب آخرت سے کس طرح نجات پائے گا۔ یہ ایک خیال ہی نہیں ہوتا بلکہ حقیقی طور پر پکا یہ یقین ہوتا ہے کہ واقعی تو نے کچھ نہیں کیا اور تیرا وقت آ گیا اور اس وقت اپنی عبادت وغیرہ کا وہم بھی نہیں گزر رہا صرف اس کی رحمت کے بھروسہ پر جی جاتا ہوں یہ حالت بری تو نہیں ہے۔

تَحْقِیْق: عین مطلوب ہے لیکن اگر اس کو جان بوجھ کر ذہن میں لانے سے کسی جسمانی مرض کے ہونے کا خوف ہو تو روزانہ نہ کریں کبھی کبھی جب غفلت محسوس ہو کر لیں۔

حُتَّان: جب مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد کے مراقبہ) میں بیٹھتا ہوں اور ہر روز واقعہ

صرف خیرا کرنا ہوں تو ہر ایک واقعہ کی ایک صورت ذہن میں آتی ہے مثلاً بہشت کی لذت دیکھیں ہاں وہ غیرہ اور ایسا ہی دوزخ پر صراط میزان، حساب و شفاعت، نامہ اعمال، نشر و نشر اور منکر نکیر کے سوا کچھ کی بھی ایک صورت ذہن میں آتی ہے لیکن ان کو مقصور نہیں سمجھتا ہوں۔ مقصور وہ صرف رضائے سوال ہے۔

تحقیق: یہ سب مقصور ہے کیونکہ عقل سے دل نہیں ہے۔ پھر اس مقصور سے مقصور رضائے حق ہے۔

حالات: مراقبہ موت میں آپ تک دل نہیں لگتا جب مراقبہ میں بیٹھا ہوں تو آنکھ بند کرتے ہی سامنے مختلف قسم کے رنگ سے معلوم ہوتے ہیں بہر طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ایک دن مراقبہ کرو ایک دن نامہ کرو۔

ذکر میں اضافہ

حالات: ہم ذات کا معمول بعد نماز فجر بجائے دو ہزار کے تین ہزار کر دیا ہے اور ایسے ہی بعد عصر اور اگر کسی روز زیادہ پڑھنے کو دس بارہ ہزار تک جی چاہے تو کیا حکم ہے۔

تحقیق: پڑھنے اور اس سے زیادہ کو اپنے ذمہ لازم نہ سمجھتے اور جب کچھ دن بعد امید دوام ہو جائے تو دل زہر کر جاتا ہے۔

ذکر سے مناسبت میں فرق

حالات: دوسرے یہ کہ کبھی کبھی جب آنکھ معمول سے پہلے کھل جاتی ہے تو تہجد کے بعد بارہ تسبیح بھی پڑھتے ہوں اور معمولاً ہم ذات چار ہزار بار پڑھتا ہوں جب بارہ تسبیح پڑھتا ہوں جب طبیعت میں ایک قسم کا سرور محسوس ہوتا ہے جو ہم ذات پڑھنے کے وقت نہیں ہوتا کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ بارہ تسبیح کبھی کبھی پڑھی جاتی ہے اور ہم ذات اذان یا کوئی دوسری وجہ ہے۔

تحقیق: ہر شخص کو جد از ذکر سے مناسبت ہے یہ خاصیت طہرائی کا اختلاف ہے۔

وطائف کی اجازت کا مطلب

سوال: اور وہ و طائف کے لئے بزرگوں سے اجازت لینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اور کوئی دو قسمیں ہیں۔ ایک بس کا تعلق شلوک سے ہے۔ اس میں اجازت اس لئے ہے کہ اور کوئی قطعاً صحیح کردہ اور دو مالک کے حاس کے مناسب ہوں لیکن اس (یعنی قسم) کے لئے اجازت طلب کرنے کا

عنوان (انتیار کرنا) صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ دہم پیدا ہوتا ہے کہ طالب خود (دراو کو) تجویز کرے پھر اجازت چاہے بلکہ اس عنوان سے پوچھا جائے کہ آیا یہ (ورد) میرے حال کے منسوب ہے یا نہیں ہے۔
 دوسرے وہ افراد ہیں جن کا تعلقی سلوک سے نہ صرف آخرت میں ثواب حاصل کرنے کے لئے پڑھے جائیں۔ اس میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں صرف اتنی بات ہے کہ اجازت دینے والے کی خدمت میں خوش کرنے سے مقصد اور اس کی صحیح ہے (کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں) اور اجازت لینے کے لئے پیش نہیں کرتا ہے۔

ذکر سے آرام لینا

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کثرت ذکر و تلاوت سے دماغ اور زبان دونوں میں تھکن پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکی صورت میں کیا فعل رکھا جائے جیسا ارشاد ہو مکمل کیا جائے۔
 جواب: آرام (کیا جائے) کیونکہ مستقل دوسرا فعل مثل فکر بھی اسی تھکن کا سبب ہوگا اور یہ آرام اگرچہ صورت کے اعتبار سے غفلت ہے مگر چونکہ اس سے مقصود ذکر کی تیرہی ہے اس لئے یہ ذکر کے حکم میں ہے مالم کی نیند کو عبادت اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

مراقبہ میں تصور قبر

تخلال: کس مراقبہ کی حالت میں جب قبر کا تصور کر رہا تھا تو تصور میں معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے اندر بہت سے چھوٹے چھوٹے درخت اُگھڑ آتے ہیں اور ہر ایک میں سفید پھول لگے ہیں یہ کیا معاملہ تھا۔
 تحقیق: ممکن ہے کہ خیال کا تصرف ہوا اور ممکن ہے کہ اعمال کی صورت مثالیہ ہو۔

حیض کے زمانے میں تلاوت قلبی کرنا

سوال: گھر میں سے (یعنی البیہ) حنفیہ ۱۵ سے نیت ہیں۔ بخلہ عالی حضور والا کی توجہ سے نماز روزہ کی پابند ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کبھی کرتی ہیں آدھا پورہ روز پڑھتی ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی تسبیح بھی پڑھتی ہیں بہشتی زیور بھی پڑھتی ہیں۔ کچھ صورتیں حفظ کرتی ہیں۔ جس زمانہ میں نماز معاف ہے (یعنی حیض کا زمانہ) اس وقت مجھ سے پوچھا کہ کیا ہم کو جو حفظ ہے اسے پڑھا لیا کریں۔ میں نے منع کر دیا تو اس زمانہ میں وہ سورتیں جو جوتی ہیں عہد بار و برکت عمت سے یاد کرتی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ہماری طرف سے مکہ و حبشہ ارشاد ہوگا قلیل کی جائے گی۔

چچا اپنے ان سے کہنے لگا: ان کو بلائے بغیر دل میں ان سورتوں کو پڑھنا کر رہیں۔

سب اور اوکا نفع ہونا

سوال: درخواست ہے کہ وہ فرمائی جائے، اگر آٹھ اجازت ہو تو اور کچھ پڑھوں یا وہی پڑھوں۔
جواب: اگر اور کچھ پڑھنے کو تیار کیا جائے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا یہ دو انہیں تو ہیں نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کی ایک خاصیت ہو ایک سے نفع نہ آو اور دوسری بدی دی۔

ذکر زیادہ کرنے میں دل کی رغبت کا لحاظ رکھنا

مثال: بارہ شیخ کے علاوہ کبھی تو ذکر اسم ذات کرنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی درود شریف، راستہ فطاری طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ کیا پڑھنا چاہئے؟
تحقیق: شرماء میں لکھ لیا کہ کسی رغبت زیادہ ہے اس اسی جسد (جھٹک) میں اسی میں وقت پورا کر دیا۔

مبتدی کو دل لگنے کے اہتمام کا مفید ہونا

سوال: مشہور ہے اور حضرت کتب میں بھی ہے کہ نحر کی نماز جس جگہ پر پڑھی جائے اسی جگہ پر قلاب لگنے تک بچھا رہا اور ذکر وغیرہ کرنا افضل اور زیادہ، عت تو اب ہے۔ جہذا اس پر پابندی کی جائے۔ مسجد سے مکان پر ذکر تہائی میں ذکر کرنا بہتر ہے۔

جواب: مبتدی کو فضاں مسجد کے مقابلے میں دل زیادہ لگنے کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے۔

ذکر میں اذان کا جواب دینا

مثال: کبھی ذکر میں نحر کی اذان ہو جاتی ہے تو طبیعت ذکر بند کرنے کو نہیں چاہتی لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اذان کے جواب کی بہت نصیحت ہے اس لئے ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟
تحقیق: (اذان کا) جواب ہی دیا جائے اور اس کو ذکر میں رکاوٹ نہ سمجھا جائے سنن کی برکت سے ذکر کا سعدن (خزانہ) منور ہوتا ہے تو اس سے ذکر میں زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔

جو معمول منقول ہو جو منقول نہ ہو پر چند روزہ کی ترجیح کی حکمت

مثال: ایک شیخ درود شریف (حضرت مرشدی مولانا محمود حسن دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا تھا کہ بھائی حضرات

چشتیہ کا معمول یہ درود تو یہ ہے "اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک"۔ اب تجھے اختیار ہے کہ یہ پڑھے یا درود ماثور۔ اکثر کا معمول درود چشتیہ رہا ہے باوجود اس اعتقاد کے کہ افضل ماثور ہے مگر محض اس وجہ سے مطلقاً اسے اختیار کیا کہ وہ حضرت مرحوم نے بطور تلقین ارشاد فرمایا تھا اور حضرات سلف چشتیہ کا معمول فرمایا تھا انہیں اسی میں دیکھا کہ اسے اختیار کر لوں۔ اور اور سے تحجیر بھی تھی اب جو ارشاد ہوگا تعمیل کروں گا۔

تحقیق: معمول کو نہ بدلا جائے اگرچہ خور ماثور افضل ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے کبھی دوسری صورت کو تجویز کر لیا جاتا ہے وہ عارض ایک مسموم ہے یعنی اس کو حدوث (نیا ہونے) میں بھی داخل ہے اور جانا (باقی رہنے) میں بھی اور ایک عارض عدت کے بعد پیدا ہو گیا ہے پہلا عارض یہ ہے کہ ہم میں اہلیت اصل کی نہیں وہ اہلیت پیدا کرنے کے لئے دوسرے طریق غیر مکمل کو اختیار کیا اور یہ ایک دلیل (باریک) تو وضع ہے جس تک اہل ظاہر کی رسائی نہیں پھر شیخ تو وضع کے دسوخ اور اہلیت کے وجود کو دیکھ کر افضل کو تجویز کر دیتا ہے یا تجویز کی اجازت دے دیتا ہے اور عارض ثانی یہ ہے کہ عدت کے بعد معمول میں دوام کی برکت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تبدیل میں جلدی نہ کی جائے۔

آثار دعاء

عجالتاً پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کئی دن سے گھر میں روپیہ پیسے کی بے حد تنگی تھی اور بہت ہی تکلیف تھی۔ میں نے اپنا حال رب العزت کے علاوہ کسی سے ظاہر نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت مولانا عبدعلہ العالی سے بھی عرض نہیں کیا۔ پرسوں ترسوں کا ذکر ہے کہ میں رات کو تہجد کے نوافل ادا کرنے کے لئے اٹھا وضو کر کے نوافل سے فارغ ہو کر بارہ تسبیح کا ذکر کیا پھر فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن شریف کی تلاوت کی اور مناجات مقبول پڑھی۔ اس وقت میرے علاوہ کوئی آدمی نہیں تھا میں نے اس وقت تنگی رزق کے بارے میں ہاتھ اٹھا کر اللہ پاک سے عرض کیا۔ دعا مانگ چکا تو اپنی چادر کے اوپر دو کاغذ کے ٹکڑے پڑے ہوئے پائے۔ اس چادر کو اوڑھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کاغذوں کو دیکھا تو معلوم کہ پانچ پانچ روپیہ کے نو نوٹ ہیں۔ صبح تنہائی میں حضرت مولانا مسلم رحمہ سے تمام واقعہ عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تمام واقعہ حضرت مولانا کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کر دو۔ جب تک جواب نہ آئے ان کو اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی طرح ان روپوں کو اپنے خرچ میں خرچ کر لوں یا نہیں ان دونوں کا کیا کروں جس طرح حکم ہو عمل کروں گا۔

تحقیق: واقعہ کی حقیقت کے پیچھے مست پڑا کہ بے ضرورت ہے بلکہ نقصان دہ ہے احکام شرعیہ پر عمل کرو۔ وہ حکم یہ ہے کہ جس مال کا ٹانگ معلوم نہ ہو غریب آدمی کو اس کا خرچ کر لینا جائز ہے تم خرچ کرو اور کسی سے ذکر مت کرو اور کیونکہ لفظ (مگر) بڑی ملنے والی چیز) بھی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اس لئے اس کا شکر کرو اور دعا ہمیشہ مانگتے رہو۔

زمانہ محدود تک کے لئے معمول میں اضافہ کرنا بھیجشی کے خلاف نہیں ہے
حکال: رمضان شریف میں پانچویں کی وجہ سے فرصت ہوئی اس لئے خیال ہے کہ ہم ذات کی تسبیح زیادہ کر لیا کروں۔

تحقیق: بہت ہی اچھا ہے۔
حکال: لیکن بعد میں بھیجشی کی امید نہیں حضور جیسا مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔
تحقیق: کچھ خرچ نہیں یہ بھیجشی کے خلاف نہیں کیونکہ شروع ہی سے بھیجشی کا ارادہ نہیں ہے۔ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ کے اعمال رمضان میں زیادہ ہو جاتے تھے۔

تکثیر تلاوت

حکال: توجہ کل اعضا کا حسب ذیل معمول ہے تہجد کی نماز اس کے بعد بارہ تسبیح، فجر کے بعد اہم ذات تین ہزار مرتبہ قرآن شریف کی ایک پارہ تلاوت منزلی قربات عن اللہ و دعا حزب النحر و شجرہ طیبہ کے ساتھ مغرب کی نماز کے بعد درود اہم ذات تین ہزار مرتبہ و مراقبہ موت و بعد الموت عشاء کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفر اللہ الخ اور سورہ مرتبہ درود شریف اور ہر پانچ نمازوں کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے یہی معمول مگر یہ بھی ہے مگر یہاں (یعنی خانقاہ میں) صرف تلاوت کلام اللہ شریف تین چار پارہ تک کر دی ہے اور زیادہ کی ہمت نہیں ہے۔
ذیل میں چند امور قابل اصلاح لکھتا ہوں۔ خدا جانے کیا بات ہے کہ مجھے ذکر سے بہت ہی کم مناسبت ہے اور تلاوت کلام اللہ سے بہت رغبت ہے اور بہت افس بڑھتا ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ اور اذکار کو کم کر کے تلاوت کلام اللہ شریف جس قدر ہو سکے کیا کروں چونکہ ضعیف الجوش ہوں اس لئے یہ خیال ہے کہ ایک منزل روزانہ ہو جایا کرے تو قیامت ہے۔ اگر اجازت ہو تو یہ کر کے دیکھوں شاید حضرت ولہا کی دعا کی برکت سے بھیجشی حاصل ہو جائے ورنہ اپنی کمزوری کی گودیکھتے ہوئے تو امید نہیں۔

تحقیق: بہت مناسب ہے اصل مقصود حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہے خواہ ذکر سے دیا طاہرات سے ہو۔

مراقبہ نیت

تحال: مراقبہ نیت کے تصور سے بھی معلوم فرمایا جائے۔

تحقیق: نیت اہل کی دیکھ لو کہ میری نیت غیر طاعت کی ہے نہیں۔

ذکر حق کا قلب میں دھکی نہ ہونا

تحال: حضرت اہل: ایک چیز کی غرض سے طلب ہے مگر وہ ہاتھ نہیں آتی۔ دوسرے ذکر حق قلب میں ایسا پیرت ہو کر جو لئے کی کوشش بھی کرے تو بھول نہ سکے اور غیر کے خیالات قلب میں ناممکن ہو جائے۔ غالباً اس کے لئے چلہ نشی اور خلوت نامہ (پوری تہذیب) کی ضرورت ہوئی مگر یہ تو قاعدہ اور قانون کی بات ہے اور مجھے حضرت اہل کے فوض و بیگات سے یہ امید ہے کہ راستہ میرے لئے سامان فرمائیں گے۔

طہ بر سر یوں کارہا دشوار نیست

نہ چھوڑا "ترہیوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔"

تحقیق: یہ تو مجھ کو بھی تعجب نہیں نہ ہی چاہتا ہے کیونکہ اس صورت میں حق نہ رہوں گا مجبور ہو رہا ہوں گا۔

محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

ساتواں باب خواب و کشف کے بیان میں

خُتَّان: میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تالاب میں وضو کر رہے ہیں اور میں ایک مسجد میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہا ہوں ذرا دیر بعد میں نے بھی اس تالاب میں جا کر وضو کیا۔
تحقیق: احتمال صالح میں اجتماع حاصل ہوگا۔

خُتَّان: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو لوگ منع کر رہے ہیں کہ اس راستہ سے ست جاؤ اس میں شیر بیضا ہے اسے میں مجھے خوف معلوم ہوا جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔
تحقیق: نفس (شیطان) سے حفاظت رہے گی۔

خُتَّان: بعد کی رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ صحابہ رسول کریم ﷺ کے خلفاء کی بزرگی کا ذکر فرما رہے ہیں ایک حضور تشریف فرما ہوئے پس ایک سفید کپڑوں والے صحابی نے (جن کو میں پہچانتا نہیں ہوں) حضور سے سوال کیا "من خلفائك او کما قال فاجاب رسول اللہ" خلفائی بعد عمر و عثمان و علی (یہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر، عثمان اور علی کے بعد میرے خلفاء میں سے ہیں) خوب اچھی طرح یہ عبارت محفوظ ہے۔ ہاں اس میں شبہ ہے کہ پہلے عثمان فرمایا یا پہلے علی فرمایا اور پھر عثمان فرمایا۔ ان دو آخر کے ناموں کے پہلے اور بعد میں شبہ ہے۔ باقی عبارت جو مضمون کا حاصل ہے جو ذکر کیا ہے مذکور ہوا خوب یاد ہے اس خواب اور بات کے صحیح ہونے میں کوئی خرابی تو نہیں اور میرے لئے کسی قسم کی خیر و حبیہ ہو تو ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: آپ کو شاید اس سے شبہ ہوا ہوگا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام مبارک نہیں لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر محبوب میں خوب فی ہوجانے کی وجہ سے محبوب کے ساتھ ہونا اور ہونے کے مقابلے میں غالب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد قرآن اللہ معنا کے سے مجھ میں آتا ہے اور یہی راز ہے آپ ﷺ کے اس قول کا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ میرے جیسے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر ہوتے۔ میں نے اپنے آقا اپنے استاد شیخ مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہ سے اسی طرح سنا ہے۔

حکایت: حضور! اس کا کارہ کے لئے دعا فرمائیے۔ انجمن خیر ہو اور دونوں جہاں میں عاقبت حاصل ہو۔ میں بالکل کویا ہوں نہ کچھ حاصل ہے نہ کوئی لیاقت رکھتا ہوں۔ ابوتہ جب سے حضور کی تلاویٰ نصیب ہوئی ایک قسم کی دل کو خوش رہتی ہے۔ خصوصاً جس شب کو حضور کی حضوری ملتی ہے طبیعت کو بڑی فرحت ہوتی ہے۔ چنانچہ پرہیزوں کی شب دیکھا کہ حضور اس خدمت سے دور (غلام) سے کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک شخص کے خارجی اخلاق کے بارے میں شک تھا کہ یہ ان کا ظاہر ہے باطن میں اذہب نہیں ہے۔ رات کا وقت ہے چراغ میں رہا تھا لیکن نہ نہ ہو رہا تھا۔ حضور نے یا کسی دوسرے صاحب نے فرمایا کہ چراغ روشن کر، میں نے اٹھا کر دیکھا تو تیل کمر تھا حتیٰ کہ تیل نہیں تھا۔ چراغ کے نیچے ہی ایک کپڑا لٹکا ہوا تھا۔ میں نے غلط سمجھ لیا تھا۔ میں نے غلطی یہ بخوبی یاد نہیں کہ چراغ میں تیل نہ تھا۔ اس کی تعمیر کیا ہے اس کے علاوہ وہ بار پہلے بھی خواب دیکھا ہے۔

پیشکش: یہ سب اچھی خدمات ہیں مگر ان کو کمال نہیں سمجھنا چاہئے ہاں یہ بھی نعمت ہے شکر کیجئے۔

سوال: ان کے وقت ذکر کی حالت میں خوب کی طرح ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں اور میرے ساتھ ایک اور شخص دونوں گاڑی میں سو رہے ہو کر ایک شخص پر اترے۔ میرے ساتھی کا بالکل ٹکٹ نہیں تھا اس کو ٹکٹ پاؤ (ٹکٹ چیکر) نے گرفتار کیا اور میرا ٹکٹ جہاں تک تھا اس سے ایک اسٹیشن زیادہ چھوڑ دیا۔ جب اس کو ٹکٹ دیا تو پہلے ہی اس سے ساز باز اپنا ہاں کر کے ٹکٹ دیا۔ اس نے خوش ہو کر ٹکٹ لیا اور کہا یہ کی پورے ٹکٹ والے سے بھی اچھی ہے۔ اس کی کیا تعمیر ہے ارشاد فرمائیے۔

جواب: کوئی بات کسی حد کے غلبہ کی وجہ سے شریعت کے خلاف ہو گئی ہے جس میں معذور قرار دیئے اور حسن نیت کی وجہ سے قہری کے لئے احسان کیا گیا مگر یہ خود کو کمال نہیں ہے (اس لئے) آئندہ احتیاط واجب ہے۔

سوال: چار دن ہوئے کہ میرے خواب میں رات کے گیارہ بجے ایک سفید ڈانڈی، سفید لباس بزرگ ایک ساتھی کے ساتھ دو کالا صاف سر پر پاندھے ہوئے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے رہے اور ان کی عمر اسی تھی تشریف لائے سلام کیا اور تہجد پڑھی۔ سفید ڈانڈی والے بزرگ نے اپنے ساتھی سے پوچھا تم نے اب تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھیں اور اس میں قل ہو اللہ سنی یا پڑھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھی۔ ساتھی نے ان سے پوچھا آپ نے کتنی رکعتیں کتنی قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھنے کے لئے فرماتے ہیں۔ (ان بزرگ نے) فرمایا تمہاری طرح۔ پھر (ان) بزرگ نے مجھ سے پوچھا تو (میں نے) عرض کیا آٹھ رکعت تین قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ فرمایا تم بھی بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھو اور تہجد کو نہ چھوڑنا کہ بڑی برکت والی نماز ہے۔ اس کے دوسرے دن سے اب بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ سے پڑھ رہا ہوں۔ اب عرض یہ کہ

اس خواب اور اس طرح تعجب پڑھنے کے بارے میں جیسا ارشاد ہوا آگاہ ہو کر عمل کریں۔

چوتھا باب: خواب کے معانی قائل کیجئے کہ اس میں اجز زیادہ سے یعنی حساب سے ہیں قرآن مجید روزانہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خواب کو کمال نہ سمجھئے اور نہ ہر خواب پر غصے پونجے عمل کیجئے۔

تھالی: ایک شب میرے پاؤں میں جوڑوں اور سرین کے درد کا شدت سے دورہ تھا۔ درد کی وجہ سے تہجد کی نماز میں سستی ہوئی اور خیال ہو کر مجھ کو قفسائی پڑھ لول گا۔ نیند آگئی۔ خواب دیکھا کہ ایک زنجیر میں بندھی ہوئی ہنگ اڑ رہی ہے اس کو کس نے پکڑ لیا ہے۔ نیچے کھینچ کر لانے سے معلوم ہوا کہ یہ آدی ہے۔ اس شخص سے میں نے ذکر بھائے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ جیسے میں اڑ رہا تھا تم بھی ایسے ہی اڑو گے۔ لیکن اس کی شرد یہ ہے کہ کوئی گناہ کرو۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایک گناہ تو بھی بھی کیا ہے یعنی تہجد نہیں پڑھی۔ فوراً آکھ کلی اور وقت کم رہ گیا تھا۔ چار رکعت (تہجد) ادا کی۔

پنجمی باب: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی وہ شیطان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار (نکرا د کرنے) کو ایک کوتاہی یاد آجائے کا سبب بنا دیا۔ گو: اس نے دشمنی سے نقصان پہنچانا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نافع بنا دیا۔ جس سے وہ ناکام ہوا۔ کقولہ تعالیٰ: فافتنا یا نادر کونی بردا وسلاما علی ابراہیمؑ وکثر جہنم: ہم نے آگ سے کہا کہ ابراہیم پر غصہ نہ کر اور ساتھی الی ہوا۔ اور واردا بہ کیندا فجعلنا ہم الاخسرینؑ ان لوگوں نے ان کا ہر تو چاہا تھا مگر ہم نے ان ہی کو نقصان میں ڈال دیا۔

تھالی: عام خواب میں ایک سالک کو دیکھا (اور میں اس کو پہچانتا ہوں) اور اس کے دیکھنے سے میرے قلب میں جلن پیدا ہوئی ہے۔ اچانک دل میں ذکر جاری ہو گیا (ذکر کے) جاری ہونے سے لذت بھی آتی تھی اور تنگی بھی ہوتی تھی اور تنگی بھی ایسی ہونے لگی کہ دل چاہتا تھا کہ اگر بند ہو جائے تو بالکل خواب ہو۔ پھر جب دل ہوا تو واقعہ بالکل بھول گیا۔ خیر جب وہ پھر کوسونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹا تو ایک طالب علم دوسرے کو میرے سامنے کہنے لگا کہ میاں دین محمد کا بہت ذکر جاری ہے اور مجھ کو اس کے کہنے پر ہنسی آئی اور اس کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ اس کے چیمبر میں مگر کسی تم تھی پر بھلا۔ خیر اس سے پوچھا گیا کہ تجھ کو کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ اندر میں ایک حرکت ہوتی ہے جس سے مجھ کو یقین ہے کہ یہ ذکر ہے معمولی اور عادی تحریک نہیں۔ اس وقت پھر بندہ کو رات کا واقعہ یاد آیا اور اس کو بیان کر کے سنایا اور جس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے حالانکہ مجھ کو کچھ بھی احساس نہیں ہوا۔ جیسے پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے پھر تنگی کی رات اس طالب علم نے میرے سینہ پر کان رکھ کر کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے پھر مجھ کو تعجب ہوا کہ مجھ کو کس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا۔

اب اس کے بعد جو کچھ مجھے خواب میں معلوم ہوا عرض کرتا ہوں۔ کیا اچھا ہے یا برا ہے۔ اور یہ خواب شیطانی ہے یا رحمانی۔ بندہ نے اب تک کسی سے بیعت بھی نہیں کی۔ عمر اس کا ہمیشہ شوق رہا ہے۔ صلوات خاصہ کر آحضرت سے بہت ہی محبت رہتی ہے۔ کیا ظلمی ذکر کے جاری ہونے کے وقت ذکر کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا نہیں؟ کسی وقت ذکر کو اپنے قلب کے ذکر کے جاری ہونے کی بے خبری بھی ہوتی ہے یا نہیں اور بغیر مرشد کے جاری بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

اس خواب کے بعد اس دن خاص وقت بھی بھی تھی اور جب کسی صالح کا نام آتا تھا اس کو بلا تصنع (بغیر بناوت) تکلف نہایت لذت و شوق اور آپ کے ساتھ پہلے سے بہتر زبان پر لاتا تھا۔ مجھ نارائن کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کیا ہے یا کس نسبت سے پیدا ہو گیا ہے۔

تحقیق: خواب انشاء اللہ اچھا ہے حالت بھی اچھی ہے۔ ذکر مرشد کے بغیر بھی جاری ہو سکتا ہے لیکن اس کی حقیقت وہ نہیں ہے جو اس طالب علم نے سمجھی کہ وہ تو صرف ایک حرکت ہے جو صبیح حرارت (گرمی) وغیرہ کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے اس کی حقیقت ملکہ یادداشت ہے جو مدتوں کے بعد راسخ ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حالت اسی کی ابتدا ہے۔

سوال: احقر شب کو سو رہا تھا خواب میں یہ آیت شریفہ ﴿یَبْنِیْهَا بَوْرُخَ لَا یَبْنِیْهَا بَوْرُخَ﴾ پر جاری کی تھی اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں۔

جواب: اللہ غار دہا میں، دونوں کی دولت عطا فرمائیں گے اس طرف اشارہ ہے۔

سوال: پرسوں دو پہر کو احقر لیت گیا تھا سو یا نہیں تھا صرف خود کی ہوئی تھی اسی حالت میں ﴿وَاقْسِ الرُّسُوْلُ بِنَا اَنْزَلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کا رکوع کے ختم تک زبان پر جاری ہو گیا اور پڑھتے ہوئے جاگ گیا۔ عرض ہے کہ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: ایمان کامل عطا ہونے کی اور اتباع سنت نصیب ہونے کی خوشخبری ہے۔

تحال: رات بندہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے اور وہاں نیک قبر ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیری قبر ہے تو اس میں جا۔ میں بہت روایا اور کہا اللہ تعالیٰ کا نعم سرور آنکھوں پر مگر میرے ذمہ حقوق ہیں یعنی قرض ہے اس کو حق تعالیٰ ادا کرے تو برا اچھا ہو تو کہا گیا۔ اچھ تمہیں دن کی مہلت ہے تو میں دیا دیا مافیہا سے قطع نظر کر کے ایک بچہ پر وہ حساب لکھ رہا ہوں اور آج ہوں کہ کیا اچھا ہو کہ ان تین دن میں ایک لمحہ بھی نیچے شرعی کاموں کے علاوہ کوئی دنیا کا کام پیش نہ آئے اور بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہوں۔ کتاب مجالس القلمت بھی

تھوڑی باقی ہے اس کو جلدی پورا کر رہا ہوں اور بہت ہی مخصوص ہے۔ دعا مانگ رہا ہوں کہ اللہ اس بقیہ وقت میں میرا رخ کسی طرف نہ پھرے۔ اور ایسا استغراق تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد پھر آنکھ بند کی تو وہی حالت نظر آئی حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور صبح سے اب تک کسی کام میں دل نہیں آگتا۔ حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کیا کھاتا ہوں اور کسی سے بولنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ نہ معلوم کیا بات ہے حضور و ملا دعا فرمائیں۔

پیشینوی: مبارک موقعِ تعالیٰ نے مقامِ ناکاب کھول دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمائیں۔ اس کے بعد مقامِ دعا فرمائیں۔ نما میں مخلوق کے ساتھ مشغولی ہے کم ہو جائے گی۔ اور بتائیں وہ پھر لوٹے گی مگر دوسرے ملک میں (وٹنے کی) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کے ساتھ مشغولی حالت اور ذوق کے اعتبار سے اگرچہ جان بچ کر ہوا راہ سے پہلے بھی ہے۔ اور رحمت حق کی امید کرتے رہئے۔ دوسرا نام

سوال: ایک قصاب نے اس احتقر کی دعوت کی تھی۔ میں اس کے ہاں جھوٹے کھانے کھانے گیا۔ میرے ساتھ ایک غلبہ میں ایک غیر مقلد صاحب نے کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد رات کو تین بجے خواب میں دیکھا کہ اجابت کی ضرورت ہوئی۔ خواب ہی میں اجابت (رفع حاجت) کو چڑھا دیا۔ میدان میں بیٹھا ہوں۔ تھوڑی ہی اجابت تو جائے مخصوص سے ہوئی اور بہت زیادہ اجابت خواب میں منہ سے ہوئی۔ اس بات سے فوراً آگے نکل گئی۔ ایک حضرت خواب تھا۔ بفضلہ تعالیٰ وہ چٹکا نہ تھا ابھی پڑھتے ہوں اور قرآن شریف کی تلاوت بھی پڑھ رہا ہوں۔ اس خواب کی تعبیر مطلوب ہے۔

جواب: ظاہر میں وہ شخص سلف پر لعن و طعن کرتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو حق تعالیٰ نے مسلمان و زبان درازی کا اثر کھلایا کہ ساتھ کھانے سے یہ اثر ہے چھو جائے کہ کام میں ساتھ ہونے کے۔

سوال: غلام نے خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اور بہت طغیانی (تیزی) پر چل رہا ہے۔ میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا تو وہ خشک ہو گیا۔ اتنا خشک ہو کہ میں اس کو چھلایا مگر پار پار ہو گیا۔ پھر اس دریا میں پانی ابھی طرح بھرا پھر میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا اس کو پار کر کے پھر واپس آیا خداوند کریم اس کو میرے لئے باعث خیر کرے۔

پیشینوی: خواب بہت اچھا ہے۔ دریا کو پار کرنا عروج و فناء پر پہنچنا ہے۔ پھر پار کر کے واپس آنا نزول و بقا سے شرف ہوتا ہے اور اس کا خشک کے قریب ہو جانا ان مقامات کے آسان ہونے کا اشارہ ہے۔ بہت ہی مبارک خواب ہے۔

سوال: ایک بہت بڑا دریا ہے اور اس دریا کے بیچ میں ایک پتھر دیوار بنی ہوئی ہے۔ سب لوگ جو اس دریا سے

پارہ ہوتے ہیں وہ تو کسی دوسرے راستہ ہوتے ہیں لیکن کسی شخص کی ہمت اس دیوار کے راستے سے نہیں ہوتی ہے جو اس دیوار کے پار جانے کا سیدھا راستہ ہے کیونکہ ایک تو دیوار پختی ہے دوسرے دیوار کا خوف ہے لیکن ہم دونوں غلام ہیں اور بھڑکی۔ آپ کے ساتھ ایسی چیز میں بیٹھے جو دیوار پر بھستق پٹی تھی اور اس کے پار ہو گئے۔ ناشی پر پہنچ کر آپ کو سروی موصوفہ ہوئی تو میں نے اپنی رضامندی آپ کے نوپورہ دل دی رہی تب بھی آپ کو سروی معلوم ہوئی نہ میں نے بھائی۔ کالج ڈاس دیا۔

تحقیق: بہت ہی پاکیزہ ہے وہ دیوار طریقت (کا دریا) ہے اور دیوار صراط مستقیم شریعت کی (دیوار ہے) اللہ اللہ اللہ! آپ دونوں طریقت و شریعت کے توحید کی وجہ سے ملے گئیں گے۔ سردی روں کی خوشی بھیمان اور سینہ کی ٹھنڈک کی طرف اشارہ ہے اور دل ڈاس دینا حق کے ملبوس کے کچھ کی طرف اشارہ ہے جس سے نیکو توبہ الیٰ الحق کرتا پڑتی ہے جس سے وہ عتراق کا غلبہ کچھ کم ہو جاتا ہے۔ غرض سب کے لئے مبارک ہے۔

حکایت: ایک خواب جن کے بارے میں طبیعت کو ذرا تردد ہے عرض کرتا ہوں۔ ایک تو یہ دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے ٹھٹھہ کھانا دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں آٹھ آدمیوں کی گچھ کش ہے اگر تمہاری مرضی ہوئے اور آٹھ کی حد بیان کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کام کرنے والوں میں "ٹھٹھہ" کی تکمیل ہوئی "جعلکم اللہ منہم" (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان میں شامل فرمایا ہے)۔

حکایت: دوسرے یہ کہ میں نے دیکھا کہ آپ اور میں اسی ڈپٹی مسجد میں ہیں اور آپ نے علامہ مجھے دیہ بھرنہ معلوم کس نے صلاۃ کی کہ میں نے چاروں ہاتھوں پھر وہیں آپ کے سامنے علامہ کو دہر کر کے اور دونوں ہاتھ کھول کر مانے تو اچھی خاصی چاروں ہاتھوں کی گچھ کشی۔ چاروں ہاتھوں میں سے ہاتھوں میں یہ بات آئی ہے کہ چاروں ہاتھوں کے مقابلے پر دوسرے ہاتھوں کی ہوتی ہے۔ واللہ علم

تحقیق: کہ یہ مستدائیت (میشو ہونے) کی علامت ہے اور چاروں ہاتھوں کے شامل ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں شخصیت ایک کے بعد دوسری (آگے پیچھے) خط فرمائے گا۔

حکایت: اس اپریل کو دہلی سے آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں اور ہندو کا یہ خیال تھا کہ کہیں پیر کمال کی قدم بھی کروں۔ ہندو کا کہ زبان وغیرہ سے مذاق تھا اس لئے بہت ترس میں تھا اور ایسی کوئی جگہ بھی معلوم نہ تھی۔ مدت ہوئی ہندو ہی پریشانی میں تھا کہ ہندو نے خوب دیکھا وہ یہ ہے کہ مولانا کریم بخش صاحب پیر پاتا شریف لائے اور آپ کے ساتھ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما تھے اور ان کے ساتھ چھ گولوں والا ایک صندوق

تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اس صندوق کے ہر جانب نام لکھے ہوئے تھے اوپر کی طرف یہ لفظ بالکل اسی طرح تھا اور مشرقی طرف میں جناب کا نام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے نام کی طرف اشارہ کیا اور مجھے فرمایا کہ اس نام کو یاد رکھو۔ آنحضرت ﷺ صندوق کے شمال کی طرف تھے۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جنوب کی طرف تھے یہ بعد میں اٹھے۔ بندہ ابھی طالب علموں کا خدمت گار ہے اور بہت ہی غریب ہے۔ مال کی حیثیت اور سبب وغیرہ سے اگر بندہ خدمت شریف میں حاضر ہو جائے تو آنجناب بندہ کو کچھ نظر رحمت فرما جائے گا اور تفصیل میں نے نہیں لکھی۔

تحقیق: خواب بہت مبارک ہے اور ظاہر میں اس کے معنی یہ ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس احقر سے کچھ دینی نفع ہوگا۔ مگر چہ میں اس قابل نہیں لیکن "انا عند ظن عبیدی میں" (کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) کی وجہ سے آپ کے گمان کی برکت سے یہ ہوگا۔ آپ اپنا مفصل حال لکھتے تو مشہور و دولہا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں اور کیا کیا کتب تک پڑھنے کا ارادہ ہے۔ میرے مشورہ کے بغیر کسی کام میں جلدی نہ فرمائیے۔

والسلام

حال: اب کچھ خواب عرض کرتا ہوں تعمیر سے مراد فرمائیں۔ (۱) قیلولہ کے وقت اسم ذات کے ذکر کے بعد سو یاد رکھتا ہوں کہ میں اپنی سسرال جا رہا ہوں۔ ایک جگہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک نخل ایک نخل کو دوڑائے ہوئے مارنے کے لئے جا رہا ہے اور ایسا مصوم ہوا کہ میری سسرال کے نخل ہیں۔ آخر دونوں نخلاب میں گر گئے اور جو آگے بھاگا جو رہا تو وہ کرتے ہی مارتے ہو گیا اور جو مارنے کے لئے جاتا تھا وہ ڈوبنے لگا دو شخص اس کے نکالنے کے لئے کودے۔ مگر مردہ ہو کر نکلا۔ امارنے والا نخل کچھ کال اور سفید تھا اور بگنے والا بالکل سفید تھا۔

تحقیق: یہ خواب کچھ میں نہیں آیا۔

حال: ایک شب کو دیکھا کہ میں چند لوگوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت میرے پیچھے تشریف لائے اور ایک علامہ میرے سر پر اپنے ہاتھوں سے باندھا۔ میں بھی اور حاضرین بھی اور حضرت خود بھی بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ دیکھو دوسرے کے باندھنے کی وجہ (علامہ کے) بچا اور بندھ صحیح نہ ہونے کے باوجود سبحان اللہ کیا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

تحقیق: متوجع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: ایک دفعہ دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور میں خطبہ سن رہا ہوں۔

تحقیق: پہلے کی طرح۔

تخیال: گزشتہ شب دیکھا کہ مجمع ہے اور میں حضرت نجی شریک ہیں۔ میں وعظ کبہ رہا ہوں اور بہت سی آیتیں پڑھیں مگر وہ آیتیں یاد ہیں۔ وہ سب بھول گئیں (۱)۔ (۲) قل یاہل الکتاب لستم علی شیء حتی تعہدوا النورۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (۳)۔ (۴) لیس البیر ان فولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب ولکن البیر من امن باللہ بحیث وہاب من۔ بیان کیا تھا کہ صرف قرآن کو پڑھنا نہیں چاہئے بلکہ اس کے احکام پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ اس مضمون پر پہلی آیت سے دلیل پکڑی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان ہونے پر کفایت نہ کرے چاہئے۔ بعد ازاں اجمال شریعہ بتا دیا یہ ہے۔ اور اس پر دوسری آیت سے دلیل پکڑی تھی۔ اس خواب کے مطلب سے حضرت متعلق فرمائیں۔

تحقیق: پہلی طرح حقوق کو دینی نفع ہوگا۔

تخیال: دیکھا کہ حضرت نے سب کو جمع کیا اور ایک تقریر بیان فرمائی جس کا مضمون یہ تھا کہ خواب نہ حسب ضرورت آئے تھے میں نے نیک فاضلایا تو ان کا آنا بہتر تھا اور آج سنا جانا بھی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: چونکہ کامیاب ہو کر گئے ہیں لئے چاہا ہے کہ نہیں ہوا۔

تخیال: اور میں دیتا تھا کہ خدا نے میرا کام چاہا ہے۔

تحقیق: خوف اور امید کے درمیان ہونا اچھی حالت ہے۔

تخیال: اس عرصہ میں بندہ نے تین خواب دیکھے جو تفصیل سے گزارش کرتا ہوں۔ چونکہ خواب عجیب اور نیرایک شعر عربی کا جس کے معنی ہائے دل بہت ہی بے چین ہے۔

پہلا خواب: تاریخ ۱۸ ذی الحجہ مبارک منگل کے دن وقت رات دو بجے خواب میں حضور نے کتاب بھٹی زہر (اس کتاب کو عطا فرمائی اور ارمان مبارک سے فرمایا کہ اس میں سے کوئی عبارت پڑھ۔ بندہ نے کتاب کے ایک عبارت جس کا مضمون یاد نہیں خوب رواں کشت کے خیر پڑھا دی۔ اس کے بعد حضور نے بندہ سے دو کتاب لے کر وہی مضمون کے تحت کا حکم دیا اور خود زبان مبارک سے لفظ لفظ فرماتے رہے۔ فہرہ دی اٹھتا رہا۔ جب پانچواں سات سطر لکھ چکا تو حضور نے بندہ سے لے کر دیکھ کر حکم دیا کہ آج کے دن سے تمہارے یہاں جو کام چاہئے لکھنے پڑھنے کا (جو) کیا کر رہے تھے خوش ہیں۔ بندہ اس خوشی میں پھوٹا نہ سنا تھا اور بہت جلدی جلدی لپٹا کام انجام دے رہا تھا اور نہایت شادمان اور فرحان تھا۔

تحقیق: دینی فہم پہنچنے کی خوشخبری ہے مبارک ہو۔

تخیال: دوسرا خواب۔ تاریخ ۱۹ ذی الحجہ مبارک بدھ کے دن وقت رات دو بجے خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور

کے ساتھ بہت سے مرید ہیں جو ہائیں جانب حضور کے برابر چلے جا رہے ہیں اور بندہ دائیں جانب دائیں ہاتھ کے قریب چوبیس دمک کے بہت ہی قریب (اتنا قریب ہوں کہ حضور کے دہنے کو لمبے کے اوپر سے سامنے کی ساری چیزیں دکھائی دیتی ہیں) جا رہا ہوں یہاں تک کہ ایک میدان میں یا احاطہ میں جس کے نقشہ کی طرف توجہ نہیں کی وہاں آسمان دکھائی دیتا تھا۔ کچھ گئے حضور وہیں کھڑے ہو گئے۔ تمام مہربانی جس وقت سے جا رہے تھے۔ کھڑے ہو گئے بندہ بھی جس طرح جو رہا تھا۔ اسی طرح کھڑا ہو گیا۔ اس وقت حضور نے فرمایا کہ حضور سرور عالم کا درود ہے۔ خوب غور سے دیکھو۔ بندہ غریب آنکھیں پھڑپھڑا کر دیکھتا تھا تو حضور سرور عالم درود بڑے جواب ایک بڑے تختہ پر رونق افروز ہیں۔ وہاں ایک بڑا مجمع حلقہ بندھے کھڑا ہے لیکن فردی کو یہ تمام مجمع اور تختہ مبارک اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود سے اسباب کبار و عندلے سے معلوم ہوتے ہیں جیسے کم چاندنی میں کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ بندہ نے جناب اقدس سے لہجہ گریہ و زاری سے عرض کیا کہ مجھے حضور سرور عالم کا چہرہ صاف اچھی طرح نہیں دکھائی دیتا۔ جناب ہدی نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کر اے اللہ صاف دکھائی دے گی۔ بندہ کی اسی رشتہ و زاری میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب کی خوشخبری ہے جو پوری طرح سے سنت کے اتباع پر موقوف ہے۔ ان کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

حکایت: تیسرا خواب چترغ ۳۴ ہجری الخرمہ مذکور کے دن دو پہر کو قیوم کے لئے لیٹ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ جبرک صورت لیے سفید ڈاڑھی والے بندہ سے فرماتے ہیں کہ تو کس سے رابطہ رکھتا ہے؟ بندہ نے حضور کا نام مبارک بتایا۔ ان بزرگ نے کسی جواب کے بجائے ایک عربی کا شعر دو تین مرتبہ پڑھا۔ جس کو بندہ نے یاد کر لیا ان بزرگ کے تشریف لے جانے کے بعد (بندہ) حکایت اس شعر کو بہت ہی جلد آواز سے پڑھتا رہا۔ اس کے پڑھتے پڑھتے حالت وجد طاری ہوئی۔

جب آنکھ کھلی تو پہلا مصرعہ بالکل بھول گیا دوسرے مصرعہ کے نکلنے کا راہ گیا۔ دو بھی ذہن سے نکل گیا۔ لیکن شعر کا مضمون پوری طرح یاد ہے۔ پہلا مصرعہ وہ مسافر یا وہ راستہ چلنے والا کہ گمراہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے مصرعہ جس کی ہر منزل کے نصف پر مشعل روشن ہو۔ عربی میں کوئی لفظ ایسا تھا جس کے معنی میں مسافر یا راستہ چلنے والے کے نام معنی ہوں گے۔

تحقیق: عالم اقدس سے آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا راہبر نور حق پر ہے۔ گمراہی کا ڈر نہیں مبارک ہو۔

حکایت: نفل شب جمعہ بعد نماز شہد مراقب لیز ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی اسی سونے چمٹنے کی درمیانی

حالت میں مولاؑ... صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا سفید لباس پہنے ہوئے خوش و خرم معلوم ہوتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت کس طرح گزری اور آپ کس حال میں ہیں (اس وقت میں خوب سمجھا تھا کہ مولاؑ کا احوال ہو چکا ہے اور یہ جسم دوسرا ہے) فرمایا کہ: تو خوب جانتا ہے کہ محبوب کا ذرا سا عتاب بھی بہت ہوتا ہے اور میرے اوپر تو ذرا سی بات کا بھی بہت اثر ہوتا ہے اور تو سب طرح خیریت ہے مگر لڑکوں کے بارے میں سوال ہو رہا ہے (اس کے بعد مجھے ایک با عظمت آواز سے یہ الفاظ سنائی دیے) لڑکوں سے محبت کیوں کی تجھی (میں غصہ کی میں اس کو کلام انہی سمجھ رہا تھا اور عجیب کیفیت تھی۔ پھر یہ الفاظ سنے) خیر اس کا بدلہ ہم دینا ہی میں دے چکے تھے۔ کہ آنکھیں جالی رہی تھیں۔

اس کے بعد میں نے مولاؑ سے عرض کیا کہ اب تو راحت ہوگئی۔ فرمایا ہاں اب راحت ہوئی اور کھانے پینے کی چیزیں تو یہاں عجیب عجیب آتی ہیں۔ یہاں بہت راحت ہے۔ پھر بطور نصیحت کے مجھ سے یہ الفاظ فرمائے کہ صوفی عی بن کر نہ بیٹھ جانا کتابوں کی تقریر کیا کرو۔ درس و تدریس خالی ذکر ہے حق تعالیٰ کے یہاں افضل ہے۔ جواز کا راجحہ میں وارد ہوئے ہیں ان کا رد رکھو اور قلب کا خیال رکھو کہ غفلت نہ ہو۔ اتنی مولانا مرحوم نے جواز کا راجحہ میں وارد ہوئے کے رد کو فرمایا ہے تو مولانا حصین حصین کے بہت پابند تھے۔ شاید یہ ان کی طرف اشارہ ہو۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا رد کر لوں؟

تحقیق: خواب سرائی دامت ہے نظریہ نیچے رکھنے کی تاکید ظاہر ہے اور شرائع کی اشاعت کا مہتمم بالشان ہونا بھی ظاہر ہے مگر ساتھ غفلت نہ ہوگی شرط ہے مگر حصین حصین کا فتنل بہت بہتر ہے۔ اگر پابندی ہو سکے تو ضرور کریں۔
حکایت: آج شب اتوار کو ایک طویل خواب دیکھ جو عرض خدمت کرتا ہے بتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور جماعت میں یہ اہقر بھی شریک ہے اور بھائی صاحب مرحوم بھی شریک ہیں۔ اہقر نے جماعت میں ایک ذکر کو دیکھا کہ کا پتے ہوئے بہت پیچھے ہٹ گئے نماز کے بعد اہقر نے جناب بھائی صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ جہالت کا برا کرے بعض ذکر نماز میں بہت مقدار پل کر بھی نماز کو درست سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ سی لوگ ایک وقت میں ہدایت پھیلائیں گے اور دنیا کو فوہ سے بھر دیں گے۔ میں نے عرض کیا تو شاید یہ کوئی حاست و کیفیت ہوگی۔ فرمایا شاید۔

تحقیق: اس میں غدر کے احتمال کی وجہ سے جندی سے انکار نہ کرنے کی طرف اشارہ۔
حکایت: پھر میں نے دیکھا کہ حضرت کی خدمت میں ہم لوگ مشغول پڑھ رہے ہیں۔ برہم مولوی شبیر علی صاحب کلید مشغولی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ایک شعر کے مطالب کی تقریر مولوی شبیر علی صاحب نے کی مگر

حضرت نے قبول نہ فرمائی۔ دوسرے لوگوں نے بھی شاید تقریر کی حضرت نے پسند نہ فرمائی۔ حضرت والا نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو میں نے اس شعر کی یہ تقریر کی کہ اسے ساکب تو جو سلوک کا لطف اس وقت حاصل کر رہا ہے یہ بھی اس حالت ہذب و پوداگئی کی برکت ہے، اگر وہ حالت پریشانی کی نہ پیش نہ کی ہو تو یہ سکون کا لطف کیسے حاصل ہوتا۔ شعر یا نہیں رہا۔ حضرت والا نے اس تقریر پر قسم فرمایا کہ اس قسم سمجھ گئے ہو۔

تحقیق: علمِ ربیہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے علم) کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔

حکایت: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت والا مسجد میں تشریف لائے اور خدام نے فرمایا کہ آؤ بیعت ہو جاؤ۔ سب خدام جمع ہو گئے میں بھی ان میں تھا اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اکٹھے کئے حضرت والا کے دست مبارک میں دے دیے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اس وقت تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اپنا ہاتھ سب کے ہاتھوں کے ساتھ شامل کر دیا۔

تحقیق: سلسلوں کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حکایت: اور حضرت سیدی مولائی مولانا صاحب دام محمد ہم کی طبیعت کے خراب ہونے کی خبر سن لی اور یہ معلوم کر کے کہ بندہ مہار پور جاسے والا ہے کوئی دعا مجھے بخشی میں دی۔ جب میں نے چنے کا رادہ کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ میرا ارادہ بھی سہارنپور چنے کا ہے اور حضرت مجھ تیار ہی کے لئے مکان تک تشریف لے چلے۔ چلے وقت یہ مضمون ہوا کہ حضرت کو روٹی کی ضرورت ہے کیونکہ قالن میں دو روئے اور میرے بھی قالن میں دو روئے اور میں نے روٹی رکھی ہوئی تھی تو مہلولی شیر علی صاحب نے فرمایا کہ کچھ روٹی حضرت کو دے دو تو میں نے اس میں سے یا وہ اپنے پاس سے کچھ روٹی حضرت کے سامنے پیش کی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ علی گڑھ کی روٹی میں نہیں لوں گا۔ کیونکہ مجھے سختی شرافت اللہ صاحب سے عظیم ہوا ہے کہ اس مرتبہ روٹی کے بارہ میں کاشکاروں پر بھی گڑھ میں عظیم ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ مشترک نہیں میں خود خرید کر لایا تھا انھی۔ تب میرے مطلع فرما کر مشرف فرمائیں۔

تحقیق: غائب علی گڑھ کے اس تعلق کے خبر ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ کسب کا غیر مثبت اس عمل کے برآمد ہونے پر سوقف ہے۔

حکایت: سوال یہ ہیں کہ تارخ دس کو مجھے خواب نظر آیا کہ بہت عموماً یہ ہے کہ ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس میں ایک مکان ہے۔ اس میں ایسا کوئی ہے جس کو میں نے خواب میں نہیں پہچانتا۔ اس میں کئی آدمی ایسے ہیں کہ بہت ہی خوبصورت اور اس میں ایک چٹک ہے کہ میں نے اس بارے میں پوچھا تو یوں کہا کہ چٹک مولانا

اشرف علی کا ہے۔ میں بہت خوش ہوا۔ میری طبیعت بہت خوش ہوئی۔

تحقیق: بہت مبارک خواب ہے۔ میرے لئے بھی بشارت ہے اور آپ کے لئے بھی کہ سنِ نبوت کا اظہار ہے کہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں جس سے سیدھے راستے پر جسنے کی امید ہوتی ہے۔

حکایت: کچھ دن ہوئے خواب میں میں کسی نے میرے سامنے ایک کاغذ پیش کیا کہ اس کو دیکھو۔ اس میں حضرت والا کے خانا کی قبر ست تھی۔ اس میں دو درجہ مقرر کئے گئے تھے اور ایک درجہ تھا جس پر لکھ ہوا تھا خانا، دستِ بیچے کے درجہ میں لکھا ہوا تھا، مضافاً دو پاگل۔ احقر کا، مضافاً ذلت میں تھا، تیر کچھ میں نہیں آئی۔

تحقیق: اے شاہ! اللہ مبارک ہو واللہ! بڑی خوشی ہوئی ذلتِ عہدیت کا "بفناء طریق معصی مذلزل والتعبد التذلزل والعبادة غایۃ التذلزل وهو معروف" (طریقِ معصیہ یعنی ذلیل بنی کرنا ذلیل ہونا اور عبادتِ انتہائی ذلیل ہونا معروف ہے) اور ظاہر ہے کہ عہدیتِ نبوت کا خاتمہ مذاق ہے دو طریقِ شورش یعنی دیوانگی سے انخل ہے۔

ط م طوبی لہم ثم طوبی لکم

ان کے اور آپ کے لئے خوشخبری ہے۔

حکایت: اسی ہفتہ میں ہی رات کو غلام نے ایک خواب دیکھا ہے۔ گویا غلام نے حق سہرہ و تعالیٰ کو دیکھ حالت خواب ہی میں دل میں عجیب سوز و گداز، صمیم ہوتا تھا جو چاہئے کے بعد بھی چند منٹ باقی رہا۔ اس کے بعد فوراً فجر آنکھ ٹلک گئی اور معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوا اور حضور ﷺ کے ساتھ وہ ایک صاحبِ شاید اور ہیں اور اسی حالت میں غلام نے ردود شریف یا تفسیر یا قرآن شریف شاید سورۃ فاشی آیات اچھی طرح یاد نہیں ہیں بلکہ آواز سے پڑھیں۔ اور غلام عرض نہیں کر سکتا کہ سوز و گداز کی شدت یہ کسی وجہ سے جلد آنکھ کھل گئی۔ خواب ہی میں آنسو جاری تھے آنکھ کھلنے کے بعد صرف آنسو موجود تھے۔ اس کے بارے میں غلام کو اور کچھ نہیں یاد رہا۔ اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ اس وقت جس کو غلام ذاتِ پاری تعالیٰ عز سے سمجھے ہوئے تھا وہ جسم اور شاید انسان کی صورت میں تھے۔ پہلے خواب کے بارے میں اس بات کی وضاحت بھی چاہتا ہے کہ یہ خواب صحیح ہے یہاں کہ بعض کتابوں میں اس قسم کا مشاہدہ ممکن ہے لکھا ہے واللہ اعلم۔ اس کے دو تین دن بعد ایک رات میں معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے غلام مشرف ہوا لیکن یہ قلب میں کسی قسم کی کوئی سوز و گداز تھا اور نہ کچھ اور کوئی واقعہ بھی یاد نہیں۔

تحقیق: سارے خواب مبارک ہیں اللہ تعالیٰ کی کسی صورت میں دیکھنا یہ خواب باطل نہیں ہوتا اور کچھ مٹا ہوا

ہے جس کی حقیقت کبھی سوچا ہوا تو ربانی سمجھادی جائے گی۔ غرض وہ ذات نہیں ہوتی ہائی سوز و گداز کا نہ ہونا کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ غیر اختیار ہے۔

خیال: آج رات خواب میں مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کو دیکھا کہ (وہ) حضرت والا کے سامنے پیالہ ہاتھ میں لئے (جیسا کہ طلبہ کھانا لانے کے لئے جاتے ہیں) حاضر ہوئے۔ میں اس وقت ان کے قلب کی طرف ٹھوکر نہ لگا اور قلب کی اچھی حالت معلوم ہوئی۔ مولوی صاحب موصول کہنے لگے کہ میں سمجھ گیا جو کچھ تیرے دل میں ہے۔ میں نے نہیں کر عرض کیا کہ انشاء اللہ اب تو آپ صاحب کشف ہو گئے۔ اس کے بعد ہم دونوں میں انبیاء علیہ السلام کے مقامات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی وہ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہ السلام کے مقامات کی کسی کو ہوا بھی نہیں تھی۔ میں نے عرض کیا کہ انبیاء علیہ السلام کے مقامات میں دروس تو غیر نبی کو نہیں ہو سکتا لیکن صرف ان مقامات کی میر کرنا اور ان کو جان لینا ممکن ہے اور اللہ میں نے مقامات انبیاء علیہ السلام کی میر کی ہے اوپر چڑھنا تو بہت سہل تھا مگر نیچے اترنے کے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی۔ اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک عالی شان عمارت پر چڑھتے دیکھا اور دل میں یہ بات آ رہی تھی کہ میں انبیاء علیہ السلام کے مقامات کی میر کر رہا ہوں مقام بہت ہی بلند تھا اور حقیقت اوپر چڑھنا تو بہت آسان تھا نیچے اترتے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی (خواب کی) تعبیر سے شرف فرمایا جائے۔

تحقیق: مولوی شبیر احمد کی کامیابی کی یہی خوشخبری ہے خدا تعالیٰ نصیب کرے۔ مقامات انبیاء علیہ السلام کے مقامات کے بارے میں عجیب تحقیق معلوم کر لی گئی جو دونوں قولوں کے مجموعے سے ثابت ہوئی یعنی حصول قدی (یعنی خود) تک پہنچنا اور ان کو پانا تو ان (نبوی) مقامات (تک) نبی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا ہے مگر میر فطری ہو سکتی ہے۔ (یعنی ان مقامات کو دیکھا جاسکتا ہے) دونوں قول جمع ہو گئے۔

خیال: حضور اُمّی دن ہوئے ایک نماز دو رکعت کے ادا کرنے میں رہے ہو گئی تھی اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب سونے کے بعد صبح کو سویرے آکھ کھلے گی یا نہیں جس کی وجہ سے صبح کی نماز سے پہلے وظیفہ سے فراغت ہو جائے۔ اسی خیال میں جب سو گیا تو ایک دفعہ تھوڑی سی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی اٹھ کر گھنٹن میں جود دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوتے ہوئے دیر نہیں ہوئی پھر سو یا تو ایک ایسا خواب دیکھا جس کا ابتدائی حصہ صرف اتنا یاد ہے کہ کچھ ذکر خبر ہو رہا تھا مگر اخیر کا عجیب پریشان کن تھا کہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ یہ خواب ہی میں نے یہ دیکھا کہ کوئی شخص آکر میرے ہاتھیں موٹھرے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہلاتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ "اتھوا اللہ" (اللہ سے ڈرو) مگر وہ نہیں رکا یہاں تک کہ جب میں نے زور سے چلا کر کہا تو فوراً بیدار ہو گیا اور

اس کے ساتھ ہی اپنی آواز سنی۔ یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص ابھی یہاں سے ہٹ گیا ہے مگر جب ادھر ادھر نظر ڈالی تو کوئی نہ تھا۔ اس پریشانی میں یہ خیال ہوا کہ شاید اب سونے کے بعد صبح سے پیسے وظيفہ پڑھنے کے وقت آگے کھلے ہانڈے اسی وقت پڑھ کے اطمینان سے سوئے جاسے۔ چنانچہ اسی وقت پڑھنا شروع کیا اور فراغت پا کر اطمینان سے سو یا تو صبح کے وقت نماز کے وقت آگے کھلی اطمینان سے دو ابھی ہوگئی مگر رات کے واقعہ سے حیرت خمی اور اب بھی ہے۔

تحقیق: قرآن سے شیطان معلوم ہوتا ہے ایسے امور اکثر پیش آ جاتے ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں "انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وھم بہم ینکحون" "تو یہ کہہ کہ شیطان کا ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں پر کوئی زور نہیں چلا۔

حکال: ایک بار ادھر بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اس مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آ کر سر پکڑ کر کہا کہ اھو تو میں اٹھ بیٹا ادھر ادھر دیکھنے لے کوئی نظر نہیں آیا تو پھر سو گیا مگر بعد میں کچھ پریشانی نہیں ہوئی۔

تحقیق: قرآن سے یہ کوئی پاک روح معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

حکال: اس دن یہ خیال ہوا کہ حضور والا کی خدمت میں تحریر کروں لیکن صرف ایک خیال کا شہ ہوا، اس وجہ سے رک گیا۔ میں نے کئی بار یہ دیکھا کہ جب کوئی نئی بات ہوتی ہے اور اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا لکھنا حضور والا کی خدمت میں فضول ہے تو کچھ دنوں بعد پھر وہی یا اسی جیسا واقعہ ہو کر گویا مجھے مجبور کرتا ہے کہ حضور سے پوچھوں اور پھر اس حضور کے یہاں تحریر کیجی بس اطمینان ہو جاتا ہے۔

تحقیق: یہ نقاشائے فعلی رحمت ہے "رب زدنی علما" پر عمل آ رہا جاتا ہے۔

حکال: مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ میری وجہ سے حضور کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی کیونکہ حضور کو اب تک ضعف کا شکایت باقی ہے اور جب خدا جائے گا تو حضور کو جواب لکھوائے میں ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہوگی۔

تحقیق: کچھ تکلیف نہیں میرا دوسرا نہ لائیں۔

حکال: ایک بار سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں دیکھا کہ حضرت والا کا پور کی جامع مسجد میں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ ادھر بھی نماز میں شریک ہے۔ سورہ مدثر کی تلاوت قرآنی اور درمیان نماز ہی میں آفتاب طلوع ہو گیا۔

تحقیق: اگر صرف (تو) متصرف کا تعارف نہیں ہے تو "ہم فلاندر" کے ظہور کی صورت ہے یعنی ارشاد کا آفتاب طلوع ہوا۔

خیال: ایسے ہی غلو کی حالت میں دیکھا کہ خواجہ صاحب اور حکیم معنی صاحب حضرت والا کے پرانے مکان کے حیرانی کر رہے تھے ہوئے دسترخوان پر بیٹھے چاول کھا رہے ہیں۔ دھڑکی حاضر ہوا۔ میں نے ان صاحبان سے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہ مرے لئے رہے ہیں روٹ میں پہلے سے آتا۔ یہ کہہ کر میں بھی ایک رکابی پر بیٹھ گیا جس میں سے حضرت والا نے کچھ تناول فرما کر کچھ حصہ بچا دیا تھا۔ خواجہ صاحب ہنس کر بولے اور کیا چاہتے ہو تم نے تو حضرت شیخ کے سامنے کا کھانا کھالیا۔

تحقیق: دراصلت کی طرف اشارہ ہے۔

خیال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے ایک مکتوب احقر کے حوالہ فرمایا جس کو میں یہ سمجھا کہ یہ میرے حوالہ کے جوابات ہیں اور کسی حال میں احقر نے مولوی ... صاحب کا تذکرہ کیا تھا تو اس کا جواب حضرت والا نے یہ تحریر فرمایا جو تقریباً نصف یاد رہ گیا مولوی ... صاحب میرے قوت بازو ہیں۔ میرے عزیز ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دولت برطانی سے کامیاب ہو جائیں تم ان کے لئے دعا اور توجہ اور بہت دہنی کرو۔ آمین حق تعالیٰ شانہ برادر موصوف کو حضرت والا کی تمنا کے مطابق اپنی دولت خاص سے ممتاز فرمائیں۔ ان شاء تعالیٰ جب حضرت والا کی اتنی توجہ ہے تو قوی امید ہے کہ وہ محروم نہیں رہیں گے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

خیال: ایک بات اگرچہ میرے پوچھنے کے قافی نہیں مگر صرف اس اطمینان کے لئے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ برادر موصوف قطع طریق (راستہ طے کرنے) میں مشغول ہیں یا نہیں استفسار کرتا ہوں کہ برادر موصوف ذکر و شغل تو زیادہ نہیں کرتے۔ (اور ان میں وہ فی قوت زیادہ ذکر کی مشغول ہے) تو کیا حضرت والا نے شرح مشنوی کا کام ان کے سپرد ہی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر کی مشغول ہے تو کیا حضرت والا نے شرح مشنوی کا کام ان کے سپرد ہی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر رائج ہو جائے۔

تحقیق: یہ ارادہ تو نہیں تھا مگر اس عمل سے اس کی بھی امید ہے۔ باقی اس سوال کے بعض اجزاء کا کچھ جواب انجمن کے راستہ میں نہ پائی بھی دے چکا ہوں۔

خیال: آج بوقت رات تہجد کی نماز کے بعد لیت گیا تھا سونے جاگنے کی اور میانی حالت تھی نہ نیند نہ لب تھی نہ بالکل جاگ رہا تھا دیکھا کہ مہتمم صاحب مدرسہ حضرت والا کی شکایت کر رہے ہیں کہ سر پرستی سے حضرت نے استفادہ دے دیا اور ... کی مہم کو قبول فرما رکھی ہے۔ حالانکہ کام دونوں برابر ہی درجہ میں تھے۔

تحقیق: میرے خیال میں تو دیکھنے والے کے جی میں جو بات تھی یہ اس کی صورت میں یہ ہے کیونکہ معافی کے

اعتبار سے دونوں کاموں میں فرق ہے۔

حَال: پھر دیکھ کہ حضرت والا مجھے کھوڑا خریدنے پر سخت تنبیہ فرما رہے ہیں کہ خواہ مخواہ خرچ بڑھانے سے کمر لاندہ نور کام لے لیا ہے اور اگر تم کو اس حدیث سے شبہ ہوا جس میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا اس میں ہر مسلمان کو کھوڑا باندھنا پڑے گا۔ وہ زمانہ ہے تو یہی مگر حدیث میں اہل وسعت (امیر لوگ) مراد ہیں۔
تحقیق: یہ بالکل صحیح دیکھا رائے تو واقعی یہی ہے مگر لہذا شریعت (شریعت میں جائز ہونے کی وجہ) سے منع نہیں کیا۔

حَال: پھر دیکھا کہ حضرت والا کے کسی خادم نے خیانت کی ہے۔ حضرت نے قبول فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ آخری دعوت ہے۔ اب جو کوئی ایک دن یا آدھے دن یہاں قیام کرے اس کو ہماری دعوت کرنے کی اجازت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مہمان سب ہمارے یہاں کھانا کھایا کریں۔ اس وقت اکثر خدام کے چہرہ پر غم کے آثار تھے خواہر صاحب کے آئسو جہری تھے "لا تزنم علی راء من الامۃ النعمانۃ عونا للعلانیین و غیبا للفسر شدین و تلبک الضیوض والبرکات مفیضین امین و یرحم اللہ عبدا ذال امینا۔" آپ عالمین کے مددگار بن کر اور برائی طلب کرنے والوں کے رہنما بن کر امت محمدیہ کے سر پر ہمیشہ باقی رہیں اور ان فیوض و برکات سے فیض پہنچاتے رہیں آمین۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو آمین کہے۔

تحقیق: اہل غفلت کو بچانا ہے کہ اس وقت کو نیست سمجھیں آخر ایک دن وقت کو ختم ہونا ہے باقی کئی کئی صد نہیں تمام عروج کو کم کہا گیا ہے۔

حَال: ذکر کے وقت نئی نئی عمارتیں اور نئے نئے آدمی نظر آتے ہیں، کبھی اپنے مشائخ موجود ہیں کبھی بعض خلق والے خود بخود بغیر توجہ نظر آتے ہیں اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

تحقیق: ایک قسم کا انکشاف ہے توجہ نہ کی جائے۔

حَال: مونوی... صاحب کو دیکھ کہ مغلوب افعال دیوانہ کی طرح آئے اور مجھ سے کہا کہ مصافحہ کرو۔ میں نے ہاتھ بڑھائے تو دو اکینوں پہلے ایک پھر دوسری میرے ہاتھ میں دیں اور کہا کہ مصافحہ مخصوص نہیں یہ لو اور رکھ کر تال دیئے۔ مجھے خواب میں ان کی اس حالت پر بڑی حیرت رہی۔

تحقیق: اس سے ان کی کامیابی کی امید بڑھتی ہے اور غالب اس کامیابی میں زیادہ مددگار خلق کو نفع پہنچاتا ہو۔

حَال: پھر دیکھ کہ جو کی نماز حضرت والا نے پڑھائی اور نماز سے پہلے چند خدام سے جن میں ... اور خواہر

صاحب کا نام یاد ہے اور احقر سے بھی حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ جمعہ کے بعد والے نوافل اور پکی جگہ چاکر پڑھیں گے۔ چند نچے نماز جمعہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ آؤ نوافل کو اچھی طرح پڑھیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور احقر ساتھ میں تیار ہوئے اور چند لوگ اور بھی تھے اس وقت غریبہ صاحب اور احقر کی زبان پر ذکر باری تھا۔

تحقیق: یہ عیت باطلہ (باطنی طور پر ساتھ ہونے) کی تصویر ہے۔

حکال: پھر احقر نے ایک کتاب کی زیارت کی جو سید امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی تصنیف تھی۔ اس کتاب پر یہ مضمون لکھا ہوا تھا اس کتاب میں یہ مضمون دیکھا کہ نماز کا دوسرا اقدہ پہلے اقدہ سے اس لئے لمبا رکھا گیا ہے کہ پہلا اقدہ تو نماز کے درمیان میں ہے اور دوسرا اقدہ آخر میں ہے اس کا لمبا ہونا مناسب ہے تاکہ نماز کی سارے عمدہ مظہر ہو جائیں اور سانس کی حرکت ٹھہر جائے اور وہ اچھی طرح اطمینان سے سوچ سمجھ کر نماز کو ختم کرے اور سلام پھیر دے قہر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: معلوم دلالت کا زیادہ چند حضرات اہل بیت ہیں ایسے معلوم کے فیضان کی طرف اشارہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حکال: چند باتیں اس وقت اور قابلِ عرض ہیں۔ شریعتی آتی ہے کہ حضرت والا کا بقیہ عزیز خالق کرتا ہو۔ عمر چونکہ حضرت والا کے بیان سے کافی تسلیم اور اطمینان ہو جاتا ہے اس لئے جی چاہتا ہے کہ ہر بات صاف عرض کر دوں "حسنائیں اور مبتلا" خواہ اچھی ہو یا بری۔

حکال: پہلے خط میں عرض کیا تھا کہ میں نے ایک کتاب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تصنیف خواب میں دیکھی جس میں بڑی غری اقدہ کے بارے میں ایک مضمون دیکھا تھا اس کے بارے میں خواب ہی میں یہ بات دل میں آئی۔ سلام سے پہلے رحمت زیادہ موجود ہوتی ہے۔ یہ اس مضمون کے صحیح ہونے کے لئے اس بات سے مدد ملی جاسکتی ہے کہ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دن کے لئے سلام سے پہلے کا وقت مقرر فرمایا ہے (یہ) شاید ہی لئے ہو کہ اس وقت رحمت زیادہ موجود ہوتی ہے۔

تحقیق: اس منجھوتہ ہے۔

حکال: آج شب کو تہجد کی نماز کے بعد بدبختی اور سستی کی وجہ سے لیٹ گیا تھا فائدہ نہ آئی نہیں کچھ غنڈگی سی ہوئی تھی کہ میں نے اپنے گھر میں ایک عجیب منظر دیکھا (جس کو خواب میں اپنے گھر سمجھا ہوں) چند شخص بہت ہی بدعقل دیکھے کہ اہل منظر میں وہ انسان بھی نہ معلوم ہوتے تھے اور میں ان سے بہت زیادہ ڈر گیا۔ تصویر کے بعد میں سے ایک شخص انسان کی شکل میں نظر آیا اور اس نے کچھ بات کی جس میں سے صرف اتنا یاد ہے کہ ہم

اختیاری نہیں ہے مگر اس مقام کے حصول کے اسباب جو آخر اور طاعت میں مشغول ہونا ہے یہ اختیار ہی ہیں اس لئے یہ ہے کہ کسی مفسر پر پہنچ کر اس کو مقصود کی انتہا سمجھ کر اس مشغولی میں کمی نہ کرے بلکہ (ان افعالِ طاعت کو) پیٹ کرے تاکہ اس سے ترقی ہو اور جلدی جمدی ہو۔

حکایت: پھر میں نے ایک باخچی دیکھا جو اسطیل خان صاحب کا مہلوم ہوا ایک دو شخص اس میں آم توڑ رہے تھے اور منگ کر بھر دینا لگا دیتے تھے اور دو شاخ میں بھر جاتے تھے، ایک دو آم کھا بھی لیتے تھے۔

تحقیق: (حضرت) اسطیل (علیہ السلام) فرمائی تھی تھے فنا کا ثمر وہ ہے اکلہا وشم (کہ اس درخت کے پھل بیٹھ لئے جاتے ہیں) کی شکل میں نظر یا ترغیب ہے فنا دہانی۔

حکایت: پھر میں نے چند نئے آبی دیکھے جو میرے قیام سے بہت خوش ہو کر مجھ سے مل رہے تھے اور کہتے تھے کہ تم یہاں دل لگا کر رہو۔ میں نے کہا میرے دل گلے کا سالانہ کر دو وہ یہ کہ میں... میں ایک بڑے مجمع میں تمہاں نمک طلباء کم ہے۔ دو لوگ اس میں مشغور کرنے لگے کہ ہاں اس کی تدبیر ہوئی چاہئے اور مجھ سے کہا کہ ہاں اس کا انتظام ہو جائے گا۔

تحقیق: تمہارے اس مزدور کی تسلی ہے۔

ایک شہسی صاحب کا حال

حکایت: مشکل کی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت والہ نے احقر کو چند اوراقِ رحمت فرمائے ہیں۔ جس میں بحدیث نبویہ کثرت سے لکھی ہوئی تھیں۔ پھر ایک ورق عطا فرمایا جس میں فقہ کی روایات لکھی ہوئی تھیں۔ سب کا معانہ حقوق و العباد کی تاکید تھی۔ ایک مضمون یاد بھی ہے کہ کسی شخص کی مسواک بلا اجازت استعمال نہیں کرنی چاہئے لیکن مسواک والے کو چاہئے اگر کسی کو ضرورت ہو تو اس کو استعمال کے لئے دے دے۔

تحقیق: ”جمع بین علوم الروایۃ والحدیث و بین العمل بہما“ (مقلی اور نقلی علم کے حل ہونے اور ان پر عمل کی خوشخبری ہے)۔

حکایت: مشکل کی دو پہر کو دیکھا کہ گویہ مولوی محمد الحق صاحب بردوانی مدظلہم کا وصال ہو گیا اور ان کی حق تعالیٰ شانہ نے مغفرت فرمادی۔ اس کے بعد میں جاگ گیا اور جاننے کی حالت میں مکان کے کونے سے دُسر کی آواز اہل طریق ”إِنَّا لِلّٰہِ وَإِلَیْہِ رَاجِعُونَ“ کی بارغوش آوازی سے سنا مینا، اس وقت تائب میں لا الہ الا اللہ کا دُرخوشی کے ساتھ جاتی تھا۔

تحقیق: بعض روایات کے مطابق حضرت احق علیہ السلام ذبح میں اس آیت کی وجہ سے طرفہ ہدم اقدسہؑ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اقداس میں فانی انفس اور اتانہ میں بھی اس فانی کی طرف اشارہ ہے اور اگر اسماعیل علیہ السلام ذبح میں جیسا کہ قول میں ہے کہ طرف اشارہ ہے جب بھی استاذی و تہذیبیہ تعلق کے بیان کے مطابق احق علیہ السلام کے لئے بھی ایک فدیہ یا قافہو ذبیح ایضا حکما۔

سیرۃ: ۱۴ جمادی الآخر جمعہ کے دن رات کو خواب میں احقر نے حضور مقبول ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب مولانا اشرف علی صاحب شیخ کابل ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کے نام میں مولوی اشرف علی صاحب کہہ کے سکوت فرمایا۔ غالباً دو منٹ سکوت فرما کے لفظ صاحب کہا اور شاہ عبدالرحیم صاف فرما گئے میں سکوت نہیں کیا۔ معلوم نہیں سکوت کی وجہ کیا ہے۔ تعبیر بتائی جائے۔

جہانگیر: ”عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعا فی بینه کاشفا عن فخذہ او ساقیہ فاستاذن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاذن لہ وهو علی تلك الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہ وهو كذلك فتحدث لم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سری ثیابہ الی قوله قال ان عثمان رجل یعنی وانی خشیت ان اذنت لہ علی تلك الحالة ان لا یبلغ الی فی حاجة۔“ (ردہ مسلم مشکوٰۃ) تو ترجمہ ”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (ایک دن) رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے ہوئے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے ان کو اندر بلا لیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (کچھ دیر تک بیٹھے) آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے ان کو اندر بلا لیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (بھی کچھ دیر تک بیٹھے) آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی (اور اجازت لینے پر اندر داخل ہوئے) تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا (یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (اور خدمت اقدس میں حاضر دوسرے لوگ) چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امراء آئے تو آپ ﷺ نے نہ جنبش کی اور ان کی پرواہ کی (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے) اور اپنے کپڑے بھی درست نہیں کئے) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ امراء آئے تو آپ ﷺ نے اس وقت بھی نہ حرکت اور نہ ان کی پرواہ کی مگر جب حضرت عثمان

ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیاء کروں، جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بہت حیاء رکھتا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں بلا لیا (کہ میری رائیں یا چند لٹیں کھلی ہوئی ہوں) تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا نہیں کر سکتا، یعنی اگر وہ مجھ کو اس حالت میں دیکھیں گے تو غلبہ ادب اور شرم و حیا سے میرے پاس نہیں نہیں گئے اور جس مقصد سے یہاں آئے ہیں اس کو پورا کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طرز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر صفت مبادئی ظ کے غلبہ (کی وجہ) سے آپ ﷺ نے ان کے ساتھ بڑا اُٹ میں لٹ لٹا کر اور شخصین کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ کیا۔ لفظ صاحب ہمارے محاورے میں خاصہ کے وقت بولا جاتا ہے۔ اس لئے جن صاحب کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا لفظ صاحب فرمایا ہے ان میں اصل عثمانی شان کا غلبہ مشاہدہ ہے اور جس کے نام کے ساتھ یہ لفظ فوراً نہیں فرمایا اس سے شخصین کی طرح کا برتاؤ کیا اور پھر وقت کے بعد صاحب کا لفظ فرمایا یہ مخاطب (یعنی آپ جو خواب دیکھنے والے ہیں) کی رعایت مصلحت سے ہے کہ وہ خالی نام لے کر (یعنی صاحب کے بغیر صرف نام نہ کرے) اس نام والے کی بے قدری نہ کرے۔

آگے لٹھ کو معلوم ہے کہ کیا راز ہے۔ (اس خواب کی تعبیر کے بارے میں) بہتر یہ ہوتا کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھی جاتی جو خواب دانوں کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا اور محقق بھی ہوتا۔ والسلام دو بارہ (عرض) ہے کہ صرف اس خواب کی وجہ سے کسی کے کمال وغیرہ کے معتقد نہ ہوں کہ خواب حجت شرعیہ نہیں ہے۔ جاننے کی حالت میں جس کی حالت کو شریعت پر پورا اثر نہ دیکھیں اس کو کامل سمجھیں۔ والسلام

حضرت ارمضان شریف میں ایک رات میں دو بار جناب والائی زیارت ہوئی۔ مہری سے پیسہ دیکھا کہ میں بیچار ہوں حضور نے توجہ ڈالی فوراً اچھا ہو گیا۔ پھر صبح کے بعد دیکھا کہ حضور نے دو قسم کی مسخالی مجھ کو سب سے مسجد و بورک کھائی پھر سب کے ساتھ دسترخوان پر شریک فرمایا۔ مسخالی بھڑکائی مرے کی قسم سے تھی۔ میں نے دم پوچھا حضور نے فرمایا: ایک کام عشق دوسری کام شفا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر لگائی کہ عشق سے مراد اللہ تعالیٰ کا عشق اور شفا سے مراد دل کے امراض سے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کے دلوں سے یہ دونوں باتیں جاننے کی حالت میں بھی علی فرمادیں۔

تحقیق: قاعدہ سے یہ (ای) تعبیر ہے اللہ تعالیٰ چاہے فرمائیں۔

حِثَال: بندہ گنہگار نے خواب دیکھا کہ آنحضور نے جامع مسجد سہارنپور میں دعا فرمایا۔ بندہ بھی اور بندہ کے بہنوئی مرحوم بھی دعا میں شریک رہے۔ دعا کے بعد آنحضور اور بندہ کا بہنوئی مسجد میں تشریف لے گئے۔ بندہ باہر رہا۔ بندہ کو آنحضور نے آواز دی کہ محمد ابراہیم آ جاؤ کھانا۔ بندہ حاضر خدمت ہوا۔ آنحضور کے آگے شہد میں نہ گئے ہوئے پھول رکھے تھے۔ وہ پھول آنحضور کے ساتھ بندہ گنہگار نے اور بندہ گنہگار کے بہنوئی مرحوم نے خوب دل لگا کر کھائے۔ اسی حالت میں خواب سے جاگ گیا۔ آنحضور مصلیٰ فرمائیں کہ یہ تمام کیا کیفیت تھی چونکہ بندہ کو یہ علم نہیں کہ کون سے پھول تھے اور کون سا شہر تھا۔

تحقیق: یعنی تعبیر معصوم ہونا تو مشکل ہے خیال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہد شفا ہے اور پھول راحت و قرحت بخش ہے۔ (اس میں) اشارہ ہے کہ اس راست میں شفا اور راحت دونوں چیزیں جمع ہیں اور اس کی وجہ سلت کا موافقت ہے جس کے لئے یہ دونوں (شفا اور راحت) نتیجہ ضروری ہیں۔ جامع مسجد میں دعا ہونا اسی نفع کے عام ہونے کی طرف اشارہ ہے اور مسجد کے سہارنپوری وہی ہونے میں اشارہ ہے کہ جھڑنے والے لوگ اتفاق کی طرف لوٹیں گے۔

حِثَال: بندے نے بدھ کی رات ۱۲ جمادی الاول کو خواب دیکھا کہ جناب رسول اکرم ﷺ اپنے حجرہ شریف میں تعریف فرما رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے حجرہ کے سامنے آ کر چلی گئیں اور آپ کے کپڑے کی خوشبو فدی کی ناک میں اس قدر پھینکی کہ جس کی حد نہیں اور حضور ﷺ نے بھی تعریف فرمائی اور آپ کے سب کپڑے اتری کئے ہوئے تھے۔

کچھ دن ہوئے بندے کے ایک دوست نے بندے کے بارے میں ایک خواب دیکھا جس میں (حق کو کچھ تر دے وہ یہ ہے کہ فدی کے ایک سات سال کی عمر کا بچہ ہے اس کو فدی دن کر رہا ہے اور فدی کا حال یہ ہے کہ ابھی تک شادی بھی نہیں کی اور فدی ایک جماعت میں نماز پڑھا رہا ہے مگر مجاہد اس میں بہت طوالت کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

تحقیق: نہایت مبارک خواب ہے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں یہ اشارہ ہے ایسے شخص کی باطنی نسبت کی طرف اشارہ ہے جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو فیض ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔

اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تاجدار ہیں اس لئے نسبت باطنی بھی حضور ﷺ سے حاصل کی ہوئی ہے۔ ان کے لباس میں جو لطافت و نگہداشت دیکھی وہ لطافت و نزاکت اس

توئی کے لباس کی ہے جو اس باطنی نسبت کے لئے ازلی (ضروری) ہے۔

واللہ اعلم کہ یہ حقیقت میں کون ہے۔ مگر ظاہری طور پر اس احتیاط کا نسب صحیح یہ ہے کہ اختلافات کے باوجود حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے یہ سچا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ظاہری نسب مراد نہ ہو بلکہ اصداۃ و سیاست کی شان مقصود ہو تو اس (صورت) میں (وہ نہیں) استغاف سے بھی (فرق نہیں) پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ بنی حقیقت حال کو بہتر جانتے ہیں۔

دوسرے خواب کی تعبیر یہ بھی میں آئی ہے کہ صاحب قصیدہ دروئے فرما رہے ہے۔

والنفس کا الخفل ان نعمله شب عفی ﴿﴾ حب الرضاع وان نطعمه ينظم
فقرۃ جمدۃ النفس تو بچے کی حرج ہے اگر تم اس کو چھوڑ دو (تو وہ) رو رہے ہیں کی رغبت زیادہ کرتا ہے اور اگر
دو رو دھ چھڑا تو چھوڑ دیتا ہے۔

اس لئے کہ بڑے سے مراد نفس ہے اور حدیث میں ہے ”مروا صبیباکم بالصلوۃ وھم ابناہ
سبع سنین“ (اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہوں) تو اس حرمیت ایک درجہ میں دوہرا ہو رہا
جاتا ہے۔ اس لئے یہ نفس کے مختلف ہونے کی عفت کی طرف اشارہ ہے اور اس کو افسوس کرتا اس کے غضب اور
ان کے شرار کے چھپے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اکابر کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ نفس کی برائیاں
بالکل ختم نہیں ہو پتی ہیں (بلکہ) صرف ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ مجاہد کی یہی بڑی غرض ہے۔ اس لئے کہ
میں مجاہد کے مفید در نتیجے ہونے والے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ حدیث میں ہے کہ ”ان اقرب ما یکون العبد اذا سجد او کسا
قال“ (کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قرب جہدے کی حالت میں ہوتا ہے) اس مقصود کی جیسے اللہ تعالیٰ
کے قرب (کے ماحس ہونے) کی طرف اشارہ ہے قیوں خواہوں کا مجموعہ کامیابی کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ
مبارک کرے مگر ان خواہوں کے مجبور پر اپنے کاموں کو نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس میں پسٹے سے زیادہ ہمدرد
کرنا چاہئے اور ﴿افلا اکون عبدا شکورا﴾ (قرآن مجید) کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں) نظر کے سامنے رہنا
چاہئے۔

میں نے اس سے پہلے جب میں نجیب آباد میں تھا تو حضرت مولانا مفتوی قدس سرہ و خوب میں دیکھا تھا کہ
آپ فرماتے ہیں کہ ”گو میں جادو میرے بیان میں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟“

جواب: بالکل سچا خواب ہے۔ در مطلب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ اس سلسلہ مضمرہ میں تعلیم کا مرتبہ بان سے ہے جو

دل سے پیدا ہونے کی وجہ سے موثر (اثر کرنے والا) اور اس کا اثر باقی رہنے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا بالکل یہی طریقہ تھا ﴿لِیُؤْتُوا نَفْسًا سَلَامًا﴾ ان سے ایسا باتیں کہ جو ان کے دلوں میں بر جائیں۔ اس سلسلہ میں تصرف و امت سے کام نہیں لیا جاتا اگرچہ کم قہجہ میں کیا جاسکتا ہے کہ یہ طریقہ دل تصوف میں متعارف (جانتا پہچانتا) ہونے کے باوجود صاحب سنت (یعنی نبی کریم ﷺ) سے منقول نہ ہونے کی وجہ سے مروج اور مفقول ہے۔ اسی طرح اس میں اور بھی بہت چھپی ہوئی خرابیاں ہیں جس آنگھ کے چادر سے یہی تصرف مراد ہے اس وجہ سے کہ اس میں کبھی آنگھ سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بیان کے چادر سے مرو مسنون تعلیم کی تاثیر ہے۔

پس مولانا کا مشرب (طریقہ) اس معرود سے ظاہر کرنا منظور تھا عجیب نہیں ہے کہ آپ کو اس لئے دکھایا گیا ہو کہ آپ کو اس طریقہ غیر منقول کی کبھی تمنا ہوئی ہو۔

خیال: دوسرے کاموں میں بھی معروف ہونے کے وقت خیال اللہ کی طرف لگا رہتا ہے۔ عادت و ذکر نماز میں اور حضور والا کے پاس بیٹھنے سے اسی طرح دوسرے اوقات میں بھی اکثر دل تمام جسم کے ساتھ سامنے کی طرف زور کے ساتھ کھینچا ہے خصوصاً یہ کشش نماز میں بہت شدت کے ساتھ اوپر نیچے بائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف ہوتی ہے۔ قلب کی کشش کی ابتداء اس وقت سے ہوئی ہے جبکہ میں شروع میں یہاں حاضر ہوا تھا تو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور والا نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور خوب چپٹایا جس سے بے حد لطف حاصل ہوا۔ سینہ سے لگانے سے پہلے یہ بھی دیکھا تھا کہ مجھے حضور والا نے زمین پر اٹھا کر دے پٹکا۔ خدا میں تو اکثر دیکھا رہا ہوں ان میں سے چند عرض کرتا ہوں:

❶ دیکھا کہ میں حضرت کے امراء ہوں صبح کا وقت ہے اور سورج نکلنے کے قریب ہے۔ حضور امام ہیں مجھے اور میں نے آپ کی اقتداء کی۔

❷ خواب نمبر ایک سے پہلے غم ہوا جب یہ خواب دیکھا تھا کہ میں حضور والا کی کمر دبا رہا ہوں اور حضور والا مجھ کو ہمارے ہیں یہاں دباؤ۔

❸ ایک دن جمعہ کو دوپہر کے وقت کچھ لیٹ کر غنودگی آگئی دیکھا کہ ایک مسجد نہایت اورانی سفید چمکتی ہوئی آسمان اور زمین کے درمیان جا رہی ہے۔ میری نظر کے سامنے سے غائب نہیں ہونے پائی تھی کہ آنکھ کھلی گئی۔

❹ چار یا پانچ دن ہوئے ہوں گے کہ تہجد سے پہلے خواب دیکھا کہ حضور والا ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں اور سامنے سبز یا اور کچھ اونچی چیز رکھی ہوئی ہے۔ فاعلوں کا جمع ہے مکر وہ مجمع نظر نہیں آتا ہے۔ لوگ نکلیں کر رہے ہیں

مگر عربی (عاشق) محال نہیں ہیں بلکہ وہی اللہ ہیں لیکن کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد چار شخصوں نے جن میں سے ایک یہ غلام بھی ہے آواز ملا کر حضرت کو ایک شعر سنایا۔ وہ شعر یا نہیں مگر یہ خوب یاد ہے کہ وہ جن تعالیٰ کے ساتھ عشق ہونے کے بارے میں تھا۔ میرے ہمراہی اصحاب میں سے ایک صاحب تو میرے آگے ہیں اور وہ صاحب میرے پیچھے ہیں۔ پہلی مرتبہ جب شعر پڑھا تو میری آواز ان صاحبوں کے ساتھ نہیں ملی بلکہ بالکل الگ رہی یہ ایک کربس خاموش ہو گئے۔ پھر دوبارہ چاروں نے آواز ملا کر شعر پڑھا تو میری آواز بھی سب کے ساتھ مل گئی اور حضرت والا نے خوب توجہ سے وہ شعر سنا۔ بس پھر تو سب خوشی (خوشی) الگ الگ ہو گئے اور حضرت والا نے سب لوگوں کو چڑیاں انعام تقسیم فرمائیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایک چڑیا انعام میں ملی۔

۵۔ پانچوں دو پہر کو زانیات تھا کہ غنودھی آگئی دیکھا کہ حضرت والا میری دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔ حضور کے بائیں جانب سینہ کے قریب سے ایک ٹرکی سی نگل کر میرے سینہ میں دائیں طرف سے داخل ہو گئی جس سے میں بے ہوش ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اسی دن عصر کے بعد قلب کی یہ حالت تھی کہ بے اختیار زبان سے ہائے تنگی تھی جیسے کہ کوئی پرانے بخار کا مریض۔ دوا رو کر جاتا ہے۔ وہ حالت سونے تک رہی۔ کل مغرب سے عشاء تک بھی بہت بے چینی رہی۔ عشاء کی نماز میں بے اختیار چیخ نکال نکالی بر داشت کیا بر داشت نہ ہو رات تیرہ سے عشق و محبت کا جوش ہے۔

آج صبح کی نماز میں قلب کو ان کے مقابلے میں شدت کشش سے سکون رہا۔ مگر آج صبح ذکر میں عشق کے مضامین کی بہت آمد ہوئی۔ نماز میں بیٹھنے کو دل چاہتا ہے کہ خوب دھاریں مار کر روکوں مگر حضور کے ادب سے ضبط ہو جاتا ہے۔ رات دن کے مقابلے میں ابھی معلوم ہوتی ہے دل یہ چاہتا ہے کہ ایسی جگہ جا کر چھپوں کہ کسی کو میرے حال کی خبر نہ ہو بالکل معدوم (گم) ہو جاؤں۔ غیر اللہ کا خیال قلب سے نکل جاتا ہے۔ خصوصاً نماز میں توجہ خیال بہت ہی زور پر ہوتا ہے کہ محبوب کے خیال کے علاوہ سب خیالات خراب ہو جائیں کوئی خواہش و آرزو محبوب کی آرزو کے علاوہ نہ رہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ مبارک ہو اللہم زد و فرد۔

محال: حضور والا سے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے رہا ہے۔

محال: دو چار دن ہوئے ایک شب احرار تہجد کی نماز کے بعد ڈراما سونگیا تو یہ خواب دیکھا کہ احرار مسجد میں بستر لگے سویا ہوا ہے۔ اتفاقاً صبح کی نماز کے لئے حضور شریف لائے اور احرار کو چنگایا مگر وضو وغیرہ کرتے کرتے دیر

ہو گئی۔ احقر کو جو امت نہ ملی۔ نماز کے بعد خود حضور میرے قریب تشریف لائے اور بارہا عرض اور تمکین ہو کر نہ بیکار میں تم تکبیر کھتے ہو۔ حضرت رسول اکرم ﷺ تو کھینچ نہ رکھتے تھے۔ خبردار اگر اپنی بھائی و بہتری چاہتے ہو اس کو چھوڑ دو نہ کسی کام و مصروف کے نہ رہو گے۔ پھر جاگ گئے۔ اس خواب سے قلب کو بہت پریشانی ہے۔ معلم تمہیں تکبیر سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: تکبیر (اور ظاہر معنی مراد بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت سرور عالم ﷺ کے پاس تکبیر ہوتا اور اہد میں مذکور ہے) سے مراد سستی ہے کہ کبھی اس سے سستی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ جماعت کے حاضر ہونے میں ہوتی تھی۔ اس نئے یہ بات کہی گئی۔

تحال: اس سے پہلے بھی محل ہی میں رات کی تحصن کا بعد سے ایک دن صبح کی نماز سے بعد درالینا تو اچانک نیند آ گئی تو کیا دیکھنا ہوں کہ چند صوفی ایک جگہ بیٹھ کر اپنے مذاق (مزاج) کی باتیں کر رہے ہیں۔ احقر چونکہ اپنی تمام سے الگ بیٹھ کر غور سے ان کی باتیں کر رہا ہے۔ ان صوفیوں میں ایک بوڑھے معزز مرد اور صاف سترے ہیں۔ اتفاقاً وہی رنگ نے حضرت جانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک شعر پڑھا۔ جس کے سننے ہی احقر کی طبیعت بالکل بے خود ست ہو گئی قریب تو کہ قلب سے نچنے والے کھرا احقر نے بہت ہی برواشت سے کام لیا پھر بھی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اور ان سب صوفیوں نے احقر کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص اٹھ اٹھا اور آ کر احقر کو سینے سے لگایا اور پیار و محبت کی دو چار باتیں کہیں اور وہی بوڑھے مرد کی طرف جو سب میں معزز تھے۔ اشارہ کیا کہ ان کے سامنے بھی نہروے دیجئے۔ یہ شخص بھی میرے ہی لوگوں میں ہے۔ جی احقر کی نسبت پھر آنکھ کھل گئی، اور قلب کو خوش پایا امید کہ ان خواہش کی نسبت بھی کچھ تحریر فرمادیں گے۔

تحقیق: صاحبین کے زمرہ (گروہ جمع) میں شامل ہونے کی خوشخبری ہے۔ مبارک ہو۔
تحال: آج کل خواب بہت زیادہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ کبھی یہ دیکھتا ہے کہ خادم ایک بجز نہاد میں حیر رہا ہے۔
تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ سوک کے طے کرنے کی خوشخبری ہے۔

تحال: کبھی یہ دیکھتا ہے کہ کعب شریف بذات خود میری طرف آ رہا ہے یہاں تک کہ میرے قلب میں آ کر غائب ہو گیا۔

تحقیق: مرادیت و محبوبیت کے رتبہ کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔
تحال: رات تہجد کو بہت اچھے وقت؟ کچھ کلی طبیعت بہت ہی صاف تھی۔ محبوب کے خیال کے علاوہ کوئی غم نہ تھا تو اس ذکر کے بعد نصف پارہ کی صورت بھیج رہی تھی اور ایک منزل میں حاجات مقبول پڑھتے تو بہت دل چاہا۔ آخر

ہر چاہتا رہتا ہے کہ حق تعالیٰ سے تمام بھڑکی کی وہ نہیں مانگوں اور میں دعاؤں کی جامع مناجات مقبول ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں بھی حضور والا کی جانب سے اس کے پڑھنے کا اشارہ ہو چکا ہے۔ اور حضور والا کا درود شریف مظلومہ پڑھا۔ قلب کو اتنی فرحت ہوئی کہ جس کا میں نہیں رہ سکتا۔ خدا ایسی رات ہیوں نصیب کرے۔ لیجئے کہ وقت کی بڑی قدر اور محبت معلوم ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو جائز رکھیں۔

تحقیق: آمین۔

حالت: تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ میرا مکان حضور والا کے مکان سے بالکل مل جاتا ہے۔ مکان کے قریب کوئی مسجد ہے۔ اس میں حضور والا نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں مکان پر ہوں اور نماز میں شریک نہ ہو سکا آفتاب نکل آیا۔ نماز قضا ہو گئی۔ حضور والا نے میرے مکان پر تشریف لا کر پہلے میرے بیٹے زاد بھائی مولوی سید صاحب کو پوچھا فرمایا کہ دو نماز میں شریک نہیں ہوئے۔ اور پھر مجھے پوچھا فرمایا کہ..... کہاں ہے نماز میں شریک نہیں ہوا۔ ہم دونوں بھائی حضرت کے خوف سے پاؤں میں چھپے ہوئے تھے۔ جب گھر والے بتائے میں غامض ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں کا فائدہ تھا مگر یہ دیا جاتا تو اصلاح ہو جاتی۔ اس کے بعد میں تو نکل آیا۔ حضرت کے سامنے نہ ضرور عرض کیا کہ حضرت مجھے چھپانے کی ضرورت نہیں۔ میری نماز قضا ہو گئی ہے۔ کیا اس سے پہلے میری نماز قضا نہیں ہوئی تھی جواب میں چھپاؤں۔ اس کے بعد تہجد کے نئے آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: کوئی ایسی کہ تہ ارک کی طرف اشارہ ہے اگر کبھی واقع ہو جائے۔

حالت: پھر جب تہجد سے فارغ ہو کر لینا تو طبیعت بہت یٹھ رہی تھی۔ ذرا آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور دنیا حساب کا کوئی کام حضرت مجھ سے لے رہے ہیں۔ اتنے میں ایک بڑا دی عورت آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے بائیں جانب منہ پھیر لیا۔ حضرت نے اس سے نرمی سے گفتگو فرمائی۔ اسی وقت یہ خیال ہوا کہ حضرت اس سے اس وجہ سے خوش اخلاقی سے پیش آ رہے ہیں کہ اس کی ورنہ حالت درست ہو جائے۔ اس کے بعد وہ بڑا دی عورت میری زبانی کی شکل بن گئی۔ میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو خواہش بھڑکی نہیں پھر مجھے اس سے غرت نہ رہی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے بھی حضرت والا مشرف فرمائیں۔

تحقیق: آپ کا اللہ تھا میں جس کی اصلاح نرمی سے کرتا تھا اور وہ آپ کے تابع ہو گیا۔

حالت: رات تہجد کے بعد خواب دیکھا کہ حضرت والا امام بنے ہوئے نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں جماعت میں شریک ہوں اور نہ دشمن کی۔ سہام پھیرنے کے بعد دیکھا کہ آفتاب نکل کر خواب پھل گیا ہے۔

تحقیق: یہ آفتاب انوارِ قہر میں جن کا تہجد سے حاصل ہونا شروع ہے۔

حَال: اس کے بعد میں نے مجددِ نماز کی نیت پامندہ فی نور پر مبنی میں مصروف ہو گیا۔

تحقیق: عبادت میں مشغول رہنا غور پسندی و علامت ہے۔

حَال: آج قہر کو بالکل سکون و اطمینان ہے۔

تحقیق: اللہم زد غور۔ اللہ غور اضافہ فرمائیں۔

ایک خط جس میں بہت سے خواب لکھے تھے ان میں ایک خواب یہ بھی تھا جو ایک جانگاہ کی حالت میں پیش آنے والے واقعہ کے بعد دیکھا تھا۔ ایک وقت حضرت مولانا محمد رضا صاحب کے ایک غلیظہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ باتیں کرتے رہے کہ میں ایسی باتیں کرتا ہوں ہے کہ جس وقت ہم آگے بند کر کے لاوا لہ کرتے ہیں تو دنیا و مافیہا (دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے) حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ ہمارے یہاں اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سو مرتبہ کہنے کی دیر میں یہ حالت رہے۔ چاہے کیسا بھی دنیاوی خوف ہو یا کوئی اور دنیاوی مصیبت دنیا کو پریشان کرے تو ہم اس کو اور اپنے کو بے لگنی کر کے دور پھینک دیتے ہیں کہ جیسے کوئی تھکے کو پھینک دے۔ یہ باتیں سن کر احقر کو حسرت ہوئی کہ مجھے اس کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس وقت خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس احقر کی پیچہ پر دو چادر بار چھ مہارت بھیج کر فرماتے رہے ہیں کہ یہ زبانی ذکر دینی توجہ کے ساتھ ان کے صرف دل کی توجہ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر مقبول ہے۔ بہت سی تسلی فرماتے رہے۔ مگر (حضرت کا) حلیہ ایک دوسرے صالح مرد کا تھا۔ کہ وہ بہت ثورانی شکل کا تھا۔

اس خط کا یہ جواب گیا: خواب سب اچھے ہیں تعمیلی تعبیر کی ضرورت نہیں صرف ایک خواب کے جس میں ان بزرگ کے غلیظہ سے مکالمہ کا ذکر ہے۔ خواب میں اس سے بارے میں جو تحقیق بتائی گئی ہے وہ ایک علمِ عظیم ہے جس سے اکثر اہل طریق بالکل غافل بلکہ غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ تحقیق بالکل اپنے ظاہر پر ہی ہے۔ مسئلہ اسی طرف ہے جس کی وجہ ایک تو ظاہر ہے کہ دو اہل صالح کا مجموعہ ایک عمل سے افعال و اہل (زیادہ بہتر و مکمل) ہوگا۔ ایک وجہ زرا مشکل ہے وہ یہ کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ توجہ قلب شروع ہوتی ہے پھر اس سے بھول ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اس بھولنے کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی۔ شاغل (ذکر میں مشغول شخص) اس توجہ کو اپنے خیال میں میسر نہ ہونے والی سمجھتا ہے اور وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ اسی وجہ کہ میں ایک طویل وقت گزار دیتا ہے۔ جس میں ترقی سے بالکل محروم رہتا ہے۔

دوسری یہ بات قابلِ تنبیہ ہے کہ آپ کو خوابوں سے زیادہ دلچسپی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ان کا درجہ بشارت

(خوشخبریوں) سے زیادہ نہیں اور خوشخبری کا خلاصہ صرف کسی بتانے والے کی ایک بات ہے جو (اللہ تعالیٰ کے) قرب میں خود کچھ بھی اثر نہیں رکھتی ہے۔ مقصود اعمال میں جن کو قرب (کے حاصل ہونے) میں تاخیر حاصل ہے۔ اس لئے خواب ان (اعمال) کے مقابلے میں کچھ نہ ہونے کی طرح ہے۔

کسی محقق نے اس کو بہت ہی لطیف عنوان سے ادا کیا ہے۔

نہ شمع نہ شب پر تم کہ حدیث خواب گویم ۔ چو غلام آفتابم ہر ز آفتاب گویم

ترجمہ: ”نہ میں رات میں ہوں نہ رات پرست ہوں جو خواب کی باتیں کروں بلکہ میں تو سورج کا غلام ہوں اس لئے میں سورج کی باتیں کہوں گا۔“

ایک مثنوی صاحب کا خواب جو خدمت حدیث میں مشغول ہیں

احقر نے آج قیلولہ کے وقت خواب میں دیکھا کہ دنیا میں حق تعالیٰ نے میری کوشش کے بغیر میرے لئے ایک مکان تیار کرانے کا سامان کیا ہے۔ خود بخود میں نے یوں کہا کہ اس مکان کو تو فرشتے تیار کرتے۔ اچانک کیا دیکھا ہوں کہ حضرت رب العزت (انسان کی صورت میں) اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اور پھر ایک اور فرشتے جن کا نام جاننے کے بعد یاد نہیں رہا ایک قطار میں میری طرف پشت کئے ہوئے اور مکان کی ایک دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ یقیناً مکان تیار کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں اور غریب بنانا چاہتے ہیں۔ چہرہ کسی کا نظر نہیں آیا نہ وقار نہ ایک کو جو ذکر کی آگاہی سے پہچان لیا۔ سب کے قدم و قامت تقریباً برابر تھے۔ اور سب کے کپڑے بھی سفید تھے۔ حضور احقر کی رعایت کئے بغیر کچھ بھی تعبیر ہو صاف صاف تحریر فرمائیں۔ اور میرے لئے حصول کامل علم و عمل اور عافیت و آسائش اور کھل لقا و درسا کے لئے خاص طور پر براہ شفقت دعا فرمادیا کریں۔

ترجمہ: ”کہ جب کی شان ہے کہ اس کو ملائکہ نے بنایا تھا اور حق تعالیٰ کا اس کے لئے بانی حقیقی ہونا ظاہر ہے۔ کعبہ کی شان یہ ہے۔ ﴿وَإِذَا جَعَلْنَا اللَّيْلَ مَنَاقِبًا لِلنَّاسِ وَأَعْنَابًا﴾ اور یہی شان ہے دین کی اور اہل دین کے لئے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ لوگوں کے رجوع ہونے کی جگہ بھی ہیں اور تمام آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت کا سبب بھی ہیں۔ وصال کے کعبہ کے طواف کے خواب والی حدیث کی شرح میں شراح نے کعبہ کی تعبیر کیا دین بنایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ اشارہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کے لئے دین کے باب میں مخلوق کے رجوع ہونے اور صحیح تعلیم (دینے) کی وجہ سے مخلوق کے لئے خطروں سے نجات بننے کی دولت نصیب ہوگی اور چونکہ یہ دین

رسول اللہ ﷺ کا تقسیم کیا ہوا ہے اس لئے مشہور کو بھی میں خواب میں دیکھا گیا۔ وہاں دیکھا گیا ہے آپ کے لئے من سب راہوں کی دعا دے اور اسی دعا کی اپنے لئے بھی آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

حکال: رات تہجد سے پہلے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے نمایاں زاد بھائی سے جو کہ عالم دین ہیں وہ چھوڑا ہوا ہے جو تعالیٰ کی رحمت کہانی ہوئے ہیں۔ انہوں نے صرف یہ جواب دیا کہ پہلے آسمان پر وقت نکلیں تیار۔

تحقیق: اذہانت جو کہ تہجد کا تھا اس لئے مقرر کر کے نہیں بنایا مگر اذہانتی وقت تھا۔

حکال: اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ تو یا حق تعالیٰ شانہ موجود ہیں۔ ایک روشنی سورج کی طرح نظر آئی وہ سورج بلکہ بارش میں پھینکا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ زیادہ قریب ہونے کی جلی تھی۔

حکال: پھر یہ دیکھا کہ میری جیب میں پختہ کی خرابی کا چاندی کا دستہ پڑا ہے۔ اور وہ اصل میں کسی مسجد کے درمیان بڑے گنبد کا کھس (گنبد کے اوپر کا ٹکڑا مگر) ہے میں پریشان ہوں کہ میں مسجد کی چیز کیوں اٹھا لیا ہوں اور اس کرنے جارہا ہوں۔

تحقیق: یہ انسانی دنیا کے حقوق کے ادا کرنے کے عزم کی صورت ہے۔

حکال: پھر دیکھا کہ ایک مادر ہندو کے مکان کے چھوڑے پر ایکس (بین ایک) چھوٹی اور ایک سو فی گزلی ہوئی ہیں۔ پھر یہ خیال کر کے کہ دوسرے کی ملک ہیں وہیں چھوڑ دیں۔

تحقیق: غیر انسانی دنیا کے حقوق ادا کرنے کی صورت ہے۔

حکال: پھر دیکھا کہ میرے والدہ کاں پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بھائی چھت پر (نماز پڑھ رہے ہیں انہیں سفید سے کپڑے پہنے ہوئے محن میں ہوں۔ میں نے ان سب سے کہا کہ اگر حق تعالیٰ پوچھیں گے کہ جنت سے نماز کیوں نہ پڑھی تھی تو کیا جواب دینے کا۔ یہ کہہ کر میں خود مسجد کی طرف جہاں جماعت ہو رہی تھی چلا دیا۔ حق تعالیٰ کے دیکھنے کے وقت میری پریشانی کی حالت تھی کہ گویا مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ وہی ہے میں کوئی موقوف کے اذہانت ہونے کی فکر میں ہوں کہ کیا خواب دوں گا۔

تحقیق: "حاسبوا قبل ان تحاسبوا" (حساب کئے جانے سے پہلے اپنے حساب کرو) پر عمل کی خوشحالی ہے۔

حکال: یہ بھی دیکھا کہ میں نے چند مسجدوں میں جماعت سے نماز پڑھی۔

تحقیق: عمل کے اصلاح کی صورت ہے۔

حَالِ: معنی یہ حالت تھی یہ دوس میں آتا تھا کہ کوئی بات حق تعالیٰ کے رضا مندی کے خلاف نہ ہو پس وہ مجھ سے راضی رہیں۔ اگر ان کی رضامندی میں ہو کہ میں روزِ محشر میں داخل کیا جاؤں تو یہ بھی منظور ہے مگر وہ اپنی محبت مجھ سے جدا نہ فرمائیں محبت رہے۔

تَحْقِیقُ: یہ سکر (مصرف میں تشریحی ایک خاص کیفیت) کے ساتھ رضا کا غلبہ ہے جس کے دافق حالت یہ ہے کہ رضا کی طلب پوری ہو اور اس رضا میں سے آگے سے پناہ مانگنا بھی ہے کیونکہ آگ میں سزا کے طور پر وہی جانے کا جو رضا سے غم رہے گا۔

حَالِ: تہجد کے بعد ذرا سو گیا خواب دیکھ کر ایک مکان ہے جس میں ۳ کمرے ہیں۔ ایک میں غائب طلبہ کو پڑھا رہا ہوں اور دوسرے میں حضور والا وعظ فرما رہے ہیں۔ حضور والا نے سب سے فرمایا کہ سب لوگ وعظ ان کمرے جائیں۔ جب ہم وعظ کے کمرہ میں پہنچے تو حضور وعظ نہ فرما رہے تھے۔ بلکہ غائب پناہ خیال ہوا کہ مولوی صاحب قریب۔

تَحْقِیقُ: یہ اللہ علی الخیر کھا علم (کہ بجلی کی رہنمائی کرنے والا بجلی کرنے والے کی طرح ہے) کی صورت ہے میں نے ان کو جو قسم کیا ہے مجھ کو بھی دیا ہی خواب نہ ہے اور آپ کا دوسرے دن افادہ کی بشارت ہے۔ **حَالِ:** اس کے بعد میں تیسرے کمرے میں پہنچا جہاں حضور والا تشریف فرما تھے۔ دیکھا کہ ایک صاحب کو جہد ہو رہا ہے اور زبان سے ال ہو یا اللہ کہہ رہی ہے اور بے ہوش ہیں مگر حضرت ان سے کچھ خوش نہیں ہیں۔ وہ غائب بیعت دونا چاہتے ہیں تو حضور والا کی مرضی صرف اس حالت کو دیکھ کر بیعت فرمانے کی نہیں ہے کہ کہیں کوئی اس حالت کو اچھا نہ سمجھ لے۔ اس کے بعد وہ حضور والا کے دائیں جانب بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھ گیا۔ تعبیر سے شرف فرمایا جائے۔

تَحْقِیقُ: حالات کا اعلان سے بعد کے درجہ میں ہونا مشغوف ہوا (خاطر ہوا) اور یہی تحقیق ہے۔

حَالِ: اب خوابوں سے باہر دلچسپی نہیں مل رہی تھی۔

تَحْقِیقُ: یہی میرا حوالہ ہے تو بس ان کو نہ لکھا کریں ہاں اگر کوئی بہت ہی عجیب ہو۔

حَالِ: حالت تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھ کر خوب ہلکا آ رہے ہیں اور بجلی چمکتی ہوئی مجھے نظر آ رہی ہے۔ اس بجلی کی طرف میرا توجہ رہا ہے اس اپنے دامن میں مکان کے اندر تہجد بیٹھا ہوا دل اور بجلی کے گرنے کا مجھے کچھ خوف نہیں ہے۔

تَحْقِیقُ: یہ نسبت عشق ہے جو چشمہ پر غالب ہے اللہ تعالیٰ اس کو ثقیل ہوگی۔

حَال: اس کے بعد میں نے، یہی کہ حضور (ا۔) میرے غریب خوند پر تشریف فرما ہیں۔ حضور کے پاس ایک حنیہ کا تھنوں کی بہت چھوٹی پائوں (یا دراشت کی کاپی نوٹ بک) ہے۔ اس میں سے حضور والے مجھے تین اصول بتاتے ہیں جن میں سے پہلے اصول میں ایک اور اصول بھی شامل ہے۔ دیا کہ پہلے اصول وہ اصول کا مجموعہ ہے مگر مجموعی حیثیت (اعتبار نامے) دو ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کو میں نے اپنے پاس نقل کر لیا ہے۔ پھر حضور (ا۔) نے مجھے دو اصول بہت اچھی طرح بتائے انکلی سے صحیح دینے۔ اس کے بعد میں خواہ ایک اور صاحب کو جن سے میری ملاقات ہے وہی اصول نری سے سمجھا دیا ہوں۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ مبتدی و ہادی (خود راہ پر ہوں گے اور دوسروں کی رہنمائی کرنے والے) ہوں گے۔
حَال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضور نے ایک تحریر کا تھنہ کو عطا فرمایا ہے۔ حضور پادشہی۔ اس میں کہ تھا۔ ایک صاحب حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے کسی بات کے بارے میں پوچھا۔ اس پر حضور نے فرمایا جادوہم نے۔۔۔ کوڑے دیا ہے وہ تو کو تباہ کا۔

تحقیق: کیا عجیب ہے اللہ تعالیٰ ایسی بات دے کہ آپ سے دوسروں کو بھی نفع دینی پڑے۔

حَال: ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور بیٹے ہوئے ہیں اور بندہ تباہ حضور کے پیروں پر رہا رہا ہے اور اس وقت دایاں پر ہے۔ حضور نے بندہ سے ارشاد فرمایا کہ میری خدمت کا یہی کارہ سبب ہے۔
تحقیق: تواضع اور شیعہ کی محبت کے مفید ہونے کی طرف اشارہ ہے اور تواضع کی خصوصیت شیخ کے ساتھ نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ (ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

حَال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ سیلاؤ آدمی حضور کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ محمد ان کے بندہ کے بڑے بھائی بھی ال۔ آدے آئے ہیں۔ حضور نے ان سے ملنے کا اہتمام بعد مقرر فرمایا ہے۔ بندہ بھی اس وقت حاضر خدمت ہوا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ تو اس وقت کیسے بیٹھا ہوا ہے یہ وقت مسافروں کے ملنے کا ہے۔ اس پر بندہ نے ان سے عرض کیا کہ حضور نے بندہ کو منتقلی کر دی ہے۔

تحقیق: یہ صورت زیادہ نصویریت کی ہے جس کا سبب دونوں میں محبت کا ہونا ہے جو سعادت کے باب کی بڑی بات ہے۔

حَال: خواب تو ختم ہوئے۔ حضرت! بندہ کی یہ حالت ہے کہ بندہ عمر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہے مگر دل میں یہ خطرہ بڑھ رہی ہے کہ یہ وقت حضور کے ملنے کا نہیں ہے۔ ایسا کہ حضور کو ناگوار گزے۔ مگر بندہ یکن چلی جہیمت سے مجبور ہے۔ جو حضور کا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

تجربہ: آپ سے چونکہ بالکل تکلف نہیں میں جب چاہتا ہوں اٹھ کر چلا جاتا ہوں اس لئے مجھ کو ذرا بھی تکلف نہیں ہوتی۔ جن لوگوں سے کچھ تکلف ہوتا ہے ان سے گراہی ہوتی ہے۔ (آپ کا بالکل بے فکر رہنے۔

تجربہ: تمہارا عرصہ ہوا جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں ایک رات پر جا رہا ہوں جو کہ تھانہ بھون کو گیا ہے۔ لیکن میں ایک ایسے راستہ سے جا رہا ہوں جو مکانوں کے پیچھے اور کھیتوں میں سے گیا ہے۔ میرے آگے آگے کھیر پینے والا ایک شخص کچھ فاصلہ سے جا رہا ہے۔ اس شخص کے کندھے پر ایک چکی سی مٹی ہوئی رہی ہے۔ جس کے دونوں سرے لٹک رہے ہیں۔ ہر ایک سرے میں بٹھایا نما چالوں میں کھیر ہے۔ میرے دل میں بار بار آتا ہے کہ اس سے کھیر خرید کر کھالوں۔ لیکن خریدتا نہیں۔ یہاں تک کہ شام ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ اب میں ایک مقام پر رکا اور وہ کھیر بیچنے والا بھی رکا۔ اب میں نے ایک شخص کو بھیجا کہ جا کر اس آدمی سے کھیر لے آئے۔ ورنہ وہی تو وہاں نہ آیا لیکن معلوم کہ کھیر اس کے پاس نہیں رہی۔ اب ایسا معلوم ہوا کہ کچھ بارش ہوئی اور بڑی بڑی ہندیاں پڑیں کچھ اگلی سی نمی سڑک پر ہو گئی۔ اور کہیں کہیں ڈیروں میں پانی بھر گیا اور وقت وہی شام کا ہے۔

اب مجھے خیال ہوا کہ کھیر تو ملی نہیں روزہ کس چیز سے افطار کروں گا۔ کچھ پریشانی سی ہوئی کہ ایک چھوٹا سا چار پانچ سیر صوف کا پتھر دار چوٹی زینہ جس کی اونچائی ڈیڑھ یا دو گز ہوئی نظر پڑا میں جلدی جلدی اس زینہ پر چڑھ گیا۔ جب اس کے اوپر پہنچ گیا تو معلوم ہوا کہ یہ ریلوے اسٹیشن ہے اور ڈاک گاڑی بٹارس کے لئے پٹنے والی ہے۔ میں بھی جلدی سے لپک کر گاڑی والی گاڑی میں گاڑ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جس نے بہت خاطر سے نکالا۔

اب اچانک ایسا معلوم ہوا کہ میں تھانہ بھون پہنچ گیا اور ایک بلند مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ بہت سے لوگ وہاں موجود ہیں۔ کچھ لوگ مسجد کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ لوگ مسجد کے فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن سب لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مسجد کے اندرونی دروازے سے باہر آیا۔ جہاں سب لوگ میرا انتظار کر رہے تھے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر کھیر اس وقت کھا لیتا ہوں تو بحری میں کیا کھاؤں گا۔ کیونکہ صبح پھر روزہ رکھنا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ سننے میں حافظہ ... صاحب جو حضور کے یہاں مدرس ہیں انہوں نے کہا کہ کھیر تو بحری کے لئے رہنے دو یہ کھاؤ۔ اب جو دیکھتا ہوں تو بہت بڑے برتن میں۔ یعنی طباق (تھال) میں خوب گرما گرما چلاؤ چوٹی تک بھرا ہوا ہے اور اس میں بڑی بڑی بوٹیاں ہیں۔ یہ پلاؤ حضور کے گھر سے آیا ہے۔ اور سب لوگ میرے انتظار میں اسی طباق (تھال) کے گرد کھانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ... کو بھی آ جانے دو تو انہوں نے کہا کہ وہ مولانا کے گھر پر کھا چکے ہیں۔

بس اس سے پہلے کہ اور لوگ کھا: شروع کریں یہ خیال کر کے کہ مجھ... میں کا اظہار تھا لاؤ اب میں بھی کھاؤں
جلدی جلدی کھانا شروع کرو یا اور خوب کھایا۔ بس آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: کھیر بدمست کی حلاوت (مناس) ہے اور پلاؤ عشق کی ملوجھت (منگنی ہے) دونوں نصیب ہوں گی۔
خحال: گزشتہ ہفتہ کی رات خواب دیکھا کہ بندہ حضور کی خدمت میں حاضر ہے۔ حضور کے ہاتھ میں ایک کانڈہ
ہے۔ حضور نے بندہ سے پوچھا کہ حضرت گنگوئی **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ** کے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا۔ یہ سن کر بندہ کے دل
میں یہ خیال آیا کہ حضور غالباً یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ (بندہ)... حضرت گنگوئی **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ** سے بیعت ہے۔
عرض کرنے کا ارادہ کیا کہ حضرت بندہ نے تو حضرت گنگوئی **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ** کی زیارت بھی نہیں کی ہے۔ مگر
خاموش ہو گیا اور جواباً عرض کیا کہ تقریباً اسی سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ غالباً قیصری شوال تھی۔ حضرت نے اس کانڈہ پر
مضمون معلوم نہیں کیا ہے حضرت گنگوئی **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ** کے دستخط کر کے بندہ کو مرحمت فرمادیا۔

تحقیق: اس کی تعمیر یہ ہے کہ آپ کو میری اس نسبت سے فیض ہوگا جو میرے اندر مولانا کی نسبت کے مشابہ
ہے کیونکہ کئی نسبتوں میں سے بعض کی خاص شان ہوتی ہے۔

خحال: بندہ نے کل ایک عجیب خواب دیکھا ہے جس سے ایک قسم کی حیرت ہے اس وجہ سے عرض ہے درندہ
خوابوں کی طرف زیادہ التفات توجہ نہیں کرتا ہوں اور نہ سب کو صحیح سمجھتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھا کہ جناب کے لئے
ہوئے ہیں اور میں جناب کے ہاتھوں قریب سینہ کے پاس بیٹھا ہوا بہت ہی بے تکلفی سے پیٹے دو دوست ہاتھیں
کرتے ہیں کر رہا ہوں۔ کچھ اور تو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد ہے کہ میں جناب سے عرض کر رہا ہوں کہ لوگ جناب
کو یوں کہتے ہیں حالانکہ آپ کا ہر فعل و قول سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ حضور نے کچھ جواب نہیں دیا غالباً آپ
منکر اور بے۔ اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ میں جناب سے سامنے ہاتھوں بات چیت نہیں کر سکتا
ہوں۔ تو قاعدے کے اعتبار سے خواب میں بھی ایسی بے تکلفی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس کا کیا سبب ہے۔ مجھ
سے کوئی سختی تو نہیں ہوئی جس کو ظاہر کیا گیا ہو۔

تحقیق: نہیں۔ خواب میں صورت پر معافی غالب ہوتے ہیں احماد (دونوں میں یکسانیت کا ہونا) اور قریب
ہونا اس صورت میں ظاہر ہوا۔

خحال: رات بھر حضور ہی کو دیکھتا رہا۔ معمول سے بھی زیادہ سو گیا۔ ۳ بجے آنکھ کھلی تو طبیعت نہایت خوش تھی۔
تحقیق: مبارک ہو۔

خحال: آج ذکر کرتے وقت سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ آنجناب اس مسجد میں تشریف

کہتے ہیں اور بھی دوسری جگہ کو شخص اسی جگہ موجود ہیں جن کو بندہ پہچانتا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک پردہ کے اندر سے یا پردہ نہیں تھا مگر بندہ دیکھ نہیں رہا تھا اللہ تعالیٰ (نعالی عن الجهات والتلفظ و لوازم الکمیات والستکمات) (اللہ تعالیٰ جو کہ جہتوں، تلفظ، مقدار اور چھپنے کی کیفیات سے پاک ہیں) نے جناب کو کوئی خاص چیز دی ہے یعنی بندہ کے سامنے جو ٹوک دوسرے موجود تھے ان لوگوں نے بھی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ماہر میرے مجتہدین کے لئے ہے۔ (تم لوگوں کو نہیں سنے گی) جتنی عبادت پر خط کھینچا ہوا ہے بالکل اس وقت کے لئے ہونے والا تھا ہیں اور تو حسین کے درمیان جو عبارت ہے وہ بھی اکثر اسی وقت کی ہے مگر صاف بالکل ہی نظارہ بندہ باب ایسے کیا دیکھا۔

تجلی: جو دیکھا صاف ہے تصویر کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت ہی صاف بشارت ہے۔ رزقہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائیں) اس دکھانے میں آپ کا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو مزید تسلی ہو کہ ہمیں ایسے شخص کے ساتھ تعلق ہے۔

سوال: میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے اگرچہ اس کی صورت کا لحاظ کر کے تو طبیعت عرض کرنے سے رہتی ہے مگر یہ خیال کر کے کہ حضور سے عرض کرنے میں حرج کیا ہے عرض کرتا ہوں۔ میں مسجد کے بعد دروازہ کے لئے بیٹھ گیا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھا ہوں کہ میں اپنے مکان پر ہوں اور کنوئیں سے غسل کر کے نکلا ہی مسجد میں آ گیا تھا۔ کئی کئی اہل بیت پر نہیں ہے۔ مسجد کے فرش پر آ کر بیٹھ کر دو دو ہزاروں اور دل میں یہ خیال تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ کافر ہوا ہے۔ اتنے میں اذان کی آواز سے غیظ کھل گئی۔ اس وقت کسی قسم کا خیال نہیں تھا۔ کیا مسجد کی کوئی بے دہلی تو مجھ سے نہیں ہوئی۔ جس کو اس صورت میں ظاہر کیا گیا ہو یا اور کوئی بات ہے اطمینان فرمایا جائے۔

جواب: اس پر مائی (مجھے چن) سے مراد بے غرضی ہے۔ فی الہدیت "انا النذیر العریان" حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں غلام (یعنی بے غرض) آؤں دانتے دانتے ہوں۔

سوال: احقر نے خواب دیکھا کہ ایک مکان بہت ہی پر شکف ہے۔ قاضی وغیرہ بچے ہوئے ہیں اس کے اوپر گنبد ہے۔ اس میں حضرت والا تشریف فرما ہیں۔ وہ ایکن جگہ ہے کہ حضرت کے سامنے ایک کنواں سا ہے۔ بندہ سامنے سے حاضر ہوا اور اس کنوئیں کے پاس ہے بالکل کنارہ سے ملا ہوا آنے لگا۔ (آپ نے) فرمایا کہ دیکھو کہوں ہے۔ (میں نے) عرض کیا میں جانتا ہوں کنواں ہے بلکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اوپر سے اس کا منہ چھوٹا ہے مگر نیچے سے بہت بڑا اور خطرناک ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس میں نہیں گردوں گا۔ اگرچہ میں کیسا ہی کنارہ سے لگا ہوا آ رہا ہوں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں زرا یہاں سے اٹھتا ہوں تم یہاں بیٹھ جاؤ آسنے

والوں کو کہتے رہتا اور گرنے نہ دیتا۔

جنتِ نبویہ: مبارک خواب ہے اس کے معنی ظاہر ہیں آپ (ﷺ) اللہ تعالیٰ ہنگامِ خدا کو مگر اسی کے کنوئیں میں گرنے سے بچا رہے ہیں۔

میرزا: اوقاتِ تہجد کے بعد ذکر کرتے کرتے غیظ آتی اور خواب میں دیکھا کہ کسی اجنبی جگہ میں احقر اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتا ہوا ایک بڑے دور، دینی طرف آ رہا ہے۔ دروازہ کے قریب پہنچا تو دیکھ استاد ذی سبوی سید امیر حسین صاحب دایم فکد دیوبندی (س) (میں) آ رہے ہیں۔ (میں) لچا لک لان کے قریب پہنچ گیا۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہاری مذاقات کا بہت دنوں سے شوق تھا۔ ان کے مصافحہ سے طبیعت میں ایک خاص اثر معلوم ہوا۔ پھر وہ جس حرف جار سے تھے چلے گئے اور بند ہو گئے۔ دروازہ سے نکل کر اپنے مکان پہنچ گیا۔ ذرا دیر کے بعد احقر کے محلہ کی ایک عورت جس کا نام ... تھا اور طاعون میں انتقال کر چکی تھی ایک بڑے کنوہ میں دو تین توڑے کے قریب رواب کی طرح کوئی مٹی کی چیز لائی اور اس کے دیبے سے پہلے پوچھا کہ حضرت نظام الدین اویسا، رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ سے تمہاری ملاقات کیسے ہوگی۔ گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ دروازے کے پاس سید امیر حسین صاحب جو تھے وہ نظام الدین اویسا تھے۔ میں نے واقعہ بیان کیا۔ اس کے بعد وہ رواب کنوہ کے ساتھ اپنے گئی۔

مجھے دو تہجد ہوئے ایک یہ کہ اس عورت سے ایسی بے تکلفی نہ تھی کہ کھانے پینے کی چیز لائی۔ دوسرے یہ کہ اسنے بڑے کنوہ میں اتنی تھوڑی چیز لائی۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں لیتا۔ کہا کہ اے نو صرف اس خیال سے کہ تم نے مٹھیا (ایک قسم کا گوشت ہے جو ہماری طرف کوفتہ کی طرح بہت مصالحہ ڈال کر پکاتا ہے اور بہت تیز ہوتا ہے) کھائی ہے اس لئے مزہ چٹھا کرنے کے لئے لائی ہوں۔ فحہ میں نے لے کر کھالیا۔ تو بہت ہی مزیدار چیز تھی۔ گویا رواب نہ تھی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کو دیکھنے سے اب تک خبیثت ایک عجیب طرح متاثر ہے۔ خود کیا کچھ کچھ میں نہیں آیا۔ اگر واقعی خواب ہے تو اس طرح کیا دیکھا؟

جنتِ نبویہ: وہ مٹھیا نسبتِ عشق ہے جو سلسلہِ چشتیہ کا ایک خاص اثر ہے۔ اس سے پریشانی ہوتی ہے اس کی حد بل کے لئے نسبتِ سکون کی ضرورت ہے۔ جس میں ملاقات ہوتی ہے۔ رواب سے یہ مراد ہے کہ پریشانی مبتدی پر غالب ہوتی ہے اور سکون مٹھیا پر (غالب ہوتا ہے)۔ اس میں اعتدال کے بعد انتہا کی بظاہر بھی ہے۔ پھر اس انتہا میں بھی نہ ختم ہونے والے دو بات ہیں اس کا پسند اور نہ بھی انتہا ہی ہے۔ جو دوسرے درجات کے لئے ضروری نہیں۔ جس طرح دیکھتے (پڑھتی) کا اختتام ایک انتہا ہے اس لئے عجب کی جگہ شکر کرنا چاہئے۔

نیل الی: (بندہ) اپنے معمولات کو بغیر تعالیٰ اور جناب کی دعا سے اچھی طرح انجام دے رہا ہے اور حالت بکری خدا کے فضل سے اور حضور کی دعا سے بہت اچھی ہے۔ حضور کے حکم کے مطابق یہ کتابیں بھی مطالعہ میں رہتی ہیں۔ ”تکلیف الدین و تلطف الدین“ اور ”مواعظ“ میں سے لفظ کبر حصہ اول و دوم و سوم اور ہفت اختر۔ جامع شش مواظبا مع الملوکات۔

حضور ایک روز نماز تہجد کے بعد غنودگی سی ہوئی تو ایک بزرگ آئے جن کو بندہ نے بالکل پہچانا نہیں۔ انہوں نے مجھ کو کھوجی میں لے کر بھیجا۔ تو حضور ان کے پیچھے سے بہت راحت ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ طلب بالکل روشن ہو گیا۔ حضرت والا یہ کیا بات تھی۔

اسی طرح حضور اہم ذات کے ذکر کے وقت چھوٹی عمر کے بچے بہت نظر آتے ہیں۔ حضرت والا ذکر کے وقت غنودگی میں داکیں طرف سے کبھی کوئی ہاتھ میں روپیہ لے کر پیش کرتا ہے اور کبھی دونوں وچونی معلوم ہوتا ہے کہ سامنے کرتا ہے۔ حضور یہ کیا بات ہے۔ مگر اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ حضور اہم ذات بندہ دن کو ۱۰ بجے ۲ ہزار دفعہ کرتا ہے۔ اب چونکہ اس وقت اور کچھ کام ہوا کرے گا تو اس کے لئے دوسرے وقت میں ارشاد عالی ہو تو بہت عناية ہو۔

تحقیق: حالات معلوم کر کے دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔ ذاکرین کو ایسے واقعات بکثرت پیش آتے ہیں۔ جن کا اکثر حصہ (قوت) تخلیہ کا تصرف ہوتا ہے اور بعض واقعات معالیٰ خامہ کی صورت مقابلہ ہوتے ہیں۔ کسی روح کے مشابہ فعل ہوتی ہے مثلاً دیکھا کسی روح کی برکات کا اضافہ ہے اور چھوٹی عمر کے بچوں کا دیکھا غالباً قوت تخلیہ کا تصرف ہے۔ اور روپیہ وغیرہ پیش کرنا رزق کی کشادگی اور معاش کے اطمینان کی تسلی کے لئے ہے۔ وقت بدلنے کی اجازت ہے۔

نیل الی: تین چار دن ہوئے کہ میں نے ایک خوب دیکھا تھا کہ تھانہ بھون یا اور کہیں ایک اونٹنی کی مسجہ ہے۔ اسی کے منحن میں کھڑا ہوا ہوں۔ منحن کے نیچے بہت بڑا باغ ہے۔ یہ مسجد اور باغ حضور علی کی ملک ہے۔ جہاں میں کھڑا ہوا تھا وہاں سے باغ کے قریب فالت کا ایک بڑا گھنا درخت لگا ہوا خوب بھرا پڑا ہے۔ درخت میں تو چند اور خام دونوں طرح کے پھل لگے ہوئے ہیں۔ لیکن جو پھل درخت کے نیچے پختہ ہونے کی وجہ سے کثرت کے ساتھ ٹپک کر پڑے ہوئے ہیں وہ پختہ تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میرے جی میں آیا کہ ان گرے ہوئے پھلوں میں سے کچھ پھل جن لوں لیکن ساتھ یہ خیال ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر ان کا لینا ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ ترک کر دیا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ مسجد اور باغ تو حضور نے وقف کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسی

چیزیں تو وقف ہی ہوا کرتی ہیں اور احوالوں۔ پھر خیال ہوتا ہے کہ شاید خدا خواستہ حضور کے دشمنوں کی طبیعت کچھ ناساز ہے اور یہ گمراہ ہوئے بعض حضور کی دوائے واسطے ہیں۔ اگر میں سے لوگوں کا تو حضور کی دوا پھر کیسے ہوگی۔ اور اس وقت (گویا حضور کی ہمدردی اور محبت میرے سبب میں زیادہ تھی) میں اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنی رائے بدل دی۔ اور ان پھول کے یعنی فاسوں کے اٹھانے کا خیال بالکل ترک کر دیا۔ یہ فالسے کچھ کھلائے ہوئے اور رنگ کے مائل اور سے سیاقی تھے۔

تحقیق: یہ فالسے ثمرات ذکر کے نکلنے میں کچھ یا کھانا، اور معلوم ہونا اسی حالت کے اعتبار سے معلوم ہوا کہ ابھی ذکر کے آثار میں خامی (کچا پن) یا سستی ہے۔ مگر نشاء خدا تعالیٰ کرتے کرتے سب ٹھیک ہو جائے گا۔

حالات: ہفت کی رات نواب میں دیکھا کہ مولوی کے مکان میں لڑکی ماسوں صاحب والے مکان میں جمع ہو رہی ہے۔ حضرت والا ابھی تشریف فرما ہیں۔ ایک مہر رکھ دوا ہے۔ احقر بعد میں حاضر ہوا۔ اور مجھے دھکے کے لئے ارشاد ہوا۔ تو میں نے اس آیت کا وعظ شروع کیا۔ **فَاللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشِبْہَہٗ یَخْتَلِفُ مِنْ مَّشَآءٍ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ** (نہا)۔ وعظ میں سے اتنا مضمون یاد رہا کہ حق تعالیٰ شانہ کی عجیب قدرت ہے کہ پہلے بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر وہ پہلے ہی سے مضبوط اور قوی ہوتا تو ماں کے عین سے پیدا نہ ہوتا، پھر پہلے ایسا نرم ہوتا ہے کہ اس کے عضو کو ہڑانا چاہیں تو جڑ نکال دیتے ہیں۔ پھر جوانی کے بعد کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس میں یہ روز ہے کہ روح کے نکلنے سے اس میں قوت آتی ہے۔ پھر جوانی کے بعد کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے موت سے پہلے بڑھا چکا ہوتا ہے تاکہ روح کو نکلنے میں سہولت ہو۔ اور جن کو بڑھا چکے ہیں بھی روح کے نکلنے کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے یہ صرف اظہار قدرت ہے کہ حق تعالیٰ ضعف میں بھی خراج روح سے تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ انہی تعبیر سے شرف فرمایا جائے۔

تحقیق: خواب میں آیت کے متعلق عجیب و غریب قوت ظاہر ہوا۔ ایسے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم و ہونے کی بشارت ہوتے ہیں جن تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

حالات: حضرت سیدی مولائی دامت برکاتہم آفاتہ رات کی تہجد و ذکر کی نماز کے بعد مرتب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مکان مشرف ہو (نظر آیا)۔ میں میں ایک کمزور لگی ہوئی تھی۔ حضرت والا مکان کے اندر تشریف فرما تھے۔ اور احقر کمزور کے پاس باہر کی جانب ہے۔ حضرت والا اندر سے کچھ اشیاء مرمت فرما رہے ہیں۔ اور ایسے اغاظ ارشاد فرما رہے ہیں جو کہ انتہا (خلیفہ بنائے) کے وقت مجوزین (میں کو اجازت دینی چاہتی ہے) سے فرمائے

جاتے ہیں جو اشیاء مجھے مرحمت فرمائی گئیں ہیں وہ درخت کی شاخوں کی طرح ہیں۔ ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ولایت کے علوم ہیں۔ ایک شاخ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ سلوک کے مقامات ہیں۔ پھر کچھ مضمون دعا ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ برکت عطا فرمائیں۔ اوکھا کھل اٹھی۔

کل شب جھرات کو خواب میں دیکھا کہ احقر نے ایک کتاب حضرت والا کے سامنے سے مطالعہ کے لئے اٹھائی۔ کھول کر دیکھا تو وہ حضرت والا کی بیاض (نوٹ بک) تھی۔ اس میں ایک جگہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں عربی عبارت میں پہلے جو افی تھی۔ پھر ابابعد کے بعد احقر کے لئے کچھ دسایا لکھی ہوئی تھیں۔ مضمون یاد تہ رہا دوسرے صفحہ پر پھر حرر افی تھی۔ اور آیت (فعل ما عبادى الذہن اسرفوا علی انفسہم لا یفتنوا من رحمۃ اللہ) لکھی ہوئی تھیں۔ اس آیت کے بعد حضرت والا نے ایک نکتہ افی کا بیان لکھا تھا۔ جو حضرت پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے فائز ہوئی۔ پھر اسی آیت کے مضمون کے بارے میں احقر کے لئے وصیت تھی۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

حقیقی: تعبیر کا کیا پوچھا مثنوی شکل کے لئے تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو عطا نے علوم و اعمال و احوال کی جگہ بتاتیں ہیں مبارک ہو۔

حکایت: کچھ دن ہوئے میں نے خواب میں ایک بڑی بکری دیکھی کہ میں اس کو اپنے پروردگار لوگوں کی حویلی میں لے جا رہا ہوں جب میں حویلی کے دروازے کے قریب پہنچا تو اچانک بکری نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے ہاتھ کو بازو تک من میں لے گئی۔ میں نے ہاتھ چھڑانے کی جیت کوشش کی مگر میں ناکام و عاجز اور مایوس ہو گیا۔ آخر وہ کمزور عمر جس میں اس حویلی میں آئیں اور بکری کو گرایا اور اس کے گلے پر چھری چلا دی۔ یہ ہاتھ گلے تک سست ہو گیا سست کا ہاتھ بکری کے گلے سے نکلا اور میرا کام بھی تمام کر دیا۔ اس کی تعبیر بیان فرمائیں۔

حقیقی: خواب بالکل ہی توجہ کے قابل نہیں ہے۔

حکایت: ایک دن سرور کائنات زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے محبوب بہت اعلیٰ درجہ ہو اور کمال درجہ کا سلام ہو کی تعریف اور آپ کی زیارت کے شوق میں وہ تین خود بخود ہوئی غزلیں اپنی کتاب میں لکھ رہا تھا غزل کے مطلع کے آخر کا مطلب یہ تھا۔

اس غزل کا آخر یہ تھا کہ ”دعا کریں، عرضیں اور آدہ ہمشہر ہیں یہاں تک کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو جائے۔ یہ لکھنے کے بعد میں سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک مولوی صاحب جن سے مجھے شکر دہی کی نسبت حاصل ہے ان کے ساتھ ایک خانے میں جو مسجد کی طرح ہے ہوں۔ وہاں طاق میں

چند کلام مجید دیکھے اور ہم نے ان کو چودہ اسی دوران دیکھا یہ بیت اللہ ہے زادھا اللہ شرفا و تعظیما اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا آئیے حجر اسود کو بوسہ دے آئیں یہاں نہ ہو کہ اس کے بعد لوگوں کی زیادتی چومنے سے رکاوٹ بن جائے گی۔ مگر مولوی صاحب قرآن مجید کے طلاق کو دیکھنے میں مشغول تھے اور سلائی کر رہے تھے کہ قرآن مجید کا کلمہ سُخِّل جائے تاکہ ہم اس کو چومنے کا شرف حاصل کریں۔ فقیر بہت متشکر تھا اور ان سے ہمدردی کرتا تھا کہ آئیے تاکہ جلد ہی بوسہ دے آئیں۔ جب کی وجہ سے مولوی صاحب سے پہلے جانا نہیں چاہ رہا تھا۔ اسی حالت میں خواب کا سلسلہ ختم ہو گیا وہ گھڑی میرے تصور میں اس طرح تھی کہ حجر اسود کعبہ میں مغرب کی جانب ایلار میں ہے حالانکہ حقیقت میں ایسے نہیں ہے تعبیر ارشاد فرما کر۔

تحقیق: گزر چکا ہے۔

حکایت: رات میں نے دو خواب دیکھے پہلا یہ کہ میرے حق پہنے کی جناب والا کو اطلاع ہوئی ہے تو آپ نے خواب صاحب کے ذریعے مجھ سے پوچھا کہ میں اس کو ضرورت کے لئے چتا ہوں طسب کے طور پر اور کچھ اور باتیں بھی ہوئیں جن کی تفصیل مجھے یاد نہیں۔ حاصل اس واقعہ کا جناب والا کی نہایت ناخوشی ہے۔ یعنی خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں۔

دوسرا خواب یہ کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے مکان پر ہوں رات کا وقت ہے چاندنی رات ہے۔ اس حالت میں ہمارے گھر میں ایک بھورا سور گھس آیا۔ ہم سب ڈر کر کوٹھے پر چڑھ گئے میں کوٹھے پر سے دوسرے قریب کے مکان میں اتر کر گلی میں چلا آیا اور گلی میں اپنے دروازہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ دوسرے لوگ بھی آگئے۔ جب وہ سور باہر نکلا تو کسی نے اسے دبا کر اس کی تھوئی جس سے آدلی اور درختوں کو ٹکڑی کیا کرتا ہے کاٹ ڈالی۔ اس کی تھوئی کھرپے کی طرح تھی۔ رنگت الکی سُرخ تھی اور قریب قریب شفاف تھی۔ ان واقعات سے مجھ پر ایک خاص اثر ہوا۔ فہم صا دوسرے واقعہ سے مجھے خیال ہے کہ شاید مجھے میری صورت دکھائی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو حق جو نہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ پر رحم فرمائیں۔ میرے حق پہنے کی یہ کیفیت ہے کہ میں تباہی کا عادی ہوں خواب پان کے ساتھ مل جائے یا مگریت میں۔ خاص طور پر ان ٹیوں میں سے کسی کا عادی نہیں ہوں۔ مگر استہال ٹیوں طریقوں کا کر لیتا ہوں۔ حق کو پانی دونوں صورتوں میں سے طبعاً ترجیح دیتا ہوں۔ مگریت کا استہال صرف سہولت کے لئے کرتا ہوں۔ یہاں کے قیام میں مگریت کا استعمال نہیں کرتا۔ حق بھی مل جاتا ہے تو پی لیتا ہوں یہاں غالب استعمال پان تھا کہ کا ہوتا ہے۔

تحقیق: تینوں ہی کی شکل نکل آئی ہے پھر بھی ضرورت سے سب میں اہمیت (جائز کام جس کے نہ کرنے میں

خواب اور نہ کرنے میں گناہ) اور بلا ضرورت سب میں کراہت مگر عوارض (مجموعہ غریب) پر نظر کر کے پان تہا کو بہتر ہے کیونکہ یہ اہل علم کے طریقہ کے خلاف نہیں ہے۔ مگر اور اس سے زیادہ سگریٹ بد معاشوں یا کافروں کی اصل عادت ہے۔ اگر ضرورت کا درجہ نہ ہو تو پان بھی چھوڑ دیجئے۔ اگر چہ آہستہ آہستہ ہو اور ضرورت ہو تو وہ دو (حق اور سگریٹ) چھوڑ دیجئے۔ یہ ناخوشی کا دیکھنا (جس کی حقیقت حق تعالیٰ کی ناخوشی ہے یہ اس کی صرف معمولی صورت ہے) بلا ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ہے یا غافلین کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ خواب میں وہ صورت آپ کی تھی اور نہ آپ کو اس سے ملاہست (تعلق و قربت) ہوتی۔ نہ کہ دوری۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے دشمنوں کے شر کے دور ہونے کی صورت دیکھی۔

حکایت: ایک بات اور قابل گزارش ہے وہ یہ کہ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ ہوا کہ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس شرف کے حاصل ہونے کے وقت حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظ مایا لما خوب یاد نہیں مگر غن غالب ہے کہ مایا فرمایا تھا کہ سترہ جگہ ہے۔ امید وہ ہوں کہ نئی انہد کے ذکر کی ترکیب بتائی جائے۔ تحقیق: کوئی خاص ترکیب نہیں جیسے میں پہلے کا لکھا اور ذکر میں کچھ خوب جہر کا نیل رہے۔ بس۔ حکایت: اور لفظ مایا کے راز سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: ہر دو مہینے سے معلوم ہو گا کہ یہ تجویز کی ضرورت کی طرف اشارہ ہو یعنی لایا مایا میں غنہ کی رعایت ہونی چاہئے۔ صرف تشدید پر کفایت نہ کی جائے۔ صرف ایک مثال ہے تجویز کی رعایت کی اور مراد عام ہے۔ (ہر چیز کی رعایت کرنی چاہئے) دانشاظم

حکایت: ایک روز حسن المواعظ کے حصص زیر مطالعہ تھے رات کو حدیث "لا تغدوا قبری عید" (کہ میری قبر کو عید یعنی خوشی کی جگہ نہ بناؤ) کہ یہ ممبر مبارک ہے۔ رونے کی عجیب حالت تھی اور نہایت پر لطف تھا۔ لیکن وہیں رونے نبوی کی کوئی شان نہیں معلوم ہوتی۔ ایک نوٹی چھوٹی چار دیواری کے اندر چند پرانی قبریں بنی ہوئی دیکھیں۔

تحقیق: یہ مضمون "لا تغدوا قبری عید" کی تائید تھی کیونکہ عید بنانے کے لئے نیت عادت کے مطابق ضروری ہوتی ہے۔

حکایت: یہاں کے تقرر کا سال قریب قریب ہونے کی وجہ سے اشتغال اور مقررہ محمولہ کے ادا کرنے کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ کام محنت اور دینات داری سے کر رہا ہوں۔ متعلقہ دفتر بھی نہایت مہربان اور کام سے خوش ہیں۔ لیکن اس کے خلاف رات کو خواب میں پہاڑ وغیرہ بٹندی پر چڑھ کر پہنچنے کی طرف جاتا معلوم ہوتا ہوں۔ خدا

جائے کیا بات ہے۔

تحقیق: خواب کا یہ اعتبار۔ پھر اس کی تعبیر دوسری طرح بھی تو ہو سکتی ہے۔ کہ بستی اور بچائی کے مقابلے میں زور آسان ہوتی ہے۔ ممکن ہے سولت کی طرف اشارہ ہو جو ترقی میں ہوتی ہے۔

سوال: خدمتِ والا میں ایک ضروری غرض یہ ہے کہ احقر نے وہ خواب دیکھے ہیں۔ ان کو خدمتِ والا میں تحریر کر کے تاویل کا امیدوار ہوں۔ پہلی بار دیکھا کہ کسی مقام پر حضور والا سفر میں ہیں۔ ایک مسجد بہت بڑی ہے اور کچھ کچھ کے معن میں بہت لوگ ذکر میں مشغول ہیں۔ مسجد کے معن کے درمیان قیامِ رنج بند بھی ذکر کر رہا ہے۔ میرے مشرق کی سمت کے حضور موجود ہیں۔ حضور نے پیچھے سے احقر کو دبا کر با واز بلند فرمایا کہ آٹھ رکعت ختم کر اور میں نے فوراً گھڑے ہوئے نماز شکر یہ شروع کر دی۔ چند رکعت پڑھ کر مسجد کے شمس کی پاب پکھڑی بند کر دی۔ رکعت شروع کی۔ ایک شخص نے حضور سے درخواست کی کہ یہ شخص خلافِ قبل نماز ادا کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پڑھتے دو۔ اس میں دو غرض ہیں پہلے یہ کہ آٹھ رکعت جن کا اوپر ذکر ہے ان کو داکرنا ضروری ہے یا نہیں۔ **جواب:** ابتر ہے واجب نہیں۔ میرے نزدیک یہ شکر حق کے واضح ہونے پر ہے۔ جو دامنوں کے بارے میں اصل شکر یہی ہے کہ حق سے واضح ہونے کے بعد اپنے پیسے قول یا فعل پر تاویل یا حیل سے اصرار نہ کیا جائے۔ آگے نصیر ہے معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وهو علیہم بذات الصدور۔

سوال: دوسری غرض یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بیان فرمائیں۔ **جواب:** اس سے معنی یہ ہیں کہ جس طرح قہورے ہٹے اور بھرنے سے یوں ممکن کہہ سکتے کہ نماز نہیں ہوئی یہ اس نماز و شرعی طور پر ردِ حیل ہی کہا جائے گا اسی طرح اجتہادات میں یہ نہ چاہئے۔ کہ دوسرے مقابل پر میں اس کو یقینی طور پر خلافِ حق کہا جائے جیسا کہ آپ سے رسالہ میں واقع ہوا۔ میری رائے میں یہ بھی آپ ہی کے معاملہ کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

سوال: دوسرا خواب چند دن بعد آجی رات کو دیکھا کہ میری نشہ ت کاہ میں حضور روتی (میرے بیٹے کی بد میں حضور بیٹھے ہوئے ہیں) ایک سنی (بڑے خال) میں بیٹھا پلاؤ آیا ہے۔ لے کر آیا ہوا لے موادی بکھڑی ہیں۔ حضور و مولوی... اور یہ احقر کا ہے جس حتیٰ کہ سب پلاؤ ختم ہو گیا ہے۔ بعد میں اس (سنی) میں ٹیکسین (پاؤ) ڈالا گیا ہے۔ حضور نے سنی اتھاوی اور کسی کو ٹیکسین کھانے نہیں دی اور نہ خود کھا یا۔ اس کی بھی تاویل کا ارادہ نہ ہوا۔

جواب: ذرا غور سے یہ سمجھ میں آیا کہ پلاؤ اور زرد میں یک فرق ہے۔ وہ یہ کہ پلاؤ کے بعض اجزاء یک

دوسرے سے متعلق ہیں بلکہ اللہ اللہ رہتے ہیں۔ ان کے خلاف زور کے اصل ایزاز یعنی شکر چادر بالکل ایک ہو جاتے ہیں اور وہ اصل جزائیں ہیں۔ پس یہ انہیں میں پوری طرح تمہارے کسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ ان سے اختلاف رہا یہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر جیسے پڑے سے مراد ٹھیک ہے جس میں اوست ہوتا ہے تو اس خواب کی یہ توجیہ ہوگی کہ شکر کی طرح آپس میں بیٹھے ہیں کر رہتا چاہئے۔ شکر کی طرح کئی نہ ہونا چاہئے۔ غرض اس سوال کا تعلق بھی اس معاملہ سے ہے۔ واللہ اعلم

حکایت: آج شب دیکھا کہ حضور غلام کے گھر پر تشریف فرما ہیں۔ غلام حضور کے لئے پانی لایا (آپ کو یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ حضور نے غلام سے پانی دیکھا: واللہ اعلم) اور حضور کو نامہ لایا کہ کھلایا حضور نے راتوں سے انہی کی جانب سے توجیہ کی ہے اور غلام کے پاس خط آیا اور اس میں حضور نے غلام کے خواب کے بارے میں لکھا تھا۔

تحقیق: تفسیر کی بشارت ہے اور تعظیم ہے کہ محبت سے غرض پڑھتا ہے۔ حکایت: ایک شب دیکھا کہ حضور کو نامہ لایا کہ کھلایا حضور نے راتوں سے انہی کی جانب سے توجیہ کی ہے اور غلام کے پاس خط آیا اور اس میں حضور نے غلام کے خواب کے بارے میں لکھا تھا۔

تحقیق: محبت بہ معنی دعا ہے یہ دعائیں لگی ہے کہ آپ سے حقوق کی دعا بدایت کی دعا پہنچتی۔ حکایت: ایک شب میں نے دیکھا کہ قرآن شریف کھلا ہوا رکھ ہے اور شروع میں سورہ زمر کی آخری آیات ہیں۔ میں گویا اہل جنت کا قول ہے قرآن پاک میں نقل ہے کہ جنت کے ساتھ پڑھو رہا ہوں وہ یہ ہے فو ذلوا الحمد للہ الذی انعم علی۔ واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات ماحصل ہوئی ہے۔ اللہم اوزعہ۔ تحقیق: اعمال صالحہ کی بشارت ہے۔

حکایت: اس کے قلم کو پاس کے اوپر والی آیات لکھی ہیں جن میں اس بار کا ذکر ہے۔ میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں لیکن کسی عربی و حروف پڑھے نہیں جاتے۔

تحقیق: اس میں خاص سے بچنے کی طرف اشارہ ہے۔ گویا آپ آخرت میں وحید کے مخالف نہ ہوں گے۔ حکایت: ایک دن حضور نے ایک کٹی ہوئی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہاری قبر ہے۔ تحقیق: اعمال صالحہ کے آئینہ و قی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

حکایت: ایک شب حضور نے غلام سے فرمایا کہ تم غور کرو۔ میں دعوت لے لیا کرو۔ تحقیق: اور اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں کی ہدایت کی اہلیت نصیب کرے گا۔

ہر خواب کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حِجَال: حضرت میرے ایک استاد ہیں مولوی صاحب۔ ہزارے گاؤں میں قامت کرتے ہیں دو مجھ کو خواب میں بہت کثرت سے نظر آتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ جس روز دو خواب میں نظر آتے ہیں تو مجھ کو دنیا کا نفع ضرور ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور مجھے خواب میں روٹنا بہت آتا ہے اس طرح روٹنا ہوں کہ قیمت آگئی اور میں بے سامان ہوں اور روٹنا ہوں کہ ہمارے سے کوئی ٹیک کام نہیں ہوگا۔

تحقیق: خوابوں کی طرف بالکل توجہ نہ کرو۔ کئی مرتبہ یہ بات اپنے دوستوں کو سمجھ چکا ہوں پھر کیوں اس کے خلاف کرتے ہیں۔ خوب سمجھ دو خواب سے نہ کوئی برائی ہوتی ہے نہ بھلائی بیداری کی حالت قتل نظر ہے۔

حِجَال: تھوڑے دن ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھ کہ حضور رسول ﷺ کا کوئی اور بڑے بزرگ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے جارہے ہیں اور میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ ان کے پیروں کے نشان زمین پر بن جاتے ہیں اور میں اپنا قدم انہیں نشانوں پر منجبال منجبال کے رکھ کر چل رہا ہوں۔ اور زیادہ یاد نہیں بس اکتاہٹی خواب یاد رہ گیا ہے۔

تحقیق: مبارک مبارک۔

حِجَال: یہ خانقاہ سونے کے احاطے کے ساتھ اور موتی کا ڈالان جزا والا اور نچا نظر آ رہا خواب میں اس میں بہت سی خواب لگا ہیں اور مسریاں لٹائی ہوئی ہیں۔ اس میں خوبصورت مرد سب ہیں اگر تعبیر بتائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ برکت و قبول کی غایت ہے۔

حِجَال: ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور والا دو تین صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضور انور نے ایک صاحب کو جو بائیں ہاتھ کی طرف تشریف فرما ہیں۔ اپنی رکابی میں سے چاوس نکال کر دیئے ہیں۔ جب بندہ حاضر ہوا تو حضور والا کے سامنے چلنے لگا اس پر حضور نے فرمایا میرے پاس آ جا بندہ حضور کے پاس آ بیٹھا۔ حضور انور نے اپنے دودھ چاوس کی رکابی جس میں سے حضور بندہ کے آنے سے پہلے تناول فرما چکے تھے۔ بندہ کو مرمت فرمائی بندہ کے دل میں خیال ہوا کہ اگر حضور والا اس میں سے تناول فرمائیں تو حضور والا کو بچا ہوا کھانا جو برکت کا سبب ہے اس کو کھوں۔ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضور والا نے دوبارہ اسی رکابی میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا اور بعد میں بندہ کو مرمت فرمادی۔ جس میں سے بندہ نے دودھ و چاول کھائے اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی سے حضور والا کا بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد کچھ کھل گئی۔

تحقیق: اللہ اللہ تعالیٰ نفع کامل کی بشارت ہے۔

تحال: ان دنوں خواب کی جانب میری توجہ بالکل نہیں ہے۔ مگر اتفاقاً ایک خواب دیکھا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اپنے جسم کو اللہ کے لئے قربانی کرو کہ اللہ پاک کے عداوہ کوئی حرص و خواہش نہ رہے۔ حتیٰ کہ میرا تمام جسم اس وقت ویسا ہی ہو گیا جس کو زبان بتائیں سکتی ہے۔ اس کے بعد ایک نور سادہ پر معلوم ہوا۔ اس کے بعد جاگ گیا۔ دو تین دن کے بعد مجھے ہر طرف سے صدا آنے لگی کہ تم کو تصوف کی پوری پوری تعلیم کرنی چاہئے۔ دو تین دن تک یہی کیفیت رہ کر بند ہو گئی۔ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ خاکسار اپنے گناہوں سے شب و روز نام رہتا ہے۔

تحقیق: مبارک حالت ہے حق تعالیٰ راج کر دیں۔

تحال: بندہ نے سنگ کی رت کو ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ نے دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ (مسواک) اندر آدھ ایک ہلاکت ہوگی۔ یہاں تک مسواک کر لی کہ تھکتے تھکتے قریب ایک منی جی رومی پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: اللہ اللہ تعالیٰ سنت پر استقامت نصیب ہوگی۔

تحال: اس درمیان میں عجیب عجیب نذر خواب دیکھے ہیں۔ میں سے ایک خواب یہ ہے کہ صبح کیا نماز سے پہلے یہ دیکھا کہ ایک بہت خوب صورت میدان اور عالیشان عمارت نئی ہوئی ہیں۔ ان عمارت کی انحریر کر ۱۲ ہوا ایک مقام پر پہنچا۔ وہاں ایک خوبصورت عانی شان دروازہ دیکھا۔ دو تین آدمیوں سے پوچھا کہ یہ کیا عمارت ہے۔ وہاں پر لوگوں نے کہا کہ یہ جنت ہے مجھے یہ سن کر اس کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کے اندر جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے اندر وہ جا سکتا ہے جو حضرت مولا ۱۲ شرف علی صاحب قہاوی کا طے کر دو ایک ماہ کا خاموشی کا چلہ کرے گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ کسی نے نہ کیا ہو تو وہ بھی جا سکتا ہے۔ کہا کہ وہ حضرت کی اجازت دینے پر جا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے اجازت تو اللہ تعالیٰ میں لے لوں گا۔ انہوں نے یا اور کسی نے کہا کہ وہ برابر والے مکان میں ہیں۔ یہ سن کر جناب کے پاس جنت کی اجازت کے لئے گیا ہوں۔ راستہ میں حضرت خواب عزیز اُسن صاحب سے ملا ہوں۔ کہنے لگے کہ ہم نہ کہتے تھے کہ وہ چل کر لو۔ وہ کرتے تو اب چلے نہ جاتے پوچھنے کی ہاری ہی نہ آئی۔ پھر جب حضور کے پاس آیا ہوں تو دیکھا دو خوبصورت لڑکے ان کی تھوڑی سی داڑھی تھی ہے۔ وہ جناب کے پاس بیٹھے ہوئے پنکھا بھل رہے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ وہ اٹھ کر جانے لگے ہیں تو جناب عالی نے فرمایا ہے کہ کوئی پنکھا جھلنے والا ہے؟ میں نے دل میں سوچا کہ

آج عہدِ معمولِ حضرت یہ کیوں فرما رہے ہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید اس وقت کمری ہوئی معلوم ہوئی ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ معترض حاضر ہے۔ جناب نے تجھے کی بات دی ہے۔ میں پچھتا ہوں کہ میں نے جواب دیا ہے۔ جناب سے میں نے جنت میں جانے کی اجازت نہیں مانگی۔

جناب عالی نے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ چلو اپنے گھر میں چلے آؤ۔ میں نے عرض کیا۔ بہتر تشریف لے چلے۔ جناب میرے ہمراہ انچولی تشریف لارہے ہیں۔ راستے میں مجھے خیال ہو کہ حضرت کے ہمراہ وہ دشمنوں میں چاہئے۔ یہ سچ کر میں۔ منہ کے لئے ایک شخص کے مکان پر پہنچا ہوں اور جناب میرے مکان پر کھڑے ہیں۔ صاحب سے باتیں کر رہے ہیں۔ منہ میں مجھے بہت درد ہوتا ہے اور اس میں اپنے آپ کو بہت برا بھلا کہتا ہوں کہ اس بات بھی رازم ہوئے چلے جاتا ہے۔ اور دیر دور یہ ہے ایسا نہ ہو کہ حضرت تشریف لے جائیں۔ اس میں آکھ کھل گئی۔ تعبیر کا طالب نہ ہوں۔

حقیقی: خواب مبارک یہ۔ تعبیر یہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنت نصیب ہوگی اور اس کے طریقے کی بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ تقویٰ ہے منہ سے بات چیت کے بارے میں کہ اس میں کثرتِ بات احتیاطی ہو جاتی ہے اس لئے بہت سمجھئے۔

حالی: معترض جس وقت حضرت کے ساتھ کانپور میں تو اس وقت تین خواب نظر آئے۔ ایک یہ ہے کہ ایک مکان میں ایک سڑک راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور آخر نے بھی جی راستہ سے چلتا شہر آیا کیا۔ پس اسی وقت بندہ کو خدا تعالیٰ کی محبت عارزی ہو کر ہونا آیا۔ اس حالت میں فوراً جاگ گیا۔

دوسرے خواب یہ ہے کہ روچھا ہوں اتفاقاً یہ اتفاقاً کان میں پڑے کہ غلو (اخلاص) پیدا کرو جس سے آدمی کو دل میں یہ بات سوچنا ہوں کہ یہاں تو میں تعلیم، تحقیق اور اصلاح نفس کے درود سے آئے ہوں غلو کس طرح پیدا کروں۔ پھر دوسری رات کو روچھا ہوں کہ حضرت زول کریم علیہ السلام ایک راستہ سے چلتے ہیں اور ان کے پیچھے غلو اور ان کے بعد بندہ بھی غرض قیوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔ آج رات ذکر کی حالت میں روچھا ہوں کہ ایک سفید روشنی اپنی طرف نظر آئی۔ جب معترض نے وہاں نظر کی تو خواب ہو گیا۔

حقیقی: سرے خواب مبارک ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برکات نصیب ہوں گی۔ روشنی بھی ماسبوتی (وہابی) سے ہوتی ہے۔ اور کبھی سکوتی (فرشتوں کے عالم سے) اور دونوں کا اظہار مانع ہے۔ سروروں کی طرف توجہ کرنا نقصان دہ ہے۔

حالی: آج میں نے ایک عجیب حسرت ناک خواب دیکھ جس کے بعض حصے بہت افسوس ہوتا ہے مگر

خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے اور انجام کیا ہوگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہونا ہی ہر خدائے ہنر ہے۔ مگر وہی نسبت تکلیف کا خیال کر کے روئے اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حضور میرے لئے خاص طور سے دعا فرمائیں۔

خواب یہ ہے کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ میں خانقاہ میں یا کسی ایسی جگہ پر ہوں کہ وہاں سارے ذاکرین اور حضور بھی موجود ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی حاجت ضروری میں لگا ہوا ہے۔ میں اپنے کھانے پینے کی تیاری میں ہوں۔ اسے میں کسی نے خبر دی کہ سب لوگوں کی ایک شخص کے ہاں دعوت ہے اور سب لوگ چلے گئے۔ تم کیوں سامان کر رہے ہوں۔ یہ سن کر میں نے کپڑے اور جوتے پہنے کا خیال کیا اس کے پہننے میں کچھ دیر لگی اور وہ درست نہ ہوا۔ بس میں جلدی میں نکلے میرے نکلے اور نکلے بدن کہ ایک تار بھی بدن پر نہ تھا۔ نکل کر چل دیا۔ راستہ میں ایک شخص ملا جو مجھ کو بلانے آ رہا تھا۔ اس نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ لوگ تمہارے خطر پہنچے ہیں۔ میں ساتھ ہو لیا۔ جب دعوت کی جگہ پر پہنچا تو وہ شخص کہنے لگا کہ حضرت اور ان کے ساتھی اب کھانا کھا رہے ہیں۔ اب تر خضر جاؤ اور لوگ بیٹھے ہیں ان کے ساتھ کھانا۔ ایک گھنٹہ کا عرصہ ہے۔ میں جس حالت میں جا رہا تھا مجھ کو ذرا بھی شرم نہیں معلوم ہوتی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کیسے یہ بچا چلا جا رہا ہے اور شرمناک نہیں لیکن مجھ کو پروا نہیں۔ جب اس شخص نے ایک گھنٹہ کا عرصہ ظاہر کیا تو میں نے کہا کہ: چھا میں پھر آ جاؤں گا۔ اور یہ خیال ہوا کہ کہیں مولانا اس حالت میں دیکھ کر ناخوش نہ ہوں میں جلدی سے بھاگا اور قیام گاہ پر آ کر پانچواں پہنچنے لگا۔ راستے میں آنکھ کھل گئی۔

حضرت زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ میں نے حضور کے مجمع میں شریک ہو کر کھانے میں شرکت نہیں کی۔ جس سے عجیب وحشت میں؟ اُسے والے دھم پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایک قسم کی ایسی بے غیرتی ہو گئی کہ جس سے غیرت کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ اس حالت میں یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس کو بے غیرتی جانتے ہیں مگر اپنے پر اس کا اثر نہیں پیدا ہوا۔ اس کی تعبیر کیا ہے؟ حضور خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ حضور کی فیض برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کچھ امید ہے۔

اولیا ما ہست قدرت از آلہ ۞ تیر جتہ باز آرموش ز دلہ

ترجمہ: "اولیا، کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہے ان کی طرف پھینکا ہوا تیر بھی راستے میں رک جاتا ہے۔"

آپ کی ذاتِ اقدس کے سایہ میں اللہ تعالیٰ دنیوی و دنیوی دلوگوں سے محفوظ رکھیں۔

دور میں سفر کر رہے گردش میں پناہ رہے ﴿۱﴾ میکوں کے سر پہ یارب پیر بختا رہے

تحقیق: السلام علیکم لا اہل الاہلہ کس وہم میں مبتلا ہو گئے۔ پہلے تو اپنے کو اس وجہ سے کیوں سمجھا جائے کہ جہاں خواب خواب ہے۔ پھر اگر خواب بھی ہو تو غیر اختیاری ہے غیر اختیاری سے کیا قلق اور قلق اس سبب سے ہے کہ یہ کسی بری حالت کی علامت ہے تو اس کا علاج یہ تو نہیں ہے کہ تعبیر معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اس سے تو جو سمجھا تھا اور گمان کے مطابق ہو کر قلق بڑھا دے گا۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ دعا کیجئے کہ اے اللہ ہر بار تھو کو ذال دے جس پانی ہے۔ اور یہ تو تلا ہے اگر بدوں خواب دیکھے کوئی فتنہ پیش آ جاتا ہے تو اس وقت اس کی پناہ تیر کی جاتی ہے (جو کی جاتی) وہی اب کیجئے۔ پریشانی سے کیا فائدہ۔

اب تعبیر سنئے بڑی تعلقات سے خالی ہونے کی طرف اشارہ اور کھانے میں شریک نہ ہونا رتبہ میں پیچھے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اب فرمائیے مگر احتیاطاً پھر بھی دعا و پناہ مانگنا مناسب ہے۔ کیا وہ حدیث آپ بھولی گئی کہ پریشان خواب دیکھ کر کیا عمل کیا جائے جس سے اس کا نقصان دور ہو جائے۔

حکایت: اسی جیس ہیں میں (یعنی حاسدین کی ازیت کے تردد میں) تھا کہ ایک روز حضرت حاجی صاحب کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ یہ قیاس مجھے بھی پیش آتی تھیں۔ لطائف کی تعلیم کے بارے میں میں نے پوچھا۔ فرمایا کہ ہاں جی ہاں یہ سب حجاب ہے۔ پھر میں نے کشف کے بارے میں کچھ پوچھا۔ اس کا جواب یاد نہیں رہا۔ میری بات ختم نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک دوسرے صاحب نے آ کر حضرت کو اپنی طرف مخاطب کر لیا میں خاموش ہو گیا۔ ان کے سوال و جواب کے ختم ہونے کے بعد جو مجھے یاد نہیں رہا میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت اگر مولانا صاحب ہوتے اور اس طور سے درمیان میں کوئی بات کرنے لگتے تو مولانا صاحب اس کی پوری خبر لیتے۔ اس بات کے کہنے سے میرے حضرت بہت غصے اس کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ رہے پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے ضرور مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: حضرت کی خواب میں زیارت اور خواب میں بشارت اور تحقیق علمی و تصدیق حالی جو اس ناکارہ کے بارے میں ہوئی آپ کے لئے یہ سب نہایت برکات و برکات ہیں اور سب واضح ہیں۔

حکایت: میں نے خواب میں بارہن ایک شہر دیکھا جس میں ایک مکان بہت ہی عمدہ بن کر تیار ہوا ہے۔ تھانہ بھون شہر کا نام ہے اور مکان حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ میں نے صبح اٹھ کر غور کیا کہ آیات اور احادیث مجھ جو (خدا سے محبت کرنے) والوں کی نفسیات میں آئے ہیں ان کا متقاضی ہے ہے کہ (خدا سے محبت کرنے) والوں کی اور اہل مبارکہ اس طرح سے قبض کی جائیں کہ ملائکہ انہی طرح سے اور عمدہ صورت میں

اگر سلام کریں اور کسی سیر و تفریح کے بہانہ سے لے جائیں جیسا کہ جناب کے بعض خادموں نے جان لگنے کے وقت بہت ہی خوشی سے یہ کہا ہے کہ مجھے حکیم الامت تھانوی لینے کے لئے آئے ہیں۔

تحقیق: یہ نہ سمجھنا کہ کچھ دہائی شخص ہوتا ہے اس کو تو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ کوئی مقدس روح یا کوئی فرشتہ اس صورت میں اس کے فائدہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حالات: یہ کہہ کر عالم بھاگو تشریف لے گئی چنانچہ ان ہی افراد میں سے حضرت مولانا..... ساکن نظام الدین دہلی ہیں۔ جو مولوی محمد یحییٰ صاحب گنگوہ سہارنپور کے تاج کتب کے بھائی ہیں۔ خادم اسی طرح فکر کرتا ہوا کسی اور وزن سو گیا۔ تب یہ ہی حضرت مذکورہ مرحوم خواب میں تشریف لائے اور میرے خیال کی تائید کی۔ یعنی اسی طرح سے ہو گا۔ خاص مومنین تحمیں کے ساتھ جو اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو گا۔ یعنی ان کو یہ خبر نہیں دی جائے گی۔ کہ دنیا سے تشریف لے آئے۔

تحقیق: یہ تشبیہ ہے کہ اس طرح چلے آ دیں گے جیسے گویا خبر ہی نہیں۔

حالات: بلکہ اسی موجودہ حالت میں خوشی کا اضافہ کر کے عالم آخرت یعنی برزخ کے قیام بھون میں مقیم کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو گا۔ اور آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ حضرت یہ خواب کی باتیں ہیں۔ اس لئے میں ان پر نظر نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی نظر کتابوں پر بہت گزری ہے۔ اس لئے حضرت میرے خیال کی تائید کر دیں یا اصلاح کر دیں۔

تحقیق: جبکہ لکھ دیا ہے۔

حالات: میں نے ایک خواب دیکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے پیشاب کیا۔ اور پیشاب کر کے تیل سے استنجا کیا۔ اندازے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹھا تیل تھا۔ پھر اسی تیل سے میں نہایا ہوں۔ میں اپنے سر کے اوپر چٹھے (ہال) اوکھتا ہوں حالانکہ میں چٹھے نہیں رکھتا۔ مگر اس وقت خواب میں چٹھے ہی دیکھتا ہوں۔ حضرت! جواب کا منتظر ہوں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے بعض اچھے افعال میں کچھ بدعات مل جاتی ہیں کہ وہ طہیر باطنی پاکی کے لئے نہیں ہیں اور ان کو نیک سمجھ کر کیا جاتا ہے اور بعض اچھے افعال حدود کی رعایت سے کئے جاتے ہیں پس اس خواب میں (وہ) اچھے اعمال جن میں بدعات ملی ہوئی ہیں (پہلے) سمجھیں اور (وہ) اچھے اعمال جن میں حدود کی رعایت ہے ان پر (تسل و فزون) ہیں۔

حالات: دوسرا خواب یہ دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا جنازہ آ رہا ہے اور مجمع بہت زیادہ ہے۔ حضرت عمر

(تہذیبِ ابراہیمائے اہلِ ملت) کی نقشِ مبارک یکہ پلنگ پر ہے اور جسم کھلا ہوا ہے یعنی کرتہ اتارتے ہوئے ہیں اور پانچواں پہنے ہوئے ہیں بالکل حضور سے مشابہ ہیں یعنی جس وقت حضور طس کے لئے جاتے ہیں۔ بس وہی شکل معلوم ہوئی۔ جب جنازہ قریب آیا میں جنازہ کے قریب گیا اور چلا کر نہا خلیفہ ثانی کی نقش ہے۔ دوسری جانب حضور بھی کھڑے تھے حضور نے جھومت ڈانٹ کر کہا تم کھڑے رہت ہو اور بھی فرمایا جریا نہیں خود حضور مجمع کی طرف متوجہ ہو کر کچھ فرمائے تھے جنازہ اسی طرح پلنگ پر حضور اقدس کے مشابہ موجود تھا۔ دوسری جانب حضور کرتہ پہنے ہوئے جو آج کل استعمال میں ہے دکھو فرما رہے ہیں۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ میرا مذاق (مزاج) حضرت عمر کے مناسب ہے اور ان کا جنازہ دیکھنا اشارہ ہے کہ یہ مذاق مردود ہو گیا تھا۔ تھانی نے اس ناکارہ کے باقوں اس کو (دوبارہ) زندہ فرمایا۔ کزور اس پر کہہ کہ چلا جاؤ اٹھے اس برداشت نہ کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے اس میں آپ کے مذاق صحیح کے کم ہو جانے سے حائل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ تنبیہ کا حاصل یہ ہے کہ میرے دوستوں سے کام لینا چاہئے۔ دیکھتے والے اور جس کو دکھایا گیا ہے دونوں کے لئے خوشخبری والا ہے۔

حائل: خواب بہت دیکھا کرتا ہوں بھٹے بھٹے خواب غرض کرنا چاہتا ہوں اگر ارشاد ہو تو خط کے ذریعے یا زبانی عرض کروں۔

تحقیق: خواب زیادہ اہم معلوم ہوا اس کو کھدو کیجئے کبھی ذہنی بیان کے وقت نورانی کی تاہیں ذہن میں نہیں آتی۔

حائل: سرمد ہوا دوسرے خواب دیکھا کہ غلیظ (نہو مست) کھارہا ہوں جہاں تک ہو سکے تجارت میں احتیاط کرتا ہوں۔

تحقیق: کبھی تو یہ صرف بغیر روی (بہمنی کی وجہ سے جو جذبات و مانع پر چڑھ جاتے ہیں) کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کوئی نکتہ بات کے ہو جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

سوال: اگرچہ میں خوابوں کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں نہ سن کا کچھ اعتبار کرتا ہوں مگر ایک خواب خدمت اقدس میں تعبیر کے لئے عرض ہے۔

خواب ایک دن کیا دیکھا ہوں کہ حضور والا وسیع و طویل میدان میں اس غلام کے ساتھ کھڑے ہیں اور کسی کا انتہاء فرما رہے ہیں۔ اس میدان کے بالکل درمیان میں ایک خوفناک مرکز ہے جس کے دائیں طرف شاہ دیوار ہے۔ اس دیوار کے دائیں طرف کوئی بڑا باغ ہے مرکز کے بائیں طرف بڑا ہی ڈراؤنا ہیبت ناک جنگل

ہے۔ جس میں صرح طرح کے پھاڑ کھانے والے جانور موجود ہیں اس کے دائیں طرف دیوار بھی نہیں ہے۔ اسی طرح سرک سے حضور وال کی طرف ایک شخص حیران و پریشان چلا آ رہا ہے۔ جب دو قریب آئے تو حضور سے زرتے ہوئے لہجوں میں کہنے لگا کہ حضرت بڑی سخت جگہ ہے۔ حضور دلاسنے میری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اس راہ کو چلو ملے۔ میں نے ڈر کر عرض کی کہ حضور ایسا پرخطر (خطرے سے بھرپور) راستہ راہبر کے بغیر کیسے ملے گا۔ یہ سن کر حضور والا نے فوراً ایک کتاب مجھ کو عنایت کی اور وہ کتاب قصہ اسمیل تھی۔

بندہ جب چلا ہوا تو ایک تیز رفتار ٹھوڑا سوار کی کول بندہ نے آگاہی دے کر راستہ کی طرف مائل ہو کر اپنے لئے ٹھہر گئی۔ اس نے نقصان نہیں پہنچایا۔ جب سارا راستہ بغیر ٹھہرنے کے ختم کر چکا تو غلام کو حضور کا خیال آیا۔ خیال کے آتے ہیں بندہ نے اپنی ساری پچھری اور ایک لمحہ میں حضور کے پاس آ موجود ہوا۔ آتے ہی حضور والا نے سوال فرمایا کہ تم سن رہے ہو کہ کیا پایا۔ غلام نے بہت سی ادب سے عرض کیا کہ حضور میں نے بہت سی آسان بات یاد۔ اس کے بعد حضور نے قصہ اسمیل غلام سے دہرائی۔ اس نے لی۔ اس خواب میں پریشان کن امر یہ ہے کہ حضور نے قصہ اسمیل دہرائی کیوں لے لی۔

چوتھا باب: ماشاء اللہ مبارک خواب ہے۔ اس میں راستوں کے آسان ہو جانے کی بشارت ہے قصہ اسمیل کے رشتے کے صحیح ہونے کا اشارہ ہے۔ قصہ اسمیل کی وہی مقام تکین کی طرف اشارہ ہے۔ کسی نے حضرت جنید زہدؒ سے پوچھا: ”النهاية“ (کہ انتہا تکمیل کیا ہے؟) انہوں نے فرمایا ”العود الى البداية“ (کہ ابتدا کی طرف لوٹ آنا) جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ کمال کے بعد ابتدا کی مجاہد کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بقول مولانا فتح محمد خانؒ: ”غلو و جلد برد لازم نہ ماند“ (مولانا کے بقول جلد اور غلو اس پر لازم نہیں ہے)۔

خالدی: بندہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑی مسجد میں حضرت والا ہیں اور احقر اور خواجہ صاحب اور بھائی محمد ابوبکر صاحب وغیرہ بہت سے خدام ہیں۔ سندیں دے جا رہی ہیں۔ ایک مسودہ کھلا کر اس کی نقلیں احقر سے اور ایک دواخدا سے کرائی گئی ہیں اور غائب بھائی صاحب سے بھی بخش کر دی گئی ہے۔ نقلیں ہوتی تھیں۔ فرمایا اس وقت کیا کافی ہیں یہ دے دی جائیں۔ ابھی مکان پر چلے آ رہے اور لکھ لی جائیں گی۔ نو کی ضرورت شدید ہے۔ معذوم ہوا کہ ایک ان میں سے مجھ کو بھی ملے دہلی ہے۔ اور ایک بھائی صاحب کو (بھی ملے دہلی ہے)۔ بھائی صاحب نے جلدی سے اپنی سند لے لی۔ میں نے (اپنی سند) لکھ کر حضرت کے سامنے رکھ دی اس خیر سے کہ جلدی کیا ہے خود لکھا خلاف ادب ہے۔ اگر حضرت کی رائے ہوگی خود سے دیں گے ورنہ مکان پر چل کر مل جائے گی۔

اسے میں دیکھا کہ حضرت اس مسجد میں دائیں طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اور چند خدام و زانو موبد سر

جھکائے ہوئے پیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ایک کالا بہت لمبا کالا پنکدار چہرہ سر سے جو تک پہنچے ہوئے ہیں کہ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور حالت استغراق کی سی ہے۔ میں نے بھی چاہا کہ اس مجمع میں شریک ہو جاؤں اور بے پاؤں حضرت کے دائیں طرف متصل پہنچا تو را حضرت نے میری طرف نظر اٹھائی اور بہت ہی شفقت سے ٹھہرایا۔ خواب میں صادق کے وقت دیکھ رہے۔

تحقیق: خواب نہایت مبارک ہے یہ سندیں محض کی ہیں۔ اس میں اس سند والوں کی تحویل کی بشارت ہے سند والوں کے احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ کہ کسی میں بے اعتباری ہے اور کسی میں برو باری۔ سیارہ رنگ کا جب نما کی صورت ہے۔ اور اس کا پورا (سر سے جو تک) ہونا فنا کے ابھی یا آئندہ کمال کی طرف اشارہ ہے۔ رزقنا اللہ تعالیٰ و اہلکم۔ اللہ جہیزا اور مجھے عطا فرمائیں۔

حالات: حضور والا! بہت مدت ہوئی کہ حضور والا کی خدمت میں خط بھیجنے سے محروم رہا۔ اس سے پہلے احقر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ تمہیں سلسلہ (ہیت) میں داخل ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور تم نے جو مجھے خط لکھے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ سلسلہ میں داخل ہوئے دس سال ہو گئے اور خطوط کا دست جو میں نے آپ کو بھیجے ہیں دیکھا تو بہت تھوڑے خط ہیں۔ اس وجہ سے حضرت نے بندہ پر امانت کی صورت میں سکوت فرمایا۔ اس سے بندہ نے بھٹی طور پر یہ سمجھ لیا کہ اس خاندان سے خط و کتابت سے فیض و برکات حاصل ہوں گی۔

تحقیق: ایسا ہی ہے۔

حالات: حضرت کے ساتھ تو بفضلہ تعالیٰ خادم کو بہت ہی اعتقاد ہے۔ الحمد للہ علی ذلک مگر وہ خواب میں نے زیادہ دن ہوئے دیکھے کہ جس سے اور (اعتقاد) مضبوط ہو گیا۔ وہ خواب بھی خدمت میں عرض کرتا اہلانا کہ حضرت کی فیض بتانے زبان سے تعبیر کن کر اور دل کو خوشی اور اعتقاد میں پہنچا کر پوچھی ہو جائے۔

پہلا خواب: وہ یہ ہے کہ ایک دن عید گاہ قحط بھون میں بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا اور زبان پر سبحان اللہ اور الحمد للہ جاری تھا کہ دیکھا ایک شخص (جہاں تک گمان ہوتا ہے وہ شخص پیغمبر ﷺ تھے) آئے اور (حضرت کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا ان کی وجہ اور ذریعہ سے قحط بھون دانوں کی مغفرت ہوگی۔

دوسرا خواب: ایک روز مسافر خانہ خانقاہ میں سو رہا تھا۔ ایک شخص کوئی بزرگ آئے اور فرمایا کہ یہ (یعنی حضرت) محبوب کا رعبہ رکھتے ہیں۔

تحقیق: اہل خدا تعالیٰ کی رحمت سے سب امید ہے۔ دن مجھ کو جو حالت اپنی معلوم ہے اس پر نظر کر کے تو بے

حشر منہ کی ہے۔

حکایت: آٹھ رات کو خواب میں دیکھا کہ نماز کی پندرہ وقت ہو رہی ہے۔ حضرت والا نماز سے مسجد میں۔ میں اس وقت میں شریک ہوں اور نہ ان لوگوں میں جو قرات پڑھتے رہے ہوں۔

تحقیق: یہ حالت سلوک کی راہبری ہے جو کہ ذریعہ قرب ہونے کی وجہ سے حق کی صورت میں نظر آئی۔ چونکہ اس راہبری کے لئے طالب کو حشر کی حالت ضروری ہے اس لئے قرات کو دلچسپی دیکھ کر چونکہ اس راہبری میں حق سے میرے تعلق کی موجودیت کا پتہ نہ کہ تائید کا اس لئے مجھ کو شریک یعنی مقتدی نہیں دیکھا۔ بلکہ کفر کی کرتے ہوئے اپنا پانچ حقیقت بھیجی ہے۔

حکایت: نماز میں قرآن کی جو کچھ تفسیر تفسیر اللمع کردین (عربی کراچی) پڑھ رہا ہوں۔ حضرت سے فراموشی ہو گیا میں فرمایا کہ اس اذان پر مجھ کی زبان بھی توجہ دو کیوں نہیں پڑھتے تو میں سوچنے لگا کہ مجھ کی کون سی گردن ہے۔ پھر فوراً میں نے روئی روئے اللمع کی گردن پڑھنی۔ حضرت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ یہ ہی سزا تھی۔ پھر میں نے اس کا مضامین پڑھی، بیوی، بیوی، بیوی پڑھا۔ (یہ راہیں دنیوی و مادی گراہی کی باتیں ہیں جو انسان ختم جانتے ہیں مادیاتی کے سمجھنے کی نہیں ہیں۔ اس لئے تفسیریں سمجھی جاسکتی ہیں)۔

تحقیق: تفسیر یعنی اس کے ہے یہ مثال کے ہونے کی طرف اشارہ ہے میرے مشورہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف اللہ کرنے پر کفایت نہ کریں بلکہ ان میں مراقبہ و ریت کا بھی جو ذریعہ تھیں کہ اعمال کی رو سے بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیم و تربیت میں اس کا اہتمام زیادہ رکھیں۔ صورت احوال کے ساتھ ان کی روشنی ہو۔

حکایت: تعبیر کچھ مجھ میں نہیں آئی مگر دل خود بخود کہتا ہے کہ خواب اچھا ہے اور اس میں سوک کے تعلق کی بات کا حکم ہے۔

تحقیق: ظاہر بھی ہے چنانچہ اب اقلیاء جو میرے نسب پر زور دہا میں نے کھوایا۔

حکایت: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک مری دیکھنے سے دل پر عجیب اثر ہوا گویا یہ محسوس ہوتا تھا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بندہ دیکھ رہا ہے۔ ایک دن انہیں امام میں خواب دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرا اتباع کر یا میرے فیض ولانہ اشرف علی صاحب کا صورت و شبہ کچھ نہیں دیکھیں۔

تحقیق: اردوؤں کے طریقے کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حکایت: غاسٹہ نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ غاسٹہ کو خواب میں معلوم ہوا کہ آفتاب کے خدام بہت

سے ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں۔ خاکسار بھی ان میں گمراہ ہوا ہے آنجناب اچانک تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کے سر پر ایک عمدہ بندھا ہوا ہے۔ ہر دوز رو رنگ کا چھپا ہوا ہے میں نے آج تک اپنی عمر میں ایسا خوبصورت کپڑا نہیں دیکھا۔ ایسی چمک دمک اس عمامہ میں تھی جو کہ میرے بیان سے باہر ہے وہ آنجناب کے سر پر اس طریقہ بندھا ہوا ہے جیسا کہ عربی باندھا کرتے ہیں۔ اس حالت میں وہ آنجناب کو دیکھ کر تمام خدام خوش ہو رہے تھے۔

اسے میں ایک آدمی آیا جو کہ بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ اس آدمی سے آنجناب نے کچھ باتیں فرمائیں۔ آنجناب کی باتیں سن کر اس سخت نے آنجناب کی شان میں ایک گستاخانہ کلام ایسا کہا جو کہ خاکسار اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ اس کلام کو سن کر تمام خدام کو بہت جوش ہوا لیکن آنجناب کی وجہ سے اس کو کچھ نہ کہہ سکے نہ آنجناب نے اس آدمی کو زبان سے برا کہا اور نہ باتوں سے تکلیف دی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔ آنجناب بھی وہاں سے تشریف لے گئے۔ تمام خدام آنجناب کے چہرے کھڑے رہے۔ خاکسار کو جو کچھ جوش آیا تو اس آدمی کو بھاگ کر بکڑیا۔ خاکسار نے اپنے جیسے جیسے سے جوت نکال کر پاؤں جوت بہت زور سے مارے۔ اور اس کو پکڑ کر تمام خدام کے سامنے لایا۔ اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی اور طبیعت میں حیرانی ہی معلوم ہوئی۔

تحقیق: الحمد للہ یہ حقا اپنے خواب کے ساتھ حق پر ہے اس کی بشارت ہے جو شخص بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا اور اخیر میں کافر نکلا اس سے ان لوگوں کی طرف اشارہ جو مسلمان ہو کر کافروں جیسا کام کرتے ہیں۔ جیسا آج کل اس کی بہت کثرت ہے۔ اس کا بیٹا ایسے لوگوں کے مغلوب و مغذول (ذلیل) ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ غرض بہت اچھا خواب ہے۔

تحال: رات میں نے حسب ذیل خواب دیکھا ہے۔ جس کے بعد سے طبیعت بہت پریشان ہے۔ امیدوار ہوں کہ خواب کی تعبیر بتائی جائے گی۔

خواب: ایک راستہ ہے جس میں طوائفیں رہتی ہیں۔ میں بہت دن کے بعد مکان پر پہنچا۔ کیا دیکھا ہوں کہ جہاں اور (دوسری عورتیں ہیں) میں وہیں میری البیہ دور درشت کی ہمیشہ رہتی ہیں۔ اور ان کا بھی وہ (طوائف والا) طریقہ ہے۔ علیحدہ علیحدہ مکان ہے شاید کچھ بات میں نے کی یا نہیں ہے۔

تحقیق: بے اختیار جو تعبیر ذہن میں آئی وہ لکھتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ والدہ اعلم آپ کی نگاہ کسی اجنبی نامحرم پر پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منہ فرمایا کہ اگر کسی کی بی بی یا رشتہ دار اس وضع کی ہو کتنا صدمہ ہوتا ہے تو بے انصافی کی ذمت ہے کہ دوسرے شخص کی بی بی یا رشتہ دار عورت کے لئے اس کو پسند کیا جائے۔ پس یہ عقلی دلیل ہے ذمت

ہے۔ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

خدا کا: یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص احترام و امانت دینا چاہتا ہے اور کچھ ایسا کہتا ہے کہ ضائع نہ کرنا۔ اس پر بندہ نے صافحت ضمن کے لازم ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ شروع کر دیا۔ فوراً آگے کھل گئی۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ اسی انسان کے حقوق کی ضمانت (کے ادا کرنے کی) جو امانت اٹھائی ہوئی ہے (اس کے ادا کی) تو فیض ملنے کی بشارت ہے اور ضمان کا مسئلہ شروع کر دینا صافحت نہیں تھا واپس سنت کی دلیل ہے کہ خواب میں بھی دین کے چلے جانے کی وجہ سے یعنی امانت میں اس کا خیال رہا اور اس کے ساتھ ہی یہ اظہار بھی ہو سکتا ہے کہ اس معنی امانت کے حقوق سے ڈر لگا اور یہی ڈر رحمت و تو فیض کو لانے والا ہے۔ جیسا حدیث میں ہے کہ اگر تمنا پر کوئی مجبور کیا جائے تو اس کی غیب سے ضمانت ہوتی ہے۔

خدا کا: رات کے آخری حصہ میں بندہ کی جو آنکھ کھلی پھر کھلی لپٹاؤں ہوا تھا۔ اچانک سونے جا گئے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ میں سفر میں ہوں اور ایک اسٹیشن پر ریل سے اترا اور وطن جانے کا ارادہ ہے اور چونکہ وہاں سے وطن تھوڑی دُور ہے اس لئے اسباب خود بخود میں لے کر پیدل چل دیا۔ آگے کیا دیکھا ہوں کہ شاہی آدمی مرغول کو روکے کھڑے ہیں اور جانے نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا حکم کیا گیا ہے۔ مگر ان کے شاہی آنے کی کوئی علامت معلوم نہیں ہوتی۔ روکنے کی وجہ انہوں نے بیان کی مگر یاد نہ رہی۔ اس واقعہ سے سخت پریشان ہوا۔ اسی پریشان حالی میں دیکھا کہ اس راستہ سے دائیں اور بائیں بھی وطن کا راستہ ہے۔ دائیں طرف سے پہلے لوگوں کا قریب ہے۔ اس لئے بائیں جانب کے راستہ کو ایک آدمی کے ہمراہ چلا تو کچھ دور چل کر دیکھا کہ یہ راستہ سخت وحشت ناک ہے اور رندوں کا اندیشہ بھی ہے۔ یہاں نیک دریا بھی اس کے کنارہ کو بہہ کر گزرتا ہے۔ یہاں کی وحشت اور خوف سے لرزوں ہو کر پھر معروف سڑک کا راستہ چلا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت صبح ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے مولوی صاحب ملک الموت آئے ہیں۔ آپ کے دائیں جانب بیٹھے ہیں اور ادھر ادھر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا لیکن اس ہمت نہایت مطمئن تھا۔ اور قلب پر خوف کا شاہد بھی نہ تھا۔ سونے جا گئے کی دہائی سے فکر ہے کہ دیکھئے سلوک رکاوٹیں ختم ہوں گی یا نہیں۔ حضور بھی ہمت اور دعا سے دھجھری (مدد) فرمائیں۔ بالکل یہ بددعا کی حالت میں ملک الموت کے آنے کی خبر دیتے سے یہاں مراد ہے اور مقصود اس سے کہ چلا امید کہ جواب یا صواب سے تسکین خاطر غلام ہوگی۔

تحقیق: میں ایسے خوابوں یا خیالات کو میں شمار کے قابل نہیں سمجھا کرتا اور یہی راسے بھی دیا کرتا ہوں کہ ان کی طرف التفات نہ کیا جائے اس لئے تعبیر کی فکر میں بھی نہیں پڑتا لیکن اگر خود بخود کوئی تعبیر یا توحید ذہن میں آجانی

ہے تو بطور احتمال مناسب اس کو بدھ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مضمون کو بالکل مختصر کر دینے پر فوراً جو مضمون ذہن میں آیا اس کو لکھتے ہوں وطن سے مقصود کی طرف اشارہ ہے اور وہ روکنے والے سوک کی رکاوٹیں ہیں جو اپنی جہمی کوشش کرتے ہیں۔ ملک الموت وشارہ ہے موت سے پہلے کی طرف اشارہ ہے یعنی فنا کے مقام کی طرف تو اس میں ان رکاوٹوں کے دور ہونے کی طرف اشارہ ہے یہ واقعہ بشارت مقصود کے حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ولنعیم ما قبل کانه حاصل الوافعة سے

در راد عشق و دوستی ابر من بہ دست ۛ ہمداد خوش را بہ پیام سروش دار
مترجم: "عشق کے راستے میں شیطان کے دوسرے بہت آتے ہیں ہوشیار رہو اور دلی کی طرف کان لگائے رہو۔" (مطلب یہ ہے کہ رائے کو اس رستے میں بہت دوسرے خوف و اضطراب کی حالتیں پیش آتی ہیں تو سائل کو چاہئے کہ وہ شریعت کو اپنا امام بنا لے اور شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے جو حالت بھی پیش آئے نقصان دہ نہیں ہے۔)
(غلام محمد مراد سے ۱۹۹۴ء، عرف)

ایک اجازت یافتہ کا خط

مُحَمَّدُ: الحمد للہ اب کلب کی وہ حالت نہیں رہی نکلت (نہ میرے) کے بعد نور اور موت کے بعد حیات پیدا ہوئی ہے ۛ ان اللہ بھی الارض بعد موعظا ۛ (کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتے ہیں)۔ مغرب کے بعد سے عشاء تک مسلسل ذکر جبر مقرر کر دیا ہے جس میں چھ ہزار تک ہو جاتا ہے اور رات کو بدھ و صبح کے بعد بھی یہ کچھ ہو جاتا ہے۔

آج رات یہ خواب دیکھا ہے۔ جس کو عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی زیارت فقیہ ہوئی۔ اس طرح کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کی جماعت ہے جس میں احقر بھی شامل ہے۔ جناب والا کے بہت سے خدام ہیں۔ حضور ﷺ آگے آگے جارہے ہیں اور ہم ذلک پیچھے ہیں۔ اتنے میں ایک جوگیوں کی جماعت پر حضور ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ ﷺ آگے تھے وہیں ٹھہر گئے۔ میں آگے پیچھے رہ گیا تھا چلوئی کر کے میں بھی چلا۔ حضور ﷺ (اس وقت اپنا نام حضور کی زبان سے سن کر دل بہت سرور ہوا۔ ۱۴) نے فرمایا کہ ان لوگوں سے ملو۔ میں نے ان لوگوں سے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کہ وہ سب اپنی اصطلاح میں کچھ کچھ کہنے لگے۔ (جو کوئی سلام کا جواب تھا) اور وہ جوگی ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے بہت ریاضتیں (مشقت و مجاہدے) کئے ہوئے ہوں۔ وہ لوگ دارے قلوب کی طرف نظر کرنے لگے۔ اس وقت میں جس رہ تھا اور سرور

تھا کہ لکھنؤ تھانہ دار کی روحانیت حضور کی برکت سے ان لوگوں سے بہت قوی ہے۔ ان جوگیوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔ وہ جوئی حضور ﷺ کے ساتھ بہت تعظیم سے پیش آئے۔

اس کے بعد آپ آگے چلے میں بھی ساتھ ہوا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اس بڑے جوئی کو جوان کا سروار ہے چاہیت کرنی چاہئے۔ میں اوتا اور اس کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں اسلام لاؤں گا۔ پھر میں حضور (ﷺ) سے جا ملا اور وہ جوگی بھی آیا اس وقت حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ (میں خاتم الانبیاء ہوں نوراً اور اشکمل وغیرہ تمام سب آسمانی میرے ذکر سے پھری ہوئی ہیں) اس پر اس جوگی نے مجھے کہا کہ میں حضور (ﷺ) کو سچا سمجھتا ہوں، در میرے دل میں آپ کی عظمت ہے مگر ایمان لاؤ اور اوشوار ہوتا ہے وہی قوم سے ذرا ہوں۔ اس وقت جو میں نے حضور (ﷺ) کو دیکھا تو پہلی صورت نہ تھی۔ بلکہ اس وقت جناب والا کی صورت میں حضور کو دیکھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ جوگی لوگ اوشوار کو بھی کہتے ہیں اور روپیہ کو بھی اور اس کے معنی قرض کے بھی ہیں۔ پھر بیرو ہو گیا۔ اور عقب میں ایک خاص انشراح اب تک ہے۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: بعض اجزاء کی تو وہی تعبیر مضمون دیتی ہے جو آنحضرت نے بھی تھی کہ یہ اپنے پرست اور بندوں سے کچھ کرنے والے لوگوں کی صورت ہے۔ "وان زعموا انہم مسلمون" (اگرچہ وہ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں) یا اس کے قریب ہو۔ یعنی وہ ہنر جو مسلمانوں کی مخالفت کا دم بھرتے ہیں مگر حقیقت میں مباحث نہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت کی حقیقت دکھ دی اور بقیہ اجزاء کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کر دیا کہ خواب دیکھنے والے کی جماعت والے تھے پر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے کمال درجہ متبع ہیں اور یہ بھی دکھا دیا کہ غیر حق جماعت کا اثر حق جماعت پر نہ ہوگا اور وہ یہ یعنی دنیا کو مقصود سمجھنے "یحسبہم اللہ" (وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں)۔

حکایت: دوسرا دن ویسی ہی حالت میں ایک بزرگ بڑا، لم عظیم الشان سنت لباس میں نظر آیا۔ کسی نے ان کا نام بھی بتا دیا وہ نہ رہا۔ انہوں نے حضور کا نام مبارک لے کر کہا کہ وہ صاحب فہم (بمکھدار) ہیں۔ دوسرے صاحب کا نام (بجول گیا) لے کر کہا کہ وہ صاحب وصف یا صفت ایسا ہی مجھ کو کہا اس کی تعبیر سے بندہ کو مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: (اس بات کی) بشارت ہے کہ جس شخص سے آپ کا اصلاحی تعلق ہے وہ دین کی بات لانا سمجھے گا۔ حال: چونکہ بعض خواب بھڑ و منفرد (خوش خبری والے اور ڈرانے والے) ہوتے ہیں لہذا احوال کے دو خواب

خوش ملاحظہ ہیں۔

● میں اور ایک صاحب دونوں کسی آئینہ پر اوستازی حضرت مولانا صاحب مدظلہ کے استقبال کے لئے گئے ہیں۔ جس گاڑی سے موصوف کی آمد تھی جب وہ آئی تو ہم دونوں دوڑے۔ گاڑی ابھی رکی تھی کہ انہیں کے آگے ساتھی صاحب نے نکلے کا وارد کیا۔ تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ جب گاڑی بالکل رک گئی تو دونوں آگے بڑھے اور دوڑے چارہ تھے کہ انہیں کے قریب ساتھ جو گاڑی یعنی کروڑی تھی اس میں پانچ چھ شخص بیٹھے تھے۔ جن میں سے ایک صاحب کی صدری میں دو تین بڑے بڑے پیوند لگے تھے اور چہرہ پر ہشاشت تھی۔ چونکہ ان میں سے بعض کو میں پہچانتا تھا اس لئے سلام کیا اور مولانا موصوف کی تماشا میں آگے بڑھا۔ دو چار قدم چلا تھا پھر وہ تکی صدری والے صاحب نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کی کراچی کے قریب آگیا تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ... بڑا خوش نصیب ہے۔ کیونکہ اس نے حضرت مولانا (یعنی حضور) کی خدمت میں کسی دعا کے لئے لکھا تھا۔ لیکن حضرت مولانا نے فرمایا کہ گو... نے فلاں بات کے لئے دعا کے لئے لکھا ہے۔ لیکن میں اس کے لئے وہ دعا کیوں نہ کروں جو دین و دنیا میں کام آئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اسے دنیا میں ایمان کے ساتھ رکھے اور ایمان سے اٹھے اور صدری پہنے ہوئے صاحب کا قول تم (گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگ) جانتے ہو کہ حضرت مولانا کی دعا قبول بھی ضرور ہوگی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہاں وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا اور تھوڑی دور تک ان کی طرف چھر پھر کر یہی جملہ کہتا چلا گیا کہ وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا۔

تحقیق: مبارک ہو واقعی بشر (خوشخبری دانا) خوب ہے۔

فتاویٰ: غلام غفلت میں تھا کہ چانک آپ کے مکان پر پہنچا۔ جہاں صرف ایک آپ اور ایک اور صاحب تھے) آپ مجھ سے سوال فرماتے ہیں کہ تم کیا علم پڑھتے ہو؟ غلام نے کہا کہ اردو۔ آپ نے اسی وقت کہا کہ اردو کے کیا معنی (ہیں؟) میں نے کہا کہ اردو بمعنی لشکر چونکہ لشکر میں طرغ فخر کے باشندے ہوتے ہیں اس میں اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ آپ نے گردن شریف ہوائی کہ درست اور اسی وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ کیا وہ بھی پڑھے؟ تو میں نے اسی وقت کہا کہ کیا وہ بہشتی زیور کے حصے تو آپ چپ سے رو گئے۔ میں ان کی تعریف کرنے لگا کہ بہت اچھے حصے لکھے ہیں۔ اور آپ کو دل میں غائب سمجھ کر اور بہت سی کتابوں کے نام لئے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اشرف الموعظ کا ایک حصہ بڑا مشکل ہے۔ آپ نے بھی کہا ہاں۔

پھر میں نے آپ کی بہت ساری تعقیقات کا نام لیا اور کتابوں کا نام لیتے لیتے سب کے بعد اعمالِ قرآنی کا نام لیا (اس سے) معلوم ہوا کہ مجھ کو اس کتاب سے شوق ہے۔ آپ نے اس کتاب کا نام سنتے ہی مجھے اپنے پاس بلا دیا اور کہا کہ تمہیں ان باتوں کا زیادہ شوق ہے تو میں نے کہا ہاں جی۔ آپ نے کہا دیکھو ایسی ایسی باتیں ہر کسی کے سامنے نہیں کہا کرتے (اور آپ کو معلوم ہو کہ میں رسول اللہ کی محبت کی باتیں سب سے بتا دیا کرتا ہوں کسی سے کہہ دیتا ہوں کہ بس اللہ کا نام اکیلا پڑھ کر لے۔ جس کے آگے میں یہ دیوانی دیوانی باتیں کرتے ہوں۔ تو وہ مجھے لوگوں میں رسوا کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ نے خواب میں فرمایا کہ ایسی باتیں سب کے منہ پر نہ کہا کرو۔)

غرض پھر آپ مجھ کو ایک عمل بتانے لگے۔ تو مجھ کو کچھ کم سامانی دیا اور منہ بھی کچھ کم ہوں تو پھر آپ نے مجھ کو بالکل قریب بلایا۔ آپ میرے کان سے منہ لگا کر ایک عمل بتانے لگے اور نو کچھ باتیں صرف یہ یاد ہے کہ اس میں خدا سے سوال جواب تھے۔ آپ نے کہا یعنی جب تم یہ عمل کرو گے تو تمہارے پاس کوئی چیز آئے گی وہ یوں کہے گی تم یوں جواب دینا۔ غرض پھر میں آپ کو کہنے لگا کہ پھر آگے کیا کیا تو آپ نے گردن شریف مزے میں آ کر ہلائی لطف سے کہا کہ بس جیسے فقیر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بچہ سو سی طرح آپ نے کہا اور میری گردن میں ہاتھ ڈال کر میرا سینہ آپ نے دیر تک محبت میں ایسا چوما کہ میں بھی ایسے مزے میں آیا جیسے کہ اللہ کے نام میں بعض دفعہ یعنی وجد میں تو پھر میں وہاں سے چلا آیا اور بہا خوش ہوتا ہوا چلا جیسا کہ نبی کی زیارت ہو جاتی ہو اور آپ کے مرہ کال کے گھر کا راستہ لیا کہ ان سے کہوں گا کہ آج مولانا شرف علی سے میں بھی بیعت ہو گیا۔

اس خوشی میں جا رہا تھا کہ میرے پاس ایک کپڑا تھا تو میں نے اس کو معلوم نہیں کہاں ڈالا اور کسی چیز کا ہوش نہ رہا صرف آپ کا دھیان کئے دوڑا رہا تھا کہ آپ بولے کہ تیرا کپڑا وہ پڑا ہے اٹھا تو میں کپڑا اٹھا لیا۔ تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور صرت سے کہا کہ میرا سینہ ایسے زور سے کیوں چوما۔

ایک بات اور رو تھی جس وقت آپ نے سینہ چوماتو میں نے سوچا کہ مجھ میں کوئی کم ل نہیں تھا جو مولانا میرا سینہ چو جسے۔ اس لئے کچھ سوچ کر سینہ سے (لب) لے کر اپنی زبان سے لگا لی۔ یعنی جہاں سے آپ نے چوما تھا میں نے وہ جگہ نہاں سے چلائی۔

حقیقی: اگر یہ خواب ہے تو دونوں کے لئے (یعنی نفع کے حاصل ہونے کی بشارت ہے)۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا اس کے بعد رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ

حضرت ایک خوبصورت بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں وہاں پر چند طلبہ کو پڑھا رہے ہیں۔ احقر جا کر جب حاضر ہوا حضرت نے مجھ کو فرمایا کہ تم کب آئے ہو۔ جب بندہ نے حضرت کے چہرہ مبارک کی طرف جب نظر کی دیکھا ہوں کہ حضرت کا چہرہ ایسا ہادق اور خوبصورت ہے کہ ایسا خوبصورت چہرہ دلا کسی کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ جاننے کی حالت میں حضرت کے چہرہ کی جو خوبی ہے اس (خواب والی صورت کا) ایک حصہ نہیں جو کہ خواب میں دیکھا۔

تحقیق: خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ صورت سے زیادہ اچھی سیرت ہو۔

سوال: آج چوتھی رمضان المبارک جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد میں سورہ تہجد خواب میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضرت! اس موجودہ ترک سوالات کی پریشانی کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ یہ بات میں کسی سے نہیں کہوں گا تب بتاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! راز پوشیدہ رکھوں گا۔ لیکن میں آپ کی رائے پر عمل نہ کروں گا۔ کیونکہ میں حضرت تقیوں کی سلسلہ کا سرید ہوں ان کی رائے پر عمل کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تم ان کے سرید ہو تو تم پر ان کی تکلیف ضروری بلکہ واجب ہے۔ پھر کچھ گول گول الفاظ فرماتے گئے جو مجھ میں نہ آ سکے۔ ایسی ہی باتیں کرتے کرتے اشعار پڑھنے لگے پھر کہنے لگے۔ کوئی شہر تھا اس کی گلی میں کوئی کوئی مسجد میں آ کر بیٹھو۔ میں بیچے بیچے رہا۔ وہاں عالم نماز پڑھتی پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس کی تفسیر فرمائیں۔

جواب: تفسیر ظاہر ہے جس کے اوپر یہ ہیں۔ (۱) حضرت قدس سرہ کی رائے اصل یہ تھی اس وقت عام طور پر جس پر عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ تو مشہور ہو چکی پھر ہم نے تمہارا کیا کہ یہ رائے تو اب مشہور ہو چکی ہے تو چھپانے کے اہتمام کے کیا معنی؟ (۲) احقر کی رائے بھی دوسرے اجتہادی امور کی خراج تحلیک ہونے کا احتمال رکھتی ہے نہ جس خراج غلو (زیادتی) کرنے والے اس کو باطل کہتے ہیں۔ (۳) حضرت قدس سرہ کے مزاج پر زیادہ اثر غلبہ حال کا ہے جس میں شرح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے اہل غلو ناخوش ہوتے ہیں۔

خلاصہ: کل بدہ کے دن ڈھائی بجے دن کے وقت دعوات مہدیت کا دھجہ نجم جس کا نام استخفاف العالی کے اخیر کے اشعار دلچسپی کی وجہ سے مطالعہ کر رہا تھا۔

کل ہوں اس طرح سے زنجب دینی تھی مجھے ﴿﴾ خوب ملک روں ہے اور سرزمین طوس ہے
گر ہمسر ہو تو کیا عشرت سے بچنے زندگی ﴿﴾ اس طرف آواز غیل لہر صدائے کون ہے
غرضیکہ دو چار سطر اور ڈانڈ پڑھا ہوا کہ آکھ بند ہو گئی۔ اس درمیان میں کوئی شخص پوچھنے لگے کہ تمہارا پیر کون

ہے۔ پوچھنے والے صاحب کی صورت کو نہ وہ نہ مانتا تھا۔ پوچھا تھا کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے جسم اخصیر پر کچھ اچھے کر آتے تھے۔

صرف معمول کے خلاف حضرت اقدس کے سرخ لباس میں نظر کرنے سے جڑی ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے۔
 آج تک اپنی حیرانی میں ہے مگر کلام حد نہ معلوم ہوا۔ امیدوار ہے اس خواب کی تعبیر سے تسلی فرمائی جائے۔
 تحقیق: مبارک خواب ہے۔ آپ کو مطمئن کیا گیا ہے کہ آپ کا رہبر حق پر ہے اور سرخ لباس محبوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

سوال: یہ چند خواب جو آج کل اور اس سے پہلے زبانی حضرت سے عرض کئے ہیں ان کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہتا ہوں اس لئے بذریعہ تحریر پیش کر رہا ہوں۔ حضرت والا اپنی خیر بھی قلم بند فرمائیں تو محفوظ ہو جائیں گے اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

① ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے والد کے پاس بیٹھا ہوں۔ ان کی صورت کو میں پہچانتا تھا۔ مگر خواب میں یہی قلب پر وارد ہوا کہ یہ مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے والد ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب نکالی اور مجھ سے فرمایا کہ اس میں ہمد کی دس علامتیں لکھی ہیں۔ خواب میں سب علامتوں کو میں نے پڑھا۔ ان میں سے تین باتیں یہ ہیں: وضو اس اس، شستن اللیمن، کمرائیں (بواسر)، نرم پتیلیاں اور مشبوکہ بنائیں۔ پھر انہوں نے رو کر یہ فرمایا کہ میں نے ان سب علامتوں کو حضرت مولانا محمد شرف علی صاحب میں موجود پایا۔ وہ اس وقت مجھ میں تھے۔

② ایک بار احقر نے حضور ﷺ کی زیارت اس طرح کی کہ ایک حضور کا مخالف بہت بڑا مجمع جس سے میدان بھرا ہوا ہے اور وہ حضور کو تکلیف پہنچانے کے پیچھے بڑا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ اپنے سلسلہ کی جماعت کی ہے۔ جو پہلی جماعت کے سامنے بہت ہی کم ہے۔ احقر بھی امداد حضور کے ساتھ ہے۔ آپ اس جماعت کو ساتھ لے کر ایک چھوٹے سے مکان میں بنائے ہوئے ہیں۔ جس میں تین در ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دشمن کا مجمع اس مکان کے اندر ٹھہس آیا تو ہم سب کو بلا کر دے گا۔ مناسب یہ معلوم ہے کہ اپنے مجمع کے تین حصے کر دیے جائیں ہر دو واڑہ پر ایک حصہ ہے، اور وہ دروازہ پر سے ہی دشمن کو روکے تاکہ اندر نہ آسکے۔ حضور نے اس رائے کو پسند فرمایا اور مجمع کے تین حصے فرما دیے۔ چنانچہ اس قلیل مجمع نے دروازوں پر سے دشمن کی مدافعت کی اور کوئی اندر نہ آسکا۔ پھر وہ دشمن کا مجمع منتشر ہو گیا۔

③ آج رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں گدڑی (جگہ ہے) میں ہوں۔ جگہ کا دن ہے وہاں گویا مولوی...

صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ جو کی نماز کے لئے میں نے ان کو آگے بڑھایا وہ خعبہ نے کمرہ گئے بڑھے تھے مگر ایک ہندو نے ان کے پاس سے خعبہ چھین لیا اور خود ممبر پر جا بیٹھا۔ مجھے بہت برا لگا کہ ایک ہندو ممبر رسول پر بیٹھا ہے۔ جب خطبہ دلی پڑھ چکا تو میں نے اس سے کہا کہ ارے کجخت زبان سے اتنا تو کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا ہاں مہربان کہا ہوں۔ نہیں جب دوسرے مسئلوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہے تو اس نے کہا نہیں نہیں پھر وہ خعبہ غائب کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے خطبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے ممبر سے اتار کر خود خطبہ پڑھا۔ ماسعین کی بہت مقدار تھی سب میرے اس فعل سے خوش ہوئے۔

۱۲ آج رات کو دوسرا خواب یہ دیکھ کر سیدنا رسول اللہ ﷺ دوبارہ پیدا ہوئے ہیں۔ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ پیدائش کے بعد دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ کا بدن مبارک ایسا ہے جیسے کہ پانچ چھ برس کے بچہ کا ہوتا ہے آپ کا چہرہ مبارک بڑا وسیع اور شکیل ہے۔ شانہ مبارک پر ہر نبوت بھی دیکھی اور سر مبارک پر ایک جھار سا لٹکا ہوا دیکھا۔ جس میں عربی خط سے دو حروف اردو شریف لکھا ہوا ہے۔ آپ ایک شخص کی گود میں ہیں اور وہ یا کوئی اور شخص محبت میں آپ کو جیسے نرم ہے ور آپ ہل رہے ہیں۔ میں نے اپنے سب گھر والوں کو دیا کہ آپ کی زیارت کرو اور اس جھار کو دیکھو یہ بڑی عجیب چیز ہے۔ چنانچہ سب نے زیارت کی اور خواب میں یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اسی مکان میں ہیں جس میں آج کل میں رہتا ہوں۔ یعنی کے۔کان میں واللہ اعلم۔

چند باتیں:

پہلا خواب: واضح ہے وہاں دلت علی اللہ عزیز۔ اور خلافت مجدد بختم ہے اور اگر محمد کا مصورت میں حضور ﷺ کے مشابہ ہو: ضروری نہ ہو تو اس کے معنی چوری مشابہت جس کو ہے اس عنوان سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرا خواب: اشارہ ہے کہ خیر اعزوں کے بعد کٹر زبانوں میں خاص طور پر سننے کے حاملوں کی کثرت اور سننے پر چنے والوں کی کمی اکثر رہی ہے مگر تمہیں کے ساتھ حق تعالیٰ کی رحمت بھی رہی ہے۔ تیسرا خواب: میں اس زمانہ کی حالت صاف صاف دکھائی تھی ہے کہ ماسعین نے مشرکین کو دینی امور میں متہوع (پیشوا) بنا لیا ہے۔ مگر العاقبہ للمتقین (انجام کار کامیابی متقیوں کے لئے ہے) کی بھی بشارت دی گئی ہے۔

چوتھا خواب: کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ موجودہ زمانے کے باطل کے غلبہ کے کمزور ہونے کے بعد شرعی احکام کو زندہ کرنے کا ایسا شدید و تمام کرنا پڑے گا کہ گویا وہ دوبارہ پیدا ہونے ہیں۔ اس مکان کے رہنے والوں

کے بلکل حق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

تحال: تیسرا خواب یہ ہے کہ اپنے ان لوگوں کا مجمع ہے کہ نہایت فحش دنیا کا مکان ہے جس میں جناب والا اپنے خاص لوگوں کے ساتھ وہ فحش افروز ہیں۔ حضور والا پر انوار برستے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضور والا نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ تم میرے پیارے بھائی یہ جڑی میں تھر کود رہے ہو۔ دو گھنٹی حضور والا نے عطا فرمائی ہے اس میں عجیب نورانیت معلوم ہوتی ہے۔ دو گھنٹی جسم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن بڑے خانہ میں ہے۔ میں نے اس خانہ سمیت گھنٹی کو سر پر رکھ لیا۔ رکھتے ہی عجیب انوار مجھ پر برسے گلے کہ اس کی کیفیت بیان سے دہر ہے۔

تحقیق: گھنٹی قلب ہے کہ اس میں ذکر کو سکھانے والا انتہام کی شان کے ساتھ ہے اس میں دس کے روشن ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

تحال: حضرت والا! میں نے چند دنوں کے یہ خواب دیکھے کہ میں اس دعوتِ عہدیت اپنے ہاتھ میں نئے نوے مسجد میں پڑھا ہوں۔ راستہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کوئی کتاب ہے؟ میں نے اس کو جھٹکنا کرنے والا مخالف سمجھ کر جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور نہ کتاب کا نام بتایا۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر میں نے یہی سمجھ کر جواب نہیں دیا۔ میری دائیں جانب اور اس کی بائیں جانب سے اپنی ایک شخص نکلا اس نے نور اس کتاب کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہہ کہ ہذا اخیر (یہ بڑی خیر ہے) اس کے بعد میں جاگ گیا۔ اس دن سے مسلسل مراجعہ کے بارہ میں میری زبان پر خیر کثیر آتا ہے معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔ حضرت والا تعبیر بتائیں۔

تحقیق: تعبیر ظاہر ہے کہ موعظ کے نافع ہونے کی خبر دی گئی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے پر تنبیہ کی گئی ہے۔
تحال: چند دن ہوئے مسجد کی چٹائی پر سویا ہوا تھا کہ خوب میں حضور کا دارست خانہ دیکھ کہ اس دولت خانہ سے میں نے ایک حق تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی جو کہ حروفِ حق سے پڑھ رہی تھی۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اس مرتبہ حضور پر نور کی شکل و صورت کا خواب منہ نہ دیکھا۔ بس جاگ گیا۔

بندہ کے خیال میں اس کی تعبیر حضرت والا کے لئے یہ ہے کہ حضرت شریعت کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حق کی تعلیم آسمان اور ارض طریقے سے دے رہے ہیں حروفِ حق اسی طرف اشارہ ہے۔ اس خواب اور خواب کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ بندہ کے حق میں بھی یہ خواب تعبیر کے قابل ہے یا نہیں؟

تحقیق: خواب بہت ہی اچھا ہے اور تمہارے حق میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ ایسے رہنما سے تمہارا تعلق ہے۔

لَحْزَانِ اِس دن حضور کی مرید ہوئی ہوگی اسی دن رات کو میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں اپنے کانوں میں قہریت لگاؤ بندے پہنے ہوئے ہوں۔ اور یہ خواب چوتھی ہونے کے بعد حضرت مولانا کا مرید ہوتا ہے یہ بندہ۔ اسی کو پہنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں جو آن مرید ہوئی ہوں اسی لئے یہ مجھ کو بھی پہنائے گئے ہیں۔ میں رہنے والی کی ہوں۔ وہاں کے لگتی کچھ ٹوٹک ہیں تو میں نے ان لوگوں سے اپنے بندے چھپائے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ حضور کے خلاف ہیں۔ ان بندوں کو دیکھ کر صرف کچھ جائیں کہ یہ حضور کی مرید ہے۔ میرے سامنے حضور کو کچھ کہیں گے تو مجھ کو گوار ہوگا۔ یہ مجھ کو نوبت پار ہے کہ میرا سیدھا کان کھا ہے۔ اور غنا کا نام چھپا ہے اور مجھ کو اپنے کان کے بندے صرف دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے اٹھ کر یہ خواب ایسا صاحب قہر سے کہا کہ ہمارے اس کی یہ تعبیر دینی کہ وہ بندے خدا تعالیٰ کی نعمت ہیں جو تم کو حضرت مولانا سے مرید ہونے سے بچا ہوئے۔ ایک کان جو کھلا ہے تو وہ ہم لوگ دیکھ رہے ہیں اور دوسرا کان چھپا ہوا ہے تو وہ چونکہ... کے لوگ خلاف ہیں اس لئے ان سے چھپایا گیا ہے۔

تَحْقِیْقِ اِنشاء اللہ بہت ہی خفیکہ تعبیر دئی اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے۔

لَحْزَانِ اِس دن نے آج شب کو یہ نوبت دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت حق جل و علا کے دروبرو جمع ہیں۔ اسے میں کھڑے ہیں پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے اعمال نامے کا مطالبہ فرمایا۔ دوسری کسی چیز کا مطالبہ فرمایا۔ دیکھا کہ میں نے ایک کاغذ بہت بڑا مل پاراں کھنکھایا اور آٹھواٹھ کا لایا اور اس میں میں نے لکے ہوئے تھے اور ایک شیئ کی جگہ خالی تھی۔ اس میں کی جگہ پر اس کے کئے ہوئے ہونے کا نشان موجود تھا پیش آیا۔ اس وقت میں مجھ کو خوف بہت تھا میں نے اس کے ساتھ بہت اس بھی تھا اور بہت ہی اسیر کا نام تھا۔

مجھ سے سوائے ادا کے یہ نوبت کیوں نہ تھی ہے؟ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ کیوں خالی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! تو سب فخر ہے اور میں تلاش کرنے کے لئے اپنی بیب وغیرہ دیکھنے کا۔ بالکل میں نے جو کہ میں نے پیش کئے کہ شاید میں اس وہ میں جو اس کاغذ میں نہیں ہے۔ مگر ان (مفتوں) کی طرف جو میں نے نقصان پہنچا کرنے کے لئے پیش کئے تھے خدا تعالیٰ نے کچھ القات نہیں فرمایا۔

تَحْقِیْقِ اِس دن کاغذ پیش کیا یہ وہ نام اعمال ہی معلوم ہوتا ہے اور میں کی نظر اس سے ہوتی ہے کہ اندر کی چیز معلوم رہے۔ انسان کی حفاظت خلوص سے ہے۔ پس (میں) کاغذ باز اشارہ ہے کہ کسی شخص میں خلوص ہونے کے بعد اللہ ہوتا ہے۔ اور جو (میں) پیش ہوئے وہ دوسرے اعمال کے بارے میں خلوص کے طریقے ہیں۔ اور ظاہر ہے ایک عمل کا خلوص دوسرے عمل کا نہ کرے۔ نہیں ہو سکتا۔

حَال: پھر کوئی اور سوال کیا جس کے جواب میں میں نے کہا: مولوی اشرف علی صاحب۔ اس پر کچھ سکوت فرمایا۔ ایک شخص وہاں پر کھڑا تھا اس نے میری طرف حیرانگاہی کے جیسے ٹھٹھی پر خیر و ر کرنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ مولوی اشرف علی صاحب سے تعلیم ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید ہوں۔ یہ دُوبِ حج سمجھا گیا۔

تحقیق: اس میں وارث ہے کہ بیعت نیابت کے طور پر جائز و معتبر ہے۔ کیونکہ آپ کی بیعت ہی طرح ہوئی ہے۔ من تعالیٰ کا سکوت دلیل ہے کہ نُسب کی طرف نسبت کرنا بھی اصل کی طرف نسبت کرنے کی طرح ہے۔ مگر پھر بھی حقیقی و نسبی میں فرق ہے۔

حَال: جوں ہی میں نے حضرت حاجی صاحب کا نام لیا اس شخص نے جو کھڑا تھا کہہ کہ امداد اللہ تو موجود ہیں۔ دیکھا کیا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب من تعالیٰ کے دائیں جانب نہایت مسکنت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کی طرف جھک کر اور نہایت محبت سے منس کر ارشاد فرمایا۔ امداد، امداد، امداد۔ **تحقیق:** مقیمین کے لئے بشارت ہے کہ ہم کو ایسا مقبول رہنما ملے۔

حَال: پھر میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تو امداد ہوا چاہتا ہے تو امداد ہوا چاہتا ہے۔ تو امداد ہوا چاہتا ہے۔ **تحقیق:** اس میں ایک بڑی خوشخبری ہے میرے نزدیک اس کی وجہ محبت و معرفت دونوں چیزوں کا ایک ساتھ ہونا ہے اور یہ کم ہوتا ہے۔

حَال: میرے بارے میں فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ اس میں ظلالِ حق ہے وہ صفت مجھ کو یاد نہیں رہی۔ **تحقیق:** اس (بھولنے) میں عجب سے حفاظت ہے۔

حَال: اس کے بعد لوہے کی ایک سیخ بہت ہی گرم لی اور فرمایا کہ ہاتھ پھلایا میں نے بغیر سوچے دیاں ہاتھ مارنے کر دیا ایک سیخ آہندہ سے مار لی کہ جس سے نہ میرے چوٹ لگی اور نہ ہاتھ جلایا اور وہی سیخ میری دائیں آنکھ میں چسبوری۔ میں نے دیکھیں ہاتھ سے سیخ نکال کر خدا تعالیٰ کی برکت۔ خدا تعالیٰ کی برکت۔ خدا تعالیٰ کی برکت۔ کہا شروع کیا یہ میں نے اس لئے کہا کہ اس پک نام کے اثر سے تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ نہیں ہوئی۔ پھر وہی سیخ میرے بالوں پر لگائی۔

تحقیق: زہاد سلوک کا راستہ تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک بصیرت و علم اس طرف آگے سے اشارہ ہے دوسرا اہمالِ ضروریہ اس طرف اشارہ ہے تیسرا اہمالِ فضائل ذکر وغیرہ انہوں سے اس طرف اشارہ ہے اور لوہے کی سیخ توحید کی طرف اشارہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان سب جزاء میں مجاہد کی توفیق ہوگی اور مجاہدہ آسان ہوگا۔

خُتَالِی: ارشاد فرمایا کہ غیر اللہ سے دوستی نہ کرنا۔ بس آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے بارے میں میرے دل میں اطمینان کی کیفیت نہیں ہے بلکہ میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس میں کچھ خیال کا اثر شامل ہے۔ واللہ اعلم بِتَحْقِیْقِہِ۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن اُمر خفیہ بھی ہے تو اچھا ہے۔

خُتَالِی: جب سے... کے بارے میں دوبارہ یہ پریشانی پیدا ہوئی ہے اور اس وقت سے احقر نے حصن حصین کا ورد شروع کر رکھا ہے۔ آج اس کو شروع کئے ہوئے چھ دن ہوئے ہیں۔ رات عشا کے بعد جو میں نے حصن حصین پڑھ کر سو رہا تو عجیب خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے حضرت قبلہ مولانا... کی جماعت بھی ہے اور ہم خدام بھی ہیں۔ حضرت... کی جماعت میں سے بعض لوگوں نے ہم خدام کو حکمت کی نظر سے دیکھا اور شاید کچھ اعتراض بھی کیا۔ اس پر مجھے جوش ہوا اور میں نے مولوی... صاحب سے کہا کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ابدالآبدین سے عرض کرو کہ ہم خدام کو حوض کوثر کا پانی پیسے پلا دیں (اور نیت یہ تھی کہ دوسروں پر تاکہ ہزاری حقانیت واضح ہو جائے)۔ چنانچہ موصوف نے حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا اور حضور ﷺ نے فوراً حوض کا پتہ کھول دیا۔ (اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ حوض کے اوپر کوئی پتہ پڑا ہوا تھا جس سے دو ڈھکا ہوا تھا) حضور ﷺ نے ہم خدام کو اجازت دی کہ قرعے سے سیراب ہو جائے۔

چنانچہ ہم سب خدام حوض پر نوت پڑے۔ احقر نے تو حوض میں منہ ڈال دیا اور خوب پیا اس پانی کی لطافت و شیرینی (منافع) اس عرض نہیں کر سکتا اب تک مزہ آ رہا ہے۔ اس وقت کچھ دوسری جماعت کے لوگ بھی حوض پر آئے تو حضور ﷺ نے جناب والا کی طرف اشارہ فرما کر مجھ کو بلایا وہ ہے کہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ حوض پر کھڑے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ پہلے مولانا شرف علی صاحب کی جرحت سیراب ہو جائے پھر دوسروں کو ملے گا۔ اس پر ہم خدام کو بے حد مسرت ہوئی۔ پھر آنکھ کھل گئی تو صبح قریب تھی۔ والسلام۔

میرادل چاہتا ہے کہ اس عظمت و مقبولیت پر حضرت والا کو بے حد مبارکباد دوں۔ اَصَالِی اللّٰہُ یَقَانُکُمْ وَ مَتَعْنَا بِانْفَاسِکُمْ الْفَدَسِیْدَہُ آمین

تَحْقِیْقِہِ: ماشاء اللہ تبارک اللہ سبحان اللہ خواب ہے کہ بشارت لا جواب ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے حق ہونے کو بتایا گیا ہے اگرچہ دوسری جماعت جبکہ منکرات (منوع باتوں) سے محفوظ ہوں ان کو بھی خواب ملے گا۔ مگر جس کا اجتہاد صحیح ہے اور جس کا اجتہاد صحیح نہیں ہے سے پہلے ہونا خارج کر دیا۔ جن کو دیکھا ہے اور جن نے دیکھا ہے دونوں کو مبارکباد ہو۔

خُتَالِی: آج رات میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میری طبیعت بہت پریشان رہی۔ وہ یہ ہے کہ میری ذاتی

آؤ کہ میں ایک ناسور ہو گیا ہے۔ اس سے دور کانوں سے کپڑے لٹکتے ہیں بہت زیادہ تکلیف دہتی ہے۔

تحقیق: نا پسندیدہ اور ناچاز اور دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جن سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ہماری کسی کمی کی طرف اشارہ نہیں چنانچہ بخاور و میں نا پسندیدہ و ناچاز باتوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ کانوں کے کپڑے چھڑتے ہیں۔

حکال: پھر اسی تکلیف کی حالت میں میں کسی مکی کو غزنی میں پہنچا جس میں ایک فقیر ہندو اور اس کے دو چیلے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے ناسور کا علاج کرو۔

تحقیق: یہ شخص اس وقت کا قائد امیر کہیں ہے جو زمانہ انہماک میں ہے جس کے دو چیلے مشہور ہیں اور کچھ غزنی ان لوگوں کی طرف خیالی عمارت کے ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کو اس طرح تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (عام من اس بنیانہ علی شفا جرف ہزار کہ) (وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی عمارت پر رکھی)۔

حکال: اس نے غصہ سے آنجناب کا نام لیا کہ وہاں پر جاؤ کیا کرتے ہیں۔ ایسے علاج ہم نہیں کر سکتے۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ وہ ان منکرانے کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ یہ کام تو خدا مان دیں کا ہے اور غصہ موافقت نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حکال: تو میں وہاں سے رنجیدہ ہو کر ایک زمین دور مکان میں پہنچا تو وہاں پر جناب نور ایک شخص شریف رکھتے تھے۔ انہیں پڑھنے کا کچھ کام کر رہے تھے۔

تحقیق: بشارت ہے دین کی خدمت کی توفیق کی اور وہ شخص عجب نہیں کہ صاحب امتیاء اخیر ہو اور مکان کا زمین دار ہو محفوظ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حکال: میں نے جا کر سلام پیش کیا تو جناب نے سلام علیک کا جواب دینے کے بعد فوراً ایک ڈبہ اٹھا کر میرے سر پر رولر نہ پر اور ہاتھوں پر پھیر دیا۔ جس سے میرے منہ ہاتھ وغیرہ میں سے ایک نہایت عمدہ خوشبو منکھنے لگی اس خوشبو کی مسرت سے میرا مرض جانا رہا۔

تحقیق: یہ ڈبہ غالباً فیض و پہچانے والے کا قلب ہو جو حق علوم کا حامل ہے اور اس کا اٹھانا مستحب کرنا ہے اور پھر بنا جینوں سے فائدہ پہنچنا ہے اور خوشبو منکھنا اثر ہونا اور مرض چار بار نہ سیکھنے سے شکوک و دساوس کا دور ہو جانا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خاصیت حسی مرض کے لئے ظاہر ہوئی تھی۔

حکال: پھر میں خوش ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔ دیکھتا ہوں کہ کسی حاجری ایک نکال ہے۔ اس پر بڑا ہنگامہ ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو ایک ہندو مذکر موات (موتی کی دھنکی اور تھوک کو ختم کرنے کے بارے میں) میان کر

م ہے۔ جس میں مولوی مذکور بالا بھی شریک ہیں۔

تحقیق: واللہ تعالیٰ نے دکھلادیا کہ اس وقت بنو کا یہ اصل مقصود بن گیا ہے اور مسلمان حتیٰ کہ بعض اہل علم ان کے تائب بن رہے ہیں۔

حکال: دو شخص ایک چوڑے پر بیٹھے ہوئے کوئی انگریزی کی کتاب یاد کر رہے ہیں۔ میں اس حالت میں قرآن شریف تلاوت کر رہا ہوں اور دل میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص انگریزوں کی مار پیٹ کے لئے تیار ہیں اور اپنا دشمن بناتے ہیں پھر بھی ان کی کتاب پڑھنا نہیں چھوڑتے۔

تحقیق: یہ بالکل ظاہر ہے کہ جس طرز سے یہ کام چل رہا ہے وہ بالکل یورپ کی تقلید ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ جس طرح بن پڑے اپنی اغراض کو حاصل کیا جائے اور جائز و ناجائز کو بالکل نہ دیکھا جائے۔ اسی طرح اس طرف اشارہ ہے کہ زیادہ لوگوں کا مقصود ان تحریکات سے صرف دنیا ہے۔

حکال: یہ سبے کہتے آکھ کھل گئی۔ یہ بخدا مجھے کا کہ یہ سب کی باتیں تھیں۔

تحقیق: ایک ایک جزوی تعمیر جو میرے وجد ان (بطنی عمر کی کیفیت) میں تھی ساتھ ساتھ لکھوی واللہ علم بامرور۔

حکال: میں ۱۳ ذی الحجہ شب جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سو یا تھا۔ رات کو خواب دیکھ کہ حضور والا کی مجلس میں چند خدام ہر گھنگھار میں خود صاحب بھی ان میں تھے۔ حضور کے سامنے ایک تھال میں لاد ایک دوسرے تھال میں تازہ کھجور عربی کھجوروں کے پیسے رکھے ہیں۔ میں حضور کے قریب ہوں حضور والا نے مجھ کو اور اسی طرح دوسرے حاضرین کو کھجور عطا فرمائیں۔ میں ان میں سے ایک میں نے اسی جگہ کھا لیا ہے۔

تحقیق: روحانی غذائیں عربی کھجوروں کی شکل میں نضر آئیں جس کا لینا دنیا و نون مبارک ہیں۔

خواب مع جواب جس کا نام الحفظ الکبیر من الی فظ الصغیر ہے

حضرت اقدس سیدنا و مرشد مولانا صاحب مدظلہ العالی علیہ السلام علیہم السلام ورحمۃ اللہ علیہم کا یہ ہے کہ ان شورش اور فتنہ کی وجہ سے جو دنیا میں برپا ہے اکثر قلب پر آنحضرت والا کی طرف سے خیال ہوتا ہے کہ دشمنوں سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ لیکن آج شب کو اس خیال کا اثر احقر کے قلب پر بہت زیادہ تھا۔ عشا کی نماز کے بعد احقر سوتے کے لئے چار پائی پر لیٹا چونکہ چھائی کی سوئی کا وقت تھا اس لئے احقر نے دل و جان جمیع مسکین کے لئے اور خصوصاً آنحضرت والا کی ذات باریکات کے لئے دعا کی کہ اے اللہ تو ہی اپنے دین کے سچے محافظوں کا محافظ ہے۔ اس دن وہی کی حالت میں سو گیا۔ یہی شب کو احقر نے خواب دیکھا کہ

سہلا حصہ:

آنحضرتِ ولایت کی زیارت کے لئے قحان بھون کے سفر کا ارادہ کیا اور دو سفر ایک جنگل میدان میں کر رہا ہوں۔ ایک لمبے سفر کے بعد کیا دیکھنا ہوں کہ ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور اس قلعہ کے دروازہ پر ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے اور ایک نعلی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے پہرہ دے رہا ہے۔ احقر قلعہ کے دروازہ پر پہنچا قلعہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ وہی پاسان قلعہ کے اندر جانے سے روکا وہ بتا مگر ایک صاحب بزرگ صورت قلعہ کے اندر سے تشریف لائے اور قلعہ کے پاسان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کے لئے قلعہ میں آنے کی اجازت ہے آئے دو۔

احقر ان کی اجازت سے قلعہ میں داخل ہوا اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے کہ تمہارا یہاں پر آنے سے کب مقصود ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ میرا مقصود قحان بھون پہنچ کر حضرت مولانا اشرف علی صاحبہ خدمتِ مہم کی زیارت ہے۔ پھر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا قیام تو بھون کے اندر ہے اور اس وقت بھون اہی کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ تم جہاں اس وقت کھڑے ہو یہ قحان ہے اگر تمہارا مقصود حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت ہے تو تم کو بھون جانا چاہئے۔ احقر نے بہت ہی تعجب سے عرض کیا کہ یہ نئی بات آج ہی معلوم ہوئی ہے کہ قحان علیحدہ اور بھون علیحدہ۔ اس علی صاحب نے فرمایا کہ یہ تو کوئی نئی بات نہیں ہے کہ جس پر اتنا تعجب ہوا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ خانقاہِ نقشب کے مغرب کی جانب واقع ہے اسی کا نام بھون ہے۔ اسی کے بعد احقر نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ اور آپ کا ہم شریف کیا ہے۔ اس کو سن کر انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ اس کے معلوم کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ احقر نے اصرار کیا کچھ دیر سکوت فرما کر فرمایا کہ میں بھی حضرت مولانا اسی کے خادموں میں سے ہوں مگر نام پھر بھی نہیں بتاؤ۔

دوسرا حصہ:

احقر نے واپسی کی اجازت چاہی فرمایا کہ اب تو قحان میں آئی گئے ہو۔ آؤ تم کو قحان کی بھی سیر کرا دوں۔ ہاتھ پکڑے ہی پکڑے ساتھ لے چلے۔ عرض کہ تمام قحان کی سیر کرائی۔ تمام جنگیوں کو دیکھ کر احقر پر ایک خوف غاری ہو گیا۔ خوف غاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جتنی جنگیں دیکھیں کسی جگہ میں سانپ اور کسی میں بچھو اور کسی میں پھاڑ کھانے والے درندے موجود تھے۔

تیسرا حصہ:

پھر احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک زینہ سے قلعہ کے دو منزلہ مکان پر پہنچے۔ وہاں پر دیکھا کہ تمام دنیا کے

کارڈ ہار کے لئے چھوٹے کارخانہ کھلے ہوئے ہیں۔
چوتھا حصہ:

ان تمام کارخانوں کی میر کر اور احقر کا ہاتھ چھوڑ کر فرمایا کہ اب آپ بھون تشریف لے جائیں اور احقر کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ احقر تنہا کھڑا رہ گیا۔ اب یہ فکر ہوا کہ میں تو راستہ بھی نہیں جانتا۔ مگر ہمت کر کے اور حق تعالیٰ سے دعا کی اور قلم کی وجہ پر کھڑا ہوا احقر نے آسمان کی طرف جھلانگ لگائی اور بار بار فرمایا۔ پھر بہت سی طہینان سے آسمان سے زمین پر اترا آیا۔ پھر جنگل میدان میں سفر کرنا شروع کیا۔

اب یہ سفر بھون کے ارادہ سے ہے۔ اس سفر میں آنحضرت کی زیارت کا قلب کے اندر بہت جوش تھا۔ لیکن راستہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال قلب پر تھا کہ خدا پر عبور رکھنا چاہئے اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ انشاء اللہ ضرور حضرت کی زیارت سے شرف ہوں گا۔ میدان میں مسلسل سفر کرتا رہا۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ ایک باغ نظر آیا اس باغ کے چاروں طرف بڑا کشتادہ میدان ہے جہاں تک نظر کام دیتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے اس میدان میں تھوڑا چھوٹا سبزہ لگا ہوا نظر آتا ہے۔ باغ سے مغرب کی جانب کثرت سے خیمے گڑھے ہوئے ہیں ان خیموں کے اندر مسلح فوج کے جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں بھر رہی ہے۔ اس فوج کو دیکھ کر احقر کو یہ خیال ہوا کہ یہ کوئی سرکاری فوج نہ ہو۔ اس خیال کی وجہ سے قلب پر خوف پیدا ہوا۔ لیکن ان کی صورتوں کو دیکھ کر یہ اطمینان ہوتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے معلوم ہوتے ہیں ذرا نہیں چاہئے۔ مگر پھر بھی احتیاط کے لئے احقر ایک جانب کوچ کر چل دیا۔ لیکن پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت نے یہ سوال کیا کہ تو کہاں اور کیا دیکھا تو کیا جواب دوں گا۔ ہمت کر کے باغ کی طرف چلا جب باغ کے قریب پہنچا تو فوراً ایک مسلح سپاہی نورانی صورت سے ان خیموں کی جانب سے احقر کی طرف آئے۔ احقر کو بہت ہی زور سے ایک آواز عربی زبان میں دی جیسے اکثر انگریزی فوج کا خفا خفا آواز دی لوگ کمپ میں جانے سے روکتا ہے یا پوچھتا ہے۔ اس پر احقر کو زیادہ خوف معلوم ہوا اور فوراً رک گیا۔ مگر وہ سپاہی احقر کے بالکل ہی پاس آ گئے اور فرمانے لگے کہاں جاتے ہو؟ احقر نے عرض کیا کہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ پاس ہوا فرماتے ہیں کہ اس راستہ سے تم ہرگز نہیں جا سکتے۔ احقر نے عرض کیا کہ نہ جانے دینے کی کیا وجہ ہے؟ وہ پاس ہوا فرماتے ہیں کہ تم ہم کو نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو علم نہیں کہ آپ کون ہیں اور کس کی طرف سے ہیں اور آپ کا کیا مقصد ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے ہم کو

حضرت مولانا کی حفاظت کے لئے حکم ہوا ہے۔ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے کہ جس وقت سے دنیا میں یہ عقیدہ شروع ہوا ہے۔ ہم برابر حفاظت کر رہے ہیں احقر نے عرض کیا کہ میں تو حضرت مولانا صاحب کے خاص بندوں سے ہوں۔ مجھ کو تو اجازت ہوئی چاہئے۔ وہ فرمانے لگے کہ اس طرف سے تو کوئی جانی نہیں سکتا۔ تم کو اجازت ضرور دے مگر اس طرف سے نہیں تم مغرب کی جانب چلے جاؤ۔ اس طرف کب کا دفتر ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر جانا ہوگا۔

پانچواں حصہ:

احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو تنہا جاتے خوف معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہر ملا تشریف لے چلیں۔ فرمانے لگے کہ میری ذمہ داری اس طرف کی ہے اس وقت اس طرف ہرگز نہیں جاسکتا تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہرگز کوئی کچھ نہ کہے گا۔ احقر ان کو اسلام علیکم کے مغرب کی جانب چل دیا۔

ایک لمبا سفر کرنے کے بعد احقر کیمپ کے مغرب کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت زبردست دروازہ ہے اور اس دروازہ میں ایک بہت بڑا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں بہت کثیر تعداد میں کرسیاں چھپی ہوئی ہیں اور بیچ میں ایک میز ہے۔ اس میز پر بہت سے کاغذات رکھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے لمبے قد کے لوگ جن کے چہرے چوہرے رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں کچھ باہر رہے ہیں اور کچھ بیٹھے ہیں یہ بھی دیکھا کہ اس دروازہ کے اوپر بڑے دہانے کی توہیں نصب ہیں۔ احقر جس وقت دروازہ کے قریب پہنچا تو ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا چاہئے ہو۔ احقر نے عرض کیا کہ صرف حضرت مولانا کی زیارت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ دروازہ سے جو سیدھی سڑک گئی ہے اس سے چلے جاؤ۔ ادھر ادھر غیموں میں مت گھسنا۔ احقر اسی سڑک سے چل دیا آگے چل کر دیکھا کہ ایک صاحب غیموں کے قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اشارہ سے احقر کو اپنی طرف بلا کر فرمایا کہ ہم کو تم نے پہچانا کہ ہم کون ہیں؟ احقر نے عرض کیا کہ ایک صاحب کے فرمانے سے جو کہ جنوب کی طرف غیموں پر چہرہ دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ آپ سب فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت مولانا کی حفاظت آپ کے پردی کی گئی ہے۔ یہ احقر سے سن کر فرمانے لگے یہ بالکل سچ ہے جو تم کو معلوم ہوا احقر اسلام علیکم کے وہاں سے چل دیا۔

چھٹا حصہ:

تھوڑی سی دور چلا تھا کہ خانقاہ کا دروازہ نظر آیا۔ دروازے کے آگے پختہ چوڑا بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک آرام کرسی چھپی ہوئی ہے۔ آنحضرت والا اس پر آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت والا کا سر کھلا ہوا ہے اور سیاہ جبہ پہنے

تو کہ ہیں آنحضرت و اما کا چہرہ چہ عجز و عجز راسخ کے چاند کی طرح روشن ہے۔ آنحضرت و حضرت والا کی یہ حیثیت، کچھ اور محبت کا دہش اور زور و ہوا اور حضرت والا کی طرف دوزخ بھی آنحضرت و دوزخ و ملک و نہایت چاہا تھا کہ حضرت والا کوئی سے انکو کر کے غلاموں میں تشریف لے گئے۔

آنحضرت جس وقت نہ غلاموں میں دھس دواتو کیا ویکتا ہے کہ حضرت والا مرزا پر عہد ہے ہیں اور سودہ و ق کی عہدات فرما رہے ہیں اور یہ بات بھری نہ رکھا کہ ہے۔ آنحضرت نے وضو کرنے میں بہت جدی کی مگر پھر بھی ایک رکعت نکلی گئی۔ دوسری رکعت میں آنحضرت ایک دو سوام کے بعد آنحضرت نے اپنی رکعت کو پورا کیا۔ حضرت والا نے مسئلے پر روک کر فرمایا ہے۔ آنحضرت نے معنی ہی کے قریب پہنچی مگر حضرت والا سے مصطفیٰ کیا اور غلاموں میں چھٹے تک جو واقعات پیش آئے سب یہاں کے۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ یہ غلاموں کی کا فضل ہے اور احسان ہے کہ وہ اپنے غلام بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہزار وجود و راستی ہی کیا ہے۔ آنحضرت کوئی دیر حضرت والا کے پاس بیٹھا رہا اور پھر رخصت کی۔ اجازت چاہی حضرت والا نے جازت فرمائی اور فرمایا۔ جاؤ اور حافظ۔

ساتواں حصہ:

آنحضرت نے دیا سب پھر میدان جنگ میں سزا کر رہا ہوں۔ تمہواری سفر کرنے کے بعد آنحضرت کیا ویکتا ہے کہ یہ بڑھ شہر کے مشرق کی جانب کھڑا ہے۔ وہاں پر ایک مرد بہت کثیر تعداد میں ہندو مسلمانوں کا مجمع ہے۔ یہاں پر یہ مجمع ہے وہاں پر ایک ٹھکانہ کھڑا ہے۔ اس وقت کے چھپے ایک مکان کی بنیاد ٹھکانہ دہنی ہے۔ اس بنیاد کے ذرا فاصلے پر پہلی اینٹوں کی ایک چٹان لگی ہوئی ہے۔

یہ تمام ہندو مسلمانوں کے سرداروں میں سے ایک ایک فرد ایک ایک وقت اٹھا کر لے رہا ہے اور اس بنیاد میں نہ تھے مگر جب معاملہ پیش آتا ہے کہ جس وقت بنیاد پھر کر دیا اور ایک ٹھکانہ دہنی ہو جاتی ہے اس کی جانب سے اس زور کی بات دہنی ہے کہ دیکھا بنیاد کے ساتھ انٹیں نظر کر باہر مڑ کر پر آ جاتی ہیں۔ پھر وہ بارہ ویسے ہی کرتے ہیں پھر یہ ہی دہنی ہے۔ اور جس وقت بنیاد سے انٹیں دہنی ٹھکانہ دہنی تھیں بارش غور بند ہو جاتی تھی۔

اس تمام مجمع سے ایک جانب ایک صاحب مسلمان صورت معلوم ہو کے پڑتا ہے ہندو مجمع میں جس قدر مسلمان شریک تھے ان کی صورت بھی مسلمانوں جتنی یہ معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت نے ان صاحب سے سوال کیا یہ تمام مرد ہندو مسلمانوں کا قتل کر۔ یہ نام کر رہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہندو مسلمانوں کی ایک کامیابی بنیاد قائم کر دے جے ہیں اور حق تعالیٰ کو یہ منظور ہو جائے گا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو خوب سے بارش کو مسلط کر دے کہ بنیاد تک نکال کر باہر نہ رہی ہے۔

جہاں خواں حصہ:

احقر نے یہ گفتگو ختم کر کے ان سے رخصت کی اجازت چاہی۔ نبیوں نے فرمایا کہ اب یہاں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں شہر جاؤں گا۔ وہیں نے فرمایا کہ شہر میں اندر نہیں جانا چاہئے چونکہ وہاں پر نہایت قندہ برپا ہو رہا ہے اور جو جاتا ہے وہی قندہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ جنتیہ تعالیٰ ایسے ضعیف و ناتوان نہیں ہیں کہ کوئی قندہ ہم پر اثر کر سکے۔ دو فرمائے گئے کہ میرا مقصد یہ ہے کہ شہر میں غدر (ہنگامہ) ہو رہا ہے اور بہت کثرت سے خون ریزی ہو رہا ہے۔ میں نے اس پر بھی کچھ عمل نہیں کیا اور شہر کی جانب چل دیا۔ جس وقت صبح شہر میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے ہندوؤں کی آواز آ رہی ہے اور شہر میں کھل عام ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر احقر کو بھی خوف معلوم ہوا اور دائیں، نیچے دیکھتا ہوا ایک باغ کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں جا کر کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ کیا ہونا چاہئے جس سے جان بچے۔

نواں حصہ:

تو کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کی مغرب کی جانب سے ایک سیاہ رنگ کی بہت زبردست گاڑی اور ایک سیاہ رنگ کا بہت ہی زبردست گھوڑا، تھی جیسے اس گاڑی میں جوڑا ہوا ہے۔ بہت زور سے چلی آ رہی ہے۔ احقر نے جب ان گاڑی کو دیکھا تو قلب کو بے حد اطمینان ہوا۔ وہ گاڑی احقر کے قریب آ کر روک گئی تو چنان نے ان کی گاڑی کی کڑی کھولی تو اس گاڑی سے آنحضرت والا اترے اس وقت حضرت والا علیہ السلام یہ تھا کہ سر پر ایک سبز عمامہ اور ایک سیاہ پہنے ہوئے تھے دائیں ہاتھ تھچ اور بائیں ہاتھ میں ایک عصا لئے ہوئے تھے۔ حضرت والا نے گاڑی سے اتر کر احقر کے قریب پہنچ کر اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ چلو اور گاڑی والے کو فرمایا تم گاڑی لے جاؤ۔ ہم پیدل ہی چلے آئیں گے اور وہاں سے احقر کام تھ پکڑے ہوئے شہر سے نکل کی جانب تشریف لے چلے۔

دواں حصہ:

شہر سے دہر نکل کر ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور دروازہ اس کا بند ہے۔ حضرت والا نے اس کے دروازہ پہنچ کر گوزلوں پر ہاتھ رکھا فوراً اترام قفل کھن کر قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ غلام لڑے انھوں حجرے میں اور حجرے سے اللہ اللہ کی آوازیں آ رہی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ لو بھائی یہاں پر نصیر و زور اللہ اللہ کرو۔ اس سے بہتر امن کی جگہ دنیا میں تم کو نہ ملے گی۔ یہ فرما کر پھر حضرت والا نے فرمایا کہ کلب میں قلعہ کے اندر جاؤ اور اس قلعہ میں امن ہے۔ یہاں پر نصیر و زور اللہ تعالیٰ ملے گا۔ یہ فرما کر حضرت

والا تشریف لے گئے اور دفتر کچھ دیر اللہ اللہ میں مصروف رہا اور آکھ کھس گئی۔ جس وقت آکھ کھس کی صبح کی اذان ہو رہی تھی۔ آکھ کھس کے بعد قلب پر نہایت اطمینان تھا اور تمام خیانات سے قلب صاف تھ۔ امید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرما جاؤں گا۔ فقہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

تعبیر

اس سے پہلے اتنا کچھ لیا جائے کہ خواب شرعی حجت نہیں ہے۔ اور نہ قطعی (یعنی) ہے جس کی بنیاد پر کسی سے منظرہ کیا جائے۔ مگر اچھے خواب حدیث کی وجہ سے خوشخبری لیں جن کی خاصیت طبعی طور پر تسلی و فرحت ہے۔ ولکن شرعیہ کے ساتھ موافق ہونے سے ان کی قبولی کا یہ طور رائج ہوتا ہے۔
پہلا حصہ:

بعد کے قریب (اندازاً) سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ جو لوگ اس قسم کے ملے ہیں وہ فرشتے ہیں۔ یہ شخص سفید کپڑوں پر مشرک و اما فرشتہ ہے اور صبح حدود محمودیہ ہیں "قل کل بعمل علی شاکلہ" کہ آپ فرما دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے" کی صورت ہے۔ بعد میں وحشت میں ڈانے والی جو تعبیریں دیکھ لکھا جیسا کہ دوسرے حصہ میں آتا ہے اس لئے ان کے اندر واقع ہونے سے روکا گیا۔ پہرہ کا حاصل یہی ہے جن صاحب نے اندر سے آکر اجازت دی وہ بشر قلب لکھوین ہے اس قول کے انداز سے کہ میں بھی غلاموں سے ہوں اس کی اجازت دینا اس بنا پر ہے کہ میں کو ان جگہوں سے نقصان نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے اور بھون کے معنی ہندی لغت میں مکان کے سے گئے ہیں۔ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ گویہ نہ تو وہ مکان ہستی کا حصہ ہے مگر خاص فریق کی وجہ سے گویا الگ ہے تو نام کے حصول کو جگہوں کے حصول پر تقسیم کر دیا گیا۔
دوسرا حصہ:

یہ معانی و معاصی (منوع باتوں اور گناہوں) کی صورت دیکھی جو روحانی نقصان دینے کی وجہ سے جہاں اور غیر کے مشابہ ہیں بقول مولانا رحمہ اللہ تفسیراً ۷

چچا کہتے ہیں دو دوسے رام نیست ۷ ج غلطوت کاو حق آرام نیست

مترجم: "گوئی کہ بغیر درندے اور بغیر چال کے نہیں اللہ تعالیٰ کی غلطوت گاہ کے علاوہ کہیں آرام نہیں۔"

تیسرا حصہ:

پہلے حصہ میں جو حدود ذکر کی ہیں ان کے بعض کا یہی ثمری اور پہلے کے افراد ہیں۔ ان کی حقیقت بھی رکھائی گئی اور ان کے حقیر ہونے کو چھوٹے ہونے کی صورت میں دکھایا گیا تا کہ ان کا ربط کے قابل نہ ہوں ظاہر ہو

جائے۔ اس کے بعد جو دین کی شان و شوکت دکھائی جائے اس مجموعہ سے دونوں میں موازنہ کی طرف اشارہ ہے تاکہ اس شورش (فتنہ) میں بھی دین ہی کو دیکھا پر ترجیح دی جائے۔

چوتھا حصہ:

یہ بانی دین کا ہے اور خدایا اس سے نہ جانے دیا اس طرف اشارہ ہے کہ محفوظ ہندوں کی بعضی حفاظت سب سے کی جاتی ہے یعنی مخالفوں سے ان کی مذہبی حفاظت تو کی ہی جاتی ہے مگر لوگوں سے بھی ان کی باطنی حفاظت کی جاتی ہے۔ یعنی ان کے امراء کا اور ان کو بھی نہیں ہوتا۔ باقی اجزاء سب ظاہر اور دن کے سورج کی طرح روشن ہیں۔ اور اس دفتر کی تعبیر جزو آئندہ میں آتی ہے۔

پانچواں حصہ:

یہ کارخانہ اس ہیئت کی شکل ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے قول ﴿وَنَجْعَلُ لَّكُم مِّنْهُ سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكَ﴾ (ہم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے اس سے وہ تم تک نہیں پہنچیں گے) میں لفظ سلطان سے تعبیر فرمایا ہے اور اجازت ہونا اشارہ ہے کہ موافق لوگوں کے لئے یہ سلطان رکاوٹ نہیں ہے۔ نیسے ملائکہ کے مقامات ہیں اور سرکارِ مکمل مستقیم ہے یعنی (حصول الی المقصد) (مقصود تک پہنچنے) کے لئے اس قدر مست کے ساتھ عمل ہے فرشتوں کے مقامات کی تحقیق مائل کے لئے زائد ہے۔

چھٹا حصہ:

سرکل ہوا زمینان کی طرف اشارہ ہے کہ عادی ایسی ہی حالت میں سرکھول لیا جاتا ہے اور یہ وہی ذات کی طرف توجہ کا اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

ساتواں حصہ:

میرٹھ سے غدر کی شورش شروع ہوئی تھی اس میں موجودہ معاملات کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

موجودہ پریشانی اس شکل میں نظر آتی۔

یہ رنگ قہ کے مقام کی طرف اشارہ ہے جو زمینان کی بنیاد ہے اور گاڑی سے اتر جانے کی طرف ہے اشارہ ہے کہ طائیفین کی طرف توجہ کے وقت خاک کے آثار چھپ جاتے ہیں۔

اٹھواں حصہ:

یہ تادم ذکر اللہ ہے جیسا کہ روایات میں ذکر اللہ کو حصن فرمایا گیا ہے۔ لہذا اور رواۃ کا آسانی سے کھل جانا

توحش کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد بالکل ظاہر ہے کہ: اس کی چیز ذکر اللہ و توحید الی اللہ ہی ہے۔ الحمد للہ کہ اپنی جماعت کو اس میں مشغول پایا۔ ﴿فہذا تاویل روہانک بجعلہا دیں﴾ حقائق یہ آپ کے خواب کی تعبیر میرے رب اس کو چ کر دیں۔

حُضُورِ: آج جمعہ کے دن ۱۷ محرم الحرام کو اتر صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا تھا۔ ایک خواب دیکھا جو ذیل میں درج کرتے ہوں برائے نوازش تعبیر سے سرفرازی بخشے گا۔

خواب: احقر خانقاہ میں درج قرآن شریف میں جلد سازی کر رہا ہے۔ حضور تعریف لائے (یعنی آپ) فرمایا۔۔۔ یہاں آنا۔ میں گیا۔ فرمایا تھوڑی دیر کا ایک کام ہے وہ کر دینا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ فرمایا کہ ۴۰ مرتبہ بسم اللہ شریف اور ۴۰ مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر غیر حق کے خیال سے قلب فارغ کر کے گریہ و زاری سے ان ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا اور یہ کہ اے اللہ یہ فتنہ و فساد دفع کرنا۔ احقر نیند ہی میں سمجھا کہ لفظ ان سے اشارہ سی۔۔۔۔۔ کی طرف ہے اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا یہ اپنے لئے ہے۔ کیونکہ حضور کا چہرہ مبارک متشکراً معلوم ہوا۔ بعد میں فرمایا کہ میں ان ظالموں کے لئے کچھ کرتے نہیں مگر مجبور ہو گیا۔ جملہ کرتا نہیں ہے احقر سمجھا کہ بد دعا مراد ہے اور یہ وظیفہ ایسا ہے کہ ضرور مخالفین کو کچھ تکلیف دے گی۔

پھر گاؤں کے دو شخص رخصت ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کرنے لگے۔ حضور ادھر متوجہ ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو ان کے ساتھ ایک چھتری (کیمنی عورت) معلوم ہوئی۔ حضور نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے جو جواب دیوہ یاد نہیں لیکن احقر کو بدگمانی یہ ہوئی کہ اس سے ناچہ نہ تعلق ہے۔ حضور نے کچھ نہیں فرمایا۔ جب وہ چلے گئے پھر حضور نے احقر کو کہا کہ اس ظالموں کے شر سے حفاظت کی دعائیں حضرت مولانا صاحب کو بھی شامل کر لینا۔ احقر کو تعجب ہوا کہ وہ تو اس ہارٹی کے موافق ہیں۔ پھر یہ لوگ ان کے کیوں مخالف ہیں جو اس دعا کی ضرورت ہوئی۔ شاید پھر حضور ہی نے فرمایا خود وہ کو گمان ہوا کہ نہیں لہذا مولانا بھی مخالف ہو گئے کیونکہ برزخ میں ان پر حقیقت منکشف ہو گئی۔

احقر وہاں سے لوٹ کر یہ خیال کر کے کہ قدرتِ حق میں جب طبیعت حاضر ہوگی پر حقوں کا کام میں لگ گیا تو ایک کیرا لگا ہوا قرآن شریف جلد کے لئے آ رہا ہے اس کو کھولا تو اتنا بوسیدہ معلوم ہوا کہ بالکل کھن کھا گیا اور کرا ایسا ہو گیا جیسے ذیل روئی ہوتی ہے۔ اس میں سودا خ سے ہو جاتے ہیں حرف تھوڑے بہت اچھے ہیں خیر احقر نے خیال کیا کہ اپنے پاس سے پارے لگاؤں کا وہ اللہ اعلم باہواب۔

جیسا کہ: بالکل ظاہر خواب ہے۔ دعا کا جو طریقہ طیب سے ارشاد ہوا ہے اس پر عمل کرنا برکت کا سبب ہوگا۔ ہر

پڑھنے کے وقت اگر نکست کا تصور آئے تو صرف اس کے معنی مفقویت کے سمجھے جائیں (کہ وہ لوگ مغلوب ہو جائیں اور) نقصان کے نہ سمجھے جائیں کہ مسلمان کو نقصان پہنچانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ دیہاتی اور بھاری کا قصہ غالباً خیال ہے۔ حضرت زکریاؑ کا انتقال کو دعاش شریک کرنا اس دوسرے کے ختم ہونے کے سبب بننے کے لئے ہے۔ آگے حقیقت کے انکشاف کا مضمون ظاہر ہے قرآن مجید کو مومن لگا ہوا دیکھنا موجودہ حالت کا نقشہ ہے کہ احکام الہیہ کو چھوڑا جا رہا ہے اور اپنے پاس سے پارے لگانا اصلاح کی توفیق (یعنی) کی بشارت ہے۔ خٹائی: (خراب) کچھ دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک رات خوب میں ایک دوست کے ساتھ میر کوتا ہوا ایک لمبی سرزمین پر گیا جہاں ایک چھوٹی سی ہستی بسی ہوئی ہے اس کے ساتھ ایک طرف غالباً مغرب کی جانب کسی بزرگ کا حزار ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کن کا ہے۔ بہت لوگ زیارت کے لئے جا رہے ہیں ہم دونوں بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ خانقاہ کا صحن مستطیل شکل کا لہنا بنا ہے۔ باہر کے دروازے دو ٹکڑے: دو حزار مبارکہ پر حاضر ہوئے۔

ہم سب لوگ کھڑے ہوئے خانقاہ پر چڑھ رہے تھے۔ جوں ہی قاریؒ دے دے سمجھت ایک بھارو نے سر کی طرف سے غلاف اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے یہ کہا کہ دیکھئے حضور کو نکال فرماتے ہوئے صوبہ میں گزر چکی ہیں لیکن آپ کا جسد مبارک ویسا ہی ہے جیسے عالم حیات میں تھا۔ واقعی نورانی چہرہ کی چمک دمک سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عالم خواب میں زندہ سوئے ہوئے ہیں صرف گردن تک سر نکال تھا باقی تمام جسم بدستور غلاف میں تھا۔ لیکن سر جنوب کی طرف اور پاؤں شمال کی جانب اور راتے مبارک مشرقی سمت تھا۔

اب بغیر کسی کے پٹانے کے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ حضرت غوث صاحب قدس سرہ و امیر کی کا حزار مبارک ہے۔ اگرچہ حزار و خانقاہ کا دو نقشہ نہیں ہے جو کہ امیر شریف میں دیکھا ہے۔ زیارت کر کے ہم سب لوگ باہر چلے آئے خانقاہ کے احاطہ کے باہر چند روٹی بنائے، لالوں کی دکانیں ہیں۔ ایک بھارو جو کہ زیارت کے وقت ہر دسے ساتھ تھا ہمیں ایک نان پائی کی دکان پر لے گیا اور کہہ کہ یہاں سے کھانا کھائیے۔ معلوم نہیں کہ ہم نے کچھ کھا یا نہیں۔

تھوڑی دیر بعد ہم کوئی آٹھ دس شخص دوبارہ خانقاہ کی طرف چلے۔ باہر کے دروازے سے داخل ہو کر چند قدم ہی مزار کی طرف چلے تھے کہ حضرت زکریاؑ نے فوراً قبر شریف سے چہرہ انور باہر نکال کر بہت ہی غصہ اور عجب جہاں کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بلند آواز سے فرمایا کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کے معاملہ میں کیا کر سکتا ہوں یا یہ لفظ غلطے کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کو کیسے نال مسکتا ہوں۔ یہ فرما کر بہت ہی تیزی کے ساتھ حضرت زکریاؑ نے اپنا سر مبارک اس طرح مقبضوں کے اقد چھپایا کہ گویا پیٹھ اور

پاؤں کے بل سرخاؤں پر رکھ کر مراقبہ میں بیٹھ جوتے ہیں۔ اب انہی کچھ پر ایمین ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اور ولی الی الی میں یہ سمجھا کہ شکل و صورت میں حضور حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے ساتھ ملے جتے ہیں۔ جس وقت اناری طرف دیکھا تھا تو چہرہ و صورت الی اور ہاتھانکے سرور بال یہ نظر آتے تھے بہر حال جس وقت حضور نے جلالت کی حالت میں مذکور بالا الفاظ فرمائے تو ایک تہاڑا ہزار پر سے دوڑا ہوا ہزارے پاس آیا اور کہا کہ جلد واپس چھوڑو؟ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں دوسرے ساتھیوں نے جواب میں کیا کہا؟ کچھ کہا یا نہیں اور خدا جانے وہ کس خیال سے آئے تھے اور کیا عرض کرنا چاہتے تھے مگر بندہ نے مجاہد سے روکر عاجز ان طور پر یہ کہا کہ بندہ کی اور کوئی غرض نہ تھی صرف یہ آواز الی میں لے کر حضرت کے پاس آیا تھا کہ حضرت سے دعا کہ ان کا خدا تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمادے۔ اب انہی ولی میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں ہے جس انہوں نے اب کیا کہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اجازت نہیں دیتے۔ اس پر وہ تہاڑا ہزار حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گیا اور کہا کہ حضرت! لہذاں مٹھیں میں غرض سے آیا ہے۔ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ بلانو۔ اس اجازت ملنے پر وہ اب سے خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے بہت سی شفقت سے میرا حال پوچھا اور ہر ایک گفتگو فرماتے رہے میں یاد نہیں کہ آخر نے کیا کیا۔ میں یہاں منظور نے کیا کیا کچھ رشتا فرمایا۔ اسی سلسلہ میں جیسا ہو گیا۔ فقط

چترائیا: کیا جب ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ہو ہزاروں کا زہد ہونا ثابت ہے کہ وہ دیتے تو لیکر لا تسعروں کا مسدوق ہے۔ اعفاء کے سمت بدل یہ حیات کی صورت ہے کیونکہ میت کے اعفاء کی سمت بغل اس کے خلاف ہے اور جس بات کو منع فرمایا یہ وہ جس میں جن کے لئے وہ بنا۔ ہزاروں کے پاس جاتے ہیں اور دعا کی درخواست کے وقت ان کے ہاتھ میں غلو ہوتا ہے۔ اس جواب میں کہ میں فقہ پر کوئی مسئلہ نہیں ہوں اس مسئلہ کے پیرامیہ ہونے کی طرف توجہ ہے۔ کسی کی فکر میں کسی بزرگ کو دیکھنا صاحب غفلت کی شان میں بہت کی طرف اشارہ ہے اور دعا کے لئے جائز خصوصاً ایمانے محبت حق تعالیٰ کے لئے اشارہ ہے کہ اس اللہ کے پاس حاضر ہو کر دین کی غلاب کرنا چاہئے مشکوٰۃ فرمایا فیمن کی بشارت ہے غرض چہ خوب ہے مبارک ہو۔ والسلام

مذہب متفقہ کا اسے وہ جواب تعبیر کے ساتھ جو ۸ اور ۱۲ محرم ۱۳۲۰ھ کو دیکھے گئے ہیں۔

پہلا خواب ۸ محرم ۱۳۲۰ھ

نخانی: حضرت آدمی سید، مولانا صاحب مدظلہ۔ سامعین رحمۃ اللہ و ہر کا خدمت پابرت میں سزاؤں

ہے کہ احقر نے رات کو ایک خوب دیکھا کہ آنحضرت وانا ایک مسجد کے بیچ کے دروازہ میں تشریف رکھتے ہیں اور حق پرست بیٹھا ہوا چنگا جھل رہا ہے اس حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت آنحضرت والہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت والہ سے مصافحہ کیا۔ حضرت والہ نے چٹنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا کہ کس لئے تشریف لاتے ہیں؟ ان صاحب نے جو عرض کیا کہ میں اس لئے حاضر ہوں کہ حضرت سیدِ ہرودی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی قُدس سر وہمت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔

تحقیق: یہ بات اگلی بات کی ترمیم ہے۔

حالی: آنحضرت والہ نے یہ سن کر اوشاد فرمایا کہ حضرت سیدِ ہرودی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی بہت بڑے شیخِ منت تھے اور ہر بات میں اجترائے سنت کا خیال فرماتے تھے۔

تحقیق: بڑے بزرگ ہونے کی یہ جہت بالائی تھی ہے۔

حالی: اس لئے حضرت سے بہت سی باتیں ظہور میں آئیں۔

تحقیق: معنی کراہتیں بھی شامل ہیں۔

حالی: ان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو مرتبہ سیدِ ہرودی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کو دھل ہو کسی دوسرے شخص کو بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آنحضرت والہ نے فرمایا کہ میرے یہاں تو بظلمتِ تعالیٰ اس درجہ پر پہنچنا جو حضرت سیدِ ہرودی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کو نصیب ہو کوئی بڑی بات نہیں۔

تحقیق: کیونکہ اجترائے سنت کا بہت اجتنام ہے۔

حالی: صرف تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ مٹا ہوں سے بچے اور روزانہ سو، ایک چنگ پر میٹر کر کسی کے ساتھ اگر چہ جی نہ بھی لے لے اللہ پڑھ لیا کرے۔ انکا واللہ تعالیٰ حضرت سیدِ ہرودی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی کا رتبہ حاصل ہوا جو جائے گار میرے یہاں تو گناہوں کے چھوڑنے کی سخت قید ہے۔ مگر ہوں کو چھوڑنا تمام عبادات و ریاضات سے زیادہ نفس پر مجھادی ہے۔

تحقیق: اس میں اصل طریق کی تعلیم ہے۔

حالی: وہ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور احقر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کچھ نہ ایسے ایسے شیخِ کامل دنیا میں موجود ہیں۔

تحقیق: یہ "مسالہ و مصدقہ" (سوال کرنے اور اس کی تصدیق کرنے) کی نظیر ہے جس سے کسی کامل کی روح غما جن کے آنے کی غرض "بعلکم دہنکم" (تمہیں تیرا دین سکھانا) تھی۔

خالد: یہ فرما کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر کے تشریف لے گئے۔ آخر کی آنکھ کھل گئی امید ہے کہ تعبیر خواب سے شرف فرما سکیں گے۔
تحقیق: ایک ایک حصہ کی تعبیر لکھ دی۔

دوسرا خواب ۱۲ المحرم ۱۳۴۰ھ

ایک خواب بوقت شب احقر نے یہ دیکھا کہ حضرت ﷺ اور احقر اور عزیز آل احمد سلمہ و ذول رحمہ ہیں۔ سفر طے کرنے سے بعد حضرت ﷺ ایک شہر میں پہنچے۔ شہر کے درمیان ایک پکا قلعہ منزلہ بہت ہی زیروست مکان بنا ہوا ہے۔ حضرت ﷺ اور عزیز آل احمد کے ساتھ دو پر والی تیسری منزل میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ﷺ نے احقر کی طرف غلطی ہو کر فرمایا کہ جن احمد سے کہو کہ یہ پانی گرم کر کے پیرا اور غسل کا ہے۔ احقر نے عزیز مذکور کو کہہ کر بھائی سب سے نیچی منزل میں جاؤ وہاں پر سب سلام و موجود ہے پانی گرم کرو حضرت ﷺ غلط فرما سکیں گے۔ دو فوراً پیچ چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت ﷺ وانا نے فرمایا کہ وہ زیادہ ہو گئی۔ تم جا کر دیکھو، پانی گرم بہت جلد ﷺ اور احقر فوراً پیچے تو دیکھ کہ عزیز مذکور نے پانی گرم تیار کر رکھا ہے صرف لانے کی دیتھی۔ احقر گرم پانی کا گھڑا (مٹکا) اٹھا کر اوپر حضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور عزیز مذکور سے تھوٹھا۔

حضرت ﷺ نے جسم سے کپڑے اتار کر تہیہ باندھا اور ہم دونوں کی طرف غلطی ہو کر فرمایا تم دونوں پیچے چھ جاؤ اور جہاں پر غسل کا پانی گرم ہے وہاں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ پیچے اتر آئے اور مکان کے مشرق کے کونہ کی طرف پہنچا تو سیاد دیکھا کہ ہزاروں حقوق جمع ہے۔ احقر نے اس مجمع کے چند لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کیوں جمع ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ رحمت کی بارش ہونے والی ہے اس کے انتظار میں ہیں۔ احقر نے جواب دیا نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ﷺ والا اسی سمت پر ایک ٹوکہ ہاتھ میں لئے ہوئے غسل فرمانے کے لئے تیار ہیں۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ جب اس جگہ پر پہنچا جہاں پانی غسل کا کرنے والا تھا۔ حضرت نے غسل کرنا شروع کیا فوراً اوپر سے پانی کا ٹوکہ چڑی ہوا۔ اس تمام مجمع کی یہ حالت ہوئی کہ ہر ایک شخص یہ چاہتا تھا کہ مجھ پر پانی پڑے۔ مگر احقر عزیز کے ساتھ جگہ پر کھڑے ہوئے حضرت ﷺ وانا کے غسل کے پانی سے نہ رہا ہے۔ اسی حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور مجمع کی طرف غلطی ہو کر فرمایا کہ جس پر آج حضرت ﷺ قہانوی کے غسل کے پانی کی ایک جھینٹ بھی پڑ گئی اس کی نہات ہو جائے گی۔ احقر کی فوراً آنکھ کھل گئی تعبیر خواب سے شرف فرمایا جاؤ۔

تعبیر

یہ ایک چیز کو مرتب چیز کے ساتھ تشبیہ دینے کی طرح ہے یہ مجموعہ اتباع سنت کی صورت ہے اور لاکھ لاکھ سال کے پانی کو لینے کے مشابہ ہے جس طرح حضرات سبحانہ علیہم السلام وضو کا پانی لیتے تھے۔ پس اس طرف اشارہ ہے کہ اتباع سنت کو فیض لاکھ لاکھ سالوں کے لئے نبوت کا سبب ہوگا۔ جیسا کہ پساخواب تبارع سنت کے ثمرہ کے عقد حاصل کی بشارت ہے (اسی طرح) یہ (خواب) اتباع سنت کے ثمرہ کے بعد میں حاصل ہونے کی بشارت ہے۔ (کتب عربیہ، ص ۱۰۷)

یہ بھی صاحب المحفوظ الکبیر کے خوابوں میں سے ایک خواب ہے

حضرت ائمہ کرام، مرشد مولانا صاحب مدنی رحمہ اللہ و برکاتہ قدمت و امامین گزارش ہے کہ احقر نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ حضرت ملا مفتی گزارش لائے اور حضرت والا نے مفتی صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ ایک شخص نے احقر کے مکان پر پہنچ کر احوال دئی کہ حضرت مولانا صاحب شریف لائے ہیں اور مفتی صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ احقر یہ سن کر فوراً مفتی صاحب کے مکان پر پہنچ دیکھا کہ آنحضرت والا ایک مجمع کثیر کے ساتھ مفتی صاحب کے مکان پر ایک مدوری میں شریف فرما رہا۔ اہل مجمع کی طرف خطبہ ہو کر وہ خطبہ کی صورت میں نصیحت فرما رہے ہیں۔

اس مجمع میں مفتی صاحب موجود نہیں ہیں۔ احقر کو ذیل ہو کہ مفتی صاحب اس وقت کہاں ہیں۔ احقر ان کو تلاش کرنے لگا دیکھا کہ اس مدوری میں شمال کی جانب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے اور اس کوٹھڑی میں بہت سی گھڑیاں ہیں۔ احقر نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب تو آپ کے مکان پر شریف رکھے ہیں اور آپ یہاں ایک طرف کوٹھڑی میں دیکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ مفتی صاحب نے احقر کو جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا ہر امت نہیں۔ مفتی صاحب کے یہ الفاظ بہت ہی حسرت و غم سے بھرے ہوئے تھے۔ احقر نے جواب میں عرض کیا کہ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اولاد والدین کے ساتھ غمگین امت دنیاں کرتی ہے مگر اس سے قطعاً متعلق نہیں ہو جاتا۔ معافی چاہئے کہ بعد معافی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مریدین کا قطعاً شیخ کے ساتھ ہونا ہے اگر آپ معافی چاہیں تو کوئی رنج نہیں۔ بڑوں سے تو معافی چاہ ہی لیتے ہیں۔ اس میں مایوسی کی کوئی بات ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ جو جمعہ ہونے کا سبب سمجھ رہے ہیں۔ مگر اس

دلت اس معاملہ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں پھر کسی وقت تہائی میں تجھ سے گفتگو کروں گا۔ احقر یہ جواب سن کر ہنس کے پاس سے چلنے لگا کہنے لگے کہ حضرت مولانا صاحب وعظ بھی فرمائیں گے۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت مولانا مسکان پر تو آپ کے قیام فرما ہوں اور وعظ کا مجھے علم ہو آپ خود جا کر پڑھ لیں۔ احقر پیچھے کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک سفید چوڑ کا فرش ہے۔ حضرت والا اس پر کھڑے ہیں۔ احقر اس تخت کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک دیہاتی شخص نے کہ جس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص سبے علم ہے وہ آ کر آنحضرت والا کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مولوی صاحب ذرا تو میری ایک بات سن لے۔ حضرت والا کھڑے ہی کھڑے اس کی طرف جھک گئے اور فرمایا کہ کب کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو گانا بہت اچھا گاتا ہے۔ آنحضرت والا نے تبسم فرما کر فرمایا کہ ہاں بھائی ایسا گانا جاتا ہوں کہ ساری دنیا میں کوئی ایسا گانا نہیں جانتا۔ اس شخص نے عرض کیا تو پھر کب سنائے گا۔ حضرت والا نے جواب فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا دیا ہوں ذرا صبر کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہمارے تو بہت ہی دل چاہ رہا ہے ذرا جلدی ہی سنا دے۔ حضرت والا یہ سن کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں کتنا ہی چاہتا ہوں کہ گوشہ نشینی اختیار کر لوں اور ایک جگہ پر بیٹھ لے کر بیٹھ جاؤں اور اللہ تعالیٰ کیا کروں۔ مگر بڑے بڑے بڑے قصب اور ٹوٹ اور ابدال اور انبیاء اللہ کا جو طبقہ گزر چکا ہے وہ نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ اگر تو بیٹھ گیا تو تمام عالم میں مگر ای و مخالفت پھیل جائے گی۔ اب میں مجبور ہوں کہ حلقوں تو اس طرح چھین تھیں لینے دیتی اور یہ حضرات یوں نہیں مانتے وہ نہ بیٹھتے دیتے ہیں۔ آخر کار پھر کام کرنا پڑتا ہے۔ بہت ہی تکلیش میں ہوں۔ یہ فرما کر احقر کی جانب اشارہ کیا کہ جوت لاؤ۔ احقر نے فوراً جوت حاضر کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اب چلنا چاہئے نماز کا وقت آ گیا۔ مسجد کا آدھا راستہ طے کیا تھا کہ احقر کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ صبح کی نماز کی جماعت کا وقت تھا۔ فقط اسید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں گا۔

تعبیر: تعبیر ظاہر ہے کہ مخالفوں کی مخالفت کی طرف لوٹ آنا ہے۔ اس احقر کو خدمتِ دین کی سعادت کی توفیق ملنا اور اس میں اہل اللہ کی باطنی امداد و الغیب عند اللہ تعالیٰ۔

مختار: احقر نے ایک خواب مورخہ ۵۸ مفر ۱۳۲۰ھ جمعات کی آخر رات میں دیکھا جو اظہارِ خدمت میں عرض ہے۔ آپ کا ایک اجنبی جگہ پر قیوم ہے اور آپ ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس بہت سے آدمی جمع ہیں۔ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے ادب کے ساتھ جنازہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو اس نے کچھ بلکی ہی حرکت کی۔ پھر دوبارہ حرکت کی تیسری مرتبہ بیٹھ گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب ہیں۔

گھر سے ہو کر بڑی محبت سے آپ کو گلے لگایا۔ اور زمین پر آپ کو سنا دیا اور سے چادر ڈال دی۔
تحقیق: حضرت مولانا کی حرکت کا مجھے سبب دیکھا اور میرے سکون کا حضرت کو سبب دیکھا اس طرف اشارہ ہے کہ آپس کا اختلاف حقیقی نہیں جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

خاتل: وہاں سے روانہ ہو کر ایسی جگہ پہنچے جہاں راستہ بہت ہی تنگ ہے۔ سب ٹوک تو نکل گئے ہیں اور مولانا محمود الحسن صاحب رہ گئے۔ راستہ بہت ہی تنگ تھا۔ مولانا نے کہا چلو دوسرے راستے سے چلیں گے۔

تحقیق: چلنے والے راستے کے تنگ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس ٹنگی کا سبب شریعت کی موافقت کا نہ ہونا ہے۔ مگر جن کو اس کا اہتمام نہیں وہ نکل گئے۔

خاتل: لوٹ کر جو آئے ایک میدان میں پہنچ گئے۔

تحقیق: یہ کشمیر کا علاقہ ہے جو تگ سے خالی ہے۔ اگر چہ دیر سے پہنچانے والا ہو۔

خاتل: حضرت ولانا: عرض یہ ہے کہ پرموس رات میں نے یہ خواب دیکھ کر ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اس کو بہت تھوکتی گھیرے ہوئے ہے۔ میں بھی دیکھ کر اس خیال سے وہاں پہنچ گیا کہ بزرگوں کی زیارت سعادت دارین کا سبب ہے۔ پھر ان سے مل کر میں نے یہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اور مجھے یہ مسئلہ پہلے سے بھی معلوم ہے مگر شبہ ہو گیا ہے۔ آپ چونکہ پہلے زمانہ اس کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں اس لئے تفصیل کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ پوچھو۔ میں نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو شخص واصل حق (لہ تعالیٰ سے جس کا خلق) ہو جاتا ہے وہ مردہ نہیں ہوتا۔ آپ کے نزدیک اس کی کیا واصل ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ بالکل صحیح ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت... کے واقعات سے تو اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ واصل ہی نہیں تھا۔ اور اس حقیقت کے کھٹے کو وہ چیزیں رکاوٹ بنیں۔ مولانا کا حسن ظن اور اس کا مشکل دھوکہ اور یہ شعر پڑھ کر سکراتے ہوئے چل دیے۔

صد ہزار سال اٹھیں لعین ۱۰۰۰ نور زاد اہل دایمہ انوشین

مترجمہ: ۱۰۰ سال اٹھیں لعین (عبادت کی بدولت) اہلیاء کے گرد میں شامل (ملانکہ) اور

ایمان والوں کا سزاوار نہ رہا تھا۔

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں ان کا نام سہاگ کیا ہے اور کہاں رہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ حضرت مولانا راوی ہیں۔ مجھے پھر زیارت کا اور یہ وہ شوقی ہوا مگر وہ میرے ہاتھ نہیں آئے۔

تحقیق: تعبیر بالکل ظاہر ہے مسئلہ بھی حق ہے اور اس پر جو مشکل تھا اس کا جواب بھی حق ہے۔

حِثَال: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جناب مولانا صاحب سے اس کی تعبیر پوچھا چاہتا ہوں۔ (خواب) یہ ہے کہ جناب مولانا صاحب چارے ہیں اور ہم ساتھ ہیں۔ مولانا صاحب ایک جگہ پر دو گوں چلو کیس ملا کر پانی پی رہے ہیں اور جو چلوئیں سے گرتا ہے وہ ہم اپنی چلو میں تھام لیتے ہیں۔ یہ خیال نہیں ہے کہ ہم پی گئے یا نہیں پیار۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ خواجہ غفر رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص میری امت کا سردار ہے۔ لوگ اس کو مارنے کے لئے گھیرے دے دیں۔ یہی کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اس وقت جس کی طرف اشارہ کیا تھا نام معلوم تھا حراً نکھلتے وقت بھول گیا۔ مگر جہاں تک گمان ہوتا ہے کہ حضرت مولانا ہی تھے۔

پہلے خواب کی تعبیر: خواب دیکھنے والے کو مجھ سے دینی نفع ہوگا۔

دوسرے خواب کی تعبیر: دشمنی کے صور پر اختلاف کرنے والے باطل پر ہیں۔

حِثَال: حضرت کو معلوم ہو کہ میں سر کے مظلومین کے لئے چند دیا ہے اور انکو اس بھی چند دے رہا ہوں تو اب کچھ کر۔ یہ چند واپچ تک ہو اور نہ اس کے بارے میں حضرت والا سے ضرور پوچھتے۔

خواب جس دن محوہ کا چند دیا ہے۔ اسی رات کو یہ خواب دیکھا۔ ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد ہے۔ اس میں مجمع کثیر ہے بظاہر صلحا زیادہ معلوم ہوتے تھے۔ وہاں میں بھی موجود تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے ملنے کے لئے حضرت نظام الدین اولیاء صاحب تشریف لارہے ہیں۔ اور ملنے کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نے بتلایا تھا کہ یہ شخص حضرت مولانا کے سراپا چہرہ ہیں تو حضرت نظام الدین اولیاء صاحب یہ سن کر گئے اور مجھ سے ملے۔ جب سامنے آئے تو حضور کے ایک خلیفہ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت نظام الدین اولیاء صاحب ہیں تو میں نے سزم اور مصافحہ کیا وہ لمبا ہونے کی وجہ سے ذرا سا ٹھٹھے اور میں پست قد (ذول) تو میں نے ان کے کندھے کو چاٹا۔ پھر اس کے بعد میری چادر لی سیر کی ہو گئی۔ اس کے بعد چمک گیا۔

تحقیق: خواب بہت ہی مبارک ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس عمل کے متبوع ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اپنے سلسلہ اور اہل حق کی طرف نسبت کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

حِثَال: میں نے یہ خواب دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرات پر باجہ کر مسجد کی ایک سہ درزی میں فرش پر بیٹھ گئے۔ یہ نظام مسجد کے محکم میں تھا کہ ایک بزرگ نے جو وضو کر کے نماز کے لئے مسجد کے اندرونی حصہ میں جا رہے تھے۔ وہ پر ظہر کر صبح نماز عصر پڑھنے کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ بڑھتا بہتر ہے (یا نہیں) رہا کہ کین بتلایا تھا) چنانچہ حضور نے اسی جگہ سے پوچھا کہ کیا ہے اور ان بزرگ صاحب نے مکرر دوبارہ بتا کر اس کا پڑھنا بہتر ہے بتایا۔ حضور نے کچھ فرما کر خاموشی اختیار فرمائی اور وہ نماز پڑھنے لگے۔

غمار کے بعد اسی سہ روزی میں تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھے کو فرمایا (س) سے پہلے ایک بزرگ چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ چار پائی پر آ جائے مگر حضور نے یہ فرما کر یہاں بھی آرام سے ہوں نیچے فرشِ حق پر بیٹھ گئے تھے) حضور کے انکار پر ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور حضور چار پائی پر بائیں طرف بیٹھ گئے۔ لیکن یہ ضرور فرمایا کہ میں اس قائل نہیں ہوں۔ حضور کے بیٹھ جانے کے بعد وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے حضور کے حجر چومنے نکلے اور وہ بزرگ بھی جو چار پائی پر پہلے سے لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں نے جب غور کیا تو مولوی... صاحب نانوتوی معلوم ہوئے اور وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے ان کی شکل و قیامت مثل حضرت مولانا محمد ونا... رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا معلوم ہوئی۔ خواب کی حقیقت واللہ اعلم کیا ہے مگر اس بحث میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ سبحان اللہ شیعہ کے علاوہ اور بھی کوئی دعا پڑھنے کے لئے ہدایت ہے۔ لیکن اس وقت یہ پرچہ لکھتے ہوئے یہ بات بھی مجھ میں آئی ہے کہ ان بزرگ کا حضور کے حجر چومنے کثرتوں کے لئے ہدایت ہے کہ حضور سے اپنے مرض کا حال عرض کروں۔

تحقیق: بظاہر آپ کو یہ واقعہ دکھانے کے مقصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ممکن ہے جو آپ نے سمجھا ہے اور مصرکی غمار کے بعد مشہور ہے کہ سبحان اللہ کے علاوہ الحمد للہ اور اللہ اکبر بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور اسی واقعہ کے مقاصد میں سے غالباً ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دوسرے کا دور کرنا جو کسی وقت پیش آ جاتا ہو کہ حوادثِ جدیدہ (سے حالات و واقعات میں) میں زیادہ دایوں کے مقابلہ میں قلیل کی رائے کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

تَحْوِيل: آج چاروں ہو چکے ہیں کہ میرات خواب میں مرے ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حضرت عثمان غنی مدظلہ سے دعا کی درخواست کرو کہ پیٹ کے درد کے مرض کے زائل کرنے میں عجیب اثر ہو رہا ہے اس ارشاد کی بناء پر میں حضرت علی سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: پیٹ کے درد کے لئے میں دل و جان سے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ خواب کو سچا فرمائے۔ اگر دایوں ہاتھ چپٹ پرل کر یہ آیت ﴿وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ﴾ پڑھیں تو قطعاً امید ہے۔ دن رات میں تین مرتبہ پھل کریں۔ کیا عجیب ہے کہ یہ خواب بمشرات (خوشخبریوں) میں سے ہو کہ صاحب دمان لوگوں میں سے ہوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور شاید دیکھنے والے کو بتانا ہو کہ وہ اس سے دین حاسل کرے۔

تَحْوِيل: اگل رات میں ایک خواب دیکھا ہے جو نہایت اچھا ہونے کی وجہ سے درج کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضور پر نور سرور عالم ﷺ تشریف لائے ہیں۔ حضور ﷺ جس جلسہ میں تشریف لائے ہیں اس میں جناب والا اور غالباً حکیم محمد مصطفیٰ صاحب اور شاید خوجہ صاحب بھی تھے یا اور کوئی صاحب جناب کے (جناب

سے مراد حضرت مولانا آپ ہی ہیں (دائیں بائیں تخت کے اوپر بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے۔ حضور ﷺ نے ہم سب کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ اور حکیم صاحب جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے اور یا صدر کی جگہ (وہ جگہ جہاں پر جلسہ کا صدر بیٹھتا ہے) سے بنے لگے۔ حضور نے آپ کو فرمایا آپ یہیں تشریف رکھیں اور حضور بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک نہایت نورانی تھا اور پیش مبارک بالکل سفید و قد نہ تو بہت لانا اور نہ بہت چھوٹا۔ بالکل جناب کے قد کے مطابق تھا۔ اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی پہلی صورت اور دیکھی تھی تو حضور نے فرمایا کہ جو جس طرح کا ہوتا ہے وہ اس صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ یہ فرمایا مجھ کو خوب یاد ہے اس کے بعد فوراً کچھ کھل گئی۔ اس کے بعد سے اب تک ایسا بہت ہی سرور کی حالت ہے اور دوسری سب موقوف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: انشاء اللہ خواب کیا ہے ہزاروں بیداریاں اس پر نثار (قربان) ہیں حضور پر نور ﷺ کی زیارت پر حمایت کے ساتھ دولت پر دولت ہے۔ پھر ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی تحقیق جو محققین عارفین نے کی ہے اس کی تصدیق یہ علمی دولت ہے پھر جس سے آپ کا تربیت و ارشاد کا تعلق ہے اس کی حق اور مقبول نیابت کی تائید و تائید یہ ایک مستقل دولت ہے۔ غرض خواب بہت ساری نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو مبارک فرما دے۔

حَال: بندہ چونکہ بہت ہی تنگ طرف ہے۔ ذرا سی بات کہیں سے سننے میں آجاتی ہے تو دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ بہت مدت سے بندہ آرزو مند تھا کہ جیسا کہ سرور کائنات ﷺ موجودات رسول اللہ ﷺ کی زیارت (جس طرح) دوسری باتوں کے بارے میں بولی رہی ہے خوابوں میں ویسے ہی کسی زیارت میں موجود مسائل کے بارے میں بھی کچھ تھوڑا سا پتہ چل جاتا تو مزید اطمینان کا سبب ہوتا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ اس زبان میں کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے اور جب دیکھا تو عالی جاہ یعنی آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں موجود ہیں کبھی تھوڑی سی قرآن کی تلاوت کر کے تفسیر فرما رہے ہیں اور قرآن شریف سے استنباط مسائل کر کے سناتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بہت ہی سرور ہوتے ہیں۔ کبھی ہلکے کی دفعہ یہ دیکھ کر سرور کائنات ﷺ آپ کو حد شیش سناتے ہیں اور آپ تلوقات کو ہندی زبان میں بطور ترجمانی کے سناتے ہیں اور مسائل کا استنباط کر کے سناتے ہیں۔ دو مسائل مستند سرور کائنات ﷺ کو پہلے سنالیتے ہیں اور ہر ایک مجلس کے ختم پر انعام ضرور ملتا ہے۔ کبھی نبی ﷺ اپنی دستار مبارک صفا فرماتے ہیں کبھی اپنا جب مبارک پر یہ ملتا ہے۔

عالی جاہ بندہ ناکارہ کو چونکہ اس زیارت سے مدت سے نصیب نہ ملا آتا ہے اور اپنی حالت بہت گہری ہوئی جانتا ہوں اس لئے ضرورت کے بغیر نہ کسی حضرت کو خواب کی حالت بیان کر کے نصیب پوچھتا ہوں اور نہ یوں ہی ذکر کرتا ہوں۔ آپ چونکہ بندہ کے پیشوا ہیں اور بندہ نے آنجناب کو سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں نہایت عالی مرتبہ میں کی دفعہ دیکھا ہے اور آپ کا خطاب مٹی الٹ بہت دفعہ سنا ہے اور پہلے بھی بندہ نے (آپ کے سامنے) بعض خواب پیش کئے تھے اسی لئے آج بھی مختصر صورت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ تو میں نے اپنے دل میں پہلے فیصلہ کر رکھا ہے کہ حضور بندہ جیسے ناکارہ کے فرایض سے سرور نہ ہوں گے لیکن اس وقت چونکہ بندہ کو نہایت مسرت حاصل ہوئی ہے اس لئے پیش کئے دیتا ہوں۔

پیشکش: حدیث میں ہے "الرؤیا الصالحة براہا المسلم او نری لہ" (متفق علیہ) چہا خواب جس کو مومن دیکھتے ہے یا مومن کے لئے دکھایا جاتا ہے) دونوں کو تسلیم دینا تھا کہ اس خوشخبری کے ہوتے ہوئے حزن نہ کریں۔ "كما قال تعالى في نحو لهم البشري في الحيرة الدنيا وفي الآخرة انى فونه ولا يعزلك قولهم لم فسر صلى الله عليه وسلم البشري بالرؤيا الصالحة ثم عممها بما يراها الرجل المسلم او نرى له فطوبى لكم ثم طوبى لنا فالحمد لله الذى ينعمته تتم الصالحات ۴ ربيع الاول ۱۳۹۱ھ" (متفق علیہ) ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (آنجناب اللہ خوف حزن سے نہ بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی اعداؤں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔ اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں (خالد: کیا وہ عظیم التعلیم پڑھ کر سوئے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ایسا دعا کہتا چاہئے ایسے محافظ کی آنی کبھی بہت ندرت سے رات کے اخیر وقت میں دیکھا ہے۔

پیشکش: بڑی خوشخبری ہے وعدہ کے کئے اور پڑھنے والے کے لئے۔ خالد: خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک کشتی میں اہلیہ کے ساتھ سوار ہوں مگر کشتی کھلی ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا دھاپہ۔ کشتی ایسے مقام پر پہنچی جہاں کنارے پر بہت اونچی عمارت تھی۔ وہاں بہت جھوم تھا۔ اور اگر اس عمارت میں گیا تو آپ کو بھی پایا۔ مجھ کو آپ نے اپنے پاس بٹھایا۔ آپ کے پاس ہزاروں آدمی آتے ہیں پادشاهوں کی طرح جیسے جیسے تھوڑی دیر کے بعد باہر آ پادشاہوں کی طرح آدھیوں کا مجمع ٹوٹی ٹوٹی کی شکل میں کھڑا ہوا پایا گیا۔ پولیس بھی انتظام کے طور سے موجود ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی عمارت بہت اونچی بنی ہوئی تھی معلوم نہیں کیا تھا۔

پیشکش: اچھا خواب ہے۔ آپ کے لئے خصوصی طور سے اور حقوق کے لئے عمومی طور سے فائدہ کی طرف اشارہ ہے۔

پہلا خواب احقر نے رات ایک خواب دیکھا

پہلا حصہ:

احقر نے آنحضرت والا کی زیارت کی غرض سے مظفر نگر سے تھانہ بھون کا سفر شروع کیا۔ اس طرح کہ پیدل سفر کر رہا ہوں کپڑے نہایت چوسیدہ اور سارا جسم خاک آلودہ ہے۔ غرضیکہ بہت ہی ذلت و کست ہے۔ جس وقت تھانہ بھون پہنچا اور خانہ نظر آئی تو کیا دیکھا ہوں کہ خانقاہ کا دروازہ مشرق کی جانب ہونے کے بجائے شمال کی جانب ہے۔

دوسرا حصہ:

دروازہ پہلے سے بہت ہی زیادہ خوبصورت اور بڑا ہے۔ ایک صاحب خانقاہ کے دروازہ پرنگی تلوار ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہے ہیں۔ احقر نے دروازہ پر پہنچ کر پہرہ والے ان صاحب سے اجازت لہی تو انہوں نے فرمایا کہ تم بلا اجازت ہی جا سکتے ہو۔ تمہارے لئے اجازت ہے۔

محق خانقاہ میں داخل ہوا کیا دیکھا ہے کہ حوض کی فصاحت بدلی ہوئی ہے۔ حوض کی اونچائی تقریباً آدی کے قدر کے برابر ہے اور تمام حوض سنگ مرمر سے بنا ہے اور حوض کے درمیان سنگ مرمر کا ایک فوارہ لگا ہوا ہے اور تمام خانقاہ پر سفیدی کا پستر ہے جس سے ایک نور معلوم ہوتا تھا۔ محقر حوض کے قریب جا کر کھڑا ہوا مگر مشرق کی جانب جو حجرے خانقاہ میں بنے ہوئے ہیں ان حجروں میں سے ایک صاحب سفید لباس نورانی صورت نکل کر احقر کے پاس تشریف لائے اور آ کر فرمایا السلام علیکم (میں نے) جواب دیا وعلیکم السلام۔ میں نے ان صاحب سے پوچھا کہ اس وقت حضرت مولانا صاحب کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ حضرت مولانا اس وقت مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور غریب انشاء اللہ آ کر نماز مغرب پڑھیں گے۔ یہ فرمایا کر فرمایا کہ آؤ اے حضرت مولانا تشریف لائیں تم کو مشرق کی جانب کے حجروں کی سیر کراؤں۔ میں ساتھ ہو لیا ان حجروں میں داخل ہو کر دیکھا کہ کسی حجرہ میں تو جانی کے کمر بند بنے چارہ ہیں اور کسی میں ادنیٰ گلوبند (مظفر) اور کسی میں بچن و تیل کا کام ہو رہا ہے غرضیکہ جو کام ہو رہا تھا اس ہی قسم کا تھا۔

تیسرا حصہ:

میں جس وقت یہ کام دیکھ کر باہر نکلا تو دیکھا کہ آنحضرت والا ایک کھڑکی سے جو خانقاہ کے صدر دروازہ سے

دوب کی جانب سے تشریف لارہے ہیں۔ عرض کے قریب فرشتے بچھا ہوا ہے اور ایک مصلے ہے۔ آنحضرتؐ فوراً تشریف لاتے ہی مصلے پر کھڑے ہو گئے احقر سے مصافحہ تک کی بھی نوبت نہیں آئی اور نماز مغرب شروع ہو گئی مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حسب معمول آنحضرتؐ دہلے مصلے ہی پر مدتیق افروز رہے۔

چند شخص ملید لہاس نورانی صورت کالی داڑھی والے آ کر آنحضرتؐ والا کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت داما ان کی طرف متوجہ ہوئے اور احقر آنحضرتؐ والا کی پشت کی جانب کھڑا ہو گیا۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ آنحضرتؐ داما سے کیا کہیں گے؟ حضرت داما نے چچا کہ آپ حضرات کیوں تشریف لائے تو انہیں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہم دو گویں بہت عرصہ سے یہ آ رہے ہیں کہ ہم حضرت سے بیعت ہوں آج بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت داما نے بیعت فرمائے سے انکار فرمادیا انہوں نے مکتا امرز کی مگر حضرت داما نے منظرہ نہیں فرمادیا۔ ایک اور صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور احقر سے فرمایا کہ تم بھی مولانا سے بیعت کی درخواست کرو۔ میں نے عرض کیا کہ جب ایسے بڑے بڑے لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار فرمایا تو میں کیا چیز ہوں؟ صاحب بہت اسرار کرتے رہے میں انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ صاحب مجھ سے براہِ راست ہوئے۔ حضرت داما مصلے سے اٹھ کر شان کی جانب کے حجرہوں میں تشریف لے چلے۔ میں بھی حضرت داما کے پیچھے چلے ہوا۔

حضرت جس وقت ایک سہری میں داخل ہونے لگے تو احقر نے بھی ساتھ داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب کھڑے ہوئے تھے۔ میرا تمھو بیکر کر کہا یہ تم بھی جا سکتے۔ میں نے کہا کہ میں جاؤں گا رک نہیں سٹا۔ قریب قریب کہ نہایت شروع ہو جاتی ایک اور صاحب سہری کی جانب سے تشریف لائے اور آ کر پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس سہری کے اندر حضرت مولانا کے پاس جانا چاہتا ہوں اور یہ شخصیں کھانے نہ لیں ان صاحب نے مجھ کو ایک پرچہ دیا کہ جس میں بہت زیادہ مضمون تھا میں نے اس کو پڑھا نہیں دے کر فرمایا کہ یہ پرچہ حضرت مولانا کو دکھادینا اور تم کو اجازت ہے چلے جاؤ۔ میں دو پرچے لے کر سہری میں داخل ہی ہوا تھا کہ مدر کی جانب سے آنحضرتؐ والا تشریف لے آئے اور میں نے وہ پرچہ حضرت داما کے سامنے پیش کیا۔ حضرت داما نے اس پرچہ کو دیکھ کر فرمایا کہ لو اس پرچہ کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو اور تم غایت دیکھو وہاں کے قریب جو شمال کی جانب حجرہ واقع ہے اس میں جا کر رہو۔ وہاں سے لئے جو پرچہ لیا گیا ہے۔ میں دو پرچے لے کر اس حجرہ پر پہنچا۔ دیکھا کہ حجرہ کا دروازہ بند اور کھڑائی ملی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو تباہی تھیں ہوں کہ تمام حجرہ جافروں کی کھالوں سے بھر ہوا ہے۔ دروازہ نہ پرندہ نہ پرندہ سب جانوروں کی کھالیں موجود ہیں۔

چوتھا حصہ:

مجھ کو خیال ہو کہ حضرت مولانا نے مجھے کہاں بھیج دیا۔ یہاں تو سوائے کھانوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ غرہ کھلا چھڑ کر میں اس ہی جگہ پر واپس آیا جس جگہ پر آنحضرت والا نے پرچہ پڑھ کر اور احقر کو حجرہ پر جانے کی اجازت فرمائی تھی۔ دیکھا کہ حضرت والا اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت وہاں پر تو کھانوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت والا نے یہ سن کر تبسم فرمایا کہ آؤ میں ساتھ چلا ہوں۔ ہر ہاتھ پکڑے ہوئے اس ہی حجرہ پر پہنچے حضرت والا حجرہ کے سامنے بیٹھ گئے اور تمام غافہ کے لوگ آ کر بیٹھ ہو گئے۔ اس مجمع کی تعداد بہت کثیر تھی۔ یہ مجمع حضرت والا کی پشت کی جانب کچھ بیٹھ گیا اور کچھ کھڑا رہا۔ احقر حضرت والا کے بائیں جانب بیٹھ گیا۔ حضرت والا نے ایک نظر حجرہ کی جانب کی اور پھر آسمان کی جانب تو حجرہ میں سے ایک نور پیدا ہوا اور نگں آسمان تک اس نور کا ستون قائم ہو گیا۔ اور اس نور کی روشنی کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے تمام عالم روشن ہو گیا۔ پھر حضرت والا نے سر نیچے کر لیا۔ دو نور بھی غائب ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں حضرت والا نے پھر حجرہ کی جانب نظر کی اور پھر آسمان کی جانب۔ تو پہلے سے کئی حصہ زیادہ حجرہ سے نور پیدا ہوا اور آسمان تک ستون قائم ہو گیا۔

پانچواں حصہ:

اس وقت آنحضرت والا نے بائیں جانب دیکھ کر عام خطاب فرمایا کہ لوگو! کیا تم اندھے ہو کہ اس وقت کو حاصل نہیں کرتے۔ اتنا حضرت کا فرمانا تھا کہ تمام مجمع میں بے چینی پھیل گئی اور احقر نے اتنا سننے ہی ایک چھٹنگ لگا لی اور اس نور میں داخل ہو گیا۔ اس میں داخل ہوتے ہی احقر پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ اس مجمع میں سے چند صاحب احقر کے پڑنے کو آگے بڑھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ خیر لوگ! اب ہو چو۔ تمہارے بس کا کام نہیں۔ اس کام کو میں ہی کروں گا۔ حضرت والا کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ موٹہ سے قریب سے پکڑ لیا۔ احقر کبھی حضرت والا کو چھوٹا تھا اور کبھی ڈانڈی مبارک کو بوسہ دیتا تھا اور کبھی دلوں ہاتھ گلے میں ڈالتا تھا۔

چھٹا حصہ:

اور حضرت والا تمام فرماتے ہوئے اور بہت ہی خوش و خوش احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس جگہ پر پہنچے کہ جہاں پر وہ پرچہ پڑھ رہا تھا۔ بسبب اس سردی میں داخل ہوئے تو احقر نے دیکھا کہ دو قبریں ہیں ایک قبر کا رخ تو ایمان ہے کہ جیسا ہوا کرتا ہے۔ شمال و جنوب اور دوسری قبر کا رخ مغرب مشرق یعنی سر ہانے مغرب کی جانب اور پانچواں

مشرق کی جانب۔

ساتواں حصہ:

تو یہ قبر کہ جس کی پانچ مشرق کی جانب اور سربانہ مغرب کی جانب تھ کھلی ہوئی تھی اور لاش معلوم ہوئی تھی۔ اس لاش پر ایک نوئی چادر بہت ہی خوبصورت اور رنگارنگ پڑی ہوئی تھی۔ آج تک کبھی ایسی نظر سے نہیں گزری۔ اس لاش میں حرکت تھی کہ جیسے وہ اپنے کی حالت ہوئی ہے۔ حضرت والا نے احقر کا ہاتھ پکڑ کر قبر سے جنوب کی جانب بٹھا دیا۔

آٹھواں حصہ:

پور خود حضرت والا قبر سے ٹٹن کی جانب جا کر بیٹھے۔

نواں حصہ:

اور مجمع سب ساتھ تھا۔ احقر پر دعی حالت وجد کی سی طاری تھی۔ حضرت والا نے احقر سے پوچھا کہ معلوم ہے کہ یہ کس کا مزار ہے؟ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو معلوم نہیں؟ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ مزار سب کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور یہ لاش مبارک جو تم کو نظر آ رہی ہے یہ خود ذاتِ باریکات جناب حضور ﷺ کی ہے۔ یہ فرما کر حضرت والا نے فرمایا کہ سب حضرات بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ تمام مجمع نے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ درود شریف پڑھتے سے حضور ﷺ کی لاش مبارک میں جو حرکت اور تڑپ تھی اس کو ایک دم سکون ہو گیا اور جس وقت درود شریف ختم ہو گیا۔ پھر وہی حالت شروع ہو گئی۔ غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

دسواں حصہ:

اس کے بعد حضرت والا نے تمام مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سب حضرات ان کے لئے یعنی احقر کے لئے دعا کریں۔ سب حضرات نے دعا کی۔ حضرت والا اٹھ کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر باہر سردی سے حوض پر لائے اور احقر کے دونوں بطنوں میں ہاتھ دے کر اور اٹھ کر اس حوض کے کنارے جو سنگ مرمر سے تھانوا تھا وہاں فرمایا کہ اب ہاتھ کو نماز صحیح کا وقت ہے۔ احقر نے ہاتھ کے لئے دونوں ہاتھ حوض میں ڈالے آنکھ کھلی تو بالکل صبح کی برامت کا وقت تھا فوراً بستر سے اٹھ کر مسجد پہنچا اور صبح کی نماز ادا کی۔

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

غیب بات ہے کہ پرانا دروازہ اسی طرف تھا۔

دوسرا حصہ:

تقویٰ کو حق تعالیٰ نے لباس فرمایا ہے اور یہ سب چیزیں لباس کو مکمل اور مزین کرنے والی ہیں۔ یہ تقویٰ کی تکمیل کے جانے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرا حصہ:

چونکہ انی حیوانات میں روح انسانی نفس جوتی اس لئے یہ کھالوں کی شکل میں نظر آئے تو یہ عالم حیوانات کی طرف اشارہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ یہاں کی جماعت سے تمام قلمتات کو نفع ہے جیسے حدیث میں ہے کہ پانی میں پھلیاں اور سوراخوں میں پیوٹیاں غنہ کے لئے دعا کرتی ہیں۔ جن کی وجہ یہی ہے کہ ان کو ان سے نفی باقی رہتا ہے (کچھ ہے) اور اسی لئے ظالم کے لئے جہنم (ایک پرندہ) ہے گھونسنے میں جہنم کرتا ہے۔

چوتھا حصہ:

یہ نور وحی ہے جو ذکر و عمل سے قلب میں پیدا ہوتا ہے جو حجروں میں رہنے والوں کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔

پانچواں حصہ:

اشارہ ہے کہ صاحبِ اقدار یہ نور شوق کی صورت میں عطا ہوگا۔

چھٹا حصہ:

مدینہ حبیبہ میں قبور کا بھی رخ ہے۔

ساتواں حصہ:

صاحبِ قبر شریف کا روئے مبارک ہی طرف ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کا قبلہ ہے۔

آٹھواں حصہ:

"انسی اراکم من وراء ظہری" (میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں) کی طرف اشارہ ہے اور یہ پوری اتوار (الہفت) کی صورت ہے کیونکہ اتوار کی صورت میں تابع کا منہ متبوع کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔

ہے۔

نواں حصہ:

حضورِ اقدس ﷺ کی امت پر شفقت کی وجہ سے امت کی غفلت کی وجہ سے بے چینی کے اثر کی طرف اشارہ ہے اور امت کی توجہ سے راحت ہوتی ہے۔

دوسرا حصہ:

جامعہ کی سہولت اور توفیق کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا خواب

احقر اس خواب کو حضرت والا سے زبانی عرض کر چکا ہے حضرت والا نے سن کر فرمایا تھا کہ اس کو (لکھ کر) محفوظ کر لیا جائے۔

پہلا حصہ:

رات کے وقت یہ خواب دیکھا کہ احقر ایک میدان میں کھڑا ہے۔ اس میدان میں ایک مکان ہے جس کی چھت قلمدانی ڈاٹ کی ہے اس چھت پر بہت زیادہ جمع بیٹھا ہے۔ احقر بہت ہی تعجب سے یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ مجمع اس اُچھالی دار چھت پر کس طرح بیٹھا ہے کہ گرتا نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ اوپر چھت پر پہنچ کر دیکھنا چاہئے۔ یہ کیا مجمع ہے اور کیوں جمع ہے۔ میں اس مکان کے چار طرف گھوما مگر کسی طرف سے اوپر جانے کا راستہ نہیں ملا۔ آخر میں نے ایک چھلانگ لگائی اور آسمان کی جانب اڑ گیا۔ اس چھت پر مجمع کے درمیان میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ مگر مجمع اتنا زیادہ اور مٹا ہوا بیٹھا تھا کہ بالکل بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ میں نے خیال کر کے کہ تیرے بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہوگی میں وہاں سے نکل کر مجمع کی پشت کی جانب پہنچا تو دیکھا کہ ایک چھت اور ہے جس کے تین حصے گر چکے ہیں اور ایک حصہ گرنے سے باقی ہے۔ میں اس حصہ پر بیٹھنے لگا جو گرنے سے باقی تھا۔ اس حصہ میں حرمت پیدا ہوگئی مجھ کو خوف معلوم ہوا کہ کہیں گرنے جائے تو راہ میں سے الگ ہو گیا اس کے قریب ایک اور چھت تھی جو سالم تھی اس پر بیٹھ گیا۔

دوسرا حصہ:

بیٹھنے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک صاحب بہت ہی معتبر نورانی صورت سفید لباس اور ایک بٹی چڑے کی کمر سے بندھی ہوئی تشریف لائے اور فرمایا کہ یہاں آ کر بیٹھ گئے آؤ دعا سنو۔ میں نے بہت ہی تعجب آنکھ لہجے میں پوچھا کہ کیا دعا ہو رہا ہے۔ ان صاحب نے فرمایا کہ آخر یہ تمہیں کیوں جمع ہے یہ سب دعا ہی تو

من رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون وعظ فرما رہے ہیں؟ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر میں فوراً کھڑا ہو گیا اور اس وقت جو کچھ قلب پر خوشی تھی بیان نہیں کر سکا۔ وہ صاحب میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجمع سے ٹپکتے ہوئے ایک سردری کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک سردری ہے اس پر سفیدی ہو رہی ہے اور سردری کے درمیان ایک چوکی اندر کی جانب جھکی ہوئی ہے اور اس پر ایک سفید چاندنی چڑی بٹھائی ہے۔ اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے ہیں ان صاحب نے احقر کو سردری میں لے جا کر چوکی کے قریب بالکل حضرت کے سامنے بٹھا دیا اور ہاتھ کر فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ صاحب اتنا فرما کر مجمع کی جانب واپس ہو گئے اور میں بیٹھا ہوا وعظ سننا رہا۔ وعظ کے درمیان یہ خیال کر رہا تھا کہ جو کچھ اس وقت حضرت وعظ فرما رہے ہیں کل کو حضرت مولانا سے بیان کر دوں گا۔ جی آنحضرت و ملا سے (یہاں کروں گا) اور بہت ہی غور سے وعظ سننا رہا اور کچھ مضامین یاد بھی ہو گئے تھے مگر مجھ کو جو کچھ کھلی تو اعظ کی تقریر کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ جس وقت وعظ من رہا تھا تو دیکھا کہ حضرت جس چوکی پر وعظ فرما رہے ہیں اس کے قریب مغرب کی جانب ایک صراحی اور دو گلاس رکھے ہوئے ہیں۔ ایک گلاس تو ساہو بنا ہوا ہے جیسا کہ اکثر مراد آبادی غمروہ کے ہوتے ہیں۔

تیسرا حصہ:

اور دوسرا گلاس جیب وغریب دست کا تھا آج تک نظر نہ نہیں گزرا۔

چوتھا حصہ:

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعظ فرما چکے تو احقر کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا کہ پانی پلاؤ۔ احقر فوراً کھڑا ہو گیا اور اس گلاس میں جو زیادہ خوبصورت تو صراحی سے پانی لے کر حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے پی کر اس میں کچھ پانی باقی چھوڑا اور احقر کی طرف ہاتھ مبارک بڑھا کر فرمایا کہ لو پہلے تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب حق کا تبرک کافی ہے۔

پانچواں حصہ:

مگر خیر یہ جو پانی پی ہوا ہے اس کو پی لو۔

چھٹا حصہ:

میں نے جس وقت حضرت کے ہاتھ مبارک سے گلاس لے لیا اور پانی پینا چام تو تمام مجمع میری طرف بھوم کرنے لگے۔ مجمع کی یہ حالت دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ سب حضرات ذرا صبر کریں سب کو مل جائے گا۔ تمام

بجی سکون کے ساتھ چھوٹا۔ حضرت سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا نے آخرت فرمائی کہ یہ پانی بومیں نے تم کو پکا کر دیا ہے یہ سب پانی اور پھر مرانی سے اسی کھوس میں اور پانی لے کر اور سو دھوس میں تمہارے تھوڑا کر کے سب جمع کر دو۔ میں نے یہ ہی کیا۔ تھوڑے ہی مجمع کو چھپا با تھا۔ یہ کچھ کل مٹی۔ فقط

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

دین پر قائم رہنے کے اعتبار سے لوگوں کی کثیف حاضرت دیکھی اور بشارت دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے شک و شبہ سے مخلوق رکھ کر مستقل مزاجی پر قائم فرمایا۔

دوسرا حصہ:

یہ مذاق (مزاج) ہے زائدین کا کہ آپ کا فیضان کو بھی عام ہے۔

تیسرا حصہ:

یہ رفیق کا مذاق ہے کہ آپ کا فیضان پر بھی عام ہے۔

چوتھا حصہ:

شہید علیہ (جس پر وہی دی گئی ہے اس) کے حق پر ہونے کی بشارت ہے۔ ولحد فہ

پنچواں حصہ:

شہداء وہ جانب کی طرف بعد سب کے کہ ایمان کسب ہے۔

چھٹا حصہ:

شہداء کہ عام زبردست کے مقابلے میں عاجز نہیں ہیں۔

سوال: سورۃ النور میں نے خوب میں دیکھی کہ میں تو مومن بن گیا ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب وصیت پر کلمہ رسول اللہ ﷺ کے فہم سہلک سے بھونک کر اور ہاتھ سے کراہ صاف کر رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کو عین پیش کے تو آپ ﷺ نے ان کو بایں کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماموت کے ملائین کہ آپ ﷺ کی عادت یہ تھی کہ اپنے ساتھیوں کو چلنے میں آگے رکھا کرتے تھے (تو اس عادت کے مطابق) مجھے بھی آگے فرماؤ۔ چند لمحہ میرے پیچھے چلنے کے بعد مجھ سے جدا ہو گئے اور اپنے دانت کہہ کر تشریف لے گئے۔

گئے۔ میں اور دوسرے ساتھی جمع ہوئے اور خانہ کعبہ کے طواف اور حج کے دوسرے افعال کی باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد گھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہدہ کھانے کے بعد اپنے گھر و لوگوں کو خط بھیجے گئے کہ آگے کل مئی۔
چوتھا باب: (اگرچہ یہ صاحب سلسلہ میں داخل نہیں ہیں مگر مناسب مضمون کی وجہ سے ان کے خط کو ترتیب السلاک میں نقل کیا گیا) اس خواب میں دیکھنے والے اور جس کو دیکھا ہے (دونوں کے لئے محبت اور اتباع سنت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے۔

خاتلہ: ایک دفعہ خواب میں اپنے مکان پر مسجد میں حضرت کے چیلہ مبارک کی طرف بیٹھ کر کچھ پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا خاموش ہو جاؤ مجھے بارگاہ جاتا ہے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ پیر کی میں ایک شیخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے بہت محنت کی اور جہنم سے بہت بچا جا ہا مگر نہ بچا۔

ایک دفعہ خواب میں حضرت نے میرے چند عیوب جو مجھ میں کسی زمانہ میں تھے بیاں فرمائے۔ میں نے حضرت سے باتچہ باندھے ہوئے عرض کیا کہ حضرت میری اصلاح کا بہت خیال فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو تمہیں ایسا کر رہا کہ خدا کی یاد میں تمہاری بونیاں بونیاں علیحدہ علیحدہ بھی ہو جاتی تھیں آہستہ آہستہ ہونا مناسب ہے۔ ایک دفعہ حضرت کا فرش بچھایا اور پیر مبارک رہا اور انکو خیمے مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔ حضرت نے فرمایا تمہیں اپنے سلسلہ میں ضرور داخل کر دوں گا۔

دل میں خیال ہوا کہ اگر اللہ میاں نماز وغیرہ کے وقت اپنے کو دکھا رہتے تو نماز اچھی طرح پڑھتے۔ پھر خیال ہوا کہ عیب کی وجہ سے پڑھنا کھڑا ہونا مشکل ہو جائے۔

بہت دنوں سے یہ خیال تھا کہ قیامت میں نیک اور برے کی علامت کے لئے ایک علامت کافی تھی میزانِ علی صراطِ عطا کتابِ سب کی کیا ضرورت تھی۔ ایک روز اچانک دل میں خیال آیا کہ تینوں کی شاباشی اور بدوں کی بد معاشی کا بار بار دکھانا منظور ہے۔

اس کا بھی خیال رہتا تھا کہ جنابت میں غسل کا حکم کیوں ہوا۔ اس کی وجہ دل میں آئی کہ اللہ کے بندے مجھ کیسے کہ دنیا کی لذتوں میں پھنسے والا جب تک پاک نہ ہو جائے وہ بار خداوندی کے قابل نہیں رہتا۔ اگر ذرا بھی لذت دینا میں ہو تو بڑی طہارت کی ضرورت ہے۔

"ولا تنفع مالیس لک بہ علم" (کہ جس چیز کا تجھے ظن نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ) کے بعد اسیرِ ولہبیر کے ہونے کے بارے میں سوچا تو سمجھنا تھا میں یہ آیا کہ یہ امضاء و ریعہ علم ہیں۔

تحقیق: انا شاء اللہ یہ علم سب اچھے پسندیدہ ہیں۔ ہائی خواہوں کی طرف توجہ نہ کیجئے۔

سوال: بھر بہت آرزو کے ساتھ اٹھتا ہوں کہ خادم کے پرچہ میں جو تیس خلاف ہوں اس کو بتادیں اور اصلاح فرمائیں جس بات پر حضرت کچھ تحریر فرمائیں اس کو کیا خیال کروں۔ خطا

جواب: جب کوئی بات ایسی ہوگی اس پر نہ لکھوں۔ جب اس کے بارے میں پوچھ لیجئے۔ اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کروں۔

سوال: بندہ اللہ پاک کو جسم والی صورت میں خواب میں دیکھ سکتا ہے چنانچہ بندہ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو کسی آدمی اجنبی کی صورت میں دیکھا اور بڑی عاجزی اور آنکھاری کی۔ (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کیا چاہتے ہو؟ بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کو اپنے درگاہ مقدس میں قبول فرمائیے۔ فرمایا کہ تم مقبول ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ اپنے آنکھوں شفقت میں نہ لیں گے بندہ کو یقین نہ ہوگا۔ یہ سن کر پاس بلایا اور آنکھوں میں ایسا دیا کہ بندہ پر ایک حالت طاری ہوگئی۔ کہنے کو زور دیا وہاں تک کہ بھول گیا۔ جس وقت ہوش آیا اور بالکل جاگ گیا تو بندہ کی زبان پر درود شریف جاری تھا۔ حضور فرمائیں کہ یہ صحیح ہے یا کیا ہے۔

جواب: مبارک ہو۔ ایسا ممکن ہے اس کو کئی مثالیں کہتے ہیں۔

حالات: جس وقت مشائخ نماز پڑھ کر سوتا ہوں ایک باغ اور بہت سے دریا دکھائی دیتے ہیں۔ ایک شخص سے پوچھا یہ باغ کس کا ہے تو میں نے جواب دیا یہ باغ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔

تحقیق: میرے لئے تو بہت سے ایسے تہارے لئے بھی بہت سے ایسے تہارے تعلق ایسے شخص سے ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ مردود نہیں ہے۔

حالات: جب دریا دکھائی دیتے ہیں تو میرے ساتھ چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑتے ہیں میں کسی کو مارتا ہوں اور کسی کو دھک کر دوڑ کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔

تحقیق: وہ دنیا اعمال ساتھ ہیں اور لانے والے لڑکے شیاطین ہیں کہ اعمال میں رکاوٹ ڈالتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ سب پر رحم کو غالب فرماتا ہے مبارک ہو۔

حالات: میں نے کل شب یہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر ایک جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہیں پہنچ کر آپ رک گئے اور میں بھی ٹھہر گیا۔ وہاں پر ایک دیوار حائل تھی۔ اس دیوار کے اندر چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کسی نے کہا کہ دیکھو وہ اللہ میاں ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو وہ آدمی تھا۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں یہ تو آدمی ہے اللہ میاں جسم (جسم والے) نہیں ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایک نور معلوم ہوا کہ

جس کے آگے میری آنکھ بالکل نہ ٹھہر سکی اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ میاں ہیں۔ وہ ایسا نور تھا کہ میں اس کو بیان ہی نہیں کر سکتا کہ کیسا صاف و شفاف تھا۔ اس کے بارے میں جیسا حضور کا ارشاد ہوا یا یہ میرے خیالات ہیں یا کوئی واقعی بات ہے۔

تحقیق: خبر سمجھ میں تو دونوں باتیں آتی ہیں مگر جب شریعت کے مطابق ہونے کو اس کے خلاف خیال کیوں سمجھا جائے۔ یہ دونوں جگہ حق تعالیٰ کی جہیں۔ پہلی تشریح کے ساتھ دوسری اضافی تشریح (اللہ تعالیٰ جسم و صورت پر چیز سے پاک سمجھئے) کے ساتھ تھی۔ اہل علم پر کیونکہ تشریح کا مزاج غالب ہے اس لئے پہلی جگہ کو نہ جانے کی وجہ سے انکار ہوا جو کہ برا نہیں ہے۔ جیسا حدیث شیخین میں ہے "اتاهم رب العالمین الی قولہ فبقولہون ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فذا جاء ربنا عرفہ" (تشریح: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے) اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئیں گے۔۔۔۔۔ یہ اس تک کہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ کہیں گے ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے پاس نہیں آئیں اس طرح کہ ہم ان کو پہچان لیں۔۔۔۔۔ جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کو پہچان لیں گے۔ (الحديث) دیکھئے رب العالمین کے آنے کے باوجود پھر بھی وہ جہیں گے جسی یاتینا ربنا۔ جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے (ہاں کہ اللہ تعالیٰ تو آچکے ہوں گے مگر انہوں نے پہچانا نہیں ہوگا) اس کی وجہ یہی ہوگی کہ پہلی (کسی جسم یا کسی صورت کی) جگہ تشریح کے ساتھ ہوگی چنانچہ صاحب مرقاۃ "فاذا جاء ربنا" کی شرح میں لکھتے ہیں "اے علی ما عرفنا من انہ منزہ عن الصورۃ ولکفیۃ والکفیۃ" ہم نے اپنے رب کو اس لئے (پہلی جگہ میں) نہیں پہچایا کیونکہ وہ صورت، صورت کیت، کیفیت اور جہت سے پاک ہے۔ اور صاحب العات اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "اتاهم رب العالمین اہے تجلی لہم وقالوا ان الربوبیا النبی ہو لواءہ العومین فی الجنة غیر ہذہ الربوبۃ المذكورۃ وھذہ امتحان من اللہ تعالیٰ الی قولہ ولاخرۃ وان کانت دار زجاء فقد بقع فیہ الامتحان ثم انی قولہ بدلیل ان القبر اول منزل من الاخرۃ ہجری فیہ الابتلاء کذا فی المشکوۃ وحاشیہا جلد ۲ ص ۴۹۰" (تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے تجلی فرمائیں گے۔ صاف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ دیدار جو مومن کو بطور ثواب جنت میں ہوگا وہ اس دیدار مذکور کے علاوہ ہے۔ یہ دیدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔۔۔۔۔ آخرت اگرچہ بدلے کی جگہ ہے مگر کبھی آخرت میں بھی امتحان ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اس میں بھی امتحان ہوتا ہے)

مبارک مبارک بلکہ پڑا ہوا مبارک کہ ایک ہی شب میں اسی کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور یہ مثالی ہو
تذیب ہوا۔ رفق الاماں ص ۳۵۰۔

حَال: ایک عرض یہ ہے کہ رات تقریباً گیارہ بجے خواب میں دیکھ کر کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ آج ایک ستارہ
اٹھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں دھندہ لے کر چروں کے سوا جوئے کی پلانے والے ہیں۔ اس کی
تشریح فرمائیے۔

تَحْقِيق: آج کے دن کی حالت کا اہتمام کچھ خواب کی فہرچھوڑ گئے۔ یہی (یعنی چائے دلی) حالت کا تعلق شریعت
سے ہے جس کا انسان تکلف ہے اور دوسری (یعنی خوابی دلی) حالت کا تعلق نگرین (دینے والی باتوں کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کے انعام) سے ہے۔ جس کا انسان تکلف نہیں۔ رفق الاماں ص ۳۵۰۔

حَال: سنگلی کی رات احقر نے حضور فرما کر یقیناً حضرت کی خواب میں زیارت کی اس طرح کہ میں ایک مسجد میں
ہوں اور بہت سے نمازی بھی مسجد میں ہیں وہ دعوات صوبہ کی معلوم ہوتی ہے دیکھتے دیکھتے سب بہت ہی شوق
سے دعوات سننے کے لئے حضور کی تحریف آؤں کا انتظار کر رہے ہیں یہاں تک کہ حضور تشریف لائے لوگوں میں
آپ ﷺ کی تحریف آؤں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ قدامت گئی تھی اور حضور ﷺ نے مامستہ فرمائی یہی
رکعت میں سورہ جس دعوت فرمائی۔ شربہ کی شیں چار آیت جلوت فرما کر حضور پر شربہ (دونا) جاری ہو گیا اور
حضور نے شربہ کی آیت کو بار بار دہرایا میں نماز ہی میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس دعوت کے شرار میں چونکہ
مضمون قرآن ہے اس لئے حضور پر دونا طاری ہوا ہے اس خیال کے بعد مجھے بھی بے اختیار دونا آئندہ یہاں تک
کہ کبھی بند نہ گئی۔ نماز میں حضور کا بیچہ ۱۰ ماہاس تو نہ معلوم کیا تھا مگر اوپر ایک کسین زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔
جس میں ایک پتی بندھی ہوئی تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر جو چہ ہوا کہ کوئی تھا تو حضرت دانا کی دعوت میں
نہر آیا۔ اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سب لوگ آپ کو رسول اللہ کہہ رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شریف
میں مامستہ کا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر اور چہرہ پر ہاتھ پیچھے اور بہت شفقت
فرمائی۔ بہتر خواب سے اٹھ کر تعمیر خود کو دوسرے زمین میں پڑائی کہ حضور ﷺ کی زیارت مولانا شریف علی
مرحب کی دعوت میں ہونے کا مطالب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابلاغ ملت کے مذہب کی وجہ سے حضرت مولانا اس
زور میں انوار نبوت کے ظہور ہونے کی جگہ ہیں۔ مجھے ایک مدت سے حضرت رسالت چاندی کی زیارت کا شوق
وہ تھا کیا عجیب ہے کہ یہ خواب اس شوق کا جواب ہو کہ ہم کو دیکھنا تو مولانا کو دیکھو کہ وہ نبوت کے ظاہر
ہونے کی شہد ہیں۔ امید کہ حضرت مولانا بھی اس خیال کی تصحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بتائیں گے۔

تحقیق: خدا تعالیٰ تمہارے حسن عمل کی برکت سے اس تعبیر کو صادق فرمائے۔ اس خواب کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دیکھنے والے کے لئے جس کو دیکھا ہے اس کی اجازت کی ضرورت نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دیکھے گئے شخص کی اجازت بالکل رسول کی اجازت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی عمل اور مال میں جانب اصل کی نقص کرنے والا ہوتا ہے۔

مثالی: گذشتہ شب کو یعنی اتوار کی رات کو حضرت کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مغرب و شمال کی جانب بیٹھے ہیں اور حضرت کی عجیب نورانی صورت ہے اور گویا تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں اور سر مبارک ساتویں آسمان پر ہے۔ گویا سب حضرت کے تابع ہیں۔ غرض اور عجائبات نظر آئے جو لکھنے سے بندہ قاصر ہے۔

تحقیق: یہ غیب سے ارشاد و بشارت ہے کہ اس شخص کی تعلیم پر عمل کرے خواب دیکھنے والے کے لئے مفید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مثالی: گزارش یہ ہے کہ حضرت کے زمانہ سے بروہی شریف جس میں حاضر ہوا کرتے ہوں اس طرح کہ وہاں کی کسی رسم میں نہیں شریک ہوتا۔ صرف فجر کے وقت حزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ آتا ہوں۔ جب سے حضور کی خدمت میں حاضری ہونے لگی۔ جب سے حضور کی پسندیدہ و باتوں کا زیادہ خیال رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ حضور کی مرضی کے خلاف عمل کرنے میں سخت نقصان ہے خواہ حضور کی اطلاع ہو یا نہ ہو۔

حضرت مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں بھی مجھے سماع سے رغبت نہ تھی بہت کم شرکت کا اتفاق ہوتا تھا۔ حضرت کے حضور میں اصل وجہ تو نہیں عرض کی اتنا عرض کیا گیا کہ اگر سماع میں جی نہ لگے تو سننے یا نہ سننے فرمایا کہ اگر جی نہ لگے تو نہ سنے اور وجہ یہ تھی کہ حضرت حق کا تصور ایک مقدس صورت سفید و ازہمی میں رہا کرتا تھا عاشقانہ مضامین سے تنگی ہو جاتی تھی۔ اب جب سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حالت بدل گئی اور سماع سے تنگی نہیں ہوتی ہے مگر چونکہ حضور کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے سنتا نہیں ہوں۔ بروہی شریف میں بھی سماع کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا۔ اسی سبب عرس میں حاضر ہوا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کچھ چیزیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ان کو مت دو یہ سماع نہیں سنتے۔ مولوی صاحب موجود تھے فرمایا کہ سنتے ہیں جب مجھے بھی ملے گا ہوئی۔ یاد نہیں کہ کیا چیز تھی۔ اس کی تعبیر میں حیران ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب زرا بار یک ہے توبہ و غور و فکر سے سنئے۔ مولانا کے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے پاس میں) تشبیہ غالب تھی اور میرے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) تنزیہ غالب ہے۔ اس تشبیہ کی ایک وہ صورت تھی جس میں آپ کو تصور ہوتا تھا (کہ اللہ تعالیٰ کی مقدس شکل سفید و ازہمی والی

اور یہ سماع کی مکمل ہونے کے لئے رکاوٹ تھی جیسا آپ نے بھی سمجھ بھر جب انحر سے تعلق ہوا تو اس تعلق کی وجہ سے آپ پر بھی تخریب کا حزن غالب ہوا (کہ انہ شکل و صورت سے پاک ہے) تو وہ شکل تصور سے نکل گئی اور میلان سماع کی طرف میلان ایک فطری اور طبعی بات ہے۔ جب رکاوٹ نہ رہی تو صحت بات کا تقاضہ واپس لوٹ آیا۔ یہ تو میلان ہونے اور میلان نہ ہونے کی حقیقت ہے۔ باقی مولانا کا میلان اس میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ رہاں تصور سفید رنگ میں ہونا بہت نہیں کسی اور جمیل صورت میں ہونا تو کما جوت بہت کا سبب ہے۔

۱۔ خواب کا قصہ دوسرے سے بھی مشکل ہے۔ مگر اور جو بات کہی ہے اس کی وجہ سے کھوکھلا سا ہے۔ اس سے پہلے ایک ابتدائی بات سمجھ لیجئے کہ سمجھی ایسا ہوتا ہے کہ مسبب ہول کر مسبب مراد لینے ہیں (یعنی ایک چیز ہولی جاتی ہے مگر مراد دوسری چیز ہوتی ہے) جیسے بھینس کو آجاتا ہوا دیکھ کر میوں کہیں دودھ آگیا اور اس سے مراد لیں کہ بھینس آگئی حالانکہ دودھ نکلتا یا کھتا بھینس آئی ہے تو دودھ کا سبب ہے اور دودھ بھینس کا مسبب ہے۔

اب سمجھئے کہ اوپر یہ بات معلوم ہو چکی کہ تشبیہ کا غلبہ سماع کی طرف میلان نہ ہونے کا سبب تھا (اب یہاں تشبیہ کا غلبہ سبب ہے اور سماع کی طرف میلان نہ ہونا مسبب ہے)۔

اس لئے خواب میں وہ تقسیم ہو جانے والی چیزیں اسوئل اور اذواق (مزاج) ہیں اور سماع (جو کہ مسبب ہے) نہ سننے سے مراد اس کا مسبب تشبیہ ہے (یعنی سماع نہ سننا جو مسبب ہے اس سے مراد سبب تشبیہ ہے) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تشبیہ کا غلبہ ان احوال کے لئے رکاوٹ ہے۔ اور سماع سننے سے مراد تخریب ہے (یہاں تخریبہ سبب ہے سماع سننے کا اور سماع مسبب ہے تو) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تخریب کا غلبہ ان احوال کے عطا ہونے کا سبب ہے گویا آپ کو تشبیہ کے مزاج پر تخریب کے مزاج کا رجحان دکھایا گیا ہے۔

خاتون: چند خواب حضور میں بیان کرتا ہوں۔ تمہیں چاہتا ہوں۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بکلی میرے پاس آکر گر گئی اور بہت دیر تک روشن رہی۔

تحقیق: بہت مشتاقہ چشمہ ہے مبارک ہو۔

خاتون: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میں کھڑی جا رہی تھا۔ میرے قلب میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں کسی بزرگ کی قبر ہے جو ایسی حالت پیدا ہوئی معلوم ہوا کہ نہیں اس کے بعد ایک مکان ملا اس میں داخل ہوا چند لوگ تشریف رکھتے تھے مجھے بلا کر ایک جوتا کپڑا سفید دی۔

تحقیق: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے تعلق کو فیض عطا فرمائے۔

خاتون: جس شب کو جناب مولوی صاحب کی ہلیہ کا انتقال ہوا میں نے دیکھا کہ حضور میرے غریب خانہ پر

شرف لائے میں یہاں گویا مقید تھا۔ میں نے چارہ خدمت میں پیش کیا حضور نے متاوا فرمایا۔
تحقیق: ظاہر ہے۔

تحال: احقر کو ایک روز سونے میں ایک ایسی حالت معلوم ہوئی کہ ایک نورانی روشن منہ دیدہ ہوا۔ بندہ نے اس پر چہرہ احباب کے ساتھ جن کی تعداد سات آٹھ ہے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ کنارہ پر حضرت والا غائب یا کوئی اور بزرگ کھڑے تھے۔ بندہ نے پوچھا کہ کیا میں ادھر سے اوپر کی طرف جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ ہاں بے تکلف چلے جاؤ۔ بندہ ان احباب کے ساتھ چلا گیا۔ اور کئی آسمانوں تک جا کر میر کر کے ساتھیوں کے ساتھ بہت جلد اور جیزی سے واپس آ گیا۔ واپس آیا تو بزرگ موصوف پھر کھڑے تھے میں نے عرض کیا کہ اس طرح پھر بھی جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ جب جی چاہے بے تکلف جا سکتے ہو یا بولنا کر دو۔ چنانچہ بندہ پھر دو بار چہا اسی وقت چڑھا اور آگیا اور غوراً آٹھ مکمل گئی تو معلوم ہوا کہ تمام بدن اچھل رہا ہے اور تمام بدن میں اعتماد و جلالت پیدا ہے یہاں تک کہ پٹلیوں میں بھی لذت کا ادراک (احساس) ہے اور قلب میں نور و سرور بھرا ہے۔ اس قسم کے واقعات بندہ نہ تو محسوس کرتا ہے اور نہ زیادہ دلچسپی ہے ایک حالت طور پر کی اطلاع کے عرض کیا۔

تحقیق: محسوس ہے محسوس نہیں۔ یہ پھر نزول کی بشارت ہے۔

تحال: ایک رات عشا کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور نور نے احقر کو زمین کی سیر بخوبی کی کہ نئی عمر ہے ہاتھ اچھی طرح یاد نہیں کہ ساتویں زمینوں کی سیر کرائی یا ایک دو کی (سیر کرائی) جو سرور اس سیر میں تھا یہ ناش ہے۔ ہر ہے اس کے بعد عرض عظیم اور کرسی کی سیر کرائی اور بڑے محنت میں بڑی شان و شوکت سے احقر کو دستار بندی کی اور فرمایا کہ آپ کو بیعت کی اجازت عطا ہے۔

تحقیق: بشارت ہے کہ تقصیر تک پہنچنے کا حصول ہوگا۔

تحال: دوسری رات بارہ صبح اور تہجد کے بعد احقر لیٹ گیا۔ سونے جاگنے کی حالت میں دیکھا کہ حضور نور ہا متور **صلوات** کی زیارت کا شرف حاصل ہوا دیکھ کہ (آپ **صلوات** کا) سہرا بدن مبارک و غرور و تحریف (کمزور) ہے۔ یہ حالت دیکھتے ہی بہت غم و دکھ ہوا۔ حضرت یہ دیکھ رہا اور روتہ رہا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد آنکھ مل گئی۔ اب بعض اوقات یہ بات یاد آتی ہے اور گریہ طاری ہوتا ہے کہ یہ جہوری بدینی کا اثر ہے۔

تحقیق: آپ کی بدینی کا اثر نہیں بلکہ اسام کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے جو کہ ظاہر ہے اس لئے بعد ورس و تدریس سے اعلا سے دعا ہے اس کی خدمت کرے قوت دینی چاہئے۔

تحال: دست و عشاء کے بعد خواب میں دیکھا کہ احقر تھانہ بھون میں حضور کی زیارت کے لئے آیا ہے۔ اسی

وقت ایک دو آدمی اور بھی کراچی سے زیارت کے لئے آئے ہیں اور جواری کے نرم خوشہ جو کہ ہمارے ملک میں
میں خوشوں کا تاج نکال کر کپکا کھاتے ہیں۔ وہ خوشہ بانٹ رہے تھے، احقر کو بھی ایک وہ خوشہ دیا۔ اسی وقت احقر
نے دیکھا کہ حضور انور مسجد میں اکیلے لیٹ رہے تھے فوراً معاملہ کے لئے آیا تو حضرت اقدس نے احقر کو
سہارے میں لے لیا جیسا کہ مشفق باپ عت کے بعد اپنے صالح بیٹے سے ملتا ہے اور بہت پیار کرتا ہے۔ غرض
بہت دیر تک پیار فرمایا۔ احقر کو بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و ہمد کی شفقت ہے۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ
کا فضل ہے۔

حقیقی: بہت زیادہ مناسبت کی طرف اشارہ ہے جو فیض کا ذریعہ ہے۔
تحال: ایک رات تہجد اور بارہ شیخ کے بعد خواب میں دیکھا کہ میری حقیقی بہن نے احقر سے کہا کہ مجھے اسی ذکر
اللہ کی تعلیم دو۔ چنانچہ احقر نے تعلیم دی۔ بس تعلیم دیتے ہی اس پر حالت طاری ہوئی۔
حقیقی: بشارت ہے کہ آپ سے فیض ہوگا۔

تحال: آج جمعرات کی رات ایک خواب دیکھا کہ جس سے طبیعت اور زیادہ منتشر ہوئی وہ یہ کہ کسی جگہ پر حضور
خریف فرمائیں حضور کے متوسلین (تعلق رکھنے والے مریدین) بھی بہت ہیں۔ مگر میں خلیفہ عزیز الحسن صاحب
کے علاوہ کسی کو پہچانتا نہیں ہوں اور یہی آپ کے ساتھ زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضور اس خاکسار
سے کچھ گفتگو فرمانے لگے۔ اس میں بندہ کے بارہ میں حضور کی محبت ایسی معلوم ہوئی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ
کی حضور کی محبت زیادہ نہیں ہے بلکہ میری محبت سے زیادہ حضور کو میرے ساتھ محبت ہے۔ یہ احساس ہو کر دل
قہو میں نہ رہا۔ اس کے بعد کسی کے یہاں سے بلا سے بلا سے کسی چیز کے کلوے کھانے کے لئے آئے۔ معلوم ہوا
کہ سب کی دعوت ہے۔ بندہ ہاتھ دھوئے گیا اور بندہ کے سامنے دو حصے تھے مگر جب ہاتھ دھوئے گیا تو ایک حصہ
پر کسی نے قبضہ کرنا چاہا مگر خوجہ صاحب نے اس آدمی سے کہا کہ یہ فلاں کا حصہ ہے تم اور جگہ بنو۔

اس خواب کے بعد اسی کے سلسلہ میں یہ معلوم ہوا کہ میں کسی جگہ پر جا رہا ہوں اور راستہ میں کسی مسلمان
کے یہاں شادی ہے اور وہ نایاب کرا رہا ہے۔ میں جب قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو درختوں پر تھیلے اور اشعار پڑھ رہی
ہیں۔ مرد وہاں کوئی نظر نہیں آتا۔ میں اپنا سر نیچا کئے ہوئے وہاں سے گزرا چونکہ وہ راستہ پر کھڑی تھیں۔ اس وجہ
سے وہاں سے ہوا کی پٹواری کی صورت نظر آئی مگر چہرہ پر نظر نہیں آئی۔ مگر ان کی آواز نے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ دل بھر
آیا۔ آگے بڑھتا تو ایک شخص جو اہل حال..... کی صورت بنائے ہوئے تھے۔ کھڑے کو رہے تھے۔ مجھ کو معلوم ہوا
کہ یہ شخص بنا ہوا ہے اس کے بعد میرے دل پر اور زیادہ اثر ہو گیا۔ اس وقت میں بہت زور سے چیخا اور چلا کہ

روئے لگا اور نورانیہ شعر حافظ (رحمۃ اللہ علیہ) کا ترجمہ چل رہا ہے۔

دل میری دوسم صاحبہ لال خدا را ﴿﴾ درو کہ راز پنهان خواهد شد آشکارا

ترجمہ: ”اے دل! واللہ! خدا کے لئے میرے ہاتھ سے دلی نکلا جا رہا ہے انسوئی پوشیدہ راز کھل

جائے گا۔“ (یعنی عشق کے آئینہ نگاہ ہوں گے اور راز کھل جائے گا۔) (یہاں حافظ مابین ص ۱۲)

اور دل کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب سینہ سے باہر نکل جائے گا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی تو

آنسو آگئے تھے۔ دل میں جو غیر معمولی حرکت پیدا ہو گئی تھی اس کو ہاتھ رکھ کر دیکھا تو ساکن تھا۔

تحقیق: اس خواب کا پہلا حصہ تو مفید و مستفید کی مناسبت اور کامیابی کی بشارت ہے۔ دوسرا حصہ ”الشیطان فی الامنیۃ“ شیطان کا دوسرے میں ڈال دینا ہے۔ جس کا تذکرہ دعا و استغفار سے کرتا چاہئے۔

تحال: خواب کی تعبیر کا امیدوار ہوں تجھ کے بعد ذرا سلیت گیا۔ دیکھا مائل شریف کا نسخہ بہت ہی خوشگذا سونے کے حروف و جلد سانسے موجود ہے۔ مگر میں جو حرف دیکھتا ہوں اس کو پڑھتا نہیں صرف ذکر کیا کرتا ہوں۔ ہوش آنے کے بعد دیکھا تو کچھ ٹکس مگر عطر کتاب کی خوشبودار مائل میں دس منٹ تک تھی اور یہ شعر زبان پر جاری تھا۔ اور دل کو نہایت سرور تھا۔

عطر بیز است باد نوروزی ﴿﴾ خلقی را نیست حاجت عطر

ترجمہ: ”نوروزی ہوا عطر پھیلا رہی ہے مخلوق کو عطر کی ضرورت نہیں ہے۔“

نیز کئی کچھ نہیں۔

تحقیق: کئی روز تک اس خواب کے اسی طرح خوشبو کی حقیقت کے سمجھنے کے انتظار میں یہ خط لکھا رہا۔ زیادہ دل کو بھی لگا کہ یہ خواب جاگنے کی یہ کیفیت دونوں صرف خیال ہیں۔ واللہ اعلم

تحال: اب کچھ خواب عرض کر کے تعبیر چاہتا ہوں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک تالاب پر میں نے بہت سے لوگوں کے کپڑے ملبوں سے خوب صاف کئے۔ جن میں سے ایک جناب قاری صاحب بھی ہیں۔ مگر میرے پاس ایک ٹوپی ہے جو بہت کالی ہو رہی ہے اس میں بھی ملبوں لگایا مگر دل میں یہ آہ یہ دھویں میں بہت ان رہی ہے یہ جلدی صاف نہ ہوگی۔ فرض اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: آپ سے دوسروں کو بھی نفع پہنچا اور اخیر حصے میں اشارہ ہے کہ نفس پہنچانے والے کو بھی اپنی فکر نہ چھوڑنا چاہئے۔

تحال: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میرا ایک کھنکھل کا درخت ہے اور پھل اس میں بہت ہی توپا اور کچھ پھل

حَال: ایک رات خواب میں دیکھا کہ عید اظہر ہے۔

تحقیق: مبارک خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ چاند ختم ہونے کا اور مشاہدہ شروع ہونے کا وقت قریب آیا ہو۔

حَال: احوال کچھ نہیں۔

تحقیق: یہ جو کچھ لکھا ہے سب احوال علی ہیں۔

حَال: ایک دن تین بجے کے قریب دن کو سو رہا تھا۔ مجھ کو ایک سفید کپڑے کی جھلک چڑی اور یہ آواز معلوم ہوئی جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کا مبارک نام آئے اس کے شروع میں سیدنا کہہ دیا جائے اور آخر میں ﷺ نہ کہا جائے یہ لوگ برا کرتے ہیں۔ اس آواز سے میری آنکھ کھلی گئی۔ میں نے چادر طرف دیکھا تو کوئی آدمی بھی نظر نہیں آیا۔

تحقیق: تو آخر میں بھی ﷺ نہ کہہ دیا کریں۔

حَال: اب چند خوب عرض کرنا ہوں دن رات کی قید کے بغیر اور پہلے اور بعد کی رعایت کے بغیر کیونکہ کئی خواب جمع ہو گئے اس لئے یہ باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ بعض میں یہ بھی ہیں انہیں ذکر بھی کروں گا۔

① ایک دفعہ قیلونہ کے وقت سو رہا تھا کہ خوب میں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ حدیث "انکم سترون ربکم عیاناً و فی دواہہ لا تضامون فی رویہ" جب تم اپنے رب کو اپنی کلی آنکھوں سے دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے۔ میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں تم کچھ بیان کرو۔ تعینِ رشاد کی غرض سے کچھ بیان کر رہا تھا کہ بیان کے درمیان ایک شخص نے نمبر کی نرنگے لئے جکا دیا۔

② ایک روز قیلونہ میں تین دفعہ آنکھ کھلی وہ ہر دفعہ زبان پر یہ شعر جاری رہتا تھا کہ

بسوئے جامان زجان مشتعل ۵۵ ہذا صیب از جہاں مشتعل

تو چمکا: محبوب کے عشق میں جان سے غافل ہے دوست کے ذکر کی وجہ سے جہاں سے غافل

ہے۔

③ خواب میں دیکھا کہ میں مکان پر گیا ہوں اور جو سیدان میرے پیٹن ٹکھڑا ہے وہ دہشت و سبغ نظر آیا۔ سارے میدان میں برف بھاہو ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اس کاؤں والوں کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے چنیل سیدان کو برف سے آراستہ کر دیا۔

⑤ خواب میں دیکھا کہ روزِ دواموں کا مجمع ہے اور میں نے اپنے مکان سے اس کے انتظار کے لئے بیٹھی چیزیں رکھیں۔

⑥ خواب میں دیکھا کہ میں جامع مسجد تھانہ بھون سے مکان جا رہا ہوں اور دھوپ ہے مولوی صاحب نے پوچھا تم نے اپنی جمعہ کی کیا کی۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب ... لے گئے۔ انہوں نے کہا دیکھا بھی ہے کہ ویسے ہی کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ اچھی طرح تو خیال نہیں کیا مگر غائباً ہی لے گئے۔ اتنے میں مکان پہنچ گیا۔ ایک گلی میں جا رہا تھا کہ کچھ ٹھکر پاؤں اوپر سے گرنے لگیں۔ میں نے کہا کہ یہ جنت گراتے ہیں مولوی ... نہیں معلوم کہاں گئے۔ مگر اب میرے ہاتھ میں جمعہ ہے۔ دو چار ٹھکرپاں گریں اس کے بعد چھوٹے پتھر پڑے۔ دو دستے گرنے لگے میں جلدی جلدی کلمہ طیب پڑھنے لگا اور ایک مکان قریب تھا اس کے اندر چلا گیا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ وہ جگہ میں بالکل محفوظ رہا۔ روزِ برابر بھی مجھے چٹ نہیں لگی۔

⑦ خواب میں دیکھا کہ مجمع ہے اور حضرت بھی مجمع میں شریک ہیں ایک رقعہ ہے جس کو مولوی صاحب جمع دلوں کو سناتے ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت تھانوی دستِ برکاتِ حم و فو ضمیمہ پڑے کائنات ہیں اور ان کا کھانا اہل کمال یہ ہے کہ جو حضرت سے کچھ بھی محبت اور مشابہت پیدا کرے اسے حضرت اللہ تعالیٰ کی عود سے حاصل کر دیتے ہیں۔ مشابہت کا لفظ جو عربی میں تھا مولوی صاحب سے نہیں پڑھا جاتا تھا۔ میں ان کو سناتا تھا۔ کہ بھی جڑتے کیوں نہیں۔ حضرت سے مشابہت پیدا کرنے والا مضمون رقعہ عربی میں تھا۔

⑧ گل رست میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جہاز پر لوگ سوار ہیں اور اس کا ناخدا میں ہوں۔ میں خواب میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ خواب حضرت سے ضرور بیان کیجئے۔ حضرت اس کی تعبیر انشاء اللہ بہت اچھی دیں گے۔ اور اس جہاز میں نہ مشین تھی نہ ہر نہ مشول نہ دھواں تھا۔ اس کے چھنے کی مسودت یہ تھی کہ طول کے دونوں کناروں پر چڑھ کر اور کچھ ہاتھوں کے زور سے چلتا تھا آٹھ کھلی تو دیکھنے والا میں تھا۔

تَجَرُّبِی: اخیر خواب کے معنی یہ ہیں کہ آپ دونوں صاحب انشاء اللہ تعالیٰ عالمین کے قائد ہونے والے ہیں۔ پانچویں خواب کے معنی یہ ہیں کہ شیاطین کے حملوں و دھماکوں وغیرہ سے انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور بقیہ خواب بالکل ظاہر ہیں۔

حُکَّان: کل چاشت کی نماز کے بعد اہم ذات کا ذکر کر کے جس المیز پر چڑھا سوسمیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میں بر حافہ ... حضرت کے پاس بیٹھے ہیں اور میں بہت سی بے تکلفی سے جیسے کوئی بے تکلف دوست گفتگو کرتا ہے

حضرت سے گفتگو کر رہا ہوں اور تعجب بھی کرتا ہوں کہ تو تو حضرت کے سامنے بے تکلف تو کیا بے تکلف بھی بھی گفتگو نہیں کرتا۔ گفتگو کے درمیان آئے اور حضرت سے کچھ گفتگو کر کے چلے گئے۔ جانے کے بعد حافظ صاحب نے حضرت سے پوچھا..... نہیں آئے میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت حافظ..... صاحب پر خوب طاری ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں جی حافظ صاحب کو مقام خاص حاصل ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے عرض کیا کہ جناب حافظ صاحب..... یہیں پر سامنے آئے اور بیٹھے اور گفتگو کی اور چلے گئے اور آپ کو پتہ نہ چلا اس کے بعد کھانا آیا۔ حضرت اور چند اشخاص (جن کی پہچان ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی) کھانے میں شریک ہوئے۔ حضرت میرے ساتھ شریک ہوئے اور سب لوگ جلدی سے فارغ ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ مگر میں کھانا بند نہیں کرتا تھا۔ اور کھانا چاہا تھا۔ دودھ بھی اور شیرینی اور خشک چیزیں تھیں۔ میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میری خوراک تو اتنی نہیں تھی اتنا کیوں کھانا ہوں حضرت فرماتے جاتے ہیں کہ بھئی تم خوب کھاؤ۔ چار چیز تک کر۔ اور مطلب اس جملہ کا یہ تھا کہ یہ کھانے تو کچھ ایسے عمدہ نہ تھے مگر چونکہ کئی شخص نے اس کھانا اس نے عمدہ ہو گئے۔ مگر حقیقت میں وہ کھانے بہت لذیذ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کو کی جگہ "کر" (یعنی ایک کی جگہ جمع کا صیغہ فرمائیے) کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا تو اچھا "کر" کر دو۔ مطلب یہ تھا کہ اس کے ساتھ خصوصیت نہ رہے بلکہ چار شخص ہر چیز کو عمدہ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی صاحب دیکھئے حضرت نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ چار چیز تک کر۔ مطلب میرا یہ تھا کہ انہیں تسکین دے دوں۔ کیونکہ انہیں اپنے متعلق اطمینان نہیں۔ اگر کر دیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ میں تو ابھی چند بوقت زورے کر اپنے کو منافق سمجھتا تھا۔ مخاطب کرنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ جناب مولوی..... صاحب کو کشف ہوا کہ مولوی..... صاحب کو بارگاہ اشرفی سے لاشعور ملی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سرمد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مشابہ ہیں۔ یہاں ہی مولوی..... صاحب نے کچھ دیکھا اور سب کا حضرت نے اچھا جواب لکھا۔ غرضیکہ چار کا عدد پورا ہو گیا۔ اطمینان رکھو تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ جنوں کا اس خواب میں ذکر ہے سب کی کامیابی کی علامت ہے۔

حال: اب دو چار خواب لکھتا ہوں جو پچھلے پرچہ کے بعد نظر آئے ہیں۔

(۱) حضرت نے مجھے کئی قسم کے طلع عنایت کئے جن کو میں استعمال کر کے اور کچھ ہاتھ میں لے کر مسجد میں بیٹھا اور بہت تیز اور بہت عمدہ خوشبو ہے۔

تحقیق: انظار و نفع کی بشارت ہے جس کا مصداق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس وقت بتا دیتا ہوں۔ میرے نزدیک آپ بیعت کی اجازت و تعظیم و تقمیر کے اہل ہیں۔ خدا کے نام پر مخلوق کی خدمت کیجئے۔ اور اپنے خاص خاص احباب سے اس کو ظاہر کر دیجئے۔

خاتمی: (۲) میں مکان پر گیا ہوں اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ جب میں امامت کے لئے کھڑا ہونے لگا تو تعمیرِ تحریر سے پہلے میری زبان سے ایک دفعہ لفظ اللہ آیا لگا کہ سر سے جڑ تک بلا دیا۔ خیر بھرا ہے کوستبال کر تعمیرِ تحریر کی۔ اس کے بعد لکھی ہے خودی ہوئی کہ زمین پر گر گیا۔

تحقیق: اس کی تعمیرِ جمع بین ظاہر و باطن (یعنی ظاہر و باطن کے ایک ساتھ ہونے کی) ہے۔
خاتمی: (۳) دیکھا کہ ایک مرد ہے اسے بہت سارے گدے جمع ہو کر کھا رہے ہیں۔ میں نے سب کو اڑا دیا اور سب ان گدے۔ مگر دو چار پھر واپس آئے۔ میں نے غرت کے لہجہ میں کہا کہ کیسے کھاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس سے بھگوتا ہیں۔

تحقیق: ہماری دنیا کی شکل دکھائی گئی۔
خاتمی: ایک جگہ چند درخت ہیں جو بہت ہی کانٹے دار ہیں۔ میں اس میں چلا گیا تھوڑی دیر تک رہا اور چلا آیا۔ مجھے کانٹے نہیں چبھے مگر وہاں چلا آیا۔ کوئی کہنے لگا کہتا تھا کہ گنہگار کو خدا کے عذاب کو ایسا ہی گھبرے ہوئے سمجھنا چاہئے۔ جیسے یہ کانٹے دار درخت چاروں طرف سے ہیں ہر طرف سے کھائے جائے اور ہر جگہ پھیرا جائے کانٹے ہی پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی یہ مثال سن کر میں بہت رو دیا تعمیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: معاصی و معصیات (گناہوں اور گناہوں کی) مثالی شکل دکھائی گئی۔
خاتمی: معرفت والا مدظلہم بعد السلام حکیم و رحمت اللہ علیہ ہے کہ بندہ کو جب اللہ تعالیٰ سے ملنے کی زیادہ بے چینی ہوئی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ جہان پر زلزلہ سا ہے اور قلب اود آنکھوں سے ذات حق کی جلی بغیر کسی خاص فعل و صورت کے ہوئی مگر اس سے میری نہیں ہوئی (یعنی پیاس نہ تھی) تو فوراً اس پہلی حالت سے زیادہ واضح جلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی میری نہیں ہوئی تو میری بار دوسری دفعہ سے بھی زیادہ واضح جلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی میری نہیں ہوئی یہاں تک کہ پانچ یا سات بار تجلیات کا ظہور ہوا۔ اور ہر بار بے چینی اور شوق زیادہ ہوتا گیا۔ مگر میری نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آٹھ کھل گئی۔ عرض ہے کہ اس خواب کی تعمیر کیا ہے۔

تحقیق: اس طرف اشارہ ہے کہ طبع میری تنزیہ میں نہیں ہوتی۔ صرف تشبیہ ذات حق پر ناممکن ہے اس لئے میری کی طلب کرتا حال چیز کی طلب کرتا ہے۔ والنسم ما قبل فیہ سے

ولا زام در ہر دو لا زام جو ﴿﴾ اب در تھکی شک و بر خرف جوئی
 در تھکی شک "محبوب" کو میں ہے اور محبوب کو افسوس دہے ہیں۔ نہر کے کنارے پر ہیں اور ہوت
 پیاس سے شک ہیں۔
 ہالینا قیل سے

مصلحت نیست مرا سیری از آب حیات ﴿﴾ ضاعف اللہ بہ کل زمان عیشی
 تھکی شک "میرا اس آب حیات سے سیراب ہو جانا اچھا نہیں۔۔۔ بڑھتی رہے فضل خدا سے یہ
 پیاس ہر دم یونگا۔"

چونکہ کبھی کبھی شدت شوق میں ایسی ہوں پیدا ہوتی ہے جو منت کے خلاف ہے۔ ہذا اس کی اصلاح رحمت
 ہے اور آخرت میں چونکہ طبیعت کے خواہش بدل جائیں گے ہذا مرحلہ حزن یہ کامرتہ بھی تسلی بخش ہو جائے گا اور آتی
 مرتبہ کے مناسب رویت بھی ہوگی۔

حالت: بہت دن ہوئے خام نے یہ خواب دیکھا تھا کہ کوئی شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے مصافحہ کیا تو میں
 نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں پر بال ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو یہ جواب دیا کہ میں جنات کی قسم
 ہوں۔ اس کے بعد (اس محتاج نے کمری شمش) راہداری مرحوم کو دیکھا کہ وہ میرے پاس تشریف لائے۔ خادم
 کے سینہ پر کلام مجید رکھا ہے۔ ان سے یہ عرض کیا کہ میرے سینہ پر سے کلام مجید اٹھا کر صندوق پر رکھ دو۔ اسی دن
 سے خادم کی حالت بہت ہی ردی ہے۔ نر ز پڑھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ ایسی نماز سے کیا
 فائدہ جس سے حق تعالیٰ کی بے نیلی ہو۔ نہ مجھ سے کلام مجید پڑھا جاتا ہے۔ غرض دعا کا امیدوار ہوں۔

اگر جناب والا فرمائیں تو حاضری کے لئے تیار ہوں مگر چہ کمزوری کی وجہ سے میری حالت ایسی نہیں کہ سفر
 برداشت کر سکوں تھکی حد سے زیادہ ہے اجابت کی کئی روز نہیں ہوتی۔ ارٹڈ کی کاتل چٹا ہوں شب اجابت ہوتی
 ہے۔ اس جیسی تکلیف کا تو خیال نہیں جتنا اپنی اس حالت کا رنج اور ملال ہے۔ براہ بندہ پروری اگر فرمائیں تو خادم
 واپسی پر خدمت عالی میں حاضر ہو۔ یا جیسا حکم ہو قبول کروں۔ مجھے اپنی حالت پر حد سے زیادہ افسوس ہے۔

تحقیق: کچھ افسوس کی بات نہیں۔ یہ مناجات اللہ امتحان ہے کسی اپنے کام میں لگے رہیں خواہ جی گئے یا نہ
 گئے۔ امتحان میں پورا اترنا ہی ہے (کہ کام میں جی چاہے نہ چاہے لگے رہیں) اللہ تعالیٰ بہت جلد حالت
 درست ہو جائے گی۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیں۔

مستورال: رمضان شریف کے اندر ویر و غبار کی وجہ سے دو روزوں کے افطار میں شک تھا کہ شاید غریب سے پہلے

اظہار ہو گیا ہے خواب میں معنوں: داکہ بے شک وہ انتظار غروب سے پہلے ہی تھا۔ ارشاد فرمایا کہ ان (دروازوں) کی قضا ادا کروں۔

چنانچہ: خواب سے کوئی حکم ثابت نہ ہونگا اگر اظہار سوچ بچار کر کیا ہے تو قصا نہیں۔ لیکن اگر کوئی مزید اطمینان کے لئے قصا رکھ لے۔ تو خرابی ہوگئی نہیں۔ دوسروں پر ظاہر نہ کرے کہ وہ خواب سے حجت پکڑنے لگیں گے۔

خالد: خواب: حضور والا ایک عالی شان مکان میں ہیں حالب علموں کو درس دے رہے تھے۔ بندہ فاضل پر تھا۔ حضور کے تشریف رکھنے کی بندہ کو اطلاع نہ تھی۔ اور تحصیلدار... سجدے نمازی ہیں۔ ان صاحب نے ہر اہم تھ پڑ کر در سے دکھا کر کہا کہ ہمارے بیرو مشدیہاں آئے ہیں ملاقات سے شرف: وہ آؤ۔ ان کے کہنے سے بندہ نے بہت ہی خوشی سے حضور کی خدمت بابرکت میں آکر السلام علیکم کہا۔ حضور والا نے علیکم والسلام فرما کر بندہ سے مصافحہ کے لئے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ حضور کو اپنے دست مبارک بڑھاتے دیکھ کر بندہ بہت پریشان ہو کر اسی وقت قدم مبارک کو ہاتھ کا قدم پوسی (بیروں کو بوسہ دینے) سے شرف ہوا بندہ کو قدم پوسی سے شب دروازہ بابت خوشی و فرحت رہی ہے حضور مصافحہ نہ کرنے سے پریشانی ہے۔

چنانچہ: پریشانی کی بات نہیں۔ چونکہ میں نے ابھی آپ کو بیعت نہیں کیا تھا۔ محراب اتباع کرنے گئے۔ تو اتباع کرنے کو پیر کے ساتھ تعلق کی شکل میں کہ عبادہ میں قدم بھند پڑنا کہتے ہیں۔ معیت نہ ہونے کو ہاتھ کے ساتھ تعلق نہ ہونے کی شکل میں دیکھا کہ عبادۃ بیعت مصافحہ بالید (ہاتھ ملانے) سے ہوتی ہے۔ سوابب نوکلا علی اللہ (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے) آپ کو بیعت بھی کئے لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔

خالد: اپنی بداعلیٰ پر غور کر کے شعر احب الصالحین است مہم الخ اور

گریک ہیں یا یہ ہیں پھر آخر تین تمہارے ﷺ نسبت بہت اچھی ہے اگر حال ہا ہے

کو چھ کر اپنے کو تسلی دیتا ہوں اور دنیا میں جلد ترح کے حاصل ہونے کے بارے میں حضرت مولانا

احمد ربی رجبہ لکھتے تھے کے اشعار ذیل سے بہت اطمینان ہوتا ہے۔

چارہ می جویہ پے من درد تو ﷻ می شنوم دوش آہ سرو تو
سے تو انم ہم کہ بے ایں انتظار ﷻ رہ نامم روز ویم راہ گزار
چازیں طوقاں دوداں داری ﷻ بر سر جمع و سالم پانہی
لیک شیرینی و لغات مقرر ﷻ بست بر اندازہ رنج سفر
آنگہ از فرزند و خوشیاں بخورنی ﷻ کز غریبی رنج و حسرتباری

=====

① (خود) تیار اور میرے لئے کی تدبیر کر رہا ہے (اس لئے اس درد کو اچھا سمجھ چنانچہ) کل میں تہبازی ٹھنڈی آہ سنتا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ دیکھو درد کی وجہ سے آہ نکلتی ہے تو اس کے ذریعے مجھ تک ٹھنڈائی ہوئی۔

(منارج ہنزہ ص ۶۵)

② بے شک میں ایسا کر سکتا ہوں کہ اس (بھائی کے درد اور) انتظار (کی مصیبت) کے بغیر مل جاؤں (اور) تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں۔

③ تاکہ تو زمانے کے اس چکر سے چھوٹ جائے اور میرے وصال کے خزانے پر پاؤں رکھے۔

④ لیکن کھانے پر پہنچنے کی نذرت اور مزے سفر کی تکلیف کے اندازے پر ہیں۔ (یعنی ہم سے ملنے میں جتنی تکلیف اٹھائے گا اتنا زیادہ لطف اٹھائے گا)۔ (منارج ہنزہ ص ۶۵)

⑤ تو اپنے وطن اور رشتہ داروں (کے دیدار) سے اس وقت فائدہ اٹھائے گا جب کہ بے وطنی کی تکلیف اور مصیبتیں برداشت کرے گا۔

کئی واقعہ خواب میں دیکھا ہے کہ حضور احقر سے بہت خوش ہیں اور خاص احقر ہی کو مخاطب بنا کر تنہا رہ کر گفتگو فرماتی ہے۔ احقر بھی بلا خوف و تکلف حضور سے بات چیت کرتا ہے۔ مگر یاد نہیں کہ کیا گفتگو تھی۔ ایک دن یہ خواب نظر آیا کہ حضور والا نے سب ذاکرین کی دعوت فرمائی ہے اور دعوت میں فیملی یا اسی قسم سے دوسری کوئی چیز مفید کھانا شربت چینی پلایا گیا ہے احقر بھی مدعو تھا۔ مگر ایک دکان پر کھانا کھا کر ذرا سب سے پیچھے گیا تو حضور احقر کا شدت سے انتظار فرما رہے تھے اور پوچھا کہ اب تک کہاں تھے۔ میں نے بیان کیا کہ کھانا کھانے لگے۔ جناب نے اس کے بعد وہ پیالہ میں کی چیز دی۔ اس کو کھایا اس کے بعد شربت پلایا۔

ایک دن دیکھا کہ میں مکان پر ہوں اور ایک تالاب پر توں اس تالاب میں ایک سوراخ تھا جس کے اندر ایک اڑدہ تھما۔ میں نے مارنے کا قصد کیا مگر وہ اتنا بڑا تھا کہ دیکھ کر میں ڈر گیا۔ اسے میں بڑے بھائی نے ایک لالچی ماری۔ وہ کوہ کر زور سے میرے پاؤں میں کات کر بھاگ گیا۔ اسی طرح دوسرا اڑدہ نظر آیا۔ مگر یہ دوسری قسم کا تھا۔ اس نے بھی مجھ پر حملہ کر کے زخمی کیا۔ مگر مجھ کو کچھ بھی ترہش و دل نہیں ہوا۔ دوسرے لوگ اس کی تکلیف پر تعجب کرتے تھے اور سب واپس چلے گئے۔

ایک دن دیکھا کہ حضور مجھ کو رخصت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب تم جاؤ گھر کا انتظام دیکھو اور معمول بنادیا کہ اس کو پڑھا کرنا۔ تو میں بہت زوردار رہتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے ایک ہی وقت کھانا دیجئے گا مگر میں رہنے

دیکھتے میری یہ آزمائی جاتی رہے گی۔ حضور کی جدائی کی تکلیف نہ برداشت کر سکوں گا مگر حضور نے نہیں مانا آخر مجبور ہو کر مکان چلا گیا۔ اگر خواب مذکورہ الحق کے حق میں کچھ اچھی تعبیر رکھتے ہوں تو ارشاد فرمایا جائے جس سے آپ قسم کی قسمل ہو جائے اور آگے بڑھنے میں حوصلہ افزائی ہو۔

تحقیق: سب خواہیں مبارک ہیں۔ انشاء اللہ پورے نفع کی بشارت ہے۔

حال: الحق کے اصلاح اخلاق و اعمال کی طرف توجہ فرما کر خداوند کریم سے دعا فرمائیں کہ خدا جلد اصلاح کر دے۔

پیشینہ: اللہ عز و جل اصلاح فرمائے۔

حال: ایک ذاکر نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ قہر کی نذر کے بعد چاند کے دترے میں اللہ کا نام بہت خوش دل لکھا ہوا ہے اور میں اسے دیکھ کر ذکر کرتا ہوں۔ اس کی تعبیر کیا ہوگی۔

تحقیق: ہم لوگوں کا خواب ہی کیا۔ بالفرض اگر یہ خواب ہو تو تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ چاند سے مراد قرب ہو اس پر اللہ کے نام کا اثر ہو۔

حال: ایک دن یہ بیان کیا کہ ایک دن ذکر کے اخیر میں بس بگلی ہی بندھ گئی۔ یعنی جو لفظ زبان سے کہتا تھا وہی قندل سے دھکے کے ساتھ دعا تھا اور یہ حالت دعا کے ختم تک رہی۔ یہ بھی تحقیق فرما کر مطلع فرمایا جاؤں۔

تحقیق: (قوت) تخلیل کے حرکت میں آنے سے اعضا پر یہ اثر پہنچا محمود ہے کمال نہیں۔

حال: کترین نے تین چار بار خواب میں یہ دیکھا کہ ایسے مکان میں ہے جہاں تمام غلاہت ہے۔ کترین ایزی کے بل چل رہا ہے اور راستہ ڈھونڈ رہا ہے اور مل نہیں جس سے کترین کو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اصلاح نہ ہوگی۔ انہیں معذرت میں گرفتار رہے گا۔

تحقیق: توجہ ہم لوگوں کے خواب ہی کیا خاص طور پر جب مزاج طبعاً مستدل بھی نہ ہو۔ دوسرے اس تعبیر ہی کی کیا دلیل کیا اس میں یہ اشارہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان سب غلاہتوں سے بچا دے گا۔ چنانچہ ایزی کے بل چلنا بچے ہی کے لئے ہوتا ہے۔

حال: پرسوں میں نے ایک خواب عجیب حیرت انگیز دیکھا۔ معلوم نہیں کہ اس کی حقیقت ہے یا صرف حدیث نفس (جی کی بات) ہے میں نے دیکھا کہ جنت ہے اور اس کے درجے اس طرح ہیں کہ جنت کے اندر جنت ہے اور ہر درجہ میں ان کا درجہ درجہ بھٹا سے بلند ہے۔ پہلے مجھ کو داخل ہونے میں تردد ہوا کہ حق تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے جاؤں۔ پھر میں نے جی میں کہا کہ اگر کوئی روکے گا تو رک جاؤں گا۔ میں کسی کی مزاحمت کے بغیر اندر

چلا گیا۔ ایک درجہ میں میں نے اردو کا کو دیکھا اور غالباً رام و کنہیہ و صاحبوں کو دیکھا۔ اتنا خوب یاد ہے کہ بنو کے پیشوا یہ دونوں صاحب تھے۔ پھر میں چلا آیا تو کشن سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کیا آپ بت پرست تھے انہوں نے انکار کیا۔ میں نے پوچھا پھر آپ کیا کرتے تھے۔ ہاتھ سے انہوں نے اشارہ ستار کی طرف کیا۔ میں نے پوچھا اس (گوشت) کھانا کیسا ہے۔ اس پر وہ ناراض ہوئے میں نے کہا آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ سوکھانا کیسا ہے تو ہم کہیں گے حرام ہے۔ پھر انہوں نے یورپ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے پوچھا یورپ کے جھگڑوں کا کب خاتمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا ایک سال میں۔ میں نے پوچھا ترک و چین گے انہوں نے کہا تم کو کیہ پڑی ہے۔ میں نے کہا وہ ہمارے بھائی ہیں تو کہاں ہیں گے۔ دوبارہ عرض ہے کہ ہم مسلمانوں کی جگہ میں میرا بھی ٹھکانا تھا۔

تحقیق: مجھ کو تعمیر سے مناسبت نہیں خود بخود جو خیال میں آیا عرض کرتا ہوں۔ جس درجہ کی روایات سے میں لوگوں کی غفالت کا خیال پیچھا ہوا ہے۔ خواب جس سے کہ اس کے خلاف معلوم ہوا اس کا درجہ بھی ان (روایات) سے زیادہ نہیں۔ میں دونوں باتوں کا حاصل یہ نکلا کہ نہ ان کے ہدایت یافتہ ہونے کا یقین کرے اور نہ اس کی ضد کا یقین کرے۔ عجیب نہیں کہ اس رویہ سے اسی پر تنبیہ کی گئی ہو۔ اس سے مقصود زبان کے لہجہ ہونے (زیادہ) تم کرنے) سے روکنا ہو۔ اور ممکن ہے آلات موسیقی کا حرام ہونا پہلی وئی ملتوں میں نہ ہو۔ گوشت کے سونے پر ناراضی ممکن ہے۔ کہ اس وجہ سے ہو کہ طحال چیز میں کیوں شہید کیا جائے۔ باقی آپ کی تشبیہ دوسرے سوال کے ساتھ یہ حدیث انفس (جی کی بات) ہے۔ یورپ اور ترکوں کا قصہ و اللہ اعلم اور عامہ مسلمین کے درجہ میں دیکھا ممکن ہے۔ کہ باعتبار حال کے جو مساکین کے ساتھ بیٹھنے کی صورت ہو اور جزا و مال (بدلہ اور مستقبل) اس سے افضل ہو۔

حکایت: بندہ حضرت مولانا شہداء عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا خادم ہے۔ عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہا ہے۔ حضرت کی بہت عنایت تھی۔ حضرت کے ارشاد کے موافق حسب توفیق پڑھتا ہوں۔ حضرت والا سے بھی اسی گہی عقیدت ہے۔ حضرت کی حیات میں حاضر بھی ہوا ہوں۔ مولوی ظفر احمد صاحب و فشی ریشمی اللہ ین صاحب جناب کے خدام میں سے بندہ کو جانتے ہیں۔ بڑے روز دوپہر کے وقت خواب دیکھا کہ کسی مقام پر مسجد میں بعد نماز امام مسجد یہ فرما رہے ہیں کہ جو انفس جنتی ہوا چاہے وہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے مرید ہو جائے۔ اپنے آپ کو امام کے قریب پاتا ہوں۔ خواب کی حالت میں حافظہ مولوی واجد علی صاحب رائے پوری جو ایک دوست ہیں۔ ان کو امام سے مخاطب دیکھتا ہوں کہ دو کبر رہے ہیں کہ مرید ہوتے ہی جنت

میں چلا جائے گا۔ نام صاحب نے فرمایا کہ فوراً ہی چلا جائے گا تو جسے زمین پر چٹا ہوا مٹی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔

نکاح چاہو یا نہ خیال ہے یہ خواب ہے خیال نہیں ہے۔ اگر چاہاں کان کھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن دل نے نہ مانا۔ ہذا عرض ہے کہ اگر اس میں بندہ کے لئے جہالت ہے تو ایسی عریضہ کو بیعت کی درخواست سمجھنا چاہئے۔ حضرت قطب العالم مولانا عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوں مگر کام نہ کرے گا۔ اسوس ہے دعا فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی اگرچہ صورت میرے ذہن میں اس وقت نہیں مگر میں اچھی طرح پہچانتا ہوں اور محبت بھی رکھتا ہوں۔ اگر یہ واقعہ قلب حسن نعت کے سبب خیال نہیں ہے بلکہ خواب ہے تو تفسیر اس کی ظاہر ہے کہ بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھ کو تاریخ سنت کی تعلیم کا خاص اہتمام ہے وہ شخص جنت کا راستہ ہے۔ باقی خاص طریقے سے بیعت ہونا میرے نزدیک یہ مراد نہیں۔ سنت کی طرف جانے والے سے حلقہ و اتباع بھی مرید ہونا ہی ہے اگر آپ مجھ سے خدمت نہیں۔ ہذا نہیں۔

تحال: گزارش حال یہ ہے کہ خادم جس زمانہ میں جناب حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کی دعا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک شب خواب میں سنا کہ کوئی کہتا ہے ”ما ابوبلدا برید“ (میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے) اس خواب کی مدت تو خادم کو یاد نہیں ہے۔ اطلاعات تحقیق کی امید کی وجہ سے جوش غم مت ہے۔

تحقیق: اس عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ ”میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے۔“ میرے نزدیک اس میں تعلیم تھی کہ زیارت نبوی ﷺ کی تمنا جو پوری نہیں ہوئی۔ اس سے دل ٹوٹے ہوئے نہ ہوں۔ ہم وہی کرتے ہیں جو رحمت اور سکنت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو بندہ چاہے ہم وہی کریں یہ وہی مسئلہ ہے جو میں کہا کرتا ہوں کہ جو ارادہ کے اختیار میں نہ ہو اس کا ہر پہلو خیر ہے۔ خدا اس کے پیچھے پڑنا ہی کو مقبولیت یا مردودیت کی غلامت سمجھو۔ تربیت السامک کو غور سے نہ دیکھنے سے غالباً انہی یہ غلطی آپ کی قلم نہیں ہوئی۔

تحال: حال میں ایک واقعہ ہوا جس سے بہت کچھ کی ہوگئی۔ وہ یہ کہ ایک مدت خواب میں دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور یوں کہہ رہی ہوں کہ انسوؤں مجھ کو یہ کیا ہو گیا کہ بندوؤں کے عقیدے دل میں آتے جاتے ہیں اور ایمان سے (نمودہ پابند) دل خالی ہوتا ہے۔ آرموت آگئی تو کیا ہوگا۔ دل میں ایک جیسپ کیفیت تھی گویا کوئی چیز دل سے نکل رہی ہے جو مجھے کے بعد زاید پریشانی نہ تھی لیکن عصر کی نماز میں اچانک خواب یاد آیا اور اتنا صدمہ و پریشانی

ہوتی کہ بیان سے باہر ہے۔ نماز کے بعد خوب دعا مانگی کہ میرے ایمان کی یا اللہ! آپ علی حفاظت فرمائیے۔ اس سے کچھ سکون ہوا۔ مگر رات کو سونے کے وقت تک یہ حالت رہی پھر صبح بچھڑے۔

آج پھر عصر کی یعنی دوسرے نماز میں وہی خواب یاد آیا اور پہلے سے بھی زید خراب حالت ہوئی کہ زندگی بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ موت سے بھی غمت داشت ہوتی ہے۔ مشاغل سے نماز پوری کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ سب شیطان کی خزانہ ہے فوراً باتیں جو تپ تھکارا اور کہا جاوے۔ میرے ایمان کا اللہ پاک محافظ ہے تو کچھ نہیں کر سکا۔ الحمد للہ ابھی حالت درست ہوئی۔ اگرچہ نثر دیر تک دم۔ پھر بغضب یہ نصیحت بھی پیش نہیں آئی لیکن ابھی جب خیال آتا ہے تو خوف معلوم ہوتا ہے۔ محسوس حسنہ حمد کی دعا کرتا ہوں اور جناب والا سے بھی دعا کی جاتی ہوں۔

تحقیق: خیر اس خواب میں بھی ایک خیر کا پہلو تھا۔ ”عسی ان نکروا شئ و هو خیر لکم“ (کبھی تو کسی چیز کو ناکارہ سمجھتے ہو مگر وہ تیرے لئے خیر ہوتی ہے) اگرچہ شیطان کی طرف سے غشیں کرتا تھا مگر

وہ خود خود سب خیر کر خدا خواہ

کہ اگر اللہ چاہے تو دشمن بھی خیر کا سبب بن جاتا ہے۔

تجلی: بندہ نفسہ تعالیٰ زور دے نے حضور والا سے اپنا کام کر رہا ہے مگر غرض یہ ہے آج کل تقریبن اور حضرت والا کی جدائی کی پریشانی کی وجہ سے حالت بہت ہی اتر ہو رہی ہے۔ دوبارہ کچھ غش ہو رہا ہے۔ انہیں تفکرات اور پریشانیوں میں تھا کہ ایک رات کو جو بندہ سو رہا تو یہ خواب دیکھا کہ بندہ نے گاجر کا حلو تیار کیا ہے اور صبح دہجی کے تمام کا تمام حضور والا کی خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ حضرت والا اپنی سردی میں تشریف فرما کیں۔ حضور نے دہجی میں سے ہی صوانوش فرما کر شروع کیا بندہ پر ک بیٹھا ہے۔

حضور والا نوش فرما رہے تھے کہ بندہ نے خاندان کے دروازہ کی طرف دیکھ تو کیا دیکھا ہوں کہ حضرت والا انگلی سے مونا مارا شید احمد صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ زور پندرہ بیس آدمی اور سفید کپڑے پہنے ہوئے بہت بزرگ ساتھ ہیں چاروں طرف یہ ٹوک اور سچ میں حضرت انگلی ہیں۔ میں دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا اور حضرت والا سے عرض کیا کہ مونا انگلی تشریف لائے۔ حضور والا ابھی کھڑے ہو گئے اور دروازہ کی طرف تشریف لے چلے۔ اتنے میں حضرت انگلی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ نے آپ کو دیکھا تو اراد میں کے سچ میں سے آگے بڑھے یعنی جلدی سے حضرت کی طرف لپکے اور اجڑا آپ بھی جدی سے چلے تو اب دونوں خوب گلے لگ کر ملے معاف کیا۔ اس وقت بندہ نے دیکھا تو حضور والا سبز چوہہ پہنے ہوئے ہیں نہایت ثواب و عورت اور حضرت انگلی خور ہو گئے یعنی

شہزادی رنگ کا چوٹ پہنے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضرت مشکوی نے حضرت والا کو ایک کوئی نوکر کے لئے قسم سے ایسے قبرستان والا نکھاسا اور چاروں طرف اس کے کپڑا کا ہوا اور ایک طرف جیسا کہ دروازہ دہشت ہے دروازہ ہے عطا فرمایا۔ حضرت والا نے حضور گنگوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لے کر نور بندہ کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ انھار کے دروازہ سے باہر فرار لے جا۔ بندہ نے کر دروازہ سے باہر یہ کھڑا ہوا اب دیکھتا ہوں کہ تو اس کے اندر طرح طرح کے پھس اور میوہ جات ہیں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ اب میں کیا کروں اور دھر جتا بکری، دھلی شیر علی صاحب بندہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اشارہ کر رہے ہیں کہ مجھ کو بھی اسی میں سے کچھ دیں۔ ہماری طبیعت بھی پادری ہے کہ یہاں آکر لیں ایک پل اس میں سے بندہ لے نکھایا ہے۔ اب دونوں گھروں میں اس کی تقسیم کی گئی ہوئی ہے تو طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ سب کا سب جو گھر میں پہنچا دو اور عرض کرو کہ برابر تقسیم حضرت بڑی بھائی صاحبہ کر دیں گی۔ اسنے میں بندہ بیدار ہو گیا۔ حضور والا ارشاد فرمائیں۔

بھائی! مبارک خواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہی نفع کی بشارت ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکات۔ عرض یہ ہے کہ مرویہ میں ایک مسافر ہیں وہ بندہ سے بیعت ہیں اور بخشی زبیر وغیرہ حضرت والا کی کتابیں نیز ترجمہ کام اللہ بندہ سے مرافا ترقا پڑھا ہے۔ پہلے ایک شیخ کی سرپرستی تھی۔ صبر و صلوة (نماز روزہ) کے عبادہ اور ادب و طائف بھی پڑھتی رہتی ہیں۔ بہت سی لڑکیاں اور بڑی بڑی بی بیوں ان سے پڑھتی ہیں۔ کسی سے کچھ معاوضہ نہیں لیتیں۔ پڑھنے کے ساتھ ہی اپنے افسر بھی درست کرتی جاتی ہیں۔

ان کا یہ خواب ہے کہ میرے پاس خواب میں ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میرے سامنے خوش کر کے کھاتا ہے کہ اسے پڑھو۔ میں نے پڑھا تو اس میں یہ لکھ ہوا تھا کہ تمہارے دادا پیر مولانا شرف علی صاحب کی تربیت کی کفالت ہم نے کرنی ہے۔ انھیں یہ بقلہ خود۔ اب ان بی بی کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص سے جو اس شخص کو لایا تھا پوچھا کہ میں کفالت کے معنی نہیں جانتی کیا ہے۔ جواب دیا کہ ان کی تربیت کا اللہ میاں نے ٹھیک لے لیا ہے۔

انہیں بی بی کا یہ خواب ہے کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس کی کوئی ابتدا و انتہا معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں سب لوگ آ کر جمع ہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے لے کر عام مسلمانوں تک اور یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ غصہ نہ کرے۔

پا بجے۔ جس شخص کے پاس جا کر یہ عرض کیا جاتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اہماما بیانِ سارے مجمع کو کافی ٹھیک ہو سکتا۔ مولانا اشرف علی صاحب کے پاس جاؤ، اس کام کو پورا کریں گے۔ چنانچہ حضرت کے پاس لوٹ آئے اور عرض کیا۔ حضرت نے یہ فرمایا مجھے خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ میری آواز مجمع کے ابتدائی و انتہائی مصیبت میں پہنچ جائے گی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ میرے بیان سے لوگوں میں تفرقہ ہو جائے اور میں مسلمانوں کی تفریق کا سبب بنوں۔ سب نے یہ بات سنی کہ میرے آپ کے بیان سے مسلمانوں میں تفرقہ نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت نے منظور فرمایا کہ بہت برا اور عجیب بیان فرمایا اور وعظ کے ختم کے بعد آپ کو چند آدمی بلا کر لے گئے اور کہا کہ جناب کو رسول اللہ ﷺ نے بلا لیا ہے۔ پھر اسی طرف کو تمام مجمع چلنا شروع ہوا جس طرف حضرت تشریف لے گئے تھے۔ جب اس مکان کے قریب لوٹ پہنچے میں اور اسی مکان میں ہو کر حضور ﷺ کے پاس جانے کا راستہ ہے اور اسی مکان کے دروازہ پر جس میں آپ ہیں دو اعرابی (عرب کے دیہات کے لوگ) کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہر شخص سے پوچھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کی سند تمہارے پاس ہے جس کے پاس ہوتی ہے اسے اندر جانے دیتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہوتی اسے دھکے دے کر نکال دیتے ہیں۔ اس پر میں بے اختیار کشتی دہلی تیری طرف چلی (یہ بندہ کی طرف اشارہ ہے) کہ دروازے پر حضرت تو بیٹھا ہیں۔ میں نے کہا تم بے وقوف ہو بلکہ حضرت رسول نما ہیں انہوں نے کہا کیا مطلب میں نے کہا ان کا مخالف جناب رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچے گا اور مجدد ہوں بھی اس کا ایک جزو ہے۔ اسی گفتگو میں ایک شخص ہم دونوں کو ایک قاضی کے پاس لے گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں سچے ہو جو میرے کا فرق ہے۔ (دو کہتی ہیں کہ میں اس پر بھی نہ مانی اور کہا ہم بڑے حضرت سے فیض کرائیں گے) جب آپ کے پاس حاضر ہوئی تو حضرت نے من رجم فرمایا کہ مجھے بائیں جانب بٹھالیا اور تجھے (یعنی احقر کو) دائیں جانب اس پر میری آنکھ کل گئی۔

جواب: بشارت و رحمت و رحمت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

حالات: عرض یہ ہے کہ بندہ مسکین عرصہ سے نہایت شوق رکھتا تھا کہ حضرات اکابر وین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مبارک میں جا کر اپنے اخلاق کی اصلاح کرے تاکہ رضائے رب العالمین حاصل ہو لیکن دلی کہنوں کا پراہنہ رکاوٹ بتا رہا کہ اپنے اکابر فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علوم مقدم ہے اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں فراغت حاصل ہو چکی ہے۔ ثم الحمد للہ علی ذلک مگر یہی قسمت کہ یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتے ہی ایک ایسے حادثہ میں مبتلا ہوا کہ خواص پریشان ہو گئے کچھ جنوں جیسے حالات بھی پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی

مردم کو نہ تھا آزمائش کے شدید ہونے کی وجہ سے صبریت کی کوئٹہ رہی نہ انھیں اور سنن مسند میں ہوتے تھے اس کی وجہ تھی کہ میں نے پہلے بھی ایسی حالت دیکھی تھی۔ پھر مسکین ہی کے سر پر آ گئی۔

پس خداوند تعالیٰ نے اپنی فیض انداز سے کسی قدر بانی عطا فرمائی کہ قیمت سمجھ کر رقم ہوا۔ کہ اب ضرور اپنے مقصود اصلی کی تلاش کرنی چاہئے۔ قیمت تو میری حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے تلمیذ سے جو حضور مولانا مدوئی صاحب مدظلہم والہابی سلمہ میاں وال ہیں ان سے تھی لیکن جب ذمہ اللہ تعالیٰ کی طلب کا وقت آیا تو مسکین نے کئی وعدہ استعارہ کیا اور دعا بھی کی کہ یا اللہ عزوجل ان دونوں حضرات میں سے جس حضرت کی صحبت میں عاجز ناکارہ کا نفع ہو اسی طرف میری طبیعت کو متوجہ فرما دے اور میرے ارادہ کو مستقیم فرما۔ پس حضور ہی کی خدمت عالیہ میں رہنے کا خیال بلکہ امداد پہنچے ہو گیا۔

دوسرا یہ کہ کثیر التعداد خوابات آتے رہتے ہیں جن کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

● ایک دفعہ دیکھتا ہوں کہ بہت عمدہ سجا ہوا وسیع مکان ہے۔ مکتوبات مکتوب ہیں۔ ہاں سب کا سفید براق ہے۔ در عالی جاہ کے پانی دودھ کے مٹے بھرے ہوئے پڑے ہیں۔ اپنے ہاتھ مبارک سے لوہے بھر بھر کر تقسیم فرما رہے ہیں اور مسکین بہت ہی میاں ہے۔ حضور سے خوف کی وجہ سے ذرا فاصلہ سے بیٹھ گیا۔ آپ نے مسکین کو اپنی طرف بلایا اور معاف فرمایا اور دودھ انا پلایا کہ مسکین کا پیٹ بھر گیا۔ آپ نے اپنی بھی دودھ عطا فرمایا کہ جو شخص اشتیاق ظاہر کرے اسے دے دیتا۔ پھر آکھ کھل گئی۔

① دوسرا خواب یہ ہے کہ مسکین اپنے والد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے ساتھ حج کر کے مدینہ طیبہ میں ہم دونوں باپ بیٹے پہنچے۔ جب مسجد نبوی میں گئے تو حضور سرور کائنات ﷺ اسباب کرام و مکتوبات و مکتوبات کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ عاجز تو مشاہدہ کرتے ہی گر گیا۔ آخر ہوش آیا میرے والد کو حضور ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ میاں قاری... آج تو قرآن شریف تم سے سننے کو جی چاہتا ہے۔ پھر والد مرحوم نے ساری سورہ الرحمن پڑھ کر سنائی حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔ خوشی میں اپنی چہ در مبارک میرے والد مرحوم کو عطا فرمائی اور میرے والد مرحوم نے آنکھوں پر دکھی اور درود شریف بہت ہی زور سے پڑھا شروع کیا۔ اس کے بعد میرے والد مرحوم نے اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت حاجی امدا اللہ صاحب مہجر کی مدھیہ قسم کی خدمت شریف میں عرض کیا کہ یا حضرت اگر اس میرے زکے سے کوئی حدیث سنی جاتی تو میرے لئے بہت باعث خوشی ہوتا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بارگاہ نبوی میں درخواست کی کہ یا حضرت ﷺ یہ لا کا قاری... کا قرآن پڑھے اور یہ بھی حدیث شریف پڑھ کر آیا ہے۔ حضرت ﷺ نے مسکین سے بخاری شریف کی ابتداء ہی سے کچھ

پڑھا کر فرمایا۔ بارک اللہ تک اور معاف فرما اور فرمایا کہ حاجی صاحب اس کو بھی اللہ مولوی ہندی تھانوی کی خدمت میں بھیج دو۔ پس حضور حاجی صاحب قدس سرہ نے عاجز بنا کر فرمایا کہ جاؤ تھانہ میں میرے بیٹے مولوی اشرف علی صاحب کے پاس رہ کر اللہ اللہ کیا کرو۔ اس کے بعد آٹھ کھل گئی۔

② تیسرا خواب یہ ہے کہ حضور ﷺ مسکین سے فرماتے ہیں کہ اے اللہ تھانوی کو میری طرف سے السلام عظیم درجہ اللہ کہنا اور یہ کہنا کہ تقدیرت نعمت اللہ کے لئے ہم فرماتے ہیں کہ آئی تمہارے جیسا آدمی بندہ میں شکر ہے۔ دینا دلت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے افعال میں برکت رکھی ہے الحمد للہ علی ذلک۔

یہ خواب تو وہ ہیں جو مسکین نے پہلے دیکھے تھے۔ اب تھان بھون میں مسکین نے جتنا ہو سکے درود شریف محبت اور غلوں سے ہر وقت پڑھنا شروع کیا انکم حضرت استاذی مولوی صاحب مدظلہم یہاں تک کثرت کی ہے کہ اگر کوئی وقت نہ پاتے ہیں گھر پر آتے تو اس کی مدد کی طرح کر یا کرتا ہوں کہ جلدی جلدی درود شریف پڑھتا ہوں۔ چونکہ ہر وقت پڑھتے پڑھتے زبان خشک ہو جاتی ہے تو اس وقت پھر معافی درود شریف پڑھنا خیال جمالتے ہوں۔ غرض یہ نعمت بہت ہی دل میں قیمتی ہے۔ دن دنوں میں رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے بہت ہی مسکین ہو کر سو گیا۔ رات کے آخری حصے میں دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ خانقاہ نشست گاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ میں رونق افزا ہیں۔ بڑی مخلوقات ہیں۔ مدرسہ اور مسجد اور اوپر کے مکان سب جگہ بہت زیادہ لوگ ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی دعوت اور ساری مخلوقات کی دعوت حضور نے فرمائی ہے۔ طعام پہلے سرور کائنات ﷺ نوش فرماتے ہیں اور اس کے بعد ساری مخلوقات کھاتی ہے۔ عالمی جاہ حضور ﷺ کی خدمت شریف میں عرض فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ! لوگوں کو پناہ ساد دیکھتا ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی بڑا برتن لاؤ۔ ایک بڑا برتن لایا کیا اس میں حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک پڑھا کر فرمایا کہ اب پلاتے جاؤ۔ یہ حالت تھی کہ درود حضور ﷺ کی انگشتان (انگلیوں) مبارک سے چشموں کی طرح بہ رہا تھا۔ پھر آپ برتن بھرتے جاتے ہیں اور جناب مولوی صاحب اور حضرت استاذی مولوی صاحب مدظلہم یہاں سے چشموں کی طرح بہ رہا تھا۔ پھر صاحب دینی بھرتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساری مخلوقات سیر ہو گئی اور درود بہت باقی تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اب تم یہ درود پلاتے رہنا ہم دے رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کے لئے بڑی مخلوقات نکلی تھیں۔ زابا برج کے فرماتے ہیں (ﷺ) کہ تم یہاں کھڑے ہو جاؤ اور اگر کسی خاص بات عرض کرنی ہو تو کرے۔ مسکین نے مصافحہ کیا ہاتھ جو سے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے عاجز نے جواب عرض کیا کہ قادی مرحوم حضور ﷺ نے سنتے ہی مسکین سے معاف فرمایا اور

روتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اشی (میرے بھائی) مثنیٰ حضرت عثمانؓ سے فرمایا (مکی السنہ یہ ہمارے ایک دوست کے (جو ہم بہت قریب ساتھی تھے بلکہ جاں نثار تھے ان کے) لڑکے ہیں ان کو اپنی خدمت میں رکھئے گا اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ عطا فرمایا آخر میں السلام علیکم فرما کر سوار ہو گئے پھر آنکھ کھل گئی۔

بدن پر بہت ہی پسینہ بہتا تھا اور قلب تجوی سے متحرک تھا سرور کی عجیب کیفیت تھی۔ اس خواب کے بعد بھی بہت دفعہ حضور ﷺ کی زبردست فیض بشارت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ ان زیارات فیض بشارت کی وجہ سے اس درد شریف پڑھنے میں مسکین کثیر اوقات مصروف رہتا ہے۔ یہاں تک محبت بڑھ گئی ہے کہ جس وقت زبان پر خشکی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور زبان ہوتا ہے تو مولیٰ درد شریف کا تصور دل میں خوب بتا لیا جاتا ہے۔

کثرت درد شریف سے ایک تو حقی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت اور شوق پہلے کے مقہولے میں بہت ہی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خواب میں زیارات بھی بہت ہوتے ہیں۔ الحمد للہ یہ خوب ہیں مگر مناسب ہو تو تعبیر سے مشرف فرمایا جائے اور فی سبیل اللہ عزم و ذکر کی تلقین فرمائی جائے۔ ذکر اللہ کا شوق دل میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کے لئے بہت ہی دل چاہتا ہے۔ اسی میں رضاء رب العالمین کا یقین ہے۔ غرض جتنے شوق عرض کرتا ہوں گا وہ دل ہی سے نکلا رہے گا۔ لیکن عنوان طلب ذکر اللہ عزوجل کا عاجز نا کارہ کو ایسا نہیں۔ تاکہ ہر جاہ کو اپنی محبت پر مطلع کر سکوں۔ اس لئے حضور اس مسکین نا کارہ کو ان ہی الفاظ عریفہ پر نظر فرما کر فی سبیل اللہ ذکر اللہ عزوجل تعلیم فرمائیں۔ واجرمہم الجبریل عند اللہ الحلیل۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کو حاضر ناظر ہونا کہ مسکین عرض کرتا ہے کہ ان دونوں عرضوں میں سچا ہوں اللہ تعالیٰ شاہد ہے ہر جاہ اس بڑی قسم اٹھانے کی یہ جہد ہے کہ چنانچہ میری دوسری عرض میں دنیا کی بات ہے اسی سے مسکین کو دوسرا پیدا ہوا کہ شاید حضور کی طبع مبارک پر تکرار (بہ طبیعت پر مینا پن) پیدا ہو جائے اور وہ عاجز نا کارہ کے لئے فیض سے محرومی کا سبب ہو اس لئے اسی خوف سے قسم اٹھائی ہے ساتھ ہی ادب سے عرض ہے کہ فی سبیل اللہ جو ستائی ہو گئی ہو وہ مداف فرمائی جائے۔

حقیقی: السلام علیکم۔ یہ سب سونے جا گئے کے احوال کے مبارک اور بشارت ہیں دیکھنے والے کے لئے بھی نہ جن کو دیکھا گیا ہے ان کے لئے بھی جن میں یہ نا کارہ بھی (بدان نابہ نکال یہ مفکر کریم) (کہ بروں کو بھی نیکی کی وجہ سے کریم معاف کر دیتا ہے) کی وجہ سے اس میں کے داخل ہے والحمد للہ علیٰ ذلک۔

تعمیلی تعبیر کی اس لئے ضرورت نہیں کہ خواب بالکل صاف ہیں مجمل یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ استفادہ و

افادہ علی . انسان کے برکات سب کو نصیب ہوں گے فی الحال آپ قصد اسپین سے دستور العمل عالم غریب کا شروع کر کے تین روز کے بعد پھر اپنے حالات سے اطلاع دے دیجئے اور میرے مواعد بھی معالہ میں رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

محال : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے جناب! احقر نے ایک خواب دیکھا ہے جو بالکل ہی طرح حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجتا ہوں۔ ۷ رمضان المبارک کی رات کے ۳ بجے شب قدر رونے کی وجہ سے بھر نفل پڑھنے کا ارادہ کیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد مکان پر آیا اور مکان کے دروازہ پر پلنگ پڑا ہوا تھا ذرا لیت گیا کہ نورائینہ آگئی۔ دو بجے شب کو گیا دیکھتا ہوں کہ احقر میرا کرتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچا کہ جہاں کا میدان صعباً کوس لائق روتی کا ہے۔ اور فرش مٹکاف درہی کا بچھا ہوا ہے اور درمیان میں نیک میز پر کپڑا پڑا ہوا ہے۔ خدا کی ہزاروں مخلوق عمدہ کپڑے خوشبو لگائے صلاب بیٹھے ہوئے ہیں اور گئے پیچھے چھ بزرگ کرسیوں پر جو میز کے آس پاس ہیں روٹھی افروز ہیں۔

اس میز پر ایک حقیقی تقریباً دو تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایک صعب میز کے پاس سفید کپڑے عبا اور سر پر قلمہ بزر باندھے ہوئے کھڑے لوگوں سے مصافحہ کرتے جاتے ہیں۔ چہرہ مبارک آفتاب کی طرح نورانی زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہیں کہ میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ حرام سے بچنا اور حلال کی پابندی کرنا۔ احقر دیکھتا ہوا میز کے قریب پہنچا اور السلام علیکم کہا۔ صاحب مہجوع نے سلام کا جواب دیا یعنی علیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ احقر نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا اور پھر معافہ بھی کیا۔ یہ فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تم مرید ہو جاؤ اور میں تم کو یاد دہاؤں کہ جس کی اجازت دی۔ احقر زمین فرش پر بیٹھنے لگا کہ حضور نے فرمایا کہ نہیں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ میں سلام بجالا کر جو خالی کرسیاں تھیں ایک پر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ میز پر جو تختی رکھی ہوئی تھی۔ جس کی زمین سیاہ اور سفید حروف خوشنما اور دھیرے ہوئے نظر پڑے جس کو میں نے اچھے طریقہ سے دیکھا بڑا ہا نام تحریر ہیں۔ چنانچہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کھج حراۃ باری (بیباں) ایک صاحب کا نام ہے جو مشرّع نہیں ہیں اور ان پر اٹھال مجذوب ہونے کا ہے اگر حقیقت میں مجذوب ہیں تو کچھ اشکال نہیں) صاحب و جناب حاجی امداد اللہ صاحب و حاجی اشرف علی صاحب و مولوی محمد اسحاق صاحب و لمیرہ پڑھے گئے۔ احقر نے جو گردن ٹھہرا کر دیکھا تو مولانا فضل الرحمن صاحب کی جن کی قدم بوی (خدمت میں حاضری) پہنچا جس کی منی زیارت نصیب ہوئی۔ ساتھ ہی خیالی پیر ابو گیا کہ ہونے ہو یہ حشر کا میدان ہے اور یہ حضور ﷺ ہیں

پابند شریعت ہیں) اب رات دن تیری وزاری کرتے ہوں کہ ہر کی تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت کے اعتبار کا پورا حامی اور مددگار بنائے۔ مجھے امید ہے کہ حضور کے ذریعہ سے میری پوری اصلاح ہو جائے گی۔ جواب آنے پر انشاء اللہ احترام کے بعد حاضر ہو کر قدم پوی و صل کرے گا۔ اور جو ارشاد ہوگا تعمیل بہالائے گا۔

تحقیق: خواب سراسر ہدایت ہے۔ شیخ غلامت حسنت کو چھوڑ دینا اور ان کی حق کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ مجھ کو سلوک کی تعلیم سے غور نہیں۔ مسائل و مسائل بہشتی زیور و اصنافِ افراسیم سے اور قصد اسماعیل سے اور نصائح میرے مواعظ سے لے کر میں شروع فرمایا جائے باقی مفصل و مکمل مشورہ ملاقات (سفر کر کے آنے سے پہلے میرے سفر اور حق میں رہنے کو دوبارہ معلوم کر لیا جائے) کے وقت پیش ہوگا۔

مخالف: اچھے دن خوب میں دیکھا کہ حضور میرے یہاں آؤں گی رات کو تشریف لائے ہیں۔ ایک کمرہ کے مہین میں چند اصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ میں اس وقت حضرت کی ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ حضرت کے چہرہ اور کی آہ و تاب کو دیکھ کر بہت ہی حیران ہوں حضور سے مصافحہ کرنے کے وقت حضور کے دست مبارک کا احترام نے بوسہ لے لیا۔ اس پر حضرت کی طبیعت پر کچھ لاجبہ معلوم ہوا اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ معلوم نہیں لوگ مصطفیٰ کے وقت دست دہی سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں۔ میں بہت ہی ناام ہوا۔ حضور اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تعبیر تلف کو چھوڑنا ہے۔ در واقعی دست دہی سے مجھ کو کٹنی ہوتی ہے۔

مخالف: آخر شب وقت تین بجے کا تھا۔ میں نے نفل چڑھ کر ذکر سے فرغت حاصل کر کے یہ دعا کی کہ اللہ پاک موت کا کوئی وقت تمہیں نہیں نہ معلوم کس وقت آجائے تو مجھے حضرت مولانا مدظلہ کی بیعت سے مشرف فرما۔ پھر لیٹ گیا تو نیند نہ آئی۔ خواب دیکھا کہ ایک خالی شان مکان ہے اور اس کے سامنے مسجد دو (پانچ دروازوں والی عمارت) ہے۔ حج کے در میں حضور تشریف فرما ہیں اور ایک طرف حضرت مولانا تعلیم محمد مصطفیٰ صاحب نام فیض بیٹھے ہیں ایک صاحب اور ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ مکان خدا کا ہے۔ اس وقت دل میں جوش آیا اور یہ چاہا کہ حضور کا دائیں پکڑ لوں اور دہر کر آپ کا دائیں پکڑ لیا۔ دس کو بے حد مسرت ہوئی۔ دامن پکڑ کر جوع آسمان کی طرف نظری تو حضور کے سر کے بالکل اوپر ایک دائرہ بہت زور سے گھوم رہا ہے۔ اس میں چھکد اور ڈرے اور چاند ہے اور میری زبان پر ذکرِ اُمت جاری ہے۔ کچھ دیر کے بعد دائرہ کا چکر بند ہو گیا اسی وقت نہ دھکی آکھ کھٹکی تو تیرز صبح کا وقت تھا۔ دھوکہ کے مسجد چلا گیا۔

تحقیق: خواب امید افزا ہے کہ خواب دیکھنے والے کو دین کا نفع ہوگا۔

مخالف: میں نے ایک کے بعد دوسرا آپ دیکھا۔

① ایک نہایت عالی شان مکان ہے اور بہت ہی آراستہ (سجا ہوا) ہے۔ اس کا صدر دروازہ تو بہت ہی بلند ہے۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکان جناب کا ہے۔ جناب باہر تشریف لائے اور اس غلام کو اپنے ساتھ مکان میں لے گئے۔

② دوسرا خواب۔ ایک بہت وسیع میدان ہے گرمی کا موسم ہے اور گرمی کی شدت انتہا پر پہنچی ہے۔ اس میدان میں ایک عالم جمع ہے اور گرمی کی وجہ سے تمام مخلوق پریشان ہے۔ اس ہی میدان میں جناب بھی تشریف فرما ہیں اور یہ غلام بھی ہے۔ جناب کے پاس ایک سادی چادر ہے لیکن سادگی کے باوجود اس میں اتنی چمک ہے کہ دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہوتی ہیں۔ جناب نے اس غلام کو اپنی چادر کے سایہ میں لے لیا ہے اور وہ گرمی بالکل ختم ہوئی ہے۔ اگر مناسب ہو تو ان دونوں خوابوں کی تعبیر سے شرف فرمایا جاوے۔

پیشکش: دیکھنے والے اور جس کو دیکھا گیا ہے دونوں کے لئے بشارتیں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دین پر خاتمہ ہوگا۔
 خیال: ایک خواب دیکھا ہے جو عرض ہے کہ بندہ ایک بہت بڑے میدان میں ہے جس کا کوئی کونہ نظر نہیں آتا۔ بندہ چلا جاتا ہے دور جا کر حضور کھڑے ہوئے طے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ تین شخص آئے ایک درمیان میں جو ہیں وہ اس قدر حیرت میں ہیں کہ بندہ نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے مصافحہ کیا اور بندہ کو بھی ارشاد کیا کہ تو بھی کر۔ حضور ادب سے کھڑے ہو گئے اور بندہ مشغول ہے مجھ سے وہ حضرت پوچھتے ہیں کہ تو مجھ کو جانتا ہے؟ بندہ نے فوراً عرض کیا کہ ہاں حضور جانتا ہوں آپ وہ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو حضور سرور عالم ﷺ کی بشارت دی تھی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کو سن کر وہ مسکرائے اور حضور بھی سرور ہیں۔ بندہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو جی ہے لیکن میرا نام جو ہے وہ لکھ۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور ہی تحریر فرمائیں یہ سن کر ان بزرگ نے ایک کاغذ نکالا جو بہت سفید ہے اس پر دو سطر لکھیں وہ یہ ہیں سچ قسمی اور کہ خوب خوب یاد کرو۔ بندہ نے حضور کو دیا۔ جناب نے فرمایا کہ یہ تمھو کو عطا ہوا ہے مبارک ہو۔ بندہ نے خوب یاد کیا بیدار ہونے کے بعد بھی وہ کاغذ سامنے نظر آتا رہا۔ اس کی تعبیر اگر حضور کے خیال میں آجائے تو فرمادیتے۔ یہ عبارت کیا ہے دل کو مبر ہو جائے۔

پیشکش: نہایت مبارک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مصافحہ و قرب دونوں کو بہت اور تھل جو اس آیت میں ہے کہ بشارت ہے۔ (و لبتن الیہ نبیلاً) (تذکرۃ محمد اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کثرت کر متوجہ ہو جائے) عبارت میری سمجھ میں نہیں آئی یا تو خواب میں دیکھا ہوا ذہن میں نہیں رہا یا کوئی عبرانی عبارت ہوگی۔ اخیر میں شاید کچھ ہو جس کی صحت کچھ بدل گئی قرآن مجید میں بھی ہے (ہکلمۃ مدہ اسمہ

المسیح الخ ۛ۔

تَحْذِیْرُ: اسی درمیان ایک مات خواب دیکھا کہ بہت سا پانی ہے مگر گہرا نہیں ہے۔ ہاں پھیلا ہوا بہت ہے۔ اس میں میں ہوں۔ بہت ہی قریب سے کوئی کہتا ہے (وہ کہنے والا نظر نہیں آتا) کہ اس کے آگے ایک بڑا مرتبہ ہے اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ میں نے کہا کہ میں اس مرتبہ کو جو نہا ہوں وہ وہ ہے کہ جس میں احکام الہی کے راز مکمل جانتے ہیں۔ جواب ملا یہ نہیں اس سے بھی بڑا۔ میں نے کہا کہ میں اس کو بھی جانتا ہوں وہ وہ ہے کہ صرف حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو اسرار و فیروہ کی طرف بھی توجہ نہ ہو۔ جواب ملا ہاں اور یہ مرتبہ تم کو اور خوب صاحب کو دیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ پاس ہی دائیں طرف خوب صاحب بھی اسی پانی میں کھڑے ہیں۔ مگر صورت یہ ہے کہ چھوٹے سے ہیں۔ حتیٰ کہ لمبائی ایک ہاتھ ہوگی۔ اور صرف ایک بدن ہے جس میں اعضا تک بھی واضح نہیں ہیں صرف یہ صورت ہے کہ اور صرف ایک ہے جالہ۔ جسم ہے اور رنگ سیاہ ہے مگر اس کہنے والے کو ایسے چھپے جاتے ہیں جیسے بچہ ماں کو چھپتا ہے حالانکہ وہ کہنے والا نظر بھی نہیں آتا۔

تَحْقِیْقُ: یہ عہدیت کے تمام کی بشارت ہے۔

تَحْذِیْرُ: اس کے بعد سامنے سے ایک شور مچا ہوا معلوم ہوا کہ زور زور سے مشغول کے اشعار پڑھے جا رہے ہیں لفظ اس کے کچھ میں نہیں آئے مگر اتنا معلوم ہوا کہ انتر حاج کے مادہ سے کوئی غلط شوق تھا۔ (یہ عربی گرامر کی بات ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زور زور سے تھارہ بھایا جا رہا ہے اور وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور قریب مقام (ایک انداز سے) سے معلوم ہوا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ انھوں اور جلدی کر رہے۔

تَحْقِیْقُ: یہ عہدیت کے مضمون سے شبہ کو دور کرتا ہے کہ مثل کو چھوڑنے، مستحق اور بیکاری کو عہدیت نہ سمجھ لیا جائے۔ عہدیت کے نئے عہد کے لئے حرکت ضروری ہے۔ "وہذا سزۃ اقدام کثیر من اهل الصریق حتی وقعوا لی و رطۃ العبر والالحاد زعما منهم یانہم اصنوع العباد"۔ یہ طریق کے بہت سارے لوگوں کے قدم کے پھسلنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ وہ جبر اور فساد کے گڑھے میں گر گئے ان کے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ ہندوں میں سب سے زیادہ مذکور و فرمانبردار ہیں۔

تَحْذِیْلُ: پرسوں وغیر شب میں خادم نے ایک خوب دیکھا۔ لاکھ اس کا کوئی تذکرہ اور خیالی پہلے سے نہ تھا۔ وہ یہ کہ حضرت ہیرانی صاحب ایک مکان میں تشریف لائیں اور کچھ پڑھ کر سنا رہی ہیں۔ پھر آنحضرت ایک سواری پر کچھ رفقہ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں آنحضرت کا چہرہ بہت ہی سرخ ہو رہا ہے غلام راست پر کھڑا ہے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ یہ نبی ہیں یعنی آنحضرت۔ غلام نے کہا کہ نبی کا مرتبہ ہے تو تو سید الانبیاء ہیں۔ اٹھی کیسے اس

مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس معنی سے کہ نہ تم الانبیاء کے پوری طرح مثبہ ہیں۔ خاتم الانبیاء کے ساتھ گویا کہہ سکتے ہیں کہ (آنحضور) خاتم الانبیاء ہیں۔ خاتم نے کہا کہ مشابہت بہ شک صحیح ہے پھر آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر ذرا ایک مرتبہ آنحضور نے تحریر فرمادی۔ جس پر علیؓ کا اس قدر شور ہوا اس کے علاوہ اگر کوئی اور تعبیر ہو تو مشرف فرمائیں خاتم نے یہ سمجھا کہ ذاتی ارسوں کا مرتبہ ہے۔

حقیقی: خدا تعالیٰ یہ دولت فنا نصیب فرما دے۔ اس خواب میں کوئی وحشت ناک بات نہیں تعبیر و توجیہ خود خواب ہی میں موجود ہے۔ اس قول میں کہ ”پوری طرح مثبہ ہیں“ اس لئے خواب کے حصے کے معنی زیادہ سہ ہے (کہ کسی کی بہادری اور شجاعت میں زیادتی کو اتانے کہنے میں کہ وہ زیر تو شیر ہے یعنی وہ ایسا بہادر ہے کہ گویا شیر ہی ہے) کی طرح ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اس خواب کو کج فرمائے۔

تحال: آج میں صبح کی نماز کے بعد کام کرتا کرتا تائید کیا تو حضرت دانا دیکھا کہ غلام بھر کر تاواکل سیاد پہنے ہوئے ہیں اور پانچواں غید ہے اور حالت جذب مجذوبہ نہ ہے۔ یہ کیا تو ارشاد ہوا اور حضرت دانا بندہ نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دیکھا۔ سب صبح اور پاؤں تو بالکل برید ہیں اور ایک تہجد نہ ملے ہوئے ہوں۔

حقیقی: پانچواں غید اصل شریعہ ضروریہ کی صورت ہے جیسا پانچواں ضروری لباس ہے اور اس کا تعلق قدموں سے ہے اور قدم راستہ طے کرنے کا آلہ ہے اور اعمال شریعہ سلوک کا واسطہ ہیں اور گتہ و تہ شریعہ کی خدمت کرنے والی کیفیات کا اشارہ ہیں یعنی ذات معنوی کی طرف جیسا کہ دو مقام سابقہ زائد ہے اور ان کا تعلق قصب و دماغ ہے اور قصب دماغ کا جذبہ کی جگہ ہیں۔ یہ حاصل ہے جذب کا جس مجموعہ خواب علم و ارتقاء اور سلوک و جذب کے ایک ساتھ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہاں شریعت کا نور ہے اور سواد فکا کا نور ہے۔ اللہم اوردنا نوراً و رزقاً

بے تعلق کی طرف اشارہ ہے اور تہہ بے تعلق واجب کی طرف اشارہ ہے۔

تحال: اس ملاقات میں چند خواب عجیب و غریب دیکھے۔

● **سبوی:** چھراہوئی کو خواب میں دیکھ کر انہوں نے حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام حضرت کو پہنچایا۔ ہر طرح پر نہیں رہا۔ نہ لایہ تھا کہ میں تمہارا ساتھ دوں۔ حضرت والا کو اس پیغام سے بہت مسرت ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ... یہ دلوں کا مذاہب... بھی دیکھو انہیں حالت میں ہیں۔ ”مقرنے علم کیا کہ حضرت واقعی حقیقی میں وسیع دھڑک رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے سوا اور بات بھی ہے یہ ایسے ہیں جیسے فرشتہ ہو یا جنت کا آدمی۔

حقیقی: خاتم مفت میں تشبیہ ہے کہ قصب کا تر سے خالی ہونا ہے۔

عُثَالُ: پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ میرے احباب جیسے احوال و مقامات مجھے عطا فرمادیں۔

پیشینق: اس سے وہ باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک بفضلِ تعالیٰ اپنے احباب کا احوال و مقامات سے شرف ہونا۔ دوسرا میرا یہ اعتقاد کہ میں اپنے کو ان سب کمالات سے خالی سمجھتا ہوں اور واقعی میں اپنے کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کرے ہمیشہ یہی اعتقاد رہے کہ قراضِ مطلوب کے آثار سے ہے۔ اب خواہ یہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہو یا نہ وہ ہر حال میں یہ اعتقاد اس لئے ناسخ ہے کہ اس اعتقاد سے طلب پیدا ہوتی ہے جو کہ مطلوب ہے۔

عُثَالُ: (اس کے بعد ان مقامات کی تفصیل بھی فرمائی جو مجھے یاد نہیں رہی) مگر حق تعالیٰ نے ہر ایک کے جواب میں یہی فرمایا کہ جنت میں سب مل جائیں گے۔

پیشینق: اگر وہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہے جب تو اس وعدہ میں عطا کا وقت ہے اور اگر حقیقت کے مطابق نہیں تو اس وعدہ میں ظہور کا وقت ہے چونکہ عطا نہ کرے مقرر بھی نمود نہ کر دی ہے۔ اس لئے دونوں کا حاصل ایک ہے اور راستے کے زیادہ ہونے یا اختلاف میں عباد کا کیا دخل۔ فافہم فانہ علم عظیم۔

عُثَالُ: دنیا میں تو یہ طے گا کہ بے لکری سے رزق لئے جاوے۔

پیشینق: یہ بات تفسیر کی محتاج نہیں ہے بے لکری کی حقیقت وہ ہے جس کو حق سبحان تعالیٰ نے اس آیت میں غامض سے تعبیر فرمایا ہے۔ ﴿فَوَقُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَاصَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (کہ آپ فرمادیتے ہیں کہ جس نے حرام کیا اللہ تعالیٰ کی (اس) زینت کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے اور صاف و پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو۔ آپ فرمادیتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں ان کے لئے جو چیزیں قیامت کے دن (اس) غامض کی تفسیر میری تفسیر بیان کرتا ہے ان میں دیکھی ہوئے اور اگر دوسرے مفسرین کے اقوال دیکھ کر دیکھا جائے تو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا جس سے بے لکری کی اس تفسیر سے اس بشارت کا عقیم و جامع ہونا معلوم ہوگا ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ اهْلًا لِذَلِكَ﴾ (کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے جس کو عطا کرتے ہیں اگرچہ میں اس کا اہل نہیں ہوں)۔

عُثَالُ: دوسرا خواب آج رات دیکھا حضرت مہدی الف جلی زینبہ علیہا السلام کی زیارت ہوئی وہ احقر سے فرما رہے ہیں کہ میں مہدی ہوں اور حاجی اماد اللہ صاحب زینبہ علیہا السلام کا دل بھی مجھ جیسا تھا۔ بہت سفید اور صاف تھا اب ولانا اشرف علی صاحب کا دل بھی مجھ جیسا ہے ان کے انور اور عسوم میرے (علوم) کی طرح ہیں پھر حرم

کے علوم و کون میں تھے۔

اب ارادہ کر رہا ہوں کہ صبر کی نماز کے بعد طہنکات الخ۔ اللہ ضرور سزا دے گا کہ کروں۔

تحقیق: مستحق (وچھا) ہے اور عوم کا حق اور کی سنی (مستحق کے زندہ کرنے والا) ہوتا ہے۔

خاتل: ایک خواب اس سے پہلے عرض کرچکا تھا اب لکھیں دیتا ہوں تاکہ محفوظ رہے۔ ایک مسجد میں کوئی واعظ واعظ کہہ رہے ہیں۔ وقفہ کے درمیان انہوں نے یہ کہا کہ اس وقت اس مجمع میں تین شخص بھی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں صاف کہہ دوں میں موی ہوں اور (امیر کی طرف اشارہ فرمایا کہ) یہ سنی ہیں اور مولوی صاحب کی طرف اشارہ کر کے تیسرے نبی کا نام لیا جو مجھے یاد نہیں۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ متصو و خاص شائوں میں تشبیہ ہے اور غلمان کے مقبرہ سے دو شائیں یہ ہیں شائیں موسوی عشق و محبت جو قول رب ارنی کی جہ کی تھی اور (وئی) محبت (غیرت) مری کے رنگ کے ساتھ تھی۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ "و نعل وجودہما فی العشبہ غیر خفی" (شاید کہ یہ دونوں چیزیں مجھ میں چھپی ہوئی نہیں ہیں)۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ شائیں موسوی رفتی (فری) و علم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غایت خاص طور پر بخشی تربیت میں اور جن نبی کا نام نہیں لیا۔ غالباً وہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ شائیں ہارونی غایت حضرت موسیٰ علیہ السلام خصوصاً علوم مائے کتب میں اور آخری درجوں پہلے والے کی اہمیت کر رہے ہیں دوسرے اے ہاں کی تربیت میں اور تیسرے والے مواظب کی خدمت میں جو کہ عام لوگوں کے لئے بالخصوص نافع ہیں اور یہی بات ہے تیسرے نبی کی ہاں کی تین کا اندازہ ہے اور اگر تیسرے والے صرف وقتی حالت کے اعتبار کے ساتھ خاص نہیں تو سب نہیں کہ تیسرے والے مواظب کی یہ خدمت آئندہ بھی زیادہ ظہور میں آئے چنانچہ میں نے اس خیال کو تہنیت کے تازہ تر میں ظاہر بھی کیا ہے واللہ اعلم۔

خاتل: ایک دن خواب دیکھا کہ بندہ اور ایک صاحب ایک بننے کی دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ اس دکان سے اٹھ کر ایک مسلمان اینداری دکان پر جہاں سے سامنے ہے دوپہ پہنچے۔ اس نے جیسے دوپہ کا ایک پیالہ دیا اس قدر نہیں کوہ قرم دور کھینچی تھی یہاں تک پہنچا تو دروازہ نہ کھولا بھی ایسا دوپہ نہیں گزرا۔ ایک پیالہ اور دیا وہ بھی پیاس کے بعد تیسرا پیالہ بالائی گاڑی دہی کھائی۔ اس کے بعد اندر سے کی دو ٹکلیں ایک ایک کر کے دی اور بعد میں تھوڑی سی اور دی۔ جب کھا چکا بندہ نے میرا کام مریٹ مکہ ایک روپیہ نکال کر دیا کہنے لگے کہ تیرے ساتھ رعایت ہے تمنا چاہا نہ قیمت ہے کیونکہ تو مولوی صاحب کا بیٹا ہوا ہے بقیہ دھولوں میں انہوں نے ایک انہی جو کل کی معلوم ہوئی تھی اور پھر عربی میں کہہ تھا اور بیٹوں کے دو تھے جن پر عربی میں سندہ تھا بندہ کو

دینے لگے۔ بندہ نے غدر کیا کہ ہمارے یہاں یہ سیکے نہیں چلیں گے اس پر انہوں نے ایک ٹھنی دو چوٹی دو دو فی یہاں چلنے والی دیں یعنی گل سوار پیہ بندہ کو تجب ہوا کہ ایک رو پیہ میں دودھ بھی پیا اور چار آن نفع حاصل کیا۔ دکاندار کہنے لگے کہ تمہارے سیکے کی یہاں یہی قیمت ہے بندہ کو خوشی ہوئی کہ مفت میں دودھ پیا آخر کے کھائے اور چار آن نفع کے مل گئے۔

تحقیق: تھوڑی مشقت پر اجر عظیم ملتا مراد ہے اور ایسے ہی اشارہ ہے۔۔۔ کی درستی حال کی طرف خدا تعالیٰ فضل و کرم فرمائے ان سے بھی کہہ دیجئے۔ اور یہی خواب سے ذہن کو خام و غمرہ میں خلا بھی ہو جاۓ۔

حکایت: رات ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر وہاں بہت ذللا پورا خواب بندہ کو محفوظ ہی نہ رہا ورنہ بندہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صورت دیکھی اس پر بندہ نے اس کو جواب دیا کہ انہوں نے جو کچھ کیا صرف اللہ کے لئے کیا اس میں نفس کی ملاوٹ بالکل نہ تھی اور صدیقین ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں کہ جو کام ہوگا ہے اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔ نفس کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

تحقیق: بعض ذہن کے تینی اولیاء کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سیاسی مشابہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اعتدال کی حد سے بڑھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی مشوں نیت سے بھی انگار نہیں مگر خود اعتدال بھی مستغنی مطلوب ہے اور لفظ ذلال اس مجازی طور پر نسبت حبیب کی طرف ہے۔

حکایت: ایک دن تہجد کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ مائے مسجد میں جا رہے ہیں۔ وہاں فواں دی اور حضور کا نام مبارک اس طرح پوار سے یا کہ میں بے چین ہو گئی۔ خئی چاہا کہ کس طرح سے یہ بزرگ ملیں کہ میں ان کے صفو ہو جاؤں۔ اتنے میں وہ بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنے لگے۔ اسی وقت آنکھ کھل گئی معلوم نہیں وہ کون بزرگ ہیں۔

تحقیق: کوئی ہوس خواب بہت چھ ہے۔

حکایت: رات میں نے عجیب خواب دیکھا وہ یہ کہ۔

پہلا حصہ:

حق تعالیٰ شانہ کا یہ واقعہ صیب ہوا۔ نہایت حسین صورت میں دیکھا اور ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے آس پاس تخت کے اوپر اور میں کے نیچے چھ بے بے بڑے اولیاء مطلق میں سے چھٹے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتے نے میرے دائیں ہاتھ پر قصہ (جو کہہ چکے) کی طرح کچھ نشان کیا۔ پھر ایک انگوٹھی سے میرے چہرہ پر یاد اور کسی جگہ مہر کی لکائی۔ میں گھبرا پڑا نہ دیکھی سے مہر لگا تو کفار کی علامت ہے۔ یہ معاملہ

میرے ساتھ بیوں ہوں یہ گھبراہٹ اس لئے بھی بڑھی کہ فرشتے نے نشان اور میر لگاتے ہوئے بعض آیات ایسی پڑھیں جو کفار کے بارے میں ہیں (آیات یاد نہیں رہی)۔

اس وقت مجھے محسوس ہو کہ گویا مجھے کفار میں داخل کیا گیا ہے مگر میں بار بار اپنے قلب میں غور کرتا تو ایمان کا نور موجود پاتا تھا۔ پھر خود حق تعالیٰ نے وہی انگلی لے کر ان لوگوں کو بھی مہر لگائی جن کو میں بڑے اولیہ و میں سے سمجھ رہا تھا۔ اس وقت میری گھبراہٹ کم ہوئی تو میں نے آئینہ نے کراہت مند دیکھا کہ دیکھوں سیاہ تو نہیں ہوا تو مجھے اپنا چہرہ خامہ نظر آیا سیاہ تو میں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرا چہرہ تو اس مہر سے سیاہ نہیں ہوا نہیں کر فرمایا۔ کہ یہ نور ادا ہے اور تم سب نوحین ہو اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے ہر سب کے چہرہ پر پھرایا اور کچھ طرح کی چٹکی فرمائی کہ جس سے میرا اور ان سب لوگوں کا چہرہ چمکنے لگا اور یہ آواز آئی "اولئک عبیدی حقاً" (یہ میرے بچے بندے ہیں) (اوکما قال)

دوسرا حصہ:

پھر جمع میں سے کسی نے پوچھا کہ حضور خدا میں بڑا اختلاف ہے تم آپ تک کس طرح پہنچیں؟ فرمایا ہم تک پہنچنا مشکل نہیں ہے۔ پھر شاید مجھے ارشاد ہوا کہ تم ان کو طریقہ بتا دو میں نے کہا کہ میں کسی نیک شخص کو رہبر بناؤ اور اس کا اتباع کرو۔ حق تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہی طریقہ ہے مگر پہلے اس شخص کی حالت کو جان لیو جائے کہ وہ تمہارے احکام پر چلنے والا ہے یا نہیں جو سب سے زیادہ ہمارے احکام پر چلنے والا ہو اس کا اتباع کرو و ہم تک پہنچ جاؤ گے۔

(یہ لمبا خواب تھا جس میں سے اتنا حصہ یاد رہا اگر مجھ سے اس میں کچھ کم و بیش ہو گیا ہو تو حق تعالیٰ صاف فرمائیں۔ جہاں تک حافظہ نے کام دیا بہت احتیاط سے میں نے اس کو قلم بند کیا)۔ والسلام پہلے حصہ کی تعبیر:

مختصر طور پر تو اس مہر کی تحقیق خود اس ارشاد حق تعالیٰ ہی سے ہوئی کہ یہ نور ایمان ہے ارغ۔ اور اس کی حریر مصطفیٰ چرے کے روشن ہونے سے اور اس پیکر سے ہوئی۔ "اولئک عبیدی حقاً او کما قال۔"

باقی تفصیل اس کی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ابتداء امر حق صدر سے ہے۔ اور اپنا برزخ نبوت پر ہے۔ اس خواب میں خدا کا نشان پہلے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے مہر لگا دوسرے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ پہلا امر تجلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اسی سے سلوک کی ابتدا ہوتی ہے۔ دوسرا برزخ تجلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلوک کی انتہا ہوتی ہے باقی گھبراہٹ اس کی وجہ خیال ہے جو وہی الارض کے نشان کرنے کی

روایت سے ذہن میں ہے۔ مگر وہ ایک جزئی واقعہ ہے اس سے کھینچ کر نہ نہیں آئی۔

دہاکفار کے بارے میں جو آیات ہیں ان کو پڑھنا اٹھان اٹھانے کی غرض کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ ان صفات سے خالی کر دیا گیا ہے جیسے (مفسر) **يُحْيِي الْمَيِّتَ** کے متضاد (میرے کو چیرنے) میں ایک خون کی چھٹی (مفسر) نکال کر بھیک دی گئی تھی۔ یہ مشائخ کے اصوں پر (سینے کے چیرے جانے کی) وجہ ہے۔

ایک وجہ ڈرنے والوں کے مزاج پر یہ ہے کہ مقصود ان بڑی معافیت سے بچنا ہے جیسے حضرت حفصہ **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا** بہ عموماً کے قصص میں ہی دجے سے خود فروغ رہتے ہیں کہ ”میں برائی کے سوالات ہی کیا کرتا تھا“ اس کی وجہ یہ بھی بتائی کہ اس لئے شر کے بارے میں پوچھتا تھا کہ میں ڈرتا تھا میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (اس لئے پوچھتا تھا کہ شر کا علم ہو اور اسے بچوں)۔

ایک وجہ عشاق کے مذاق (زوق و مزاج) پر یہ ہے کہ (یہ) جامعیت کے عطاء کی طرف اشارہ ہے جس کے لئے رہنمائی کرنے والی تجلی کے ساتھ گمراہ کرنے والی تجلی بھی ضروری ہے اگرچہ اس گمراہی کا مضمون مقصود میں نہیں ہوتا بلکہ گمراہی وجود میں ہوتی ہے کمال۔

تو دور دہاکم شود دصالِ اہست وہیں **﴿﴾** گم شدن گم کن کنال این ست وہیں
مترجمہ: ”تو اس میں گم ہو جانے دصال بس یہاں ہے گم نہ جانے کو بھی گم نہ دے کمال بس یہی ہے۔“

اور حسن ہے کہ سب وجہوں کا مجموعہ مراد وہاں سب کے ہونے میں رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ خواب کی بات میں گنجائش بہت ہوتی ہے۔
دوسرے حصہ کی تعبیر:

اس میں کئی فائدوں کی طرف اشارہ ہے پہلے یہ کہ دیکھنے والے کے ذمہ مخلوق کی اصلاح کی خدمت پر راز کرنا ہے دوسرے ہمارے تربیت کے طریقہ کو صحیح بتانا ہے۔

﴿﴾ یہیں مرادہ گر جاں فقاہم روزست

مترجمہ: ”اس خوشخبری پر جاں دے دوں تو جائز ہے۔“

حَالِ ایک عجیب واقعہ حال میں پیش آیا جو عرض ہے۔ دو تین دن ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں اور عکیم صاحب اور صاحب کے ساتھ میرٹھ میں ایک طرف جا رہے ہیں۔ عکیم صاحب فرما رہے ہیں۔ حضرت شریف نائے ہیں اور مولوی... صاحب کے یہاں ہیں۔ ہم سب مشورہ کر کے مولوی... صاحب کے یہاں

حضرت سے ملے گئے۔ ایک جنگل میں پہنچے وہاں ایک کوٹھی سی بنی ہوئی ہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ حضرت اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کسی کو اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر معلوم ہوا کہ اسی مکان کے برابر... کے بھائی کا مکان ہے۔ میں نے یہ سن کر اور شاید ایک آدمی کے کہنے سے... کو آواز دی... مگر میں سے نکلنے ہی (دو) مجھ سے لپٹ گئے ان کے لپٹنے سے مجھ کو یہ خیال ہوا کہ یہ ہمارے بالکل مشرب (طریقے) کے خلاف ہیں اس نپاک سے یہ کیوں نے اور یہاں حضرت کیسے تشریف لائے ہیں۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ تمہاری دعوت ہے۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ شاہ حضرت یہاں نہیں۔ پھر آکھ کھل گئی۔

تقریباً: انشاء اللہ بہت اچھے حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ور برکت فرمادیں... خوب اشارہ ہے کہ دنیا والے دین والوں کے غلام و تابع ہوں گے۔

خاتمی: میں چاہتا ہوں کہ بالکل کوئی گناہ نہ ہو اس درمیان میں حضرت کو خواب میں معیہ فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک خواب تو مجھ کو یاد ہے احقر تقریباً شب کے ۳ بجے ہوں گے دیکھتا ہے کہ حضرت قبلہ عائشہ صاحبہ حضرت کی خانقاہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں بھی حضرت کے پیچھے ہولیا۔ سبکدوڑ آدمی ساتھ ہیں۔ جس وقت جاتی صاحبہ قبہ میں گئے تو میں نے مصافحہ کے بعد حضرت سے عرض کیا کہ مجھے سرید فرما لیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم کو مولانا مرید کریں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت آپ تشریف لے آئے اور مجھ کو آنکھوں سے اشارہ فرمایا۔ جس کا مقصد میں خواب میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر میں چشم پوشی کر گیا۔ آپ نے پھر مجھ کو دروازہ در سے اشارہ فرمایا اور میں اٹھ کر وہاں سے علیحدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں ایک حجرہ میں تنہا بیٹھا ہوں۔ ایک پردہ کے اندر آپ کھانا کھا رہے ہیں۔ پردہ کے اندر سے آپ نے مجھ کو سنی دی۔ میں نے اٹھا کر کونہ میں رکھ دی۔ پھر میں نے حضرت کا جوتہ سامنے رکھ دیا۔ آپ اس کو زمین کر میرے پاس تقریب لے آئے اور فرمایا کہ اب تہائی ہے جو کچھ کہتا ہو کہو تو میں نے دل میں سوچا کہ پہلے اہلبیت کی حالت بیان کروں یا اپنی حالت بیان کروں۔ پھر میں نے اپنی حالت بیان کرنا مناسب سمجھا اور یہ عرض کیا کہ حضرت! مجھے سرید کر لیجئے۔ آپ نے بہت ہی نرمی کے لہجہ میں فرمایا کہ تم حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے سرید ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا رجحان ان کی طرف نہیں ہے میں تو آپ سے ہی (سیرت) ہوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے سرید کرنے سے انکار نہیں ہے مگر تمہارا نفس ٹھیک نہیں ہے اور وہاں پر سختی کم ہے، ہمارے یہاں زیادہ ہے اس وجہ سے کہتا ہوں کہ ان سے سرید ہو جاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا ہے پھر تو آپ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی کھڑی جو دیکھی تو اس شب کے بجے تھے۔ اس وقت شمس کو اتنا رو بہا کہ کچھ کے

کامل نہیں ہے۔ اس دن سے بے حد پابندی سے کام کر رہا ہوں مگر دل کی حالت دیکھ لی ہے۔

تحقیق: شام کا علاج صحت کے علاوہ کچھ نہیں اور خدا تعالیٰ کے عذاب کو سہجنا یہ صحت کو قوی کرنے کا۔

پہلے بخد کی نقل: خواب کی تعبیر کے ساتھ شب جمعہ کو خواب دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور میں ہوں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں قم اور سارہ کاغذ ہے۔

وہ اسٹہ رکھی ہوئی ہے۔ آنجناب نے کترین کو اپنی جانب دایا۔ میں آپ ﷺ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھو اور آپ ﷺ لکھنے لگے۔ میں لکھنا لگا۔ اور آپ تحریر کیا فرماتے ہیں یعنی جناب

رسول اللہ ﷺ تحریر کیا فرماتے ہیں مناجات قبول میں ایک شعر پڑھتا ہوں اور آپ ﷺ اس کو قلمبند فرماتے ہیں اور جب وہ شعر پورا تحریر فرما چکے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہاں اس کے آگے میں بھر دوسرا شعر پڑھتا ہوں اس کو لکھنا پڑھنا ہو رہا ہے۔

جب آپ ﷺ تحریر فرما چکے تو کہیں تشریف لے گئے میں وہیں رہا اور شاید مناجات قبول کی ساتویں منزل ہے اور جب آپ کہیں تشریف لے گئے میرے غصے لے دو بندہ ہیں آئے۔ اور آپ ﷺ پہلے ایک

چھوٹی چارپائی پر تھے جس پر سفید ستر بچھا ہوا ہے اور دو اب خالی بڑی ہے اور عطر کی خوشبو اس تیزی سے آ رہی ہے کہ روئے معطر ہوا جاتا ہے۔ میں وہیں نہیں رہا ہوں آپ ﷺ کے انتظار میں ہوں۔ دو بندہ جو آئے تو میر

ان کو بٹھانا چاہتا ہوں اور یہ ارادہ ہوا کہ ان چارپائی پر جس پر آپ ﷺ رافق افراد رہتے بٹھاؤں۔ کسی نے روکا کہ یہ جگہ آپ ﷺ کی ہے۔ یہاں ان کو نہ بٹھائیں۔ لیکن یہ چارپائی چھوٹی ہے اس کو نہ لی کر کے ان کو

دے دو۔ اچھا پلنگ حضور ﷺ کے واسطے بچھ دو۔ اس پر یہ فرش جو اس چارپائی پر ہے بچھا رکھو۔ اب میں اپنی بوی سے کہتا ہوں کہ کوئی مدہ ہنگ۔ صرف ستر ہے جو آنجناب کے واسطے بچھا رکھوں۔ پس جاگ پڑا۔

حضرت اقدس کی بیان کی ہوئی خواب کی تعبیر

مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی بشارت ہے اور مذمت مثیل کے قبول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ بندہ جس کے بٹھانے کا خیال نہا اور پھر اس خیال پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض سیاسی میں ان کے

انتہا کا دورہ ہوتا ہوگا پھر اس پر عمل نہیں ہوتا ہوگا۔

تخلات: اب وہ خواب آپ کی خدمت میں تحریر کرتے ہوں۔ بندہ کو نہ رعایت کے ترک کرنے کا بہت خوف تھا مگر ہم کے شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے میں نہیں پڑھتا تھا علحدہ پڑھ لیتا تھا۔ بعد کی

شب بندہ نے دو افسانہ گوئی کہ سنے چڑھ کر عہدہ میں جا کر بہت روز اور کہا یا اللہ نہ تو اس مسئلہ کا جواب میرے دہرہ کے پاس سے آیا ہے مجھ کو نہ ہمارا مہم ترک کرنے کی وجہ سے تیرا بہت خوف ہے۔

اسی شبیں اگر میں بندہ کو نیا تھا بندہ نیا دیتا ہے کہ ایک وسیع مکان ہے اور اس کے اندر ایک نورانی شکل کا آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے پاس بہت لوگ بیٹھ ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ صلہ کامل کرنے والا ہے۔ پھر بندہ کو اپنی مسئلہ یاد کیا۔ بندہ نے ان کے پاس جا کر اسلام علیکم کیا۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ جواب دیا کہ نہ بیٹھو جاؤ۔ بندہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے کہا حضرت میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کیا پوچھو جو پوچھنا ہے ہم فرمائے ان کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا میں دہرہ میں رہتا ہوں۔ نماز جمعہ تو بندہ اپنا کاروبار چھوڑ کر تھکے روزہ میں چڑھتا ہے۔ اور دوسرے باتوں کی نماز اپنے زیہات میں آکر جماعت سے ملجھتا اور کرتا رہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس زیہات میں رہتا ہوں وہاں کے پیش امام کے پاس زمین زمین ہے اور مسئلہ وغیرہ سے بھی خبردار ہے۔ میں نے کہا میں حق سبحانہ آپ کے پاس زمین زمین ہے اور آپ امامت کرتے ہیں آپ اس زمین زمین کو چھوڑ دیں کیونکہ ہماری امامت کرو چھوڑ لی ہے۔ انہوں نے کہ بے شک ٹھیک ہے مگر یہ اللہ کا کلمہ ہے۔ اللہ غفور رحیم ہے اللہ آپ معاف کر دے گا۔ تم میرے پیچھے نماز پڑھتے رہو۔ جو کچھ نماز کی خرابی کا منہ دیکھو گا وہ میرے ذمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا جو شخص اللہ کے خطاب سے خوف ہونے والا اور جان کر گناہ کرنے والا ہوا اس کی امامت ٹھیک نہیں ہے۔ تم اپنی نماز طبعی و پابندی کرو۔ اپنی حالت میں اور ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے جماعت معاف ہوتی ہے۔ اس سے بہتر ہے عہدہ چڑھ لیا کرو۔ جب بندہ نے ان کی طرف خیال پاتو آپ تنہا کی ہم شکل معلوم ہوتے تھے۔

یہاں اشارہ ہے کہ اس شخص سے کوئی نفع نہ ہوگا اور یہ سمجھنا ہے۔
 خاتم: ایک خواب دیکھ تھا کہ حضرت والا کی مصیبت کے خلاف نہ ہو تو تعبیر فرمائی۔ یہ دیکھا کہ حضور ﷺ ایک مکان میں محراب فرما رہے ہیں۔ حضور والا بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے سامنے کئی طلبہ مسمیٰ ہوئے ہیں اور ایک حدیث کتاب آپ کے پاس رکھی ہوئی ہے۔ جب میں ہنچا تو میں نے تجھ میں بیکار روپے تھے۔ اس میں سے کچھ روپیہ میں نے چند آدمیوں میں تقسیم کئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرماتے ہیں کہ جو میری خدمت نہ کرے وہی نہ رہے۔ میں نے ان روپوں میں سے دوا دی کہ حضور کی خدمت و برکت میں جتنے کئے حضور ﷺ نے لے کر رکھ لئے۔ پھر آکھ کھل گئی۔ آکھ کھلنے کے بعد ایک خوب حال تھا۔ وہ خوش

کے بے آپ ہو رہا تھا اور حضور ﷺ کی محبت دُن میں بے حد تھی۔ جب سے غیبتی نہیں آئی۔ اور اس رات دُن تک بے حد دل میں نور اور خوشی رہی۔

حَقِیقَتِ : مبارک مبارک الحمد للہ اس ناکارہ کو بھی حضور میں مہر پایا اللہ تعالیٰ دونوں کو اس خوب سے برکات سے مستفید فرمائے۔

سُئَالِ : مجھ کو خواب بہت نظر آتے ہیں کہ جن کے قصے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ اُن رات کا لکھنا ملک کی ضروریات میں سے ہے تو دوسرے کام میں کمی کر کے ان کو کچھ کر پیش کیا کروں اور نہ خیر۔

جَوَابِ : کچھ بھی ضروری نہیں۔
حَقِیقَتِ : یاد نے ایک خواب میں یہ دیکھ کر دو شخص ہیں۔ میرے سامنے بیٹھ کر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب بہت بڑے اہلِیاء اللہ ہیں۔ دوسرے شخص نے ایک حدیث آپ کی تعریف میں پڑھی جو مجھ کو یاد نہیں۔ پھر دونوں صاحب نے میرے سے مخاطب ہو کر فرمایا کیوں کوئی ایسا بزرگ ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ جناب مجھ کو تو حضرت والا سے بازار لے میں کوئی نظر نہیں آتا ہے اور میں خود حضور کو خادم ہوں۔ جناب والا مجھ کو ایک فکر سایہ ہوا ہے کہ میرے سے کیوں پوچھا گیا۔ میرے مشرف فرمائیں۔

حَقِیقَتِ : مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی اور اس ناکارہ کے لئے بھی۔ خاص آپ کو مخاطب کرنے سے یہ دہم نہ کیا جائے کہ خدا تعالیٰ آپ پر کرم کا شہ ہے بلکہ یہ خطاب اس لئے ہے کہ آپ کے ذہن میں خوب بر جوئے اور زیورِ اہمیتان ہو جائے۔

حَقِیقَتِ : دوسرا خواب یہ ہے کہ میرے والد صاحب غصہ کے لہجہ میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی معلوم ہے کہ مکان کسی طرح کھڑے ہیں۔ میں نے کہا خدا کے حکم سے۔ انہوں نے کہا اور گریں گے میں نے کہا خدا کے حکم سے انہوں نے پھر فرمایا کہ سر میں گے میں نے کہا اللہ کے حکم سے پھر انہوں نے کہا کہ میں اس دیکھنا بہت سارے مزاج کے قد میں سر میں گے۔ میں نے کہا یہ بھی اُنکس کا حکم ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ چپ رہو۔ میرے والد ہیں میں نے کہا کہ میں نہ تا تو نہیں ہوں۔ پھر مکان پر گئے والد صاحب نے ان کو کھانا، اتارا تو چوہا ہے۔ والد نے مجھ سے کہا تو کبھی کھالے۔ میں نے کہا میری دعوت ہے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ میرے آگے ایک جلی رنجی ہے۔ اس میں دودھ ہے اور کباب پھانگی ہیں۔ میں دودھ میں کباب ملا کر کھارہ ہوں۔ انہوں نے کہا تو کہتے تھے میری دعوت ہے آ جا میرے ساتھ کھالے۔ میں دو دودھ ان چاؤنوں میں ڈال کر کھانے لگا۔

تحقیق: کہاں تو حید کی بشارت ہے جیسا سوالوں کے جواب میں اشارہ ہے اور مصرفت و محبت کی (بشارت ہے) جیسا کہ دودھ اور کباب کھانے میں اشارہ ہے۔

حالات: تعجب و غیور سے غارغ ہونے کے بعد سے دریافت کیا۔ ایک خودوشی کی سی حالت ہوئی۔ دیکھتا ہوں کہ نہ جرد ہے نہ جو کچر اور حاتمادو ہے اور ہاتھ اٹھاتا ہوں تو اٹھتا نہیں خود اٹھتا چاہتا ہوں مگر نہیں اٹھتا چاہتا اور شہنم کی طرح پھواری پڑی ہے اور چاندنی دھندلی کی ہے۔ تقریباً ایک منٹ یہ حالت رہی۔

تحقیق: ان اور بقا کی شکل ملتی ہے۔

حالات: دوم رہ گزارش یہ ہے کہ عرصہ بواہ و تین دن پار یہ معلوم ہوا کہ قلب بالکل سیا ہو گیا۔ اس میں ایک چراغ روشن ہے۔ اس تاریکی میں اس چراغ کی وجہ سے دل کو جب انجھی گنتی تھی۔ دوسریہ میں نے خواب دیکھا کہ نماز میں پورا قرآن شریف ختم کیا۔ اور تعجب کرتا چاہتا تھا کہ حافظہ تو ہول نہیں۔ یہ کیسے پڑھا رہا ہوں۔

تحقیق: خواب اور حالات کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اکثر ان کا سبب امور طبعیہ اور طبعیہ ہوتے ہیں۔

حالات: یہ سب حاضر ہونے کے بعد دوسریہ نہر کی حالت میں ایسا معصوم ہوا کہ قرآن شریف کی آیتیں قلب میں لکھی ہوئی ہیں اور اس میں ایک قسم کی چمک ہے یہ چاہنے کی حالت میں (تھا)۔

تحقیق: اس سبب کی وجہ وہی ہے جو میں نے اوپر ذکر کی ہے۔

حالات: ایک دفعہ بندہ نے پیٹ کے مرض کی وجہ سے ذکر بند کیا لیکن عادت کے موافق آنکھ کھلی اور ذکر میں ماحین کا ذکر متاثر ہوا۔ کچھ خودوشی کی سی حالت ہوئی تو بندہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص بہت خوبصورت بندہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کیوں ذکر نہیں کرتے ہو؟ بندہ نے اسی وقت بے اختیار یہ جواب (حالانکہ یہ جواب اضطراری غافلہ در قسم کی وجہ سے متوقف کا ارادہ کیا تھا) دیا کہ مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے کیا ذکر کریں تو اس شخص نے فوراً جواب دیا وہ ہماری صورت جو نظر آتی ہے وہ تو مقصود ہے روز ایک دفعہ ملاقات ہونے کا وعدہ ہو گیا۔ بندہ نے جب یہ بات سنی تو ارادہ کیا کہ یہ شخص کون ہے جو ایسی بات کرتا ہے غور کر کے دیکھا تو حضور دانا نوری صورت تھے جلدی سے غائب ہو گیا۔ تب بندہ اٹھ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو گیا۔ اس واقعہ سے بندہ کا دل کئی گھنٹہ تک ٹھک رہا۔ مگر مناسب ہو تو تعبیر سے اخلاص فرما لیں۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: اولہد علم میرا خیال یہ ہے کہ محبت و مناسبت شیخ کی طرف اشارہ ہے جو سوگ میں سبب زیادہ منع اپنے اور ویلہ اس سبب سے قریبی ذریعہ ہے۔ اس قریب ہونے کی وجہ سے اس کو مہلک کے طور پر مقصود کہہ دیا کہ ضروری قریب کو یہ مقصود ہونے کی طرح ہے۔ اس لئے مذکورہ مناسبت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے اور

مزید اجازت کی ترغیب ہے۔

مَحَلّ: ایک مرجہ تفریق تمام رات خواب و بیداری میں یہی محسوس ہوتا رہا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری میں جگہ جگہ چونکہ ابلاغ سنت کی بے حد تاکید دیکھی ہے اس وجہ سے بالخصوص دین کو خصوصی طور پر کشش ہوئی اس مرجہ سوانح عمری اکبر بادشاہ کے بارے میں ایک مضمون کی وجہ سے دیکھنی پڑی ہے۔ اگر حضور والا کا قلم ہوتا تو جی چاہتا ہے کہ مکتوبات اور سوانح دوبارہ دیکھوں مگر اس کے دیکھنے میں تربیت الساکب و مواظبہ کا مطالعہ ملوث رہے گا اس واسطے کہ وقت کم مٹا ہے جو حضور والا کا قلم ہے۔

تحقیق: غرور دیکھئے اور مواظبہ تربیہ کا مضمون بھی وہی ہے اس لئے ایک کا مطالعہ بالکل دوسرے کے مطالعہ کی طرح ہے۔ مگر یہ بات جاننے کے قابل ہے کہ مکتوبات میں دو قسم کا علم ہے علم مکتبہ اہل علم و ادب و علم غور صاحب علم کی ذرا بات خاص ہیں۔ دوسرے کے کام کا نہیں۔ ایسے مسلمان غور نہ کریں اگر سمجھ میں نہ آئیں چھوڑ دیں۔

مَحَلّ: تیسرا واقعہ خواب ہی میں پرسوں شب کو یہ پیش آیا کہ وہاں جس جگہ ہوں وہ دہلی تاقی مدارین قبلہ کعبہ حضرت سیدنا شیخ الہند قدس سرہ کے دولت خانہ کے دروازہ کے باہر کی جگہ ہے کچھ جگہ سے چلا ہوا آ رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے اندر سے تشریف لارہے ہیں۔ جہاں تک آپ تشریف لے جا رہے ہیں یہ عامی (مکن بگار) بھی پیچھے پیچھے ساتھ آ رہا ہے۔ کچھ قدم آگے بڑھنے کے بعد میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت پاس اللہ اس کا کیا طریقہ ہے۔ مجھ سے حضرت شیخ قدس سرہ نے اس طرح سے عطا کیا تھا کہ زبان تالو سے لگا کر اوپر اور نیچے کی سانس میں اللہ اللہ کہا کر دوسرا میں بھول گیا ہوں اب آپ تلاوت تینے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کا اثر کر کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے (خائب) کی فرمایا، آواز نکلتی ہے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ تو پھر حضرت اللہ اس کا طریقہ کیا ہے۔ مجھے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا تو تھا مگر میں بھول گیا ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں یا تو شاید یہ فرمایا کہ ہاں بھول گئے یا یہ فرمایا کہ تو پھر میں کیا کروں یا کچھ اور فرمایا صحیح یا نہیں ہے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ آنحضرت نے مجھے اس کا طریقہ بتایا یا نہیں۔

تحقیق: خیر بھولے ہوئے حصہ تو سوچنا ہی ہے کہ اس کی کوئی دلیل متعین ہو سکتی ہے باقی جتنا حصہ یاد رہا وہاں اشارہ ہے کہ حضرت قدس سرہ اور احقر غفلت کا مقدم افادہ (فائدہ پہنچانے) کے اعتبار سے ایک ہے۔

چاروں اہل بیت (ع) سے اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے) شاید وہاں کے شجر کرنے کے لئے دکھایا گیا ہو۔

خالد: میں نے خواب دیکھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قصبہ منہ کے ایشیئن پر بیٹھا ہوا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ یہ جو (حضرت) بیٹھے ہیں اولیاء اللہ کے دل کے تمہان ہیں اور ان کا دل ان کے اچھوں میں ہے۔ پھر کہنے والے نے یہ کیا کہ یہ حجتی لہذا اللہ صاحب قدس سرہ مہاجر کی ہیں۔ اس کے بعد بیدار ہونے پر پشت دینی اور دو رکعت نماز پڑھ کر دو سو مرتبہ درود شریف کا ورد کیا اور سورہ مسبین پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا۔ اس کی جو کچھ حیر ہو کر فرمائیں۔ اختر کو بے حد شوق ہے جو طبیعت کے سکون کا سبب ہو۔

حقیقی: خواب بشارتِ اللہ بہت ہی مبارک ہے۔ حضرت قحطی بن علیؑ بے شک سرِ بانیِ قلوب تھے دلوں کی حجابی اور دلوں کے اچھوں میں ہونے کے یہی معنی ہیں شاید اس خواب کے دکھانے میں حکمت یہ ہو کہ حضرت کے سلسلہ کی حقیقت نورِ مقبولیت پر مزید اطمینان ہو اور انبیاء و احوال میں زبیر و حمزہ جو تو اس کا اہتمام کرنا چاہتے۔

خالد: آخری بندہ کی رات کو راقم المعروف سورہ مقررہ پڑھنے کے بعد بغیر کسی خیر یا فکر کے سو گیا۔ دل میں کوئی بھی کسی طرح کا خیال نہ تھا۔ اول ایک خواب دیکھنے میں آیا جس کا کوئی حصہ مجھ کو یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ شاید دو مرتبہ اور گھر والوں کے درے میں تھا۔ اسی خواب کے بعد دوسرا خواب دیکھنے میں آیا۔ دو یہ تھا کہ ایک مکان میں ہوں یا میں وہاں پہنچا ہوں تو ایک بزرگ نے میرا دیاں ہاتھ پکڑ کر میرے اسی بازو پر اپنی لپکیں یعنی ہونٹ رکھ کر زنا شروع کرنے کے طور پر کلہ لا۔ لا اللہ پڑھنا شروع کیا ہے جس سے مجھے بہت ہی سرور اور بار بار ہے۔ تمہیں یاد رکھ لا اللہ اللہ ختم ہونے کے بعد ایک شخص مجھے نظر میں آتا اور نہ میں جانتا ہوں کہ کون ہے کہتا ہے کہ یہ (مولانا مولوی محمد) اشرف علی (صاحب) ہیں۔ اتنے میں ایک گھڑی جس کا کیس چینی باہر کا پردہ جو اکثر گھٹ و غیرہ کا ہوتا ہے اس کا جھلکا ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ مجھے کہن جاتا ہے کہ یہ گھڑی بہت ہی عمدہ و اچلی ہے کبھی مجھ سے کسی اور خوبصورت ہے۔ لیکن کہنے والے کا کوئی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ اتنے میں جناب نے یہ کہ کر کہ گھڑی بہت عمدہ ہے ایک کہیں مجھے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں جھین یعنی زنجیریں ہیں جو پسند ہو گھڑی کو لے لو۔ جب میں نے اس ڈپ کو کھولا ہے تو اس میں صرف دو زنجیریں ہیں ایک وہ ہے کی جو نہایت سفید ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا ہے کہ یہ اس وقت صاف شرف و سفید دھاتی دیتی ہے۔ چند دنوں میں اسے زنگ لگ جائے گا اور میں ہو کر خراب دکھائی دے گی۔ دوسری جھلکا ہے وہ بھی خوبصورت و مضبوط ہے

میں نے خیال کیا ہے کہ یہ عمدہ بھی ہے اور مضبوط بھی اور مٹری بھی اسی جنس کی ہے۔ وہ پتیل کی زنجیر میں سے پتیل کی گٹری میں جو خواب میں ملتی لگاتی ہے اور جیب میں ڈال لی ہے۔ اسے میں آنکھ کھل گئی۔ اس بہت رات کے سوا پور بجے تھے اور مسجد میں ازبانی دورانی تھی۔ اور میرے دل میں سرور بھی تھا۔

حقیقت: دو مٹری قلب ہے اور دو زنجیر تعلق ہے۔ اس میں ہڈ رت اور اشارت ہے کہ قلب ڈاکٹر (ڈاکٹر کرنے والا) اور اوقات کی حفاظت کرنے والا غریب ہوگا اور سلسلہ کی برکت سے اس کو بہت بھی ہوگا۔ واللہ اعلم

خیال: احقر نے گذشتہ رات تہجد کے وقت خواب میں دیکھا کہ سب درخت وغیرہ گر رہے ہیں اور کوئی کچھ ہے کہ قیامت دور ہی ہے۔ احقر نے دیکھا کہ وہ کہ شریف پہنچ گیا ہے۔ وہاں وہ شخص مجھ کے سامنے پرواؤں کے اندر بیٹھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ تم لیجئے رہو اب صور پھونکا جائے گا اور اپنے مرشد کی طرف خین لگاؤ۔ احقر نے کہا کہ میرے مرشد اور حضرت ہیں فلاں فلاں۔ آپ کا نام سن کر انہوں نے کہا کہ وہ بہت کمال ہیں اور دوسرے کمال نہیں۔ احقر نے کہا کہ کن کی طرف خیال لگاؤں۔ جواب دیا گیا اونی یا مانی یا دیکس رہا یہ یہ دیکھ۔

حقیقت: اشارہ ہے کہ جن کے سچا ہونے کا ظن ہوا آخرت میں بھی ان کا ساتھ ہونا نافع ہے۔ جس کو غیر کمال کہ گیا صرف خواب کی وجہ سے اب گمان کسی پر نہ کیا جائے لیکن ہے کہ یہ گمان نہ ہوا خواب دیکھنے والے کے اعتبار سے ہو یعنی تم کو ان سے کمال نظر نہیں ہوگا۔ جس کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک لطیف اشارہ ہے کہ مسوک کے راستے میں دو طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے اور خواب میں ظاہری طور پر سوتی کے انداز سے پہلے ہی کہا گیا ہو۔

خیال: ایک خواب عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بندہ نے دیکھا کہ ایک جگہ کچھ میدان سا ہے اور وہاں پر فرش بچا ہوا ہے۔ سچ میں حضرت حاجی صاحب شیخ صاحب و انجمن نور اللہ مرقدہ بیٹھے ہیں۔ دو صاحب دائیں بائیں شریف فرما ہیں حاجی صاحب کا حلیہ کچھ مونا محمد علی صاحب مولگیری سے ملتا ہوا ہے۔ تھنوں سے کچھ نیچا کرتا اور اٹھ پٹنڈی کھلا ہوا سفید پانچامہ اور نوٹی حضور عیسیٰ نور سے ہوئے ہیں۔ رنگ کسی قدر چمکتا ہے۔ بندہ نے جا کر سہم عرض کیا۔ حضرت حاجی صاحب **وَجَعَلْنَا الْقُرْآنَ فَاحِشًا** نے نہایت شجاعت کے لہجے میں جیسے کوئی بے حد شفیق دوا صاحب محبت سے پیش آتے ہیں سلام کا جواب دیا۔ وہ جو صاحب دائیں بائیں جانب بیٹھے تھے انہوں نے پوچھا حضرت یہ کون ہیں؟ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرے اشرف علی صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ بہت خوش کرنے والا نیکو تھا کہ بندہ اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان دونوں صاحبوں

تے کسی ایک نے یہ عرض کیا کہ حضرت آپ ﷺ تو نبی محمد اللہ تعالیٰ سے بہت ہی محبت رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حاجی صاحب نے بخیرہ اندازہ تعالیٰ پر ایک وجہ کی حالت ظاہری ہو گئی اور یہ وجہ ارشاد فرمایا کہ میں محبت کرتا ہوں میں محبت کرتا ہوں۔ میں محبت کرتا ہوں۔ میں پاکر کہہ رہا ہوں اور فرمایا اس پر تو اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس بات کو من کر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت ﷺ کی دین خدمت تو ایسی ہی ہیں جو آپ فرما رہے ہیں لیکن خصوصیت کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا وہ ہے کہ جس وقت مجھ سے کہ اندر جا کر یہ کہتا ہے ”سبحان ربی الاعلیٰ“ تو ہر شیئی پر خدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ عید کی کوئی تسبیح اور کوئی تحفہ دینا نہیں ہے جس پر نہ اندہ ہوتی ہو اور وہ شخص ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے یہاں انشاء اللہ اس کو پیش کر دوں گا۔ اور یوں کہوں گا کہ میں اللہ میری بخشش فرمادے۔ اس لئے کہ اس نے بھی میری طرف لگاؤ نکال دیا ہے۔ اس بات کو من کر ان دونوں صاحبوں پر ایک وجہ دینی ہو گئی اور میری سرپرستی کا تو کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بیدار ہو گیا۔ فقط

اب بندے کی درخواست ہے کہ ”واما بعدہ ذلک فحدثت“ (کہہ دیجئے رب کی نوبت کو بیان فرمائیے) پر خیال فرمادے کہ اگر مناسب ہو تو تعبیر خواب ارشاد فرمائیے تو میں اس سے ہے اور حضور بندہ کے واسطے بھی یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ بندہ کو بھی حضور کا اہتمام نصیب فرمائے۔

پھر حضرت ﷺ نے اسلام علیکم تعبیر کیا کہ حاجت خواب خود آپ پر تفسیر ہے۔ اور واضح صاف بشارت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بشارت موجود حال کے اعتبار سے ہے یا بعد کے اعتبار سے ہے وہ بھی سمجھا جان ہی میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمہ ایں روئے صاف کی برکات نصیب فرمائے۔ والسلام

حال: غالباً تہجد کی نفل پڑھ کر یا پہلے ہی دوسرا خواب دیکھا اس کی مسرت تو پہلے دن سے بھی زیادہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بشارت سے بچائے۔ آمین ثم آمین یعنی گویا جب میں حضرت کے پیروں نے میرے سر پر دھانے میں مصروف ہوں تو ایک قدم نہایت خوبصورت اور ٹھیک سا جواز سے گزرتا ہوں گے یہ ہیں یا تو انہوں نے مجھ سے کہا وہ یہ حضرت کے صاحبزادے ہیں یا خود میں نے یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت کے قرۃ العین (آنکھوں کی شہدک) ہیں ان سے ان کو اپنی گود میں لے لیں۔ ان صاحب زادے کو لے کر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو صاحبزادہ عطا فرمایا اللہ اور ان کو باپ سے لے کر یہ ہوں۔

ایک اونچے مقام پر ایک نہ کنواں گامو ہے۔ اس میں سے پانی کی جڑ دودھ نکل رہا ہے۔ میں نے اس کنوڑ سے جو کہ اوپر سے نیچے اودھ لگا کر پیتے تھے حضرت کے صاحبزادہ کے منہ میں دودھ دیا مینہوں نے یہ اور میرے کپڑوں پر اور دوسرے زمین میں کرتا گیا۔ دودھ پینے کے بعد میری آنکھ کھل گئی اللہ تعالیٰ یہ خواب سچ

فرمایا: تم میرے مشرفہ فرماؤ۔

تحقیق: شریف اللہ علی کوئی ولد صالح و عارف نہ فرماتے۔

حکایت: مجھے آج رات خواب میں دو باتیں پیش آئی ہیں جن سے طبیعت سخت پریشان ہے کہ شاید میری ماقبت کے خراب ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر میری یہ پریشانی صحیح ہے تو آنحضرت و اہل اس کے مدارج کی تدبیر تجویز فرما کر دروازہ فرماؤں تاکہ جنت ہونے کے کوہمی نہ کروں۔

① ایک انجلی شخص جو بظاہر ہندو پتھر کی قوم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے شب کو نیک لڑکی میرے قیام گاہ میں سونے کے لئے بھیجی۔ کسی وقت نگاہ پانے سے میرا نفس بد ہو، اور ہمارے کی تیار کی کے وقت دخول سے پہلے اترل ہوا اس کے بعد میں نے غسل کر لیا۔

② اس کے بعد اپنے ایک ایسے مکان میں گیا جہاں کچھ مہمانوں، مسافروں کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس کی چابی گم ہو گئی۔ تلاش کرنے میں اس قدر وقت صرف ہوا کہ طلوع شمس ہو گیا اور نماز فجر قضا ہوئی۔ یہ سب خواب کا قصہ ہے۔ اخیر شب جب بھر میں قردار پر پریشانی تھی اور واقعی مجھے احتیاج ہو رہا تھا۔ مگر الحمد للہ وظیفہ سے فارغ ہو کر نماز فجر پوری و تمامت پڑھی۔

تحقیق: عرفہ (عہدہ والوں) کے کام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی معصیت نہیں کرتا جس کے سبب مقرر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس معصیت کو جائز کی حالت سے سونے کی حالت میں منتقل کر دیتے ہیں۔ سو ایسے خواب سے خوش ہونا چاہئے۔ جائز کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے مظلوم رکھا اور سونے کی حالت میں مظلومی نہیں ہوتا۔

حکایت: ایک روز خواب میں حضرت شیخ وقت ام زہل حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی زیارت ہوئی (قلب کو یہی معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں ایسی راوی حیدر و یہ بھی راوی بدن ساقولہ رنگ تھا سنا تھا کہ) اور حضرت قدس سرہ نے خاتواہ والوں میں سے چند آدمیوں کا ذکر اللہ استحقاق سے حور پر نہایہ یاد نہیں کہ استحقاق دے دے و اس میں کون کون تھے نہیں میں احقر بھی شافی تھا۔ مجھ سے بھی فرمایا کہ ذکر نفی اثرات کر کے دکھاؤ احقر نے لا الہ الا اللہ میں اور حمدوں کو دیکھا جسے کبھی نہ بھینچا کہ کر کے باقاعدہ ادا کیا تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اتنی امیر میں تو ترک کر دے کہ نہ کہتے تھے جس سے توفی زیادہ ہوئی ایک ہر میں توفی دے کے کیوں نقصان کیا۔

تحقیق: یہ بالکل وہی مذاق (مزاج) ہے جس کو میں اکثر ظاہر کیا کرتا ہوں کہ اصل عمل مقصود ہے۔ ایسے قیود

زائد ہیں جن کا اہتمام عمل سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔

حالت: ایک بار ذکر کے بعد غنودگی میں: کا بڑا دور یا نظر آیا کہ آنکھوں نے آج تک اتنا بڑا دور یا نہیں دیکھا اور بالکل لبریز تھا۔ مگر سچیں نہ تھیں ساکن تھا۔ اس میں میں بے تکلف چل رہا تھا پھر یہ حالت ختم ہو گئی۔

تحقیق: بعض اہل معانی نے دریا کو طریقت کی صورت مثالیہ بتائی ہے "حملنا ہم فی البر والبحر" (کہ ہم نے انسان کو فطرتی اور رزقی میں سواری معارفائی) اس پر محمول بھی کیا ہے۔

عالم مثال کا کشف

یہ حالات ایک بنفال ذکر نے جو کہ یہاں سے عجز ہو کر گئے وقتاً فوقتاً زبانی بیان کئے اور زبانی جواب لے کر سوال و جواب اپنی عبارت میں محفوظ کئے جو ضروری صبح کے بعد مشغول ہیں۔

حالت: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے آسمان اور ستارہ نظر آیا اور اس کے کنارہ پر ایک دریا اور اس میں ایک نور بہت چمکتا ہوا مصور ہوا۔ اس کے بعد یہ میری دائیں طرف ہٹ گیا اور میری بائیں طرف سے ایک سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا اور اس کے بعد یہ بائیں طرف ہٹ گیا اور دہائی طرف سے وہ دریا انور میرے سامنے آیا پھر یہ دہائی جانب ہٹ گیا اور بائیں جانب سے وہ سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا بعد میں یہ بائیں جانب ہٹ گیا۔ اور دہائی جانب سے وہ دریا مع النور میرے سامنے آ کر چھپ گیا۔ اس کے بعد ایک شخص کی صورت بہت خوب صورت نیچے حصہ میں لباس پہنا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: قرن تصوف میں ایسے نظر آنے کو کشف کہتے ہیں اور یہ عالم مثال نظر آیا اور جو آدمی کی صورت نظر آیا یہ احوال سند ہیں کہ قیامت کے دن بھی صورت نظر آئے گی۔

حالت: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک دریا نظر آیا اور اس میں ایک نور چلا ہوا جا رہا ہے اور اس کے کنارہ میں میرے سینے کے برابر ایک اونچی دیوار ہے۔ اس کے کنارے میں راستہ ہے میں راستہ سے چلا جا رہا ہوں اور وہ نور بھی چلا ہوا جا رہا ہے اور اس نور نے جہاں تک ہو سکے میرے آگے جانے کی کوشش کی مگر جا نہیں سکا۔

تحقیق: عمل دو قسم کا ہوتا ہے ایک جنی عمل دوسرا روحانی عمل اور یہ جو دریا نظر آیا یہ عالم ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اور نور کا چلنا ہونا یہ روحانی عمل ہے اور آپ کا چلنا یہ جنی عمل ہے یعنی آپ کا محض ظاہری و باطنی دونوں اعتدال پر رہیں گے۔

حَالُ: اس کے بعد بہت آسمان کے اوپر کنارہ میں ایک شخص کی صورت کے سر سے پاؤں تک نور ہی نور سے نظر آئی۔ مہرے دس میں آیا یہ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ پھر حیرہ کے بعد جب ذکر کرنے لگا۔ اسی وقت اچانک یہ بات یاد آئی اور میرے دل میں مخابرہ اللہ القاء ہوا کہ یہ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کھڑے ہو کر دنیا میں ترے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کے پختہ ہیں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب ہے جیسا کہ بعض آثار و علامات سے بھی معلوم ہوتا ہے اور آپ کر عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ نسبت ہے یعنی عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام میں زہد اور توکل یہ دو صفات غالب تھیں۔ انشاء اللہ آپ میں بھی یہ دو صفات غالب ہوں گی۔

حَالُ: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تب ایک راستہ کہ اس کے دونوں کنارے میں سونے کی نقش دیوار اور آگے چا کر اس کے سامنے سونے کا ایک نقش چٹا چار پانچ طاق والا نظر آیا۔

تحقیق: یہ مراحل مستقیم ہے۔

حَالُ: اس کے بعد ایک دیوار بہت لمبی اور دروازہ اس کے درمیان میں چاندنی طرح صلتہ جو چار پانچ قسم کے رنگ سے نقش کیا گیا ہے اور اس کے سامنے چاندنی کا نقش ایک تخت ہے اور اس کے اوپر سطح ہے۔

تحقیق: یہ جو نظر آیا یہ عرش کی صورت مثالی ہے۔

حَالُ: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک مکان دو منزلہ صحن والا نظر آیا۔ اس کے صحن میں چاندنی کا نقش بہت نفیس فرش لگا ہوا ہے۔ اس مکان میں سات آٹھ حجرہ ہیں۔ میں سب سے دائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا۔ دیکھا ہوں کہ اس کی دیوار چاندنی کی نقش ہے اور اس میں اپنی درجہ کا طلس و حریر و حجرہ کا لباس اور بستر ہے۔ اس کے بعد میں درمیان کے ایک حجرہ کے اندر گیا اس میں سنگ مرمر قمری شکل دار دیوار میں لگا ہوا ہے اور حجرہ کے درمیان میں سونے کی ایک کرسی ہے۔ اس کے بعد سب سے بائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا اس میں بھی پہلے حجرہ کی طرح دیکھا اور اس مکان کے چاروں طرف پانی ہے اس میں بہت بزر درخت لگے ہوئے ہیں اس کے بعد ایک مکان بہت دروازہ والا اور اس کے دیوار میں رنگدار سنگ مرمر کا ہوا ہے اور ہر ایک دروازہ کے پیچھے ایک پانی نظر آیا اس کے بعد ایک مکان سفید سنگ مرمر سے بنا ہوا اور میرے خیال میں آج کے اس میں باغیاں رہتے ہیں۔ پھر ایک نور چاندنی طرح چمکتا ہوا کہ اس میں میری صورت معلوم ہوئی ہے نظر آیا۔

پھر ایک مسجد بہت بڑی نظر آئی کہ جس کی دیواروں میں چاندنی نقش اور سنگ مرمر کا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ سب جنت کے بارے میں مکاشفات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جنت نصیب ہوگی۔

سوال: یہ جتنے مکاشفات ہوتے ہیں یہ بالکل وہی چیزیں ہوتی ہیں یا اس کی امثال۔

جواب: اس کی امثال ہیں لیکن اکثر وہ اصل کے مطابق ہوتے ہیں۔

مثال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے کا تو مجھے ایک بہت وسیع میدان اور اس کے درمیان میں ایک بہت بڑا قلعہ اور اس کی چاروں طرف کی دیواروں میں سب جہز و ساز لگا ہوا۔ اس کے بعد بہت اونچے آسمان کے قریب ایک گھر کی صورت اور اس کے اندر میں جنگ سے نظر آیا۔

تحقیق: یہ اسرائیل علیہ السلام کی طرف سے امتیاز و کبروت حاصل ہوتی ہے۔

مثال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے کا تو میرے ایک دریا اور اس کے کنارہ میں ایک بہت سیہ پہاڑ تھے۔ اس کی وجہ سے دریا کا پانی بھی سیہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک پرہیزگار چارپائے کے گھم کے رنگ سے متشکر کیا گیا ہے بہت پختہ اور ہر لحاظ سے۔ اس کے پیچھے ایک نورانی روشنی بہت دور تک چمکتی ہوئی نظر آئی اس کے بعد میرے سامنے ایک نور نظر آیا میں اس کی طرف نظر کرتا رہا اپنا تک میرا خیال جاتا رہا خودی اور کے بعد مجھے ہوش آیا وہ بھی غائب ہو گیا۔

تحقیق: یہ پہاڑ ناسوت (دنیاوی عالم) اور دنیا ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اس کی طرف ہرگز خیال اور توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ پسندیدہ حالت ہیں مگر ان کو قصود سمجھنا نقصان دہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف خیال اور فکر کرے تو توبہ الی اللہ سے محروم ہو جائے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ جب لڑکوں کو دوسرے میں پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں تو ان کا وہی کبھی منہ نہ لگتی اور کبھی ان کے کپڑے وغیرہ خرید کر اپنے ہاتھ پر لوگ انھی طرح دل لگا کر پڑھیں اور شراعت رد نامہ نہ کریں۔ حالانکہ یہ چیزیں مقصود نہیں۔ لیکن جو علم کے حوس سے بے خبر ہے اس کی توجہ کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ایسی خداوند خدائی یہ حالات ظاہر کر دیتا ہے تاکہ اس سے دین میں فرحت و خوشی حاصل ہو کر ذکر و شغل اور یاد و معرفت سے کرے تاکہ حقیقت یہ مقصود نہیں مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا و بہت ہے۔

سوال: ناسوت اور ملکوت کس کو کہتے ہیں۔

جواب: ناسوت یہ اس سے کیا گیا ہے بمعنی آدمی اور ملکوت یہ ملک سے لیا گیا ہے بمعنی فرشتہ دونوں جگہ ناسوت اور ملکوت کہہ کر ان دونوں کا نام ہوا ہے (جیسے انسان کے رہنے کا عالم اور فرشتوں کے رہنے کا عالم) یعنی ناسوت سے مراد عالم موجودہ کہ آدمی کے رہنے کی جگہ اور ملکوت سے مراد عالم غیب کہ فرشتہ کے رہنے کی جگہ ہے۔

مثال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے کا تو آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ جسم کی روشنی بہت دور تک

چمکتی ہوئی تھی نظر آیا۔ اس کے بعد میرے چاروں طرف کے انوار میرے سینہ کے نور کے ساتھ ملے اور میرا خیال جاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے ہوش آنے لگا تو میرے سینہ میں بجلی کی طرح کا ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا۔
تحقیق: سبز رنگ کا نور نظر آتا یہ جنت کی صورت ہے اور جو چاروں طرف انوار نظر آئے یہ معمولات ہیں اور سینہ میں جو نظر آیا یہ اعمال ہیں اور نور کامل جانا اور ایک آواز جانا یہ قبولیت کی علامت و آثار ہیں اور بجلی کی طرح جو نور نظر آیا یہ بہت دور خاندانِ چشتیہ کا اثر ہے۔

حالات: دوسرے دن جب ذکر کرنے لگا تو آسمان کے قریب بہت اوپر ایک حسین عورت اور اس کا چہرہ چاندنی طرح چمکتا ہوا اور لباس چاندی کا پہنے نظر آئی۔
تحقیق: وحشت کی حور نظر آئی۔

سوال: اسی طرح جب نماز کے بعد میں ذکر کرنے لگا تو مجھے ایک قندہ نظر آیا۔ اس کی چاروں طرف کی دیواریں گوبے سے بنائی گئی ہیں اس میں بڑیک نقش کیا گیا ہے۔ اس کے درمیان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا ہے اس کے بعد میرے سامنے ایک بہت خوب صورت حسین عورت چاندی جیسے چیرہ والی سونے کے زیورات پہنے ہوئے نظر آئی۔ اس کے بعد بہت دور آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ اور اس میں ایک نور بہت چمکتا نظر آیا۔ پھر اچانک ایک نور جس میں چار پانچ رنگ چمکتے ہوئے تھے میرے سینہ میں آ کر ملا اسی وقت میرے قلب میں بیعت پیدا ہوئی۔

تحقیق: جو قندہ نظر آیا یہ روح ہے ذکر کی کثرت کی وجہ سے مجاہدیت کا غلبہ ہو کر روحِ عورت کی صورت میں کر اپنے کو دکھائی ہے۔

حالات: آج تین دن ہوئے ہیں ذکر کرتا ہوں اس میں کچھ ذکر کے آواز معلوم نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کرنے سے بدن میں حرارت ہوتی تھی ہر وقت اس کی یاد میں رہتا تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت تمام بدن میں حرکت ہوتی ہے۔ دوسرے کلام مجاہدیت کا کرنے کے وقت جب عذابِ یاد و نثر آتا ہے تو اسی وقت قلب میں ایک صدمہ اور حسرت ہوتی ہے اور فوراً آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ذکر کرنے سے دو حال ہوتے ہیں ایک قیض دوسرا بطل۔ یہ عمل قیض کا ہے اور اس میں بھی فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک خانہ رہے تو اس کا نہ کوئی لطف ہو اور نہ اس کی پوری حقیقت معلوم ہو اس لئے خداوند تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی حاست قیض میں اور کبھی حالت بطل میں رکھتے ہیں تاکہ ہنذا کا لطف معلوم ہو جیسے کوئی شخص اپنی عمر میں کبھی کوئی کڑوی چیز نہ کھائے اس کو نہ میٹھی چیز کا لطف معلوم ہوگا اور نہ اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔ کیونکہ قاعدہ

ہے کہ الاشیا تعریف باضداداً (یعنی اس اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) اور باقی صمد اور صمدت ہوتا یہ بند حالت ہے یا عبادہ ہے۔

مثال: تہجد کے بعد جب ذکر کرنے لگا تو سفید رگف کی ایک عورت کی بہت لطافت و نزاکت کے ساتھ نظر آئی۔ اس کے بعد ایک قبر نظر آئی اس میں ایک شخص جس کے چہرہ پر غبار اور پسینہ تھا سوتا ہوا نظر آیا۔ تحقیق: یہ عورت جو نظر آئی یہ روح ہے جو میت کے طلبہ کی وجہ سے عورت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ دوسری جو قبر میں ایک شخص سوتا ہوا معلوم ہوا یہ اپنی صورت ہے اور صدوق ہے حدیث ”موتو قبل ان تموتوا“ (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا حدیث میں وارد ہے ”التمومن يموت بعرق العجین“ یعنی ایمان والا ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے چٹائی کے پسینہ سے مرتا ہے اس میں بالآخر کی طرف اشارہ ہے۔

کشف و انوار توجہ کے قابل نہیں ہیں

مثال: کئی مہینہ ذکر کے درمیان کچھ گون سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی۔ جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں بہت ستارے چھوٹے چھوٹے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے؟ تحقیق: اکثر (قوت) مخدع کا تصرف ہے کبھی ذکر کے انوار اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کے قابل نہیں ہے۔

کشف باطنی حس سے ہوتا ہے

سوال: اہل کشف (یعنی جن لوگوں کو کشف ہوتا ہے ان) کو محسوسات (محسوس کی جانے والی چیزوں) کا کشف خواہ وہ ملکوتی (جنی فرشتوں کے عالم سے) ہو یا مادی (جنی انسانوں کے عالم سے) ہو باطنی دیکھنے کی حس سے جاننے کی حالت میں آنکھوں کو بند کر کے ہوتا ہے یا باطنی جس سے یہ کشف ظاہری آنکھوں کے کھلے رہنے کے باوجود بھی ہوتا ہے جیسا کہ اہل غریب (صوفی والوں) کا معمول ہے کہ قبروں کے کشف یا دل میں جو خیالات آتے ہیں ان کے کشف کے لئے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں۔

میرا تو خیال ہے کہ جس کو کشف ہوتا ہوگا تو اس کو ظاہری آنکھ بند کئے بغیر بھی ہوگا خواہ وہ آنکھیں بند کرے یا نہ کرے کیونکہ علم تو باطنی حس سے ہوتا ہے۔

جواب: صحیح ہے کہ آنکھیں بند کئے بغیر بھی ہوتا ہوگا لیکن کشف کے لئے کیوں کہ یکسوئی ضروری ہے۔ بعض کو وہ (یکسوئی) آنکھوں کو بند کئے بغیر نہیں ہوتی ہے اسی طرح بعض کو کشف بھی آنکھ بند کئے بغیر نہیں ہوتا

کشف قبور ہونا

حکایت: (ہمارے) یہاں حضرت خلدوہ شرف الدین احمد یحییٰ سمیری قدس سرہ کا حزار ہے۔ ہفتہ میں جب زیارت کو جاتے ہیں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبر بائیں جانب (آڑنی ہوئی) نہیں ہے بڑا بڑا کھائی دیا ہے۔ قمارباز آتے ہیں غرضیکہ مومن کی قبر کی جو کیفیت (حدیث میں) منقوش ہے پاتا ہوں اور یہ کیفیت آنکھ سے دیکھنے والے کے وقت زانی ہے۔ یہی کیفیت اپنی اختیار ہوئی قبر کی جس کا فیضانِ اقبال ہوا ہے پاتا ہوں۔ ایک بزرگ کے حزار پر بھی اور بعض کے حزار پر غرض کی قبر کی کیفیت نظر آتی ہے۔

تحقیق: ان معنی باتوں کی طرف ہر ذوقیہ نہ کیجئے اس کا اعتبار کیجئے سب ثواب (اللہ تعالیٰ سے آرا) ہیں۔

کشف سے بے توجہی ہونا

حکایت: گزارش یہ ہے کہ ہم کراچی کے محلے سے بہت خوشی ہوئی سب ارشادِ ثواب اطمینان سے کام میں لگا رہے ہیں۔ چند روز تک ذکر میں ایک حرج کی محویت ہوتی ہے دنیا کا خیال نہ آخرت کا خیال رہتا ہے نقدِ عات بہی ہوئی کا تصور ہوتا ہے۔ بہت اشیاء نظر آتی ہیں۔ سب ارشادِ ثواب سے بے توجہ رہتے ہیں۔ برطاعت میں بہت خوشی معلوم ہوتی ہے۔ کشف و کرامت بہت ہی خراب معلوم ہوتے ہیں۔ آج رات قہر کے بعد ذکر کی حالت میں ایک خوبصورت مکان نظر آیا ہے اس مکان میں بہت لوگ دیکھے۔ ایک حکیم لوگوں میں چن کر لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ یہ کیا چیز ہے معلوم نہیں۔

تحقیق: آپ تو کہتے ہیں کہ کشف خراب چیز ہے اور میں اس سے بے توجہ ہوں پھر اس واقعہ کی تحقیق کرتا کیا توجہ کرنا نہیں ہے۔



آٹھواں باب

وساوس و خیالات کے بیان میں

وساوس کے فوائد اور ان کا علاج

حَکَّال: کبھی ایسے وساوس قُلب پر آتے ہیں جن سے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔
تَحْقِیق: یہ تو رحمت ہے کیا حدیث میں آپ نے ذاک صریح الاِیمان (یعنی تو صاف ایمان ہے) نہیں پڑھا
 اور اس میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے عجب کی جزکت جاتی ہے اور نقصان نہ ہوتا یعنی اور حدیث سے ثابت ہے۔

حَکَّال: اکثر اوقات شکار نفس بندوں کو فحارت کی فطر سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اہل علم سمجھ کر دوسرے سے تعظیم
 چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ علم کی محنت۔ کبھی رکھی زادہ سمجھ کر تو ترقی کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ ”العزوة
 لله ولرسوله وللعلمین“

تَحْقِیق: یہ سب وساوس ہیں۔ جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں اور (ان کا) ارادہ نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ
 ارادہ ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ بڑائی چاہنا ہے کیونکہ یہ سب برے افعال اعتدالی ہوتے
 ہیں۔ اس لئے جو اختیار سے نہ سوہرے، خلاق سے خارج ہے صرف برے اخلق کا دوسرے جس پر مواخذہ
 نہیں مواخذہ عزم (ارادے) پر ہے۔

حَکَّال: کترین و آج کل وساوس (بغیر عزم و ارادے) کو ان کا خط مضمون ذیل کا آیا الحمد للہ آپ نے یہ وساوس کا
 جہم ہے نہ ادہام ہوا جس کا تمام قسمی طور سے نیست و ناجو ہوئے حضور کا کس زبان سے اور کیسے شکر یہ ادا کیا
 جائے جو اس آڑے وقت میں اس ناچیز اور سراپا قصور کی و شگرتی فرمائی گئی ہے اگائے عالم ذاتِ اہمکات کو بایں
 فیوض و غیرات بیش بیش قیام قیامت قائم رکھیں اور فکر شفقت و توبہ کی بجنابِ پیارہ مبذول آئین کا خست
 نمہ ہے۔ طاقت بیان سے خارج ہے اور ایسے وسوسوں کی کثرت ہوتی ہے کہ نقل کرتے ہوئے بھی خوف معلوم
 ہوتا ہے۔ سخت جبرائی و پریشانی میں مبتلا ہوں اگرچہ یہ جانتا ہوں کہ چورچم کی تدابیر میں مصروف ہے مگر

دود کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت مصیبت میں پڑا ہوں۔ حضرت مرشد مدظلہ مکہ معظمہ تفریق لے گئے ہیں۔ اب اس وقت عالم میں سوائے حضور کے علاوہ اور کوئی چارہ ساز نظر نہیں آتا جس سے اپنے مرض کا علاج کراؤں۔ حضور والا! حال ہے کال نہیں عرض بھی نہیں کر سکتا جلدی مدد فرمائی جائے اور تو کچھ پاس نہیں صرف جو کچھ ہے ایمان ہے اس کے بھی پھین جانے کا گمان ہے۔ "ربنا لا تزعج قلوبنا بعد اذ هدیتنا وحب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب۔" بس زیادہ کیا عرض کروں۔

تحقیق: وسواس کوئی پریشانی کی چیز نہیں پریشانی سے قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس سے دماغ بھوم ہو جاتا ہے۔ بے پردائی اور بے انتہائی کے علاوہ اور کوئی مدبیر نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس پر توجہ ہو اس سے قلب کو قوت ہوتی ہے اور وسوسوں کو قبول نہیں کرتا بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں جب اس میں گناہ نہیں تو پھر پریشانی کیوں ہو۔

حالات: جب کوئی دنیوی کام پیش آتا ہے تو طبیعت کو اتنا متنبہ کر دیا کہ اس میں مشغولی ہو جاتی ہے کہ معمولاتِ نذات میں ای کام کے بارے میں وسواس اٹھنے آئے ہیں کہ پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہاں تک بات پہنچتی ہے کہ معمولات چھوٹ جاتے ہیں جو دلچسپی پیدا ہوتی ہے وہ سب فنا ہو جاتی ہے۔ بہت عیا پریشانی میں ہوں اور دنیوی کاموں سے فراغت بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ روز بروز بڑھتی ہے کبھی ایک چلہ کسی معمول پر پھنسل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشان نہ ہو جائے اگر دل نہ لگے بے دل لگے ہوئے معمول ادا کر لیجئے اگر پورا نہ ہو سکے تو تھوڑا کر لیجئے مگر بالکل ناغہ نہیں کرنا چاہئے تھوڑا سا بھی ہوتا رہے تو برکت رہتی ہے۔ اس کی فکر چھوڑ دیجئے کہ ذمہ برابر کی نہ ہو جتنی کمی ہو جائے اس کا تذکرہ استغفار سے کر دیا کیجئے اور پریشان ہرگز نہ ہوں اس سے اور بھی صحت کمزور ہو جاتی ہے۔

حالات: حضور کے سب ارشاد اور دعا کی برکت سے اسم ذات روزانہ پچہ ہزار پڑھتا ہوں مگر خیالات کیسویں ہیں۔ سو سے بہت آتے ہیں اور طبیعت گھبراتی ہے کسی ذکر و عبادت میں جس طرح پہلے کچھ دل کا لگاؤ اور لذت حاصل تھی وہ بالکل نہیں ہے۔ کبھی دین و دنیا کے خسارہ کا پورا خوف ہو جاتا ہے اور دنیا کی حالت تو میں کچھ عرض نہیں کرتا مگر عقلی (آخرت) کے لئے ضرور تکلیف دیتا ہوں۔ میری حالت خراب ہے کیا کروں؟ کچھ دن سرنگ کاغذ پر اسم ذات لکھ کر دیوار پر چسپاں کر کے روزانہ دیکھا کرتا تھا۔ حضور نے بعد میں ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں ہو بہتر ہے۔ کچھ روز کیا عمر پھر زمانہ کے جھگڑے کچھ روز گار و غیرہ کی وجہ سے چھوٹ گیا بہت مجبور ہوں مگر دینی

دامن کی شکایت کیا کھولیں سب شکر ہے جو کچھ ارشاد ہو۔ دعا کیجئے ہند پاک حضور کی قدم بھی حاصل کرا دے بہت بڑا مرض ہے سخت گنہگار ہوں۔ مجھ سے کچھ نہ دوسکا ڈر ہے کہ اگر دن بدن اور حالت خراب ہوئی تو آخر ہفت کی کیفیت ہوگی۔ ہاں خدا تعالیٰ ان میں اپنی محبت کامل طور پر عطا فرما دے تو سب کچھ اس کے فضل میں امید ہے۔

تحقیق: یہ لوگوں کے آثار میں سے ہے۔ اسی طرح دنیاوی کام جمیعت کی پریشانی کا سبب ہو جاتے ہیں۔ کیفیت لذت ہونے اور نہ ہونے کی طرف توجہ نہ کریں خود عمل کو مقصود سمجھ کر کرتے رہیں انشاء اللہ محمدی نہ رہے کی پریشانی کا اصل سبب شرات (تنہا) پر نظر کرنا ہے۔ مشاک کے بعد یا سہ ایک ہزار بار پڑھ لیں کریں۔

حالات: حضور نے ارادہ فرمایا تھا کہ نماز میں عرش سے قہ پر نور نکلتا ہو، تصور کرو تو کیا جس وقت وہ صاحب قرات پر بیٹھیں اس وقت (بھی) کیا کریں؟ حضور ادنیٰ ہی شرات کی وجہ سے نماز میں دس نہیں گنتا عادتاً ہی پڑھتی جاتی ہے۔

تحقیق: دانش آپ کی حالت کے سبب نہیں اس کو ترک کر دیجئے۔ نماز میں خیالات کا آنا کچھ نقصان دہ نہیں ہے اس سے پریشان نہ ہوں۔ اگر اس سے تسلی نہ ہو تو دو چار دن یہاں آ کر رہ جائیں اپنی کہہ لیں اور میری سن لیں۔

حالات: حضور نے بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ زبانی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ ہر جرنے حسب ارشاد اس کو شروع کر رکھا تھا لیکن معلوم نہیں کہ قلب میں کس وجہ سے اشتہار پیدا ہو گیا ہے کہ اس کے پورا کرنے میں قاصر رہتا ہوں۔ کبھی تو خیال تعداد کی طرف اکل بوجہ ہے اور کبھی کوئی دنیوی خیال پیدا ہو جاتا ہے اور قلب کو یکسوئی حاصل نہیں ہونے دیتا۔ اس کے علاج کے لئے حضور کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمیں کہ جس سے قلب رجوع ہو جائے۔

تحقیق: تعداد کے خیال کو چھوڑ دیجئے تعداد خود مقصود نہیں کسی زیادتی نقصان دہ نہیں ہے دنیاوی خیال پیدا ہو جانے کی پردہ نہ کیجئے۔ ان خیالات کے ساتھ بھی اگر نافع ہے۔ رہ رجوع قلب سو ذکر کو پیش کرنے سے خود بخود یہ بات پیدا ہو جائے گی۔

حالات: زرات کے وقت مراقبہ کی حالت میں کچھ شہ خواہی کی سی حالت میں دیکھا نہ ایک سیہ عام شخص سفید کپڑا پہنے میری طرف آنے کا ارادہ کرتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم ٹھہرو میں وظیفہ سے فارغ ہو کر تم سے کلام کروں گا۔ میرے تصور میں یہ تھا کہ دلائل الخیرات سے فارغ ہو چکا ہوں اور منجات مقبول باقی ہے تمھاری

دیر کے بعد یہ جواب بھی مالت ختم ہوئی۔

تحقیق: یہ دوسرے ڈالنے والا تھا غیہ لیس سے اس کا حق کی صورت میں باطل کا دھوکہ دیا مگر یہ اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھ کر ذکر میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے اس کو غائب کر دیا ایسے احوال میں ایسا ہی کرنا چاہئے کہ ذکر کی طرف توجہ ہے۔

در داہ عشق دوسرہ اہر کن بے ست ﴿﴾ ہمداد گوش ما بہ پیام سرفش دار
تو چھٹا: ”سلوک کے راستے میں شیطان کے دوسرے بہت پیش آتے ہیں ان سے ہوشیار رہو اور
حق کی طرف کان لگائے رہو۔“

اللہ تعالیٰ حافظہ و تکیا ہے ”انہ لیس لہ سلطان عنی الذہن اشوا و علی ریحہم بنو کنون“۔
حالات: جس وقت میں نماز پڑھتا ہوں اس وقت برے خیالات بہت آتے ہیں۔ نماز پڑھنے کو بتی بہت چاہتا
ہے مگر نہیں پڑھتا جاتی تھا ہو جاتی ہے۔ کچھ دن تک بہت اچھی طرح نماز پڑھتا ہوں بعد میں برے خیالات
ظاہر ہوتے ہیں۔ عشا کی نماز کے بعد درویش شریف کا در کیا تھا۔ کچھ دن بہت ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا بعد میں
پھر برے خیالات آنے لگے اب پڑھنے کو بتی نہیں چاہتا۔ جب پڑھنے کو بہت جی چاہتا ہے تو شروع کر
دوں۔ آخر بہت برے خیالات آتے ہیں کہ نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ کوئی ایسا دھندہ دیکھئے کہ نماز باجماعت
پڑھوں۔ میں حضور کو اپنا مرشد چاہتا ہوں مگر حضور نہ بتائیں گے تو میں بےک جاؤں گا۔

تحقیق: اس کے لئے وظیفہ کافی نہیں بہت کی ضرورت ہے۔ آپ خیالات کے پیچھے برے ہونے کی طرف
بالکل بھی توجہ نہ دیجئے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں اس اگر اعمال میں کوتاہی ہو تو اس کا علاج ضروری ہے اور اس کا
آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کسی عرصے میں کی ہو جس رکعت غل جمانہ کی پڑھا کریں۔

حالات: جب میں حاضر ہوا تھا اس وقت پڑھنے کے لئے یہ ارشاد ہوا: تھا کہ ہم ذات ایک ہزار بار پڑھنا اور پھر
تین ہزار تک تعداد کر لیتا۔ چنانچہ بہت عرصہ سے تین ہزار کی تعداد پوری کر لیتے ہوں۔ اب یہ چاہتا ہوں کہ کوئی
اس قسم کا ورد قسیم فرمایا جائے کہ جس سے قلب کی غریبیاں زائل ہوں اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو قلب کے
دوسرے دور ہوں۔ یہ نہیں ہے کہ جناب امر خاں اوقات میں اس ناکارہ نظام کے واسطے دعا فرمائیں کہ
مرضیت کی توفیق ہو۔

تحقیق: ان مطالبہ کے لئے کوئی ورد مخصوص نہیں ہر ذکر اور جماعت کو جبکہ شرائط کے ساتھ ہو اس میں دخل ہے
اور نہ شرائط میں سے ایک جڑی شرارت صحت فہم بھی ہے جس کا اصل طریق صحبت ہے اس سے بہت سی غلطیاں بھی

اور بوجہ تی ہیں جو قصود میں رکاوٹ ہوتی ہیں یا قصور کو نہ معلوم بنا دیتی ہیں یا دعا تو سب کے لئے کرتا ہوں۔
 پتال: حضور واما سے رخصت ہو کر لکھنؤ پہنچنے سے قبل میں بہت ہی غیر مستقل مزاجی و تاسیدی کی حالت
 میں ہو گیا تھا۔ طبیعت میں سخت گھبراہٹ ہے۔ حال کا خلاصہ یہ ہے کہ دل میں رہ رہ کر یہ خیال غالب ہوتا
 ہے کہ میں بالکل بچپن سے بیمار ہوں اور اب تک باقاعدہ کتنا علاج ہوتا رہا مگر صحت کا میں حاصل نہ ہوئی۔ یہاں
 اگر علاج کر اؤں تو کس سے کر اؤں۔ اگر اس مرتبہ یہاں کے علاج سے بھی فائدہ نہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا نہ دین کا ربا
 نہ دنیا کا وغیرہ وغیرہ (خیال آئے ہیں) دل کو کتنی طرح سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں مگر دل کسی طرح مطمئن نہیں
 ہوتا۔ ابتدائے صحت کے وقت کبھی میری یہ حالت نہ ہوئی قلب سخت غیر مطمئن و غیر مستقل ہے۔ خدا کے لئے میرے
 لئے دعا فرما۔ کہ میں کہ قلب میرا مطمئن ہو اور میری صحت حاصل ہو۔ قلب کی موجودہ حالت سخت گھبراہٹ و
 تاسیدی وغیرہ استغاثہ کی علاج ارشاد فرما کر سر فرما فرمائیں۔ کیونکہ ان حالتوں میں مجھے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔
 میرے امراض باطنی میں سے جو مرض مجھے فی احوال سخت تکلیف پہنچا رہا ہے اور دینی و دنیوی امور میں گناہ
 رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ مجھے ہر کام میں دینی و دنیوی خصوصاً طہارت اور وضو اور غسل اور نماز میں سخت دوسرے پیدا
 ہوتے ہیں یعنی شبہ ہوتا ہے کہ کبھی چھینٹا کا قطرہ نکل آئے طہارت پوری طرح نہیں ہوتی۔ نماز میں فلاں رکن
 چھوٹ گیا، فلاں واجب ترک ہو گیا۔ یہ دوسرا اتنا بڑھا ہوا ہے کہ چھوٹا احتجاج کرنے میں ایک بڑے لوٹے سے
 زیادہ پانی خرچ ہوتا ہے اور بڑے اشعبے کے لئے ویسے ہی دو بڑے لوٹے لگتے ہیں۔ غسل میں بھی بہت پانی خرچ
 ہوتا ہے۔ ایک ایک نماز کے لئے چار چار پانچ پانچ مرتبہ نیت باندھنی پڑتی ہے جب نماز ادا ہوتی ہے اور وہ بھی جمد
 کو کے ساتھ۔ جس بارہ میں شبہ ہوتا ہے اس کی کئی بار تحقیق کر لیتا ہوں اکثر ایک بار کی تحقیق سے یہ معلوم ہو
 جانے کے بعد بھی کہ شبہ یہ ہوتا ہے ہر بار تحقیق کئے بغیر نہیں نہیں ہوتا۔

ایک مولوی صاحب نے مجھے فتویٰ دیا کہ اگر شبہ اس وجہ سے بڑھا ہوا ہو تو نماز میں اگر کسی رکن تک کے فوت
 ہو جانے کا بھی شبہ ہو تو کچھ مضاقتہ نہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرا یہ کہ جن نمازوں میں قرات بلند آواز سے نہیں
 اس میں آہستہ اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ پڑھنے کی آواز خود سنے اور بعض فقہاء کے نزدیک حد یہ ہے کہ پاس
 کا کڑا ہونے والا بھی اس کو سن لے۔ مجھ کو نماز میں اکثر اسی کا شبہ ہوتا ہے کہ میں نے جو آہستہ قرات کی اس کو
 میں نے خود سن لیا مگر اتنا آہستہ تو نہ ہوا کہ پاس کے کھڑے ہونے والے نمازی نے نہ سنا ہوا اس شبہ سے مجھ کو
 کتا ہوں۔

تحقیق: حق تعالیٰ بندہ کو ماں باپ سے زیادہ چاہئے ہیں اگر وہ بیمار بھی رہیں تو اس میں بھی رحمت اور حکمت

ہے۔ اس پر ماضی رہنا چاہئے جس پر پھر توجہ بھی نہیں ہوگا اور دوسرے کا علاج یہی ہے اس پر عمل نہ کیا جائے طہارت و نجاست میں بہت کجکاش رکھی جاتی ہے کسی نہ کسی کے قول پر طہارت ہو جاتی ہے اور اپنی آواز کان میں پڑا یہ سب کا قول نہیں بعض کے نزدیک اس کے بغیر بھی نرہ ہو جاتی ہے بے فکر ہیں۔

حکال: پہلے حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ قصد اسمیں میں دیکھ کر عمل شروع کرتا۔ چنانچہ ذی کسار نے وہ عمل جو حضور نے آدمی کے لئے تجویز فرمایا ہے شروع کر دیا لیکن قہر کا پابند نہیں ہوں۔ عشا کے بعد غنیمتیں پڑھ لیتے ہوں جس طریقہ سے حضور نے لکھ دیا ہے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ نماز کے اندر دل میں خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ایسے خیالات کہ جن کا گمان مجھے قطعی نہیں ہوتا بے حد پریشان ہوتا ہوں۔ بہت چاہتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی حاصل ہو لیکن امکان سے باہر ہے۔

تحقیق: اس میں زیادہ کوشش نہ کریں کہ پریشانی بڑھنے سے قلب کمزور ہوتا ہے اور کبھی اس سے ضروریات سے بھی رکاوٹ ہو جاتی ہے اس لئے صرف اتنا کریں کہ جو کچھ زبان سے پڑھیں ان الفاظ کی طرف درمیانی درجہ کی توجہ رکھیں اس سے خود بخود دوساں کم ہو جائیں گے اور کچھ دن بعد پھر اطلاع دیں۔

حکال: (دوسری بات) یہ کہ جس روز سے میں نے یہ عمل شروع کیا ہے دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔ کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ خوف ہوتا ہے کہ کبھی اختلاج قلب کا دورہ نہ ہو جائے۔ یہ کیفیت خاص کر اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب کبھی معاذ اللہ شیطانی وساوس میں پیدا ہوتے ہیں اور نفس کسی ایسے فعل پر جونا جاتا ہو یا غلبہ ہوتا ہے۔ کبھی امید دار ہوں کہ حضور ان تمام امور کے دور ہونے کی طرف توجہ فرمادیں اور دعا فرمائیں کہ خاکسار کا ایمان قوی رہے۔

تحقیق: اس کا علاج وہی ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس میں زیادہ کوشش نہ کریں اور جو تدبیر میں لکھی ہے پہلے تو اس سے دوساں خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر بالعرض شقت نہ بھی ہو تب بھی کچھ فکر نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ حدیثوں میں ہم کو دوساں کے بارے میں بالکل بے فکر کر دیا گیا ہے اور یقین دلایا گیا ہے کہ اس میں ذرا بہار ملنا نہیں ہوتا۔ مگر اس کے پیچھے پڑنے کی کیا ضرورت ہے پیچھے پڑنے ہی سے اختلاج کا خوف ہے اور بے فکر ہونے سے اللہ تعالیٰ کچھ خوف نہیں۔

سوال: ذکر کے وقت ادھر بچہ کے خیالات آیا کرتے ہیں قلب متوجہ کرنے کا کیا طریقہ ہے۔
جواب: بس چاہیں جو کچھ خیالات نہ لائے یہی کافی ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ شکایت چلتی رہے گی مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں۔

سوال: حضور تحریر فرمائیں کہ اگر دل میں کبھی کبھی کسی کمزوری اور بد اعتقادی معیبت وغیرہ کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ہرج ہوجاتی ہے تو کیا اس سے ایمان میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی حالت کبھی کبھی ایسی ہو جاتی ہے کہ کسی عجیب بات کے پیش آنے کی وجہ سے کبھی سی بد اعتقادی ہو جاتی ہے مگر بعد میں اس کی عافی کے لئے دل بہت ملامت کرتا ہے اور بہت استغفار کرتا ہے اور فوراً نئے ایمان میں ایک قسم کی ترمیم کی ہو جاتی ہے اور ایمان دوبارہ ہو جاتا ہے۔ جس وقت یہ بد اعتقادی ہوتی ہے اس وقت دل چاہتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے رب العزت! اگر میری ایسی حالت ہوتی ہے تو تو اس عاجز کو بہت عرصہ تک اس دنیا میں نہ رکھ۔ اس طرح بہت سی باتیں واقع ہوتی ہیں حضور ارشاد فرمادیں کہ اس کا کیا علاج ہے۔

جواب: ایسے وسوسوں نقصان دہ نہیں احتیاط استغفار بھی کر لین بہتر ہے زیادہ فکر و کوشش نہ کیجئے۔

سوال: ایک مرتبہ کانپور میں آپ نے خط میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خطرات و وساوس کا آنا نقصان دہ نہیں بلکہ اچھا ہے کہ چہرہ دہیں آتا ہے جہاں مال ہو اور شیطان دولت ایمان کا دشمن ہے یہ سبھی خیال وہی لاتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتا چاہئے۔ پہلے تو مجھے دوسرے بہت آتے تھے میں اسی وجہ سے خوش تھا کہ الحمد للہ دولت ایمان تو ہے مگر اب عرصہ سے کوئی دوسرا خطرات نہیں آتا تو خیال ہے کہ خدا نخواستہ مجھ سے وہ دولت کہاں گئی۔

جواب: لا حول ولا قوۃ آپ خوب سمجھے یہ کس نے کہا ہے کہ دوسرے نہ آنے کا سبب یہی (ایمان کا ہونا) ہے (اور نہ آنا ایمان کے نہ ہونے کی علامت ہے) اسی میں بلکہ اس کا ایک دوسرا سبب بھی ہے کہ شیطان کا امید ہو کہ دوسرا ڈالنا چھوڑ دیتا ہے کبھی کیسویں میں حکمہ راسخ (مہارت کا) ہو جائے دوسرے نہ آنے کا سبب ہوتا ہے اس سے نفس کو دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضرت کی باطنی توجہ کی وجہ سے اوراد معمولہ سے غافل نہیں ہے لیکن ذرا مرام ذات اور دوسرے معمولات کے وقت لایعنی خیالات سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ دل ایک خیال پر نہیں جمتا۔
حقیقت: کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس کا ارادہ ہی نہ کیجئے ایسے عوارض تو سب کو پیش آتے ہیں اور کسی خاص تہذیب کے بغیر خود بخود اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن کام کئے جاتے چاہئے۔

وساوسِ عشقیہ کا علاج

سوال: میری ایک عزیزہ ہے۔ پیسے بھی اس کے بارے میں بے اختیار وساوس اور اس کی طرف طبعی الفت ہوتی تھی۔ ذوالحجہ ماہ تک برابر وساوس کے دورے پڑے۔ جس کی وجہ سے دل پر انقباض اور تعقیف بیان سے باہر

ہوتی تھی کہ پریشان کر دیتا تھا۔ دعا کرتے کرتے وہ حالت بند ہوگئی تھی۔ اب میں دُپٹن آیا وہ عزیز و پیار ہوئی جس اس کا معالج ہوں۔ اتنے دواؤں و لطف اس کی طرف قلب میں اثر رہی ہے کہ میں پریشان ہوں۔ اپنے اختیار سے مرگز نہیں کرتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا مگر واردات قلبی کا کیا علاج کروں۔

میں اب بھی عورتوں سے ہمیشہ اتنا دور رہا ہوں کہ انسان اتنا ہی رہ سکتا ہے۔ میرا میلان عورتوں کی طرف بے حد ہمیشہ سے ہے مگر اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کے اوپر اتنا بھروسہ ہے کہ خواہ گھر سے علیحدہ رہوں مگر جب بھی کسی امر میں انشاء اللہ جھگڑا نہ ہوں گا۔ اس بارہ میں اپنے اوپر پورا قابو پایا ہوں مگر ان بے اختیار واردات کا کوئی علاج مجھ سے نہیں ہوتا اب میں کیا کروں؟

جیسی لبت: ان دواؤں کا علاج صرف یہی ہے کہ ذہن میں اور ذہن کے باہر اس سے دوری ہو۔ باہر کی دوری تو یہی ہے کہ اس سے نہ ملے نہ بات کرے نہ پیام و سلام رکھے اور داخلی دوری یہ کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور جان بوجھ کر اس کا تصور دل میں نہ لائے اگر بے ارادہ آئے دوسری طرف متوجہ ہو جائے اور دو گاہ حق میں نفع بھی کرے۔

سوال: حقیر جس وقت انگریزی پڑھتا تھا اس وقت زیادہ بلکہ ساری نمازیں قضا کر دیتا تھا۔ ان نمازوں کو ادا کر دینا شروع کر دیتا ہوں تو دو چار دن بعد مچوٹ جاتی ہے۔ دل بہت پریشان ہو جاتا ہے برائے کرم علاج فرمائیں۔

جیسی لبت: شاید آپ ایک دم سے بہت سی نمازیں پڑھنے لگتے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا پڑھیں۔ آسان یہ ہے کہ ایک ایک نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں۔ دل پریشان ہوتا اگر اختیاری خیالات سے ہے تو ان خیالات کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہ کریں اور اگر غیر اختیاری اسباب کی وجہ سے ہے تو کچھ پروا نہ کریں یہی اس کا علاج ہے۔ زیادہ پیچھے پڑنے سے زیادہ پریشانی ہوگی اور پروا نہ کرنے سے کچھ بعد میں خود دفع ہو جائے گا۔

حالت: کبھی نر میں دل نہیں لگتا اور خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔

حقیقت: کچھ لکھ نہ کریں آہستہ آہستہ سب اصلاح ہو جائے گی اپنے کام میں لگے رہیں۔

حالت: کتنا ہی خیالات کو دور کر چاہتا ہوں مگر دور نہیں ہوتے۔

حقیقت: اس کی کوشش نہ کریں ذکر و تقویٰ ہمیشہ کرنے سے خود بخود یہ سب دور ہو جائیں گے۔

حالت: سب معمولات بہت اچھی طرح ادا ہونے ہیں قرآن شریف پہلے بہت جلدی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا

اب اللہ تعالیٰ بہت ظہم فرماتے ہیں۔ معذرات ادا کرتے وقت اور موت آتے ہیں مگر پھر بھی سے ٹہر رہا ہوں گا۔ اور کون سا طرف متوجہ کر رہا ہوں۔

تحقیق: شہداء اللہ یہ حالت پسند یہ ہے مہارک ہو۔

حکایت: کچھ کوئی دن دروازہ کھلتا ہے کچھ بوجھتی ہے کئی دن کچھ قہید ہے کئی دن متفرد ہے۔

تحقیق: کچھ حریف نہیں اس میں مجموعی و معمولی کھتے۔

حکایت: میں جب بچہ اپنا معمول ادا کرتا ہوں جس میں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے نماز قرآن و دیگر انہماک، مناجات مقبول و نیابت و وسایں کو دور کرنے کے لئے نظر کھانی پر زور کے ساتھ رکھتا ہوں اور نماز میں سجدہ و غیرہ پر اوجہ دات و غیرہ میں دل کی طرف (رکھتا ہوں) اگرچہ خلاف ہوا سارا فراموش نہیں۔

تحقیق: ازراہ نہ کہ میں بچہ پر اسے توجہ کا سالیہ کافی ہے اس قی صاف ضرورت تھی۔

حکایت: حضرت امام کے ارشادات کے مطابق سر وہی کو دور کرنے کا خیال بالکل چھوڑ رہا ہے اللہ شہداء اس کو لازم کر لینے سے بہت بڑا فائدہ بخوشی ادا مخصوصا جب سے حضور کا تذکرہ وایں کی توجہ نہ کرنے کے بارے میں آیا ہے اس وقت سے اپنے حال پسند کے اعتبار سے اچھا پاتا ہوں اور جو چاہا پیش کر حضور کی خدمت میں تحریر کی تھیں اس میں بہت کی جگہ نہ ہونے سے روک دیا تھی کی ہیں۔

تحقیق: مہارک ہوا اللہ نہ نفع دے۔

سوال: کیفیت یہ ہے کہ اب اکثر اوقات بہت خالی ہوتا ہوں تو جناب کی برکت سے زبان پر لا انا لا اللہ ہادی نہ ہوتا ہے۔ مختلف حالات میں چلتے پھرتے تو یوں ہی لا انا لا اللہ اکثر اور کئی اس کے ساتھ

محمد رسول اللہ بھی اور اُسر تباہی ہوتی ہے آؤ و توجہ و شوق پیدا ہوتا ہے کہ خدا ادا زور سے (مغرب سے) مغرب کے ساتھ لیتا ہوں مگر یہ مغرب قلب پر تصور میں ہوتی ہے۔ رات کو نرس کے بعد جس طرح قرآن انبیل میں ہے ہی طرح کرتا ہوں۔ اسی میں دروازہ واحد آتا ہے طرخیات ختم نہیں ہوتے ہی میں اکثر یہ خیال رہتا ہے کہ خیال کا دوسری جانب متوجہ ہو جائے ہو جائے یہ نہیں دیکھا۔ اس کی تدبیر و راستے ہی غرض عمل ٹھیک ہے بہت سے قابل ہے اور کس طرح بدلا جائے۔

حکایت: اس کی خاص تدبیر اور اس کی کوشش اور اس میں کاوش نہ فرمائے کلی توجہ جان بوجھ کر دوسری طرف رکھنے اس سے بہت آہستہ خواہ سب خیر است فخر ہو جائیں گے۔

حکایت: وقت قلب کے متوجہ رہا ہے کہ یک ٹھہر ہا کر دوسری جگہ دست روئے معلوم یہ انتظار رہا ہے یا دوسرے

کے جانب سے ہے۔ اس طرح فیملی جائے جب وہیں رہتا ہوں یا کسی دوسری جگہ سے منوں میں جا ۲ ہوں تو شہر میں آنے کے ساتھ ہی قصبہ کی پریشانی میں کمی ہوجاتی ہے۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی رکاوٹوں کی قسم سے قلب پر عیا اور عقلی اور سنجیدی دل میں محسوس ہوتی ہے کبھی یوں بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ تو اپنی جگہ و مقام پر رہا کر۔ معلوم نہیں یہ سب کیا بات ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔

تحقیق: اگر یہ خیال منوں رہنے کا درامی طرح منوں دل کی یکسوئی ہو اور منوں کے باہر یکسوئی نہ ہو تو مناجاہ اللہ ہے تو اس کی غلطی میرے ذوق و وجدان میں یہ ہے کہ منوں شہر و کرمعاش کا تردد اور اس کے متعلق ہر وہی ہجوم و غلبہ کریں جب تو اس پر عمل کیا جائے۔ ورنہ خالص وہم ہے اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حکایت: خدمت یہ ہے کہ کبھی دلچہ خدمت شریف سے واپس آ کر ڈیڑھ برس تک اہلہ و عیال کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ بفضل خدا روز بروز قصبہ سنو رہا جاتا تھا اپ و انتقال کو ڈیڑھ برس سے زیادہ ہوا تقریباً ایک سال سے تعلق تم ہونے کے باوجود قلب کی حالت بالکل بدلتی ہے۔ نہ وہ حضور ہی ہے نہ وہ حضور و حضور نہ دعائیں تضرع ہے۔ حالانکہ معمولات و ذکر اہل ذات میں کسی قسم سے کمی نہیں ہوتی۔ ایک بات وہ ہے چونکہ قرآن شریف پر کہنے کا سلسلہ جاری ہے اس لئے دعا کی رعایت سے دعا میں کچھ نہ بدلتی ہوئی ہے صوفیہ کے خیال کی وجہ سے کمی نہیں لگتا ہوں مگر آخر اوقات و اوقات نفسانی کے سبب و سادوں بہت آتے ہیں۔ حالانکہ حق نفس کا خدا ہونے کی کامل امید نہیں معلوم ہوتی ہے۔

اب اسکی حالت میں حیرت ہو کہ تہہ رہنے اور شادی کرنے میں میں کس کو ترجیح دوں۔ مجھے کیونکہ پوری امید ہے کہ حضور حضرت دین کے ساتھ مشورہ دین کے لئے منوں کے لئے منوں کے تفصیلی رائے سے سرفراز فرمائیں گے کہ اطمینان ہو۔ دل بے اختیار چاہتا ہے کہ فیض والی خدمت میں کچھ کر قدم بڑی حاصل کر کے کس مرض کی اصلاح کروں مگر کچھ مجبوری۔ طوم ہوتی ہے۔ اگر حضور کی رائے ہو تو اس میں بھی مصلحت نہیں۔

تحقیق: کام میں غور بنے یہ تبدیلی وقت ہے انشاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہوگا تسلی رکھیں۔ دماغ و قلب کی تقویت کا خاص اہتمام رکھیں۔ شرعاً انش کا غلبہ ہو گا ان کر لیں اور نکاح کو دین کے لئے نقصان دہ سمجھیں مہر و دست سے کام لیں۔ سفر کی ضرورت نہیں مگر اللہ سے اطلاع اور مشورہ کا اتباع انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

حکایت: اکثر بکام عاں بہت خراب ہو رہا ہے قسم قسم کے سادوں قلب میں چہاڑتے ہیں۔ اس کا غلبہ یہاں تک ہوتا ہے کہ زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔ امت کزہ ہو گئی ہے نفس کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا ہے معمولات سب چھوٹے ہوئے ہیں۔ کبھی شب میں چار بجے سے جاگتا رہتا ہوں مگر حتی بہت اور توفیق نہیں ہوتی کہ پلنگ سے

اٹھ ٹٹوں اور چھوڑا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کسی نے ہندو دیا ہے۔ پہلو کر دیں۔ لیجئے دیکھ جاتے ہیں نہ زخم بھی آخر وقت تک بھر جاتی ہے یا کروں تحریر فرمائیں۔

حقیقی: آپ کی یہ حالت یا تو ٹھیک ہو رہی ہے یا کسی مرض کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی وجہ ہے تو آپ کو کچھ (ماہز) تھریک کا سامان کرنا چاہئے تاکہ لگان زیادہ مفید ہو اور دوسری وجہ ہے تو علاج استام سے ہونا چاہئے۔ میں نہیں دیکھتا ہوں ہاتھ ہر مرض میں یہ حالت بری اور خراب نہیں کیونکہ ہائی گن میں ایسی ہوتی ہے اور اس میں کچھ تھو نہیں ہے۔

نحال: آج کل کچھ دنوں سے دواؤں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جو کوئی نئی بات پیش آتی ہے دل خود بخود اس کی طرف تھرتھرتا ہے، ذکر میں اور خانی وقت میں متوجہ نہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وقتیں دے خود ایسا نہیں ہوتا مگر جس وجہ میں بھی ہے اس سے پریشانی رہتی ہے پرواہی بھی رہتا ہوں کہ شاید اس طرح نہایت ہو مگر ابھی تک جتنا ہوں وہ وقت فراموشی ہے۔

حقیقی: کچھ حرج نہیں بالکل بھی وجہ نہ کی ہوئے صرف دیکھتے تھے جسمانی وجہ سے تو غم اس کا سبب ہے انشاء اللہ تعالیٰ خیر بخوہ یہ کیونکہ خیر ہو جائے گی۔

نحال: حضرت! ابھی ایسا ہوتا ہے کہ چلتے پھرتے وقت میں خود بخود آسمان کی غبار داڑی میں گویا ناک کے لئے غریب مجھ کو اپنے اوپر اٹھ لے رہی ہو جاتا ہے کہ تو کچھ ہمیشہ نظر میں دیکھ رہے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نظر میں آتا۔ یہ خیال خود بخود ہوتا ہے۔ ویسے اعتماد پر تو کچھ شبہ نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ کوئی تکلیف یا رنج نہیں ہوتا مگر سب پیش و خوش ہیں عزت ہو جاتی ہے یہ حالت اس کی ہے اور حالت رنج میں تو ہم بہت قدم رہتے ہی نہیں اور پھر ایسی ہی ساری صورت ہو جاتی ہے ہر ایک چیز کے سامنے پکائے وغیرہ وہاں پاتا ہے۔ یہ جو دور کی بات ہے یہ بھی بعض اوقات ایسی حالت ہے کہ بعض اوقات طبیعت ایسی دنیا سے نفرت کھاتی ہے کہ میں دنیا سے الگ کر اٹھی آسمان کو نہ جاسکے۔

حقیقی: غالب! جن میں ہے۔ اما غرض شغلی ہوئی ہے کسی طیب کاٹ سے رجوع کرنا ضروری ہے اور موقع ہو تو یہاں آنا بھی مناسب ہے۔ مگر جب ارادہ ہو تو پہلے میرے وطن میں ہونے کی تحقیق کر لی جائے۔

نحال: حضرت مرشد! قبلہ مدخلہ احسان مسنون قیام باذیقلہ غریبیت ہوں و انوار استعارہ اقدس۔ واللہ للہ بلکہ حالات قاطع شکر ہیں حضور کی دعا سے بلکہ کیفیات میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی خواب میں حضور کی قدس برکت سے مشرف ہوتا رہتا ہوں۔ قلب آخر یا ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ سکوت و خلوت محبوب ہے۔ بھتی و بچتی

(تکھ نہ ہونا) مرغوب ہے کبھی کبھی ذکر میں ایسی لذت پاتا ہوں کہ طبیعت بالکل بے خود مست ہو جاتی ہے۔ دونوں جہان سے قلب فارغ معلوم ہوتا ہے جسم سے تعلق کوئی چاہتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِ حضور کا تصور گویا ہر وقت رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لُغْلُغ سے قلب کے اندر صلا حیات اور حضور کے ساتھ بہت کچھ مناسب پاتا ہوں۔ حضور کی دعا سے محبت دنیا و جملہ عوارض بلند (باطنی برائیوں) سے قلب کو تقریباً طہر پاک پاتا ہوں۔ ساری دل کو پریشان کرنے والی باتوں سے جہاں تک ہو سکے بچا رہتا ہوں قلب بھی تقریباً ہر وقت ساکن اور یکسو رہتا ہے مگر حضرت ایک بڑی غلطی ابھی باقی ہے اس کے لئے خاص توجہ دہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم کر دیں آمین۔ وہ یہ کہ ابھی تک وطن کی آنکھ غیروں سے خالی نہیں ہوئی ہے کبھی کبھی ان کی نا اہمی اور میوہ ہاتوں سے قصب پر مارا و صدے پینچے رہتے ہیں۔ چہرہ شرم کے وساوس و فکر، غل سے ان کے ساتھ قلب کو ایک لگاؤ تعلق رہتا ہے۔ نفس کے اندر خود پسندی بھی ابھی باقی ہے تعریف پر تو خوش ہوتا ہے اور برائی پر ناخوش اور اپنی تعریف کئے جانے کا اپنی ہے اور غیروں کے عیب تلاش کرنے والا اور برائی دیکھنے والا ہے۔

بس اب بھی اتنی غلطی سے سخت بیزار ہوں۔ حضرت! اس کی چاہت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے بالکل فرسخ اور آنا نہ جاسا۔ دوسرے لوگوں اور ان کے عیبوں کا وہم تک بھی نہ ہو۔ دنیا بھر میں سب سے گندہ و چاک زیادہ فقط ہوائی وجود معلوم ہو۔ طبیعت برا بھلا زراشت کرنے کی عادی ہو جائے۔ برائی و تعریف قلب پر یکساں ہو۔ حضور خاص توجہ و عافہ کیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کیمیزوں سے بالکل پاک و صاف کر دیں۔ غیر سے وطن کی آنکھ بالکل خالی ہو جائے۔ اس آنکھ سے اپنے معشوق حقیقی کے خدا و اور کچھ نظر نہ آئے اور ہر دم ہر لحظہ اسی کے ساتھ رہوں ایک سامت بھی جدا نہ ہو۔ آمین

اللہ و لرے کہ احقر حضور کی ہدایت حیوان سے انسان و ناموس سے جدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قصب کو زندہ کیا اور دہشت باطنی حلقہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اس کا اجر دیں اور منصب اعلیٰ عطا فرمائیں۔ سب سے زیادہ حضور ہی سے راضی و خوش ہوں۔ آمین احقر حضور کے آستانہ مبارک کا ایک لادنی تھا ہے امید ہے کہ ہمیشہ دعاؤں خیر سے یا اثر کرتے رہیں گے۔

تَحْقِیْقُ: السلام حکم و رحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات بہت علی علی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اعلیٰ عطا فرمادیں۔ جس غلطی کی شکایت تھی ہے یہ خود بھی پسندیدہ احوال کی علامات سے ہے کیونکہ اثر کے زائل ہو جانے پر نہ مجاہد ہے نہ صبر کا اجر اس لئے یہ کیا کمال ہے اگرچہ درمیانی حالت میں غلبہ حال سے یہ بھی ہو جاتا ہے مگر باقی نہیں رہتا ہے۔ فنی (جو سوک کی انتہا کو پہنچے گا ہو) پر پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے کہ ہر چیز سے اثر ہو مگر اس اثر کی حانت

پر اہل نہ اور صرف بہت سی دشمنی میں ان فرقے ہے کہ بہت سی بریت دشواری برداشت پر قادر ہوتا ہے اور دشمنی آسانی سے برداشت کر لیتا ہے) اس کے آکر برداشت کرنے میں دشواری بھی ہوتی اس کے اہتمام کرنے سے وہ اس کے قدر بخواتما ہے۔ وہی انسان کا انہماک بھی نقصان دہ نہیں اہمیتان سے مشغول رہے تو باقی چیزیں نہ ہوں میں بھی رہا کرتے ہوں۔

حکال: اور قرآن شریف ارجح سے پڑھتا ہوں تو بڑا مزہ آتا ہے اور طبیعت ٹھکی ہے اور آہستہ پڑھتا ہوں تو یہ بات دلہا ہوتی مگر طبیعت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ تھوڑا سی دن نماز میں بہت طبیعت ٹھکی ہے اور عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کبھی بالکل منتشر (بکھری ہوئی) اور دوسرا بہت آتے ہیں۔ مگر اللہ جبراً طبیعت کو رد کرتا ہوں اور غلا سوتی سوتی کے گلے لگائی کرتے ہیں تو بہت دیر کے بعد پہلی کیفیت (واپس) آتی ہے مگر ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں باقی رہنے کی فکر میں نہ پائے نہ رہے نہ اپنی طرف سے اختیار کام کی کوشش کا ہی ہے۔ اور وہ (کوشش) بھی اعتدال سے دور پادتی کے ساتھ نہ ہو۔

حکال: حضور! آج کل میرے قلب کی محب حامت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کرتا ہوں تو آخر رہے وروس پیش آنے لگتے ہیں اور جب نماز میں حضور کا تصور ہوتا ہے تو آئے ہوئے بھی چمے چاتے ہیں۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور کے وقت بعض وقت رب ہمارا یا کئی نہیں آتے تھے مگر اب آتے گئے ہیں۔ نماز میں اللہ تعالیٰ ہے جیسے کسی کی پیار ہو ہاں حضور کے فیض سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ اگر نماز میں کچھ دیر ہونے لگے و دوسرا کے معمول میں فرق پیدا ہونے کی صورت نظر آئے تو دماغ کتاب پریشان ہوتا ہے جیسے جنوں کی کیفیت ہو اور جب نماز پڑھتی تو دوا کھن بے دہی اور وہابی کی کے ساتھ کیوں نہ آتا ہو مگر قلب کو اہمیتان ہو جاتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ حضور کی توجہ کا اثر ہے جو اس کو مجبور کر کے اس طرف لے جاتا ہے۔

تحقیق: سائنس دانوں کی باتیں موزہ پیش آتی ہیں کوئی پڑھتی کی بات نہیں کام پر عقل انبیاء کے لئے سے سب حالت انشاء اللہ خود ہی درست ہو جائے گی یہ عارضی کے لئے مشغول نہ ہونی ضرورت نہیں۔

حکال: وہاں میں فرق ہے خصوصاً آکر کے وقت۔

تحقیق: انفسان دو نہیں بلکہ ایک قسم کا توجہ دے توجہ نہ کی جائے اور پھر اطلاع دی جائے۔

حکال: میرے دل پر ہوسے زیادہ رہتے ہیں اور بھی جب کسی بے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتے ہے اور ان میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں بہت پریشانی و عداوت ہوتی ہے۔

مگر آں حضرت اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرمائیں جس پر ہدایت کے مطابق عمل کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی۔ امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ رہوں گا۔

تحقیق: اگر ممکن ہو نیچے دے معمولات مقرر کر لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا معمولات یہ ہیں۔

① تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جتنا آسان ہو خواہ آخر شب میں یا عشاء کے بعد ہو۔

② تہجد کے بعد یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

③ سوتے وقت قفس کا محاسبہ یعنی تجزیہ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور نیک ایک گناہ پر پوچھ پوری ہے اور میں لا جواب ہو جاتا ہوں۔

میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں۔ بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کی جاسکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہو چاہئے اور عہد کر:

چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے۔ پھر صبح اٹھتے ہی یاد کیا جائے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی گناہ کی چابوت ہو اس عہد کو یاد کر لیا جائے اور اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال

کر لیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جائے گی اور پھر اصلاح دیجئے۔

حالت: بندہ جتنا ہو سکے کوشش کرتا ہے مگر برے خیالات آتے ہیں جو کہ خود تو گناہ نہیں مگر گناہ کی طرف لے جانے والے ضرور ہیں اور گناہ کی طرف جانے والے اسباب کی موجودگی میں گناہ سے بچنا مشکل ہے۔

تحقیق: اطاعت تو یہی ہے کہ دشواری کو بھی برداشت کرے۔

حالت: اس لئے تحریر فرمائیں کہ جس کی وجہ سے سبب ہی ختم ہو جائے۔

تحقیق: احاطت و ذکر کرنے سے خود بخود اس گناہ کی طرف جانے والے سبب میں ضعف ہو جاتا ہے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حالت: دوشعبے ہر وقت قلب کو پریشان کرتے ہیں۔ ایک تو باطن میں جب قلب پر انوار کا نزول ہوتا ہے جس سے قلب میں حرکت پیدا ہو کر سارے جسم میں پھیلتی ہے۔ اس کے اندر عجیب قسم کے خیالات و علامات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ترقی کا سبب ہے یا مکر اور غلو کی چیز ہے "ولا یامن

مَکَرُ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوَمُ الْخَاسِرُونَ" (اللہ تعالیٰ کے داد سے وہی لوگ نہیں ڈرتے جو خسارہ پانے والے ہیں) کا خیال آتا ہے تو دل ڈرتا ہے مگر بندہ بندہ ہے کر کیا سکتا ہے۔

تحقیق: دو چیزوں کے ہوتے ہوئے نہ کرو خطرہ کا دوسرا بھی نہ پایا جائے ایک اجتناب سنت و مباح کی محبت۔
مثال: دوسرے ظاہر میں ایک شہد اور پریشانی یہ کہ جب میں اپنی زوجہ سے ہمستر ہوتا ہوں تو اس وقت بھی پریشانی اور قلب میں سختی پاتا ہوں۔ لاکھ شرعی طور پر کوئی خلاف ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ کتنا ہی غور کرتا ہوں مگر کچھ پتہ نہیں چلتا امید کہ ان (دوسروں) کو دور فرما کر مطمئن کیا جاؤں۔

تحقیق: یہ پریشانی اور سختی خیال ہے حرارت کم ہو جانے سے کیفیت شوقیہ میں ایک قسم کی کمزوری آ جاتی ہے سو وہ کوئی چیز نہیں جس کا نہ ہوتا پریشانی کا سبب ہے۔

مثال: تھوڑے دنوں سے خاتمہ کی طرف سے قلب کے اندر ایک خوف پیدا ہو گیا ہے یاد آتے پرستی میں خوف ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ نہیں معلوم کہ اس غشی و بے اختیار کی حالت میں کون سی حالت قلب پر وارد ہوتی ہے کیا دنیا کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اور نہ اگر شیطان مردود کا کاہن چل گیا اور دنیا کی محبت کا غلبہ ہوا اور نعوذ باللہ من ذالک کہیں اسی بری حالت میں جان نکل گئی تو پھر کیا کروں گا۔ ہائے تب تو ہمیشہ کے لئے ہلاک و جہنم ہو جاؤں گا اور سارا کرا کر ایا خاک میں مل جائے گا۔ جو بد بخت کہ یہاں سے دنیا کی محبت لے کر روانہ ہو بھلا اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کہاں نصیب ہوگی۔ امید کہ حضور احقر کے لئے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ حضور کو زمرہ صالحین و مہدیین میں اٹھائیں۔ آمین

تحقیق: اس کا ہرگز دوسرا نہ کریں اگر خدا خواست ایسا ہو بھی تو نقصان دہ نہیں میرا رسالہ خاتمہ بالخیر ضرور دیکھئے تمام شہادت انشاء اللہ قسم ہو جائیں گے اور تسلیم ہو جائیں گے۔

مثال: اس سے پہلے والا خط بھیجنے کے بعد قلب کے اندر ایک وحشت و دُعا مت پیدا ہو گئی تھی اور حجاب کے آنے تک قلب کی وہی کیفیت رہی۔ بعض مضامین ادب و تہذیب کے طریقے کچھ کرے ہوئے معلوم ہونے لگے تھے۔ جب جواب دیکھا جب جا کر کئی میں جان آئی اور قلب کو مسرت ہوئی۔ اس لئے امیدوار ہوں کہ بشر ہوں ممکن ہے کہ کبھی چوک و لغزش ہو جائے تو حضور اس کو اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر اصلاح فرمادیں۔

تحقیق: پہلے تو کوئی بے تہذیبی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی تو صدق اور محبت میں سب معاف ہے ہرگز دوسرا نہ لائیں۔

مثال: آئندہ ہونے والے واقعات خواب میں کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ قلب کو اس سے ایک طرح

پریشانی کی ہوتی ہے اور خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آزمائش کا سبب ہو خواہش یہ ہے کہ یہ حالت بند ہو جاتی تو اچھا ہوتا۔

تحقیق: واقعات کا انکشاف اور توجہ اور چھا جانے کے بغیر: دو کچھ نقصان دہ نہیں بس متوجہ نہ ہونا کافی ہے خواہ بند ہو یا نہ ہو۔ یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے کہ ایک امر کے پیش آنے سے دلچسپی نہیں پھر مذاق (مزاح) کے خلاف اس کا پیش آتا لیکن ہے کہ موقوف نہ ہونے تک حق تعالیٰ کو میر کا ثواب عطا فرمانا ہو۔

تحال: جب کبھی نماز وغیرہ میں وساوس زیادہ آتے ہیں تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کہ خوب تفریح ہو رہی ہے اور میرے ثواب میں کچھ کمی بھی نہیں ہوئی۔ اس خیال سے پریشانی بالکل نہیں ہوتی اور پھر وساوس کم ہوتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیطان مجھ بے وقوف ہے کہ آرام و تفریح دے رہا ہے۔ نہیں سب حرکتوں سے شاید شیطان نے بھولنے کا طریقہ اپنا لیا ہے مگر چونکہ ”ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا“ موجود ہے۔ اس وجہ سے امیدوار کو اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محاف کر دیں اور شیطان کو تاثر نہ دلا کر میں حضور مد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دس پر غالب کر دیں۔ والسلام

تحقیق: سب باتیں ٹھیک ہیں صرف پہلے جزم میں ایک قسم کی اجتہاد کی خطا ہے کیونکہ یہ خیال بھی وساوس کو ذلتی طور پر برائے سمجھنے کا سبب ہو سکتا ہے اور وساوس کا نزات کے اعتبار سے برائے ہونا سمجھنا بھی ان کے باقی رہنے کا سبب ہو جاتا ہے اور جان بوجھ کر وساوس کو باقی رکھنا نقصان دہ ہے اور ان کو ذلتی طور سے برائے سمجھنا بھی ان کے باقی رکھنے کا سبب ہو جاتا ہے اور ان کو جان بوجھ کر باقی رکھنا نقصان دہ ہے ”وكل ما يفتنى المصغر ولو لم يبعث الا حبان مضر“ (ہر وہ چیز جو کبھی بھی نقصان دینے والی چیز کا سبب ہو وہ بھی نقصان دہ ہے)۔ اس میں اتنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

تحال: ذکرِ اسم ذات اگر بالآخر کرتا ہوں تو ریا کے وساوس پیدا ہوتے ہیں اور اگر بالآخر (آہستہ) کرتا ہوں تو گناہ دیکھنے لگتا ہے۔ دونوں صورتوں میں زبان سے لفظ اللہ نکلتا رہتا ہے اور قلب محبت کی خار جی باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے جس سے جی آسنا ہے۔

تحقیق: ریا کے وساوس نقصان دہ نہیں لہذا باجماعی کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح قلب کا خار جی باتوں کی طرف متوجہ رہنا اگر اراے کے بغیر ہو تو کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔ اسی طرح جی آسنا جانا بھی نقصان دہ نہیں بلکہ اس حالت میں اگر شکل جاری رکھا جائے تو یہ ایک مجاہدہ ہے جس میں فائدہ ہونے کی قوی امید ہے۔ بہر حال کام کرنا چاہئے کام کرنا خواہ کسی طرح سے ہو کام نہ کرنے سے افضل ہے قال الروی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دوست اور دوست ہیں آنحضرت ﷺ کو کوشش یہود پہ نہ تھی
 شکر ہے کہ وہ یہودیوں پر نہ کوشش کر چکے تھے۔ اگرچہ یہودیوں نے ہمارے کچھ نہ ہونے سے بہتر
 ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ کوشش اگرچہ سب انگلی سے گر سکتی ہے مگر سب سے پہلے کہ انتہائی قبیحہ رائے تھی
 خطبات مکتبہ اہل سنت، ۱، ص ۱۲۷)

بخاری: اس کے علاوہ ایک مشکل مرحلے کی بیماری میں مبتلا ہوں جہاں سے اس کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن
 کامیابی نہ ہوئی۔ وہ عرض یہ ہے کہ کبھی دماغی اضطراب کا اپنے دل میں نشان بھی نہیں پاتا ہوں اور کبھی دماغی و
 فطرت سے زیادہ دوست ہیں اور دماغی فطرت بھی وہ کہ شاید کسی دہریہ کو بھی نہ آتے ہوں۔ اس وقت دل
 چاہتا ہے کہ کسی ترکیب سے خودکشی کر لوں تاکہ فحش تم جہاں پاک کا قصد قی ہو جائے۔ ایسے ذائقے، تنہا کو دین
 میں رہنا ہی نہیں چاہئے۔ اس لئے خدمتِ اللہ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لئے نامحسوس توجہ فرمائیں اور دعا
 سے مدد فرمائیں۔ والسلام

بخاری: وہ سے کیا نذر ہے مگر یہ بات خود بری ہی نہیں جس کو ایسا اہم سمجھا جائے۔ سجدہ سے اکل و افطار تو
 کسی کی نہ لگتے تھے۔ حدیث میں صرف آیا ہے کہ ان کو اپنے دماغ آتے تھے کہ ان کو زیادت پر لگنے سے وہ
 جس کو نذر دے جانا زیادہ پسند کرتے تھے اور حبیب کامل پتھری لگاتے تھے اس کو ان کی صاف لہجہ کی علامت قرار دی
 اس لئے جو بات ایمان کی علامت ہوں پر اثر سب سے نہ تو غم کے بھی کوئی معنی نہیں۔ والسلام

بخاری: بندہ تو یہی ہی گنہگار ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر طلبِ جاوید اور دوزخی کے خوف نے ہاتھ ہلاک کر
 رہا۔ اس کے دور کرنے میں ہمیشہ پیرانگار سے توفیق کا خواہش ہوں لیکن برتر مفید نہیں ہوتی لہذا وہ نے خبر کا
 طالب ہوں۔

بخاری: اپنی طرف سے بے خیالات کو دور کرتے رہو اور جو بخیر ارادے کے آئیں ان پر کچھ پکڑ نہیں ہے
 بے فکر رہو۔ دور کرنے میں زیادہ مبالغہ کرنا قلب کو کمزور اور بے چارہ کر دیتا ہے۔ ”ان لطفك عليك حفا
 وان لجسدك عليك حقا“ (شکر ہے کہ تم پر حق ہے تمہارے جسم کا تم پر حق ہے) یاد رکھئے کہ
 کائنات حدیث ہے۔ والسلام

بخاری: ابھی تا وقت قرآن مجید کے وقت غلوک اور بے خیالات آتے ہیں۔
 بخاری: دماغی نقصان دو نہیں ہیں بلکہ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے جس میں کوئی رکھنے یا فحش کرنے کے
 لئے اس کی طرف توجہ نہ کریں یہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

خیال: دوسرے ہوتا تو کہ اگر خدا ہوتا تو کیا جواب نہ دیتا (نعوذ باللہ من الکف) میں یحییٰ کے ساتھ جو سب دن کر انبیاء و شہداء علیہم السلام کے ساتھ تو واسے کے بغیر کلام دعائی نہیں اور اسے نفس تو کیا چیز ہے؟ آخر یہ دوسرے کون ہے اور دوسرے دوسروں کو بھی میں یوں دور کرتا رہا اور اب سب کم ہو گئے کہ اس دوسرے کی حالت میں اگر تیرا انتقال ہوا تو کیا مرنے والا ہوگا جس اتنا سوچتے تے (دوسرے) دور ہو جاتا تھا۔

تحقیق: دوسراں کو جواب سے دور کرتا نقصان دہ ہے اس کا علاج نہ لانے کے لئے اور نہ دور کرنے کے لئے دونوں کے لئے قہر نہ کرنا ہے۔

خیال: دوسراں بہت زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: دوسراں نقصان دہ نہیں جان بوجھ کر اس طرف توجہ نہ کریں۔

خیال: زندہ تہجد کے بعد ۲ تسبیحات پڑھتا ہے اور چوتھیں ہزار مرتبہ روزانہ اللہ شہد کرتا ہے ذکر کرتے وقت بھی تو خیالات کے مغلوب ہو جانے سے دل خوب لگتا ہے اور کبھی فطرت غائب ہوتے ہیں حتیٰ کہ اصل خیال کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں بالکل ختم ہو جاتا ہے نہ فقط آواز ہی آواز نہ جاتی ہے اور دل معلوم نہیں کہاں کہاں اڑتا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ پھر کبھی جاگنے والے کی طرح ہلاتے ہیں تو دو تین کلمہ کہہ کر سونے والے کی طرح معلوم نہیں کہاں چلا جاتا ہے۔ ان کو دور کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتے ہوں بلکہ خدا اللہ تعالیٰ کا تصور باندھتے ہیں کوشش کرتا ہوں مگر بندہ کی یہ کوشش کافی نہیں ہوتی ہے آخر پریشانی ہو کر مسلسل لگا رہتا ہوں کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کی طرح لگا رہتا ہوں۔ اکثر دوسرے اوقات میں ہوجڑنے سے زیادہ ہیں دل جلا رہتا ہے جیسے تر لکڑی میں آگ لگ گئی ہوتی ہے۔ اس کی جگہ سے زبان پر بھی اللہ اللہ کا خدا جاری ہوتا ہے کہ جیسے سینہ میں تھکریہ قہقہہ زبان پر جاری ہونے سے مسکین نہیں ہوتی جب تک جبر نہ کروں بلکہ جبر بھی ایسی حد تک کہ غافلہ میں اس حد تک کوئی نہیں کرتا اور آرام لینے کی جتنی حرکت بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ ال کا جلد یہ ہلوسوزی حضور کی مجلس میں بیٹھ کر اکثر زیادہ ہوتا ہے اس دل کے جلنے کی وجہ سے میں حضور کے تشریف لے جانے کے بعد ظہر کے بعد بھی دیکھتے اللہ اللہ کا وظیفہ چوتھیں ہزار صبح ۱۱ بجے سے پہلے کر لیتا ہوں۔ یہ خیالات جبراً کرنے سے کم ہو جاتے ہیں مگر جیسا جبر کہ ابھی مذکور ہوا۔ جتنا یہاں پر کوئی بھی نہیں کرتا اسی طرح وظیفہ میں جھکا دیا کی ہوتی ہے اس قرآن مجید کی تلاوت میں اور شہزاد میں تسکین نہیں ہوتی۔

تحقیق: ابتداء میں ایسے ہی حالات پیش آتے ہیں یہ سب مقصود سے قریب ہونے کی ابتدائی باتیں ہیں کام کئے جائے جو شخص صبح رستہ پر چلتا ہے ضرور پہنچتا ہے۔ راستہ میں ہے دس پر آپ چس رہے ہیں۔ دوسراں کے

زیادہ ہونے سے پریشان نہ ہوں اپنی توجہ ذکر کی طرف رکھیں بس کافی ہے۔

حکایت: جو کچھ نئی بات پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے کلام مجید کے کلام الہی ہونے میں کچھ شک سا ہونے لگا تھا۔ میں اس کو دل سے نکالنے کی بہت کوشش کیا کرتا تھا لیکن اب چار پانچ دن سے اس بے ہودہ خیال میں کچھ زیادتی ہے اور اس پر حریف یہ ہوا کہ حضور رسالت مآب کے رسول ہونے میں بھی نحوذا اللہ شک ہونے لگا۔ اس عرصہ میں اکثر رسول اکرم ﷺ کے حالات پر حصار رہا ہوں مثلاً اسلام الحق والحق انفس لیکن یہ فاسد خیالات دل سے نکلنے کے بجائے ہر ایک انداز سے کچھ اٹھ ہی خیال دل ہوتا رہتا ہے اگرچہ دل سے میں خدا کے وجود اور خدا کی وحدانیت کا قائل ہوں اور رسالت مآب ﷺ کو رسول برحق سمجھتا ہوں اور لا الہ الا اللہ پر میرا ایمان ہے۔ دل میں اس خیال پر بہت بہت لعنت ملاست کرتا رہتا ہوں۔ یہ برا خیال مجھ پر طبعاً نہیں ہے لیکن جب غور کرتا ہوں یا کوئی کتاب حضرت ﷺ کے حالات کی نظر سے گزرتی ہے تو یہ برا خیال ضرور پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت بہت پریشان رہتی ہے۔ جب سے یہ خیال ذرا سختی کے ساتھ آنے لگا اس وقت سے میں نے درود شریف پڑھنے میں زیادتی کر دی ہے اور اس قسم کی کتابیں پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا انجام بخیر ہو اور یہ برے خیالات دل سے نکل جائیں۔

اگرچہ کوشش کرتا ہوں لیکن نماز میں جی نہیں لگتا اور ہر وقت طبیعت پریشان رہتی ہے اور جی ٹھہراتا ہے اکثر بلکہ زیادہ تر حضور کی قدم بوی کا ایک دوسرے سا اختیار ہوتا ہے اور بعض اوقات طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ اس وقت خدمت والا میں جھٹی جاؤں۔ اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ جب ایسے برے خیالات دل میں آتے ہیں تو حضور کی جانب کیوں اتنا طبیعت میلان ہے کیونکہ حضور کی قدم بوی کا شوق تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

حقیقت: یہی جتنی اس کی علامت اور دلیل ہے کہ یہ کی آئینہ قلب کے اندر ٹھسکا ہوا ہے جو اندر بھی نظر آتی ہے انسان بے اعتباری خیالات کا مکتف نہیں بالکل مطمئن رہنے والا القاطات نہ سمجھے۔ اس سے از خود انشاء اللہ تعالیٰ ختم ہو جائے گا اور کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ فرمائیے۔

حکایت: ہندو کے معمولات جھٹکی کے ساتھ تہجد کے بعد بارہ شیع اور فجر اور ظہر کے درمیان چوبیس ہزار اسم ذات۔

علامہ دن سے ذکر کے علاوہ حدیث انفس (جی کی بات) بہت رہتا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے اس کا علاج مرحمت فرما دیجئے۔

حقیقت: اس کا علاج توجہ نہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں اور وہ بھی علاج کے لداوے سے نہیں بلکہ اس لداوے سے کہ شارع علیہ السلام نے جب اس کو ایم نہیں قرار دیا ہم کیوں قرار دیں لیکن خود لداوے سے نہ لایا جائے

غرض نہ جان بوجھ کر لیا جائے نہ دور کیا جائے اس سے طبعاً لڑی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

مخالف: کچھ دنوں سے پریشانی رافقی ہے اور کہہ رہی ہیں کہ کچھ زیادتی ہے اس وجہ سے کبھی اپنے سب کچھ کو برباد دے گا سمجھتا ہوں۔ دعائے خیر فرمائیں تاکہ قسطی ہو سکی و سادہ شیطان کا غلبہ نہ ہو ہے کب عبادت کس نے کرتا ہے امید کہ اس کا علاج تحریر فرمادیں۔

حقیقی: انتہائی مرض (جو) کہ گناہوں کی زیادتی ہے کا علاج کہ صحت ہے جو اختیار دی ہے اور کیا علاج ملتا ہے۔ باقی دواؤں۔ مگر یہ غیر اختیار دی ہیں مگر وہ مرض ہی نہیں اس کا بھی علاج ہے کہ کچھ علاج نہ کیا جائے لہٰذا توجہ ہی نہ کی جائے۔

مَحَلِّ: نماز میں توجہ قلبی اللہ کاں یعنی مول سے آخر تک نہیں رہتی ہے اعتیاد کی خیالات آتے ہیں۔ مگر طبیعت بھی بن خیالات میں مشغول ہو جاتی ہے مگر یہ خیالات کا تو نا اعتقاد ہی ہو جاتا ہے۔

تَحْقِيقِی: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن بہت نہ رہتا چاہئے محسوس کوشش میں گھرے رہیں۔ نشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حالت مطلوبہ پیدا ہو جائے گی۔

مَحَلّ: خمس الحق البازغة في البلاد وحيّة الله اله مخفي: اعمد رسيدي وسندي ووسيلة يوتي وعدي السلام عليكم ورحمة الله وبركاته حضوره: ٥

مغصا نیم آردہ در کوئے تو * شہنا شد از جمال روئے تو
عکس و شیطان در پے راہم زبون * چشم وارم بچستہ از سوئے تو
صد ہزاراں را رہا نہدی ز غرق * آفریں بروست و پر بازوئے تو

— تہجۃ —

اور ہوں ہاں نہیں کرتا کیونکہ میرا قلب اس کو جھٹلاتا ہے اور قلب کے خلاف کرنے سے مجھ کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے۔ بات کرنے والے کے سامنے خاموش رہنے سے دو خلیاں نکرتا ہے کہ میری بات انہوں نے صحیح نہیں مانی اس پر وہ پوچھتا ہے کہ اس سے تصدیق کرائی چاہیے۔

اس قسم کی کوشش سے میری طبیعت بہت قوی پریشان ہوتی ہے یہاں تک کہ غصہ آ جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اس شخص سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ تعجب یہ ہے کہ اس طرف کے تمام لوگ ایسے ہی نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی دین کی بات کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو اس پر بھی یہ برا گمان ہوتا ہے کہ باتیں تو بہت اچھی کہتا ہے مگر خود اس کے دل میں نہ ان کی گفتگو نہیں ہے۔ چنانچہ جب معاملہ کوئی انہیں باتوں کے بارے میں پیش آتا ہے تو ان کا اثر بالکل نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر قسم کھا کر کہہ کہ تصدیق کرائے تو ظاہری صورت سے تو قبول کرنا پڑتا ہے مگر دل نہ دھرتا ہے۔

یہ حالت نہ جان بوجھ کر میری توجہ اور خیال سے ہوتی ہے اور نہ مجھے اس کی طرف ذہن بہتا مگر گفتگو کے درمیان بے کور وہم آنے لگتے ہیں۔ جس اکثر اپنے قلب کی حالت پر انہوں نے کہا ہوں کہ شاید یہ بظنی و سرور کی طبیعت یہی وجہ سے ہو اور اکثر توبہ و استغفار کرتے رہتا ہوں۔ جو باتیں دوسروں میں دیکھتا ہوں ان کو اپنے اندر ہونے کا خیال کرتا ہوں اور چونکہ شیطان کا غلبہ ہو گیا ہے اس وجہ سے دوسروں میں دیکھتا ہے۔ اس طرح پر غرور اور جاہلیت میں مبتلا رہتا ہے۔

کبھی بالکل خالی ذہن نہیں یا کوئی بات یاد آ جاتی ہے جس کے سبب سے طبیعت میں غصہ یا حدیث انفس کا قہور رونے لگتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت میں آگ لگ گئی اور سارا جسم حرارت سے گرم ہو جاتا ہے پھر جب غور کرتا ہوں تو اس حرکت سے سخت ندامت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو بڑبڑانے لگتا ہوں اور گالیاں دینے لگتا ہوں۔ پھر جب خیال ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے ہر وہ حرکت ہے تو توبہ اور استغفار کرتا ہوں مگر اس پر بھی رورہ کر پھینکا نہیں بولت کہ آتا ہے۔ یہ بری حالت پہلے تو نہ تھی مگر خدا جانتے یہ خرابی پیدا ہو گئی ہے جس سے یہ کیفیت ظاہر ہوتی۔ غلبہ شیطان کے علاوہ اور کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ حضور توبہ فرمائیں اور کوئی خاص تدبیر اس کے دور ہونے کے لئے ارشاد فرمائیں تو عمل میں آؤں۔

انہی وجوہات سے میں نے سب لوگوں سے مٹا چھوڑ دیا ہے اللہ شہادہ کہ چونکہ برے خیالات سے صحبت پریشان ہوتی تھی اور اب جی بھی کسی سے ملنے کو نہیں چاہتا بلکہ یہی خیال اکثر ہوتا ہے کہ جو ملے والے ہیں ان سے بھی کوئی صورت ایسی نہیں آئے کہ ملنا ملا نہ ہو جائے۔ کبھی جب کسی کے پاس پہنچ جاتا ہوں یاد آ جاتا ہے تو

نہ معلوم کہ اس سے طبیعت کے اندر ایک قسم کی برقی صفت پیدا ہو جاتی ہے کبھی کبھی حسد کبھی غضب کبھی خیانیت اگرچہ خدا کے فضل سے اس کا ظہور اور حضور کے خالص فیض سے نفس سے گھس ہوتا مگر ایک دم سے قلب میں اکثر خدا جانے کہاں سے آ جاتا ہے۔ ظاہر کوئی موقع بھی نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر راستہ پر کوئی عورت جاتی ہو تو اس وقت شہوت کا یہجان گسٹوں ہوتا ہے مگر چونکہ نگاہ نیچی رہتی ہے اس وجہ سے اثر ظاہر نہیں ہوتا اور حضور کے فیض سے انہی وغیرہ عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے ایسی شرم معلوم ہوتی ہے جیسے عورتوں کو کبھی مرد کے دیکھنے سے معلوم ہونی چاہئے۔ حضور یہ سوئی ہوئی بھیڑیں کیسے جاگ جائیں کہ انہی تکلیف دے رہی ہیں۔ پہلے اس قسم کی باتیں ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ آج کل میرے قلب کی مثال بالکل نکلے جیسی ہے کہ جس طرف کی ہوا طے اسی طرف بجلی کی حرکت سے مٹی ہو جاتا ہے مگر صرف حضور کا فیض ہے کہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے ورنہ یہ پیش آنے والی باتیں تو پھاڑ ہیں اور دل سوکھی گھاس ہے اور ظاہر ہے۔

ظ ر نباد کوہ را یک برگ کاہ

تو چونکہ: ”پیاز کو سرسبز بنانا ناممکن ہے۔“

مگر چونکہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہے ۔

اولیاء را بہت قدرت از آلاء اللہ کوہ بردا رند بریک برگ کاہ

تو چونکہ: ”اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ پیاز کو سرسبز بنانا دیتے ہیں۔“

ہنذا امید ہے کہ حضور انکسارت فرما کر اس کاہ کو کوہ کا قہقہہ بٹا دیں گے۔

تحقیق: ایسے حالات منتہی کو پیش آتے ہیں اور ان کے لئے دوسرے مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا رنگ پہلے مجاہدہ سے الگ ہوتا ہے۔ وہ مجاہدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف عمل کرنے یا علم سے سوچنے کے لئے بالکل بھی توجہ نہ کی جائے بس توجہ ذکر کی طرف پھیر لی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ”جاء الحق وذہق الباطل“ (کہ حق آیا اور باطل چھوٹ گیا) کا ظہور ہوگا۔

حَال: بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی توجہ سے خطرات اور دوسروں میں کمی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حَال: خطرہ اور دوسرے میں کیا فرق ہے ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: اس کی کیا ضرورت ہے۔

حَال: ابھی ایسے دوسرے آتے ہیں جن سے دیر تک ندامت اور پریشانی اور حسرت رہتی ہے بار بار یہ خیال ہوتا

ہے کہ جن لوگوں کو تجھ سے اتنی محبت اور اتنی شفقت ہے ان کے بارے میں تیرا لقب اتنا عمدہ اور ناپاک ہے۔

حقیقہ: اگر دل سے برا سمجھا جائے کچھ غم نہیں حسرت میں بھی مشغول ہونا نقصان دہ ہے۔

خاتون: اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی حضرت سے بھی التجا ہے خیالات اور وسوسوں کے دور ہونے کی دعا لرائیں۔

حقیقہ: دعا بہتر ہے لیکن اگر یہ غم نہ ہوں کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔

خاتون: ناچنے نے عمر میں ایک سال چھ ماہ کا ہوا ایک استغناء وسوسہ شیطانی کے بارے میں آنحضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کا جواب حضور نے مجھ ناچنے کو روانہ کر دیا تھا۔ اب وسوسہ شیطانی کا وہ زور و شور تو نہیں ہے کہ جو پہلے تھا لیکن اب بھی بہت کثرت سے ایک وسوسہ آتا ہے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس کا اثر کئی دن تک رہتا ہے۔ پھر وہی یا چند روز تک دور ہو جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ وہ یہ کہ اکثر ہندو سونے کی پرستش کرتے ہیں بس شیطان مردود میرے دل میں سورج کی پرستش کی محبت بھڑکاتا ہے۔ جب یہ طمان یا دوسرے دور ہو جاتا ہے تو حضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کے رسول ہونے کے بارے میں نماز میں یا قرآن شریف پڑھنے میں دوسرے آنے لگتے ہیں۔ جس سے طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔ سورج کا دوسرے چھ ماہ سے مسلسل آ رہا ہے۔ دن میں غسل نہیں کرتے ہوں (کیونکہ) اکثر ہندو جب نہاتے ہیں تو سورج کی پرستش کرتے ہیں وہی دوسرے میرے دل میں بھی آتا ہے۔

خدا اور رسول کی محبت بھی بالکل دل سے اٹھ گئی لہذا مجھ ناچنے کو نگار کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے عمدے اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت قائم کرے اور شیطان مردود کے وسوسوں سے جب تک میری زندگی بے نجات دے۔ آئین خراج میرے پاس نہیں ہے ورنہ حضور کی خدمت با برکت میں حاضر ہو کر برے افعال سے توبہ کرتا اور بیعت دیتا مجبور ہوتا۔

حقیقہ: جو دوسرے اختیار اور ارادے کے بغیر آئے اس سے دین میں ذرا بھی نقصان نہیں بھر کیوں غم میں مبتلا ہونے غم کرنے سے یا اس کے دور کرنے میں زیادہ کوشش کرنے سے زیادہ ترقی ہوتی ہے بالکل غم نہ کریں خواہ کیسے ہی دوسرے آئیں کام میں لگے رہیں۔

خاتون: بے اختیار بہت سارے خیالات آ کر ہر کام میں بہت نقصان کرتے ہیں خصوصاً نماز پڑھانے میں دور کرنے میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ حضرت سے یہ التجا ہے کہ ہندو کی ایسی ناقص حالت پر دعا فرمائیں۔

حقیقہ: ان (وسوسوں) کو جان بوجھ کر دور کرنے کی جگہ یہ زیادہ مفید ہے کہ اس وقت کسی دوسری اچھی بات کو

ماتے حاضر ہوتے ہوئے شرم آتی تھی۔ اس کے بارے میں تو حضور نے تربیہ اساک میں جملہ سرگین کے لئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خطرات آنکھیں رہے تھے بلکہ نکل رہے تھے کہ کیا یہی کترین اپنے لئے تصور کرے۔
جواب: بہت سی تدابیر میں سے یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ ہر شخص کے لئے وہ تدبیر مناسب ہے جو اس کے لئے نافع ہو اس کو آپ خود کچھ لیجئے۔

سوال: اس مرتبہ یہ کیفیت ہوئی کہ (حضرت کے) جتنا قریب ہوتا جاتا تھا خطرات (دوسروں و خیالات) تو نہیں آئے مگر طبیعت کمزور اور سست ہوتی تھی۔ شرف قدم ہوتی کے بعد وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ پہلے سے زیادہ قلب میں یکسوئی حاصل ہوگئی جی یہ بتا ہے کہ اس کا سبب معلوم ہوا کہ ایسے واقعات میں بصیرت حاصل ہوئی۔
جواب: ایسی باتیں ظنی اتفاق اسباب (کی وجہ سے بھی) ہو جاتی ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے اور اس کی تحقیق سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔

حالات: یہ تو حضور کا کام تھا کہ بھرپور پرانگ گیا یہ پرا، غلام ہے حضور والا کے علاوہ اس کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔
 عمر بھی آخر ہو چکی ہے۔ رضاء حق اب تک نہ حاصل ہوئی۔
تحقیق: ایسا گمان نہ کیا جائے رجاء کو خوف پر غالب رکھنا چاہئے۔

سوال: حضور کا ارادہ ہے کہ برے خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں ہے لہذا نقصان دہ ہے۔ ابھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں نہیں سمجھ سکے کہ یہ خود آئے ہیں یا میں نے دوسرا شک کی حالت ہو جاتی ہے۔ کوئی معیار بتا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں واضح طور پر فرق سمجھ لیا کروں۔

جواب: معیار کی ضرورت نہیں جب آئے اور لانے میں شک ہے اور تم سے کم درجہ یقینی ہے اور "یقین لا یزول بالشک" (کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے) اس لئے اس کو آنا ہی سمجھنا چاہئے۔

حالات: حسب الارشاد میں مواظہ دیکھ رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ ان سے کچھ فائدہ بھی محسوس ہوتا ہے۔
تحقیق: وہ کچھ نہیں ہیں سب کچھ ہے۔

حالات: طبیعت کو مجبور کرنے سے غماز میں خشوع حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: جس انسان اسی کا مکلف ہے اور مجبور کرنا مجاہدہ ہے مجاہدہ کے بغیر عمل کرنے سے جس کو مستثنیٰ کرتا ہے مجاہدہ کے ساتھ عمل زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔

حالات: لیکن ذرا سی غفلت ہوئی کہ دھڑ دھڑ کے پریشان خیالات نورانی آقا موجود ہوتے ہیں۔

تحقیق: مجھ پر تکلف نماز کی ضرورت متوجہ ہو: چاہئے یہی ہے مجاہدہ جس کے بارے میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حَال: یہی جانتا ہے کہ کسی طرح ہمیں ان قلب کے ساتھ جواب دہ کرنے کی توفیق عنایت ہو۔

تحقیق: ایمان اختیار کرنے کے بعد آپ اختیار کا انسان کا کف نہیں ہے۔

حَال: اکثر یہ خیال دل کو بہتر درجہ تک پہنچا دیتا ہے کہ جو کچھ کرتے ہیں وہ آسانی سے نہیں ہوتا۔

تحقیق: خود آسانی مطلوب نہیں حدیث میں ہے "وَالَّذِي يَتَعَمَّقُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌ لَهُ أَجْرَانِ" (کہ جو شخص قرآن پاک پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے اس کو دو اجر ملتے ہیں)۔

حَال: بلکہ طبیعت کو مجبور کر کے کرتا ہوں اور آیت "وَاللَّهِ لَكَبِيرَةٌ الْعِظَمُ" (کہ یہ نماز ایک بڑی (بھاری) چیز ہے) پر نظر راقی ہے کہ یہ تو بوجہ ہے۔

تحقیق: کبیرۃ میں بوجہ اعتقادی ہے جس سے ہر مومن خالی ہے اور طویل بوجہ برائش بلکہ ثواب میں زوادی کا سبب ہے حدیث میں ہے "وَأَمَّا بَخْشُ الْمَوْضُوعِ عَلَى الْمَكَارِهِ" (گواری کے باوجود اچھی طرح دھو کرنا)۔

حَال: کسی طرح نماز کا بوجہ ہونا ختم ہو جائے تو آیت کے آخری حصہ (جو یہ ہے کہ نماز بھاری چیز ہے مگر ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو اپنے رب سے ملنے کا نیتیں رکھتے ہیں) کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یقین نہیں ہے جو یہ (نماز کے بھاری اور بوجہ ہونے کی) حدیث ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ بوجہ کے معنی میں غور کرنا ہے جس کو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حَال: معلوم نہیں مجھ میں ایسا ہے بھی یا نہیں۔

تحقیق: ایمان اعتقاد کا نام ہے اور وہ شاید کی بات ہے اور آگے (آپ کی بات میں جی) اس پر سبک و میل بھی آتی ہے۔

حَال: لیکن ان حالات کے باوجود میں نماز چھوڑنے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر عشا میں بھی سونے کا اتفاق ہو کی تو چاہے آکھ کھی اور جب تک نماز نہ پڑھ لی قرار نہ ہو اور نیند نہ آئی۔

تحقیق: اعتقاد و ایمان کی یہی دلیل ہے۔

حَال: مرنے سے قلب کے گھبراتے کی حالت یہی ہوتی ہے۔

تحقیق: حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول "كَلِمَاتُ يَكْرَهُ الْمَوْتُ" (ان سب موت کو ناپسند کرتے ہیں) اور اس پر حضور ﷺ کا مضمحلہ فرمایا صاف آیا ہے اس لئے اس کے برا ہونے کا احتمال بھی نہیں

(کیونکہ یہ) امر ضعیف ہے۔

حَال: مگر قلب گھبراتا ہے میں مواظف اور رکھوں گا۔

تحقیق: زیادہ ضرورت قریشہ النکاح دیکھنے کی ہے۔

خالد: انہیں دے گا قاضی عزیز الحسن صاحب کا اکثر خیال پیش نظر رہتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان جیسا میں ہو۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ ﴿لَا تَتَّبِعُوا مَا يَتَّبِعُونَ مَا يَفْضِلُ اللَّهُ بِهِ يَعْصِيكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ (تم کسی ایسی بات کی نہ نہ کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی پر فضیلت عطا فرمائی ہے) (اس سے مراد غیر اختیاری و تمس ہیں جن جو باتیں غیر اختیاری اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمائی ہیں ان کے حاصل ہونے کی تمنا نہ کرو۔) ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا مِنْ الْأَمْوَالِ الَّتِي خْتَارُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ (مردوں کے لئے ولی کا حصہ (بدل) ملے گا اور عورتوں کے لئے ان کے اثمان کا حصہ (بدل) ملے گا) (اس سے مراد اختیاری نہیں ہیں۔ اسی طرح جو کچھ آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس لئے جو چیزیں حاصل کی جاسکتی ہیں ان کے حصول کی کوشش کرو اور جو چیزیں (غیر اختیاری) اللہ تعالیٰ کی عطیہ میں سے ہیں ان کی تمنا نہ کرو) ﴿وَسُئِلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل، نکال کر) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے (غیر اختیاری) عطا کریں کو مانگا کرو۔ ﴿وَالَا لَا يَأْسُ بِالْإِعْجَابِ الْغُيُوبَاتِ فَتَنَانِ مَا بَيْنَ لَكُنْ بِشَرِّطِ أَنْ لَا يَكُونَ مَعَالِمُ يَجْرُ بِهِ سُنَّةُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ يَكْلُ شَيْءٍ عَلَيْهِمَا﴾ تمنا کرنے اور عطا کرنے میں بڑا فرق ہے لیکن انکی جانے والی چیز لیکن نہ ہو کہ جس کو دیا اللہ تعالیٰ کی عادت نہ ہو (نیت نبوت کا مائلنا وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں خوب جاننے والے ہیں۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی استعداد کو خوب دیکھتے ہیں کہ اسے لے لے یہ بہتر ہے یا نہیں ہے۔ اس میں یہ ارشاد بھی ہے کہ ان کے قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے شک نہ ہو۔ اور یہ ارشاد بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی رہے اور اس میں شکست کا اعتقاد رکھے۔)

خالد: حضور! ایک خیال اب بھی دل کو بے چین رکھتا ہے کہ اب تک تو اپنے آپ کو مانے ہان کی وجہ سے اکثر ایمانی لذتوں سے پہلے تو گناہ کے ذرے خود کو بچا لیا اگرچہ اس بچنے میں نیت تو بھی اچھی ہوتی چاہئے نہ ہوتی تھی کبھی تو خیر تھا کہ بعض لوگ مولوی کہتے ہیں شرعی ممنوع باتوں میں مبتلا دیکھ کر طعن دیں گے اور بھی یہ خیال غما کہ تجھ پر انعام خداوندی تیری لیاقت سے زیادہ ہے کہ تجھ کو عربی و انگریزی کے اعلیٰ سارے استقامت پاس کرانے اور معتقد تھوکر کی طاعت دینی ہمیں یہاں نہ ہو اللہ پاک تھا دل اور یہ نعمتیں ہمیں ملیں۔

اب یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں دیاں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے وہاں تو بہت کچھ دے دیا اب کیا باقی رہا اس

دوسرے طبیعت کا پختہ ہے اور دل میں کہتا ہوں کہ (دنیاوی) لذتوں سے یہاں بچا تو اس کا بدلہ وہ ضرور ملنا چاہئے ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا اور آخرت میں خسران) کا مصداق بن جاؤں گا۔ اگرچہ اب استغفار بھی پڑتا ہوں۔ حضور! اس معاملہ میں بھی کچھ اطمینان کی صورت بتائیں کہ بے قرار ہوں۔

تحقیق: گناہوں کی لذتوں کو چھوڑنے کی وجہ میں جو شک ہے اس کا بہت ہی آسان معیار یہ ہے کہ یوں فرض کر لیا جائے کہ اگر گناہوں کو چھوڑنے کے باوجود بھی لوٹ طعنہ دیں یہ اس طرح گناہ کئے جائیں نہ کسی کو معلوم ہو اور نہ کوئی طعنہ دے تو کیا ان دونوں صورتوں میں گناہوں سے نہ بچوں اگر یہ جواب ملے کہ اس وقت نہ بچوں تب تو حقیقت میں گناہوں سے بچنے کی وجہ پانہندہ ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ بھی نہیں ہے اور اس (وجہ) کو بدلنا واجب ہے جو اختیاری فعل ہے وہ تہرلی ہوگی ہے کہ عزم کر لیا جائے کہ ان دلوں حانتوں میں بھی گناہ نہ کروں گا بس کافی ہے۔ اگر یہ جواب نہ ملے تو اس وقت گناہوں کو چھوڑنے کی یہ (طعن سے بچنے کی) وجہ بھی نہ ہوگی بلکہ اس وجہ کا خیر صرف دوسرے ہے جس پر پکڑ نہیں ہے۔

یہی حل نعمتوں کے چھین جانے کے خیر کا بھی ہے بلکہ میرے نزدیک یہ دوسری بات یعنی نعمتوں کے چھین جانے کے خوف کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ بھی خشیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی دلیل ہے اگرچہ یہ خشیت کا کم سے کم درجہ ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی جمع یا خوف تو نہیں ہے۔ یہ خوف کہ کبھی قیامت میں یہ کبریا جائے یہ خوف اگر طبعی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت اور اچھی حانت ہے کہ انہوں نے فتوحات کے زیادہ ہونے کے وقت فرمایا تھا۔ اگر کسی دلیل سے ہے تو اس کے خلاف دلیل اس آیت کی ابتدا یہ ہے کہ ﴿و یوم یعرض الذین کفروا علی النار فاذہبم صیانکم﴾ (جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیاوی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے ہو) اور خاتمہ یہ ہے ﴿فان یوم نجزون عذاب الہون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق و بما کنتم تفسقون ای شکفرون﴾ (کما ہوا اصطلاح المتزلیل الکفریم) (تو آج تمہیں عذاب کا عذاب دیا جائے گا یہ تمہارے زمین میں ناحق غرور کرنے کی سزا ہے اور جو بدکاری کرتے تھے اس کی سزا ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک کی اصطلاح ہے) ورنہ یوں تو ہر شخص کو جتنی کہ انبیاء کو بھی اچھی چیزیں عطا ہوئی ہیں کو عام خطاب کیسے سمجھ جاسکتا ہے۔

سوال: اکثر اوقات توبہ نہ جاتی ہے ایک شبہ ہر وقت رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت توبہ ہوتی ہے بے اعتبار آسمان کی طرف خیال ۲۱ ہے۔ اگرچہ اس خیال میں معذور (مجبور) ہوں مگر شبہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کیوں نہ

ہے شاید کفر کا حصہ نہ ہو اگر اس کا کوئی علاج ہو تو ضرور منہایت فرمائیں۔

چنانچہ اسلام علیکم حق تعالیٰ جہت (طرف میں ہوئے) سے پاک ہیں مگر پھر بھی اس کی خاص تجلیات کی عرش سے خاص خصوصیت ہے اسی لئے نظری طوطہ پر ادھر کی طرف خیال نہ ہے جس کا سبب ایک حقیقی بات ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں۔

نظر بد کے دوسرے علاج

حَال: ایک دوسرے میں گرفتاریوں علاج اور شر ہو۔ راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے ایک دفعہ نظر کرنے کیا حرج ہے کیونکہ تو بد فعل تو نہیں کرے گا اگر بالفرض بڑی خرابی ہی ہو تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے سو کیجئے اور نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا تو تو مواد ہی ہے اس کو کچھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کہ حضرت! اس دھوکہ سے نجات دیجئے۔

تحقیق: جب دھوکہ ہوتا معلوم ہو گیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جائے اور جو اس میں نفس نے نکتہ نکالا ہے پیچھے تو اہل طریق کے نبوی کے مطابق ”حقیقۃ ردہا الشریعة فہی زندقۃ“ (ہر چیز جس کو شریعت رد کر دے وہ زندقہ ہے) یہ نکتہ ہی مردود ہے کیونکہ شریعت نے اس کو نہ کہا ہے۔ پھر یہ نکتہ اصول فتن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے اس لئے چاہت کے باوجود نہ دیکھنا کیا یہ مجاہدہ نہیں بلکہ آپ کے نفس کے بتے ہوئے مجاہدہ میں تو کچھ مزہ بھی ہے اور کچھ مجاہدہ اور نہ دیکھنے خالص مجاہدہ ہے پھر کون سا زیادہ کامل ہوا۔ اس لئے یہ حکمت (مجاہدہ اولیٰ) نظروں کو نیچے کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اگر مجاہدہ جو شریعت بھی مطلوب ہے ایسا نام ہے کہ (جہاں بھی مجاہدہ ہو وہ مطلوب ہو) تو آدھا عضو مخصوص داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا داخل نہ کرنا اس سے بڑا مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا۔ آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑائیں شریعت کو امام مائیں ورنہ بہت جلد لٹا کے باپ کے کھکانے کا خوف ہے و فی قال اعارف الشیر اذی فتنک اللہ تعالیٰ سے

در راو عشق دوسرے امیر من ہے است ﴿﴾ بشدار گوش را بہ پیام سرش دار

توجہ نہ کرو: ”سلوک کے راستے میں شیطان کے دوسرے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وہی کی طرف کان نہ لگائے رہو۔“

حَال: میں ایک رات عشا کے بعد کھڑے طیب پڑھ رہی تھی تو مجھ کو کچھ غنودگی سی ہوئی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ غنودگی کی بنا تو تیرے ہاتھ سے آئی اب تو کرتی رہ لا الہ الا اللہ اس کا کیا مطلب ہوا اور دوسرے روز یہ ہوا کہ کوئی کہتا

ہے کہ فرشتوں کی تو زبان اکڑی جاتی ہے اور ایک بات مجھ کو یاد رکھیں رہنما اس کا کیا مطلب ہے۔
تحقیق: سب دوسے ہیں کچھ بھی توجہ نہ کی جائے کام کی طرف توجہ رکھنا چاہئے۔

سوال: گزارش ہے کہ ایک شخص ہے جو پوری طرح نماز روزے کا پابند ہے عطا نہ بھی اس کے اہل سنت کی طرح ہیں خدا اور رسول کی محبت بھی ہے حدود شرعی کا بھی لحاظ کرتا ہے۔ ان تمام اوصاف کے باوجود بد قسمتی سے ایک موذی مرض میں مبتلا ہے وہ یہ کہ کبھی اس کے دل میں بزرگانِ دین کی طرف سے برے خیالات اور ہر قسم کے برے دوسے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن دراصل وہ شخص اس کا اثر قبول نہیں کرتا بلکہ جس وقت اس قسم کے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور خداوندِ کریم سے اس بلا کے حلق پناہ مانگتا ہے۔ ان مرض کی وجہ سے وہ شخص پریشان ہے بلکہ یوں کہتے کہ وہ اپنی نجات سے مایوس ہے جب وہ اپنے وساوس کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اس کو اپنے کامل ایمان ہونے میں شک پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے لئے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ یہ شخص اس موذی مرض سے بچ جائے۔ یہ بھی تحریر فرمائے کہ اب تک جو برے خیالات آتے رہے ہیں اس پر کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی۔ براہِ خدا تسلی و تشفی فرما کر منوع فرمائیے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ موجودہ حالت پر ذرا بھی پکڑ نہ ہوگی بالکل بے فکر رہیں یہی بے فکری اس کا علاج ہے اور اس کے ختم کے لئے زیادہ وظیفہ نہ پڑھیں اور پھر اطلاع دیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگرچہ کسی گمراہ کبیرہ کا جہان بوجھ کر نہیں ہوتا ہے لیکن خیال و لغیر ضرور آجاتا ہے۔

تحقیق: اگر یہ نہ ہو تو مجاہدہ کا اجر کیسے حاصل ہو۔

حال: جس دن سے آیا ہوں نماز میں شیطان بہت تنگ کرتا ہے یہاں تک کہ چھ وقت کی نماز بھی جاتی رہی۔ اس سے پہلے ہر وقت مجھ کو نماز کا بہت خیال رہتا تھا مگر اس سفر میں نہیں معلوم کیا جاتی ہے کہ نماز سے دل بھگتا ہے جس کا مجھ کو بے حد افسوس اور ملال ہے دعا اور علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور علاج اس کا یہ ہے۔ ① طبیعت پر زور ڈال کر اس باب میں مخالفت کرنا ② کسی صبر کا وقت پر غصہ کرنا ③ مسلسل احقر کے مواظفہ مطالعہ کرنا۔

حال: مجددِ امت والدینِ فاضلت انھار فیوہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میری حالت بہت ہی افسوس کے قابل ہے اور اب میں اپنی حالت کے صحیح ہونے سے تقریباً مایوس ہو چکا ہوں۔ کیونکہ اصلاح کی تین صورتیں ہیں، عمل، دعا، عرضِ حال۔ عمل کی حالت یہ ہے کہ میں اس کو پکا حزم جو شخص

کے منظر سے مظلوم نہ ہوگی میرے سمجھتے ہیں، اور عزم کو اختیار نہیں سمجھتا بلکہ سارے افعال کے ضمن میں اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا ہوں۔ میرے ذہن میں کوئی ایسا شخص ایسا خیال اور ایسی حرمت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہ ہو ایسی حالت میں اختیار سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے لیکن اب تک حق یہاں تک فاضل ہے کہ میں اس خیال کو منکر کے لئے یہاں نہیں بناتا۔ یعنی اس کی وجہ پر اپنے کو پکڑ سے بری نہیں سمجھتا بلکہ میرا خیال ہے کہ حق یہاں تک مطلقیت پر بھی سزا دینے کا حق حاصل ہے۔ انبیاء و کہلاں معذرت ہے تو پھر مٹا جا کر کیا عذر ہو سکتا ہے۔ خود مسموکیت (کسی کی ملک میں ہونا جیسے بندہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہے) ہی ایک ایسا جرم ہے جو مذہب کو ہر قسم کی سزا کا حق عطا کرتا ہے۔ "لا یسال عما یفعلن وہم یستلون" (تو جو اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتے ہیں ان سے اس کی پوچھ نہیں ہے مگر انسان سے پوچھ جائے گا)۔ میں انسانی اعضا کو ایسے خیال کے آگے جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور نہ وہ مظلوم ہوتا ہو ایسا ہی مجبور سمجھتا ہوں جیسے ٹھری کے پرزے مٹری کی چابی کے آگے مجبور ہوتے ہیں اور ایسے خیال کو بندے کا نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے اختیار کے بغیر اس کے دل میں فیک خیال پیدا کرتے ہیں۔ اس خیال کی رو متیں ہوتی ہیں۔ نیک کیلئے خیال جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اس وقت آدمی سے لازمی طور پر افعال نکاہر ہوتے ہیں کبھی اس کے ساتھ ایک اور نہ روکنے والا خیال ہوتا ہے جو پیچھے خیال کی ضرر بندہ کے اختیار کے بغیر ہوتا ہے۔

اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ کبھی مظلوم ہوتا ہے اور کبھی اگر مظلوم ہوتا ہے تو پیچھے خیال کے اثر کو روک نہیں سکتا ہے اور نہ روک دیتا ہے۔ خیال کے قوی اور کمزور ہونے کا سبب طبیعت کے قوی اور کمزور ہونے پر ہے۔ خلاصہ یہ کہ بندہ حقیقت میں عین کار نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے اور اس کو اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے۔ اس کے بعد جب ذہنی طبیعت کو دیکھتا ہوں تو مضبوط پاتا ہوں۔ جو خیال پیدا ہو گیا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں پاتا ہوں اور اگر پیدا ہوتا ہے تو اتنا قوی نہیں ہوتا کہ پہلے خیال کو روک سکے۔

مولانا کی مشنری کے مضامین عالیہ (اونچے) اور جناب والا کی تقریریں کبھی کبھی گمراہی پیدا کرتے ہیں مگر سب کی بنیاد اس پر ہوتی ہے کہ کام کو بہت کر۔ اس یہاں اگر طبیعت پھر ایچٹ جاتی ہے اور وہ اپنی مظلومیت اور مجبوری سامنے آ جاتی ہے اسے کاش میں ہی سکند ذہن ہوتا اور میرا دماغ یہاں تک پہنچتا ہی نہیں بلکہ اختیار کے وہم ہی کا احساس بھی محسوس ہوتا ہے۔

اس وقت ایک صورت ہے کہ میں تصدیق اختیار کو مانوں مگر اس کا اثر طبیعت پر سمجھ نہیں چکا کیونکہ یہ اعتبار فرض و تقاضا پر ہے جو پہلے خیال کے ساتھ وہی نسبت (تعلق) رکھتا ہے جو (تعلق) مشاہدہ سے تشکیل (خیال) کو

ہے۔ غرض عمل تو ہوں مگر ہوا، دہائی دعا اس کے بارے میں ایسا ہے ہودہ خیال دل میں جم گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ وہ یہ کہ حق سبحانہ میری دعا کو قبول ہی نہیں کرتے اور اس کا الٹ اثر ہوتا ہے۔ اب دعا کرتے ہوئے قبول ہونے کی امید کے غلبہ کی جگہ طبیعت میں بھجک پیدا ہوتی ہے اور اس خیال کا سبب یہ ہوا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری کوئی دعا قبول ہوئی ہو جو دعائیں سر اسرافغ ہیں وہ بھی مقبول نہیں ہوتیں جیسے اہل عمل حد و غیرہ کی توفیق کی دعا۔ دعا کی یہ حالت ہے اب رسی غرض حامت وہاں یہ نہیں ہوتا ہے کہ خمیب کا کام نسخہ جانا ہے اگر نسخہ پینے کی ہمت ہو تو تکلیف دو اور اگر مفلسی یا بخل یا کوئی اور سبب نسخہ کے استعمال کے لئے رکاوٹ ہو تو اپنی حانت کو خدا کے حوالہ کر دو اور اپنی طبیعت کو شوالہ ہوں تو نسخہ کی اگلی ہے غرض۔

ظہر تن بر داغ داغ شد پنہ کہا کجا جم
تو جیجہ کن: ”سارا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہے کہاں کہاں روئی رکھوں۔“

بھرا دعا عرض حال خود اسی خیر غائب کی وجہ سے جیسا جو یہاں نہیں ہے۔ احباب سے جب بھی گفتگو ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ آختم اور کام کرتے ہو ذکر وغیرہ قمر سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی کچھ مشکل کام ہے۔ یہ تو زبان کا جانا ہے مگر اس کا اصل دوسرے کی طبیعت کا اپنے لوہ پر قیاس کرنا ہے وہ ان کو توفیق ملی ہے اور ہمیں نہیں ملی اس لئے ان کو وہ کام آسان معلوم ہوتا ہے جو ہم کو پہنچ نہ سکتا دیتا ہے۔ کبھی کبھی ان کو بھی یہی حانت پیش آتی ہے کہ ان سے ذکر وغیرہ ترک ہو جاتا ہے۔ دوسری کام جس کو آئے وہ دیتا آسان سمجھتے ہیں کل ان پر مشکل تھا یا آئندہ بھی بھی مشکل ہو چکا ہے حالانکہ وہ اس حالت میں اس سے زیادہ مشکل کام کرتے ہیں۔ غور سے دیکھنے سے دونوں حالتوں کے فرق کی بنیاد صرف خیال کی قوت و ضعف معلوم ہوتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ گناہ کی حقیقت اور اثر کو جاننے والا اور خدا کو عظیم خیر ماننے والا قطع کو قطع اور نقصان کو نقصان سمجھنے والا کوئی گناہ کرنا ہی نہیں ”وہو خلاف المشاہدہ“ (اور یہ مشاہدہ کے خلاف ہے)۔

غرض جب کوئی تقریر کی جاتی ہے تو طبیعت اس کی کسی بات کو خراب کر کے ساری تقریر کے اثر کو کمزور دیتی ہے۔ غرض میرے نزدیک میرے تمام امراض کی وجہ یہ ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ اب میں عجیب... میں بیٹھا ہوا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خیال کے بدل جانے کے علاوہ اس سے رہائی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ میں اپنی طبیعت سے تو واقف تھا ہی اس لئے بہت عرصہ سے چاہتا تھا کہ... صاحب آجائیں تو ان کی تقویت اور ٹھنڈے رہنے سے کام چل جائے گا مگر قسمت کہ وہ بھی ایسی حالت میں آئے جب میں بالکل نہ کارہ ہو گیا۔ میں اپنے خیال سے اپنی طبیعت کو جناب دلا کی صیحت سے اکثر باتوں میں مناسبت پاتا تھا اور اس وجہ

سے خیال تھا کہ اللہ اللہ مجھے بہت نصیب دے گا لیکن انہوں نے یہ باتعات پیش آگئے اور مجھے بغل لگا (بے کار) کر دیا میں اپنی اس حالت کو پیش کرتے ہوئے شرمناک ہوں اور اس تاخیر کی یہ وجہ بھی ہوتی لیکن بہت جرات کر کے عرض کرتا ہوں ۔

از شک آدمیت شد پردہ ۞ از چنے نقریں دل آزاد
 میں قضا راہم قضا داند عاج ۞ عقل خفان در قضا کیجست و کاج
 اژدہا شست است آن در سیاه ۞ آن کرے بود اژدہا راہ
 اژدہا دوار اندر دست تو ۞ شد عصا اے جان مویں مست تو
 حکم غذا را تحف دادت خدا ۞ تابدست اژدہا مروت عصا
 چہا یہ رضا نما اے بادشاہ ۞ صبح نو بکشاں شہنائے سیاه
 دوزخے فردست بدے دم فسول ۞ اے دم تو از دم دریا فرداں
 بحر مکار ست دعوہ کئے ۞ دوزخ مست از مکر خود تھے
 زار نہید مخضر در چشم تو ۞ باز ہوں بینی وحید خشم تو

== مکتوبہ ==

- ① ایک درمند (عاشق) کو برا کہلانے کے لئے (نفس کے دھوکوں کا) ایک پردہ عالم غیب سے (عالم دنیا) میں لٹکا دیا گیا ہے (یعنی یہ نفس ہم پر عالم غیب سے مسلہ کیا گیا ہے اب اس کا تذکرہ بھی وہیں سے ہوگا کہیں اور سے ممکن نہیں)۔ (مشافہ صفحہ ۷۰۰)
- ② اس تقریر کے (معاملے) کا علاج (بھی) تقدیر ہی جانتی ہے ظہورات کی عقل (اس کا کیا علاج کرے گی وہ) تو تقدیر کے معاملات میں پریشان اور بھٹکی ہے۔
- ③ وہ (نفس جو) کلاما سناپ (عامہلت پاکر) اژدہا بن گیا جو (اس سے پہلے) ماسک پر پڑا ہوا (ایک بے حقیقت) کبیرا تھا۔
- ④ اے جن کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک بھی مست ہے آپ کے ہاتھ میں تو اژدہا اور سانپ لاٹھی بن جاتے ہیں۔
- ⑤ (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) آپ کو (بھی) اللہ تعالیٰ نے ختم دیا ہے کہ میں (نفس کے اژدہ) کو پکڑ لو اور روٹھیں تاکہ تمہارے ہاتھ میں (یہ) اژدہا اٹھن بن جائے۔

۱۔ اے بادشاہ تم بھی یہ بیضا دکھا دو (اور اس غفلت کی) کالی راتوں میں (از شاہ و جاہت کی) تازہ صبح ظہور کرو۔

۲۔ اس شرر نفس نے شرارتوں کی ایک دوزخ بھڑکا رکھی ہے اس لئے اس پر (شر کو دور کرنے والا دم) پھونکنا ہے (بھائی) تمہارا دم تو (آگ کو بجھانے میں) دریا کی ہمت سے زیادہ ہے۔

۳۔ (نفس حقیقت میں) شر اور برائیوں کا ایک سمندر ہے (مگر کیونکہ) دکھ ہے (اس لئے) ایک (بے حقیقت) جھاگ نظر آتا ہے (حقیقت میں وہ ایک) دوزخ ہے (مگر) دھوکہ کی وجہ سے (ظاہر نہائی) ضرورت دکھائی دیتا ہے۔ (مطلب نفس بڑا موزنی ہے مگر چھوٹا نظر آتا ہے)۔ (مقدمہ ص ۷۰)

۴۔ (یہ نفس المادہ) اس لئے بھی تمہاری نظر میں چھوٹا نظر آتا ہے کہ تاکہ تم (اس کو) حقیر سمجھو اور (اس کے خلاف) تمہیں غصہ آئے۔

میں زبانی بات چیت میں ان خیالات کو اتنا بھی نہ ظاہر کر سکتا تھا اس لئے لکھ کر پیش کئے گئے جو اب بھی جو مناسب ہو اور جس میں سہولت ہو خواہ زبانی ہو یا لکھ کر زیادہ حد تک۔

تحقیق: اسنام ملکہ و مرتہ اللہ۔ میں نے حرفاً حرفاً آپ کا مضمون پڑھا اور بڑا مزہ آیا اگرچہ اپنا مزہ ظاہر کرنا ہوئے اس لئے جواب آتا تھا کہ کوئی عیوں کہے گا کہ کسی کا گھر چلے اور کوئی ہاتھ سینکے مگر میں نے ظاہر اس لئے کہ یقیناً اس کے معلوم ہونے سے آپ کو بھی مزہ آئے گا۔ جس سے تکلیف کچھ کم ہوگی اور سمجھ کو بھی اس کی کامیاب لینے کا اجر ملے گا۔

آپ نے عمل کے بحث میں مسئلہ اختیار کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیادی باتوں پر خوب مضبوط کلام ہو سکتا ہے اور ہے بھی لیکن پھر اس کلام پر بھی کلام کی محاش نکلے گی کہ دونوں جانب سے کلام ختم نہیں ہوا ہے جیسا کہ عقلی بحثوں کی شان ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس میں کلام نہ کرنے کو نافع نہیں سمجھتا اور حقیقت میں یہ مسئلہ دلیل سے حاصل ہونے والا نہیں ہے بلکہ کشف و ذن سے حاصل ہونے والا ہے۔ کہ اس میں وجدان و مشاہدہ ہی سے اطمینان ہو سکتا ہے اور سمجھ تو آج سے نہیں (بلکہ) ایک مدت سے جب سے کہ مجھ کو آپ کے اس خیال کی اطلاع ہے نہایت وثوق بہت ہی مضبوطی کے ساتھ امید جو یقین کے قریب ہے کہ حق تعالیٰ اس مسئلہ میں آپ کو ضروری علم سے مطمئن فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی اس وقت تھلید کو آپ نے بھی گوارا فرمایا ہے جس آپ میرے کہنے سے تھلید ہی اپنے معمولات اذکار و اشغال کو جاری رکھنے خواہ دل لگے یا نہ لگے اثر ہو یا نہ ہو خواہ ہو سکے یا نہ ہو سکے جس دن بھی ہو جائے اور جتنا بھی ہو جائے ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ ان شاء اللہ آپ

آئندہ دیکھیں گے جو حال میں نہیں دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

بس بفضلِ تعالیٰ محلِ تو صفر نہ ہوا اور دعا کے بارے جو لکھا ہے آپ پر اس کی مخالفت اعتقادی طور پر واجب ہے دعا ضرور نافع ہوتی ہے۔ اپنے دل کو زبردستی یہ سمجھائے کہ خصوصاً ان مواقع میں جن میں دعا غیر نافع معلوم ہوئی ہے اگر دعا نہ ہوتی تو شاید دعویٰ اور دینی طور پر زیادہ بڑا کا سامنا ہوتا۔ اسی طرح حکم شرعی ہی سمجھ کر وہ کیجئے کہ حکم ماننے سے اجر ملے گا بنا سے مطلوب خاص نہ ملے۔

عرض حال کے بارے میں یہ ہے کہ کئی حالت کی تو اطلاع ضروری ہے بقی جس حالت کی جو تدبیر کے استعمال کی بہت کی کوشش و فکر میں رہنا چاہئے۔ اس (تدبیر کے) اہتمام سے ایک روز انشاء اللہ تعالیٰ بہت بھی نصیب ہو جائے گی۔ ”من حیث لا یحتسب العامل“ (جہاں سے عامل کو امید بھی نہیں ہوتی ہے)۔ کر کے دیکھنے کی چیز ہے۔ پھر ان باتوں کے ساتھ اگرچہ کسی وجہ میں ہوں اگر تقویٰ و تسلیم الی الحق (اللہ تعالیٰ) کے حوالے کرنا اور ماننا، بھی ہو تو تقویٰ تاثر ہے اور کچھ کوشش اور سعی کے بغیر تقویٰ صرف تقویٰ کی صورت ہے۔ حقیقت میں تقویٰ نہیں حدیث میں ہے۔ ”اعقل ثم توکل“ (پہلے باوجود محروم توکل کرو)۔ یعنی یہ

”توکل کی کئی در کا رکھن ﴿﴾ سب کن پس تکیہ بر جہاد کن
مفتِ غنیمت ہاؤز بند ﴿﴾ بر توکل زانوے اشتر پہ بند

== شریعت محمدیہ ==

❶ اگر تم توکل کرنے ہو تو کاروبار میں توکل کرو (یعنی) کسب کرو پھر (اس کام کا نتیجہ حاصل ہونے کے لئے) اللہ تعالیٰ جبار پر بھروسہ کرو۔

❷ جناب پیغمبر ﷺ نے صاف آواز سے فرمایا ہے کہ توکل کے ساتھ اذیت کے سمجھنے بھی باندھ دو۔
ناصحین و مخلصین کی تقریرات و مشارکات کے مقدمات میں نظر نہ کیا کیجئے ان کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر تقلید قبول کر کے عمل شروع کر دیا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ سے

تاہم آخر دے دو ﴿﴾ کہ عنایت با تو صاف سر ہو

شریعت محمدیہ ”ناک آفرینک ہی شاید اللہ تعالیٰ کی مہربانی تجھ پر ہو جائے۔“

نتیجے کے حاصل ہونے کی کوئی حد اور مدت ذہن میں معین نہ کیجئے آخرت تک میں ظاہر ہونے کے لئے جو کس نتیجے سے تیار رہئے آپ کو رات سوچنے کی اور سوچ کر اس کی نفی کی جیسا کہ آپ نے کہا ”کوئی راستہ رہائی کا نظر نہیں آتا ضرورت نہیں سے

گرچہ رفتہ نیست عالم را پدید ﴿﴾ خیرہ یوسف داری باید دود
 تَوَجَّهْ: ”وینا سے نکلنے کا اگرچہ کوئی راستہ نہیں ہے مگر یوسف (علیہ السلام) کی طرح بھابھ کر نکلنے
 کی کوشش تو کرنی چاہیے۔“ (مطلب یہ ہے کہ جب زلیحانے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی
 طرف بلایا تو رات دروازوں میں تالے لگا کر بلوایا تھا یوسف علیہ السلام کے سامنے نکل بھاگنے کا کوئی
 راستہ نہیں تھا پھر بھی وہ بھاگے اور سارے تالے خود بخود کھل کر گر گئے اور راستہ مل گیا۔ منہاج دفتر۔
 اس لئے راستہ نظر آئے یا نہ آئے کام میں لگا رہنا پابست)

جس طبعی مناسبت سے آپ کو توقع تھی وہ اب بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جس مخاطب میں دو مناسبت حاصل
 ہے یعنی یک وقت ایسا مجھ پر بھی گزرا ہے پھر جس طرح بظلمہ تعالیٰ مجھ کو نجات ہوگئی اسی طرح آپ کو بہت جلد
 ہونے والی ہے۔ یہ جو سمجھ پیش آ رہا ہے اس میں صدا (کئی سو) گھنٹیں ہیں جو غریب معصوم ہوں گی کہ یہ
 کیسے بڑے اخلاق کا اس سے علاج ہو گیا ہو گا والی بعض اشارہ برومی سے

شمار ہائے عشق خوش سوائے ما ﴿﴾ اے حبیب چند علجائے ما

اے دوائے نوحہ دنا مول ما ﴿﴾ اے تو افلاطون و چاندنوں ما

تَوَجَّهْ

- ① اے ہمارے عاشق جو اچھے جنون ہے اور اے ہماری ساری (اخلاقی) بیماریوں کے طبعی تو خوش رہو۔
- ② اے (عاشق جو) ہمارے غرور، تکبر اور عزتِ ظہری کی روا (ہے) اے (دو کہ) تو ہمارا افلاطون اور چاندنوں
 ہے۔

’دشمنانے کی کوئی بات نہیں میں نے حقیر نہیں سمجھا آپ کی طبیعت بکلی ہوگئی مجھ کو دعا کی طرف زیادہ توجہ
 ہوگئی۔‘

شعار میں جو بات خطاب سے مقصود ہے یہ آپ کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ انا عند علی عہدی (میں اپنے بندے
 کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے موافق معاملہ فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ دونوں
 طرف کی دعا سے جلدی کام بن جائے گا اب میں خاص توجہ و الحاجت سے دعا شروع کروں گا اور کبھی دلی سے
 کوئے نو میدی مراد کہ امید ہاست ﴿﴾ سوئے تاریکی مرد خود شہد ہاست

تَوَجَّهْ: ”اے امید کی گلیوں میں مت جاؤ کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں مت رہو کہ“ قلاب
 بہت ہیں۔“

دسام آخرت سے۔

حَال: اپنی بد قسمتی کے علاوہ اور کیا عرض کریں ایسے دربار کی خلائی نصیب ہونے کے بعد بھی یہ حالت ہو کہ ہر وقت دینے والی میں انہماک رہے اور اپنی کوئی اصلاح نہ کی جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ کاموں میں مشغولی کی وجہ سے نذر میں بھی وہی حالت رہتی ہے اور کوئی ایک معمول کا دیو نہ ہو نہیں سوتا ہے نذر ہو دوا ہو تلاوت قرآن یا دیکھنا آخرات سزا جات مقبول ہو دے دت کے طور پر روزانہ پڑھ لیتے ہوں قبہ حاضر ہی نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ بھی کافی ہے اور یہ بھی ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائے گا ماہر اس نہ ہوں۔

حَال: اور ہر وقت دنیاوی خیالات میں رہتا ہے۔

تحقیق: اسی ذکر کی عادت کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی قلب سے ایک دن چل جائے گا۔

حَال: ایک مرض کی دن سے ہو گیا ہے وہ یہ کہ ادھر ادھر کے دنیوی خیالات ذکر شریف اور نماز میں زیادہ آنے لگے ہیں۔ حضور کی تعلیم و حکم کے موافق دھر توجہ تو نہیں کرتا مگر پھر بھی بہت گراں گزرتے ہیں اطلاع عرض کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ ضیاء القلوب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو طریقہ ضرب غلی و اثبات تحریر فرمایا ہے وہ چورس کی طرح نہیں ہونا بلکہ لنگی لنگی ضرب قبہ پر ہو سکتی ہے اور اسی طرح کرتا ہوں اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: جس کو آپ نے مرض نکاحا ہے مرض نہیں ہے یہ ان تبدیلیوں میں سے ہے جو مریض کو مرض سے صحت کی طرف جاتے ہوئے پیش آتی ہیں خود سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بغیر اختیار یہ بھی ایک بے اختیار کی مجاہدہ ہے جو کہ نافع ہے۔ شرب کا خاص طریقہ نہ قصود ہے نہ مقصود اسی پر متوقف ہے جس طرح بے تکلف ہو جائے اور جس طرح آپ کر رہے ہیں کافی ہے۔

حَال: حکیم محمد طیف صاحب و محمد باشر صاحب کی تشخیص کے موافق ذیہ ماہ سے ایک خیر خواہ ماہر مدعی حکیم سنجو بیڑ سے نہایت باقاعدہ و ملحق کر رہا ہوں۔ ابھی روز منور پنج مسیبل مع ماہ انجمن وغیرہ استعمال کئے اب مقوی مرطب مفرح استعمال کر رہا ہوں۔ سب کام بقتلہ چاہت کے مطابق اور باہر بھی تو بیمار یاں ختم ہو رہی ہیں اور قوی جسمانی میں صحت ہے لیکن پورا اطمینان جب ہوگا وہ کہ کسی عقل و غیرہ کی وجہ سے نہ لالے۔ حکیم کی رائے ہے کہ عقل کے وقت بھی تعویذ قلب و دماغ کا خیال رہے۔ باقی اس غم کا کوئی علاج نہیں سب خیانات غم بیدار دالے ہیں ہزاروں مصیبتیں اعلوم ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ جہاں میں نہیں چین و قرار نظر نہیں آتا نہ میرے لئے دین میں کوئی چیز ہے کہ جس کے عقل شوق میں ایام بسر کروں۔ ہر ایک غم آخر فتنہ ہو جاتا ہے لیکن غموں یا یہ غم ہے کہ کہیں غم نہیں ہوتا۔ اس غم کو دیکھتا ہوں کہ ادا و عزیز کی جدائی جیسے صدمات اللہ کر بھی اپنے

کار بار میں مشغول ہیں آپس سے مراسم و تعلقات بحال اپنی جگہ ہیں۔ ایک میں ہوں کہ جانوروں کی طرح حقوق سے نفرت لان کی پروا نہ ہے۔ اہمک سے دشت و کفر خیالات بیکار اور مغلط کرنے والے بخدا زندہ کی شکل میں مردہ ہوں۔ اپنے لئے اہتمام و سعی سے نفرت روز بروز رقی قحانہ بھون میں لئے نئے خیالات پیدا ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور دل میں نہ رہا ہے مثلاً خیاں نہ کوئی ولی ہے نہ ہی جب کسی چیز کا ہونا ان کے قطعہ میں نہیں تو بغیر خدا کے کوئی چیز نہیں مثلاً کسی کس ضروری چیز کا اہتمام کرو گے نہ جب کوئی چیز باغِ نظر آئی ایک مرتبہ تقریرِ قلب میں آئی کہ کسی پر اعتراض نہیں۔ اسی طرح جب ارادہ کرتا تھا کہ آپ سے کچھ عرض کروں تو دل میں دنگی مٹی تھی کہ تمہارا نہ خدا پر حق ہے نہ رسول پر نہ حقوق پر کسی پر نہیں تم کون ہوتے ہو اور ہو کیا چیز جواب ملتا تھا میں کہہ نہیں پھر یہ کہتا تھا کہ تم مجھے مردے جواب مرتے ہو تو مر جاؤ۔ حیران ہوں ابہت آج کل کچھ ہی ہے لیکن کوئی یہ تو بتائے کہ نجات کب ہوگی کچھ تو تسلی ہوئی کہ زبانِ قلم سے بیان نہیں ہو سکتی اور کیا عرض کروں کہیں تک نہ دیا کیا بخدا نہیں جھٹ نہیں یہ بیکاری کیوں ہے سحر اور شاد ہوں۔

حقیقت: جب حق تعالیٰ پر نظر ہے اور ہونا بھی چاہتے پھر اسی کا ارادہ کیوں ہے کہ یہ علم فقر ہو اور تسلی ہو اگر ان کو بھی حالت منظور ہوتی پر صبر کیجئے ایسے شخص کے لئے اشغال میں مشغول ہونا مناسب نہیں اگر ہو سکے قرآن مجید کی تلاوت جنسی آسانی اور اور نفس کی کثرت میں وقت صرف نہ چاہئے اور جو حالت ہوں پر صبر و شکر کیجئے اور اپنے اندر سے کوئی کیجئے۔

بیوقوف: کبھی ذہنی حالت یا ذکر کے ختم کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جس طرح بھبر کر اور کھینچ کر اور جس لب و لہجہ کے ساتھ گلمات کواد کرنا چاہئے دو کچھ قہرہ کے ساتھ نہیں ہوا۔ (مگر چہ ذکر میں نماز کے شروع سے ذکر کے ختم تک زیادہ سے درگشت تک وقت صرف ہوتا ہے) اور معلوم ہوتا ہے کہ محنت اور کام دونوں ضائع ہوئے اور رنج ہوتا ہے۔

بیوقوف: یہ تو اسدی مقصود نہیں صرف حریفہ کو مقصود سمجھنا غورِ غلطی ہے۔
حالت: ان باتوں پر جو رنج ہوتا ہے اس پر بھی رنج ہوتا ہے کہ کام کرنے کا جتنا صدمہ ہونا چاہئے تھا صدمہ نہیں ہوا اور ان تمام باتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

حقیقت: جب تمہارے رنج سے قلب میں مایوسی پیدا ہو جاتی ہے تو تمہارے پر زید و رنج ہوتا جیسا آپ چاہتے ہیں تو مایوسی اور زیادتی ہوتی کیونکہ اس زید و رنج کے ساتھ مگر اس (بات) کی خوشی ہوتی کہ خیر ہم کو زید و رنج تو ہوتا تو اس وقت یہ وہم بھی ہوتا کہ اگر زید و رنج ہے تو اس رنج کے ہوتے ہوئے خوشی کیوں ہوگی تو پھر یہی سمجھنا

ہاں ہوتی خدا کا شکر کیجئے رنج بھی دیا اور برداشت کے قابل بھی دیا۔

حکایت: میرا مقصد اس سے یہ نہیں ہے کہ دوسری نمازیں اچھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ دوسری نمازوں میں وسوسوں بالکل نہیں آتے۔ جب کبھی وسوسے زیادہ آتے ہیں تو صرف ایک منٹ یا اس سے بھی کم اور فوراً ان کو دور بھی کر رہتا ہوں مگر عرض یہ ہے کہ حضور اس کی حلائی فرمادیں۔ تاکہ یہ بھی پیدا نہ ہوں۔ میں اس کی طرف بالکل خیال نہیں کرتا مزید علاج اس کا حضور دیتے ہیں۔

تحقیق: بس خود خیال نہ لانا بھی اس کا طریقہ ہے اللہ واللہ تعالیٰ اسی سے پوری کامیابی ہوگی۔

حکایت: اس وقت کوئی ذمہ بات گزارش کے قابل نہیں ہے۔ کترین کو جو بچے ہونے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ وہ روزانہ بلا ناغہ غفلت تعالیٰ پڑھتا ہوں مگر ابھی تک یکسوئی (حاصل) نہیں ہوئی جس کی وجہ سے کبھی پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بد قسمتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا برداشت سے باہر جو اٹھانے کا دوا کرنا جو بالکل منع ہے عمل کرتے رہنے (یہ) اختیاری ہے اور اصل مقصود (کے حاصل ہونے) میں اسی کو دخل نہیں ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو اس میں دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہو کر کام میں لگے رہتے لیکن حالات سے دور رہتے رہتے میں دوا کرتا ہوں۔

حکایت: اختر زبانی اقرار تصدیق سے تمام اسلامی عقائد کا پختہ طور سے مستعد ہے۔ اس کے باوجود کبھی دل میں صحت یا صحت کے بعد کے احسان کے بارے میں ایسے خطرات گزرتے ہیں کہ دل میں کچھ شک سے ہوتا ہے۔ غامضانہ یہ کیا بلا ہے جس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو سراسر کفر ہے ایمان ہو کہ نہیں اسی شک ہی میں ناکر ہو جائے اور پھر ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں اور فرشتے کہتے لگیں "علی شک کنت و علیہ مست و علیہ تبعث معاذ اللہ منہا" (کہ تم شک میں رہے اسی پر رہے اور اس پر اٹھائے چڑھ گئے) اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔ ایسے خطرات کے دور کی کوئی تدبیر ہوتی بہتر ہے۔

تحقیق: اگر اس پر غامض بھی ہو گیا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے لگہ رہنا چاہئے۔ یہ شک نہیں شک اور کچے خور سے مستعد ہونا ایک ساتھ کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ دواؤں ہیں جو حدیث کی وجہ سے صریح ایمان کی علامت ہے ایسی حالت میں مرنا نفس پر مشقت ہونے کی وجہ سے شہادت ہے۔

حکایت: میں دعا مانگتا ہوں تو پہلے اعوذ باللہ اور ہم اللہ پڑھ کر دعا کی ابتدا اور اپنا میں اکثر درود شریف پڑھ لیتا تھا۔ اس خیال سے کہ دعا مقبول ہو لیکن دل میں یہ ہمت کھٹک رہی ہے کہ یہ درود شریف تو صرف اپنی دعا کے

مقبول ہونے کی غرض سے پڑھتا ہوں اور خالص نیت کہہاں ہے کیا یہ واقعی غرض درود شریف ہے یا کیا ہے؟ مگر اگر غرضی ہے تو پھر اس میں ثواب بھی ہوگا یا نہیں اور سرور کائنات ﷺ تک پہنچا یا جاتا ہوگا یا نہیں ثواب ملنے کی صورت میں اور پہنچائے جانے کے ثواب میں آیا کچھ کی قوت نہ ہوگی۔ اسی طرح کبھی اسی خیال سے دل میں یہ خیال جھاتا ہوں کہ غزوہ میری دعا قبول ہو یا نہ ہو اللہ میاں اپنے فضل سے درود شریف ہی وہاں تک پہنچا دیں تو میری خوش قسمتی ہے یہ نہیں جانتا کیا ہے؟

حقیقت: دینی غرض خود بری غرض میں داخل نہیں اور دعا دین اور طاعت ہے اس لئے اس کے مقبول ہونے کے لئے درود شریف پڑھنا دینی غرض کے لئے عمل ہوا جو عین مطلوب ہے ذرا بھی اس میں تاہم نہ ہوگی نہیں اور غلوں کے خلاف نہیں اب سب شبہات ختم ہو گئے۔

سوال: حضور اب تو دنیاوی باتوں کی بہتری کے لئے دعا کرنے سے جی ڈرتا ہے کہ معلوم نہیں خدا تعالیٰ نے کیا بات رکھی ہے۔ میں اس کی حکمت کے خلاف دعا مانگ کر اپنے کو خرابی میں ڈالتا ہوں اس وجہ سے کسی خاص دنیاوی کام کے لئے دعا کرنے کو بھی نہیں چاہتا بلکہ سب سے اچھی دعا یہ معلوم ہوتی ہے کہ ”رہنا انسانی الدنیا حسنة وھی الاخرة حسنة وقتنا عذاب النار“۔

جواب: یہ بھی، کئے اور خاص دعائیں بھی مانگئے اور دوشنبہ نہ کئے جہاں ایسا ہوگا خود حق تعالیٰ اس کو پورا نہیں فرمائیں گے اور اس سے جائز نہ ہونے کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ تو اپنے نزدیک خیر کچھ کر مانگ رہا ہے اور اس کے شر ہونے پر کوئی فطری طور پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے شرعی اجازت ہے اور شرعی اجازت کے بعد جب شبہ کی کوئی نہیں۔

سوال: ایک مرتبہ ایک شخص جس سے پہلے ناراضگی تھی میری (ذیونی) یعنی نوکری میں ایک گاڑی سے بغیر نکلتا۔ عاثر خارج چونکہ اب دینی و دنیاوی فرائض کے انجام دہی میں جہاں تک ہو سکے احتیاط رکھتا ہے اس لئے اس سے بھی سرکاری کرایہ وصول کرنے کے لئے کہا گیا لیکن شخص اندر سے خوش ہوتا تھا کہ آج تو یہ خوب پھنسا۔ بھردل میں خیال آیا یہ کام خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تو نہ ہوا یہ تو اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے ہوا اب دوسرے پیدا ہوا کہ اگر اس کو چھوڑتا ہوں تو صاف جان بوجھ کر فرائض صحتی کے انجام دہی میں خیانت معلوم دیتی ہے اور اگر کر لے سرکاری مزد دے قانون لیا جاتا ہے تو اس میں اپنی ذاتی دشمنی کی ملاوٹ ہے۔ خالص دیانت داری نہیں آخر کار چونکہ اس بات تک عقل نہ پہنچ سکے اس سے کرایہ وصول کر کے داخل سرکار کر دیا گیا لیکن دوسرے باقی رہا۔

خدمت والا میں عرض ہے کہ ایسی صورت میں کون سی صورت شریعت کے موافق تھی چھوڑ دینا یا نہ چھوڑنا۔

جَعَلَنِي: بندہ چھوڑنا باقی رہی تو اس کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے اور دوسرے نقصان دہ نہیں ہے۔

حَالُ: جماعت میں عرصہ دو ہفتہ سے اچھی طرح دل نہیں لگا سواؤں پیدا ہوتے ہیں بندہ وساوس کے اند آئے کی بہت کوشش کرتا ہے لیکن نہیں جاتے بندہ امیدوار ہے کہ اس کا رُکاوہ دیکھنے کے بعد دعا سے مشرف فرمائیں گے۔

تَحْقِيقُ: دل نہ لگنے سے کیا کچھ نقصان ہے یا کچھ گناہ ہے؟

حَالُ: ایک دن ذکر کے وقت ایسا غراب دوسرے پیدا ہوا کہ جی چاہا کہ اس وقت قتل کر دیا جاتا یا جلا دیا م تاثر اچھا ہوتا مگر یہ دوسرا اچھ نہیں۔ اس کی پریشانی سے معلوم ہوا کہ مناسبات میں پسینہ لگنے پرے کا مگر اسی وقت صحابہ کے وساوس اور رسول اللہ ﷺ کا جواب: یاد آگیا تو قلب کو طمینان ہو گیا۔ اس وقت حدیث کی حقیقت بھی سمجھ میں آگئی۔ الحمد للہ

تَحْقِيقُ: "الحمد لله الذي رد كيده الى الوسوسة" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کے دھوکہ کو اس کے دوسرے تک ہی رکھا۔

حَالُ: جس دن سے حضور پر نور نے بندے کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی ہے (اپنے مجاز ہونے کی تحریر سے مجھے شرم آتی ہے) خود غور و کمال ہونے کا خیال آتا ہے جلد ہی اس کو اپنی ناواقفیت کے خیال سے اس کو دور کرتا ہوں پہلے یہ خیال بہت آنا تھا اب کم ہے کیا تدبیر کی جائے۔

تَحْقِيقُ: یہ اعتقاد نقصان دہ نہیں ہے دوسرے جو نقصان دہ نہیں ہے اس وقت اپنے عیوب کا استحضار کرے اس کی جگہ یہ خیال کرے کہ اجازت کمال کی دلیل نہیں ہے بلکہ مناسبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ کتناہیں پڑھ لینے کے بعد جو ستار فضیلت باندھتے ہیں حالانکہ کمال عالم نہیں ہوتے ہیں اس رسم کا مدار صرف مناسبت ہے حالانکہ کمال میںوں دور ہوتا ہے۔

حَالُ: اکثر یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کی قدم ہوی کروں یا پاؤں پکڑ لوں مٹے سے لپٹ لوں اور کچھ دل کی حالت بیان کروں اور بار بار قلب میں یہ دوسرا آتا ہے کسی سے کچھ کہوں مگر کیا کہا جائے مجھ میں نہیں آتا۔

تَحْقِيقُ: ایسے وقت میں بزرگوں کے کلام پڑھنے سے سیری ہوتی ہے۔

حَالُ: شکر اللہ سواہ برسی کی عمر سے لے کر تیس برس کی عمر تک ایسے ایسے وساوس بہت زیادہ آتے تھے کہ جب کبھی خیال ہوتا تھا تو یہ خیال مگر دیتا تھا کہ اسے اللہ نہیں معلوم یہ وساوس اور برے خیالات احقر کو کس حد تک پہنچائیں گے اور اس سے کبھی کبھی طبیعت بڑی پریشان ہوتی تھی۔ جب آنتیں کی عمر شروع ہوئی اور حضور مدظلہم

کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گزشتہ سال میں آدھے دو گئے اور باقی خدا کا لکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور مدظلہ کے فیض و برکت اور محبت موثرہ کے اثر سے اس وقت تو گویا وہ برے خیالات اور وساوس بالکل معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ منفی وغیرہ کا جو کچھ ایک ٹھنڈ تھا کہ ہم ہی نے کچھ حصہ لیا ہے اس وقت وہ خیالات ایسے ختم ہو رہے ہیں کہ منطلق سے طبیعت نفرت کرنے لگی۔

یہ صرف حضرت ... کی محبت سے تھی بلکہ اور بڑی شکایت یہ تھی کہ جب کبھی کوئی خیال فاسد یا شادی وغیرہ کا دوسرا تھا تو فوراً ذہنی کا قطرہ نکل جاتا تھا اور خاص کر سردی کے موسم میں بڑی تکلیف پہنچتی تھی کہ ہر وقت احتیاج و غصہ کے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور مدظلہ کی محبت کی برکت سے وہ خیالات فاسدہ تو اگرچہ ختم ہو ہی گئے اور قطرہ وغیرہ بھی رک گیا۔ اب تو صرف ایک مہینہ میں یہ شکر کی باری حضور کی محبت و فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ باقی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی توجہ و فیض و دعا کی برکت سے اور بھی شکر کا موقع ملے گا اور غصہ اور غضب بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے بہت کم ہو گیا بلکہ اس وقت نہ ہونے لگا ہے اور طبیعت میں برداشت بھی کچھ آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ خواب وغیرہ تو کوئی حجت نہیں دوسکتے وہ خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ طبع بالکل نہیں رہا۔

تحقیقی: حالات مبارک ہیں۔ مگر ابھی ان کے پختہ ہونے کی ضرورت ہے اس لئے بہ قہر نہ ہو جائیں اوقات اور نفس کی نگرانی رکھیں۔

حکایت: اس ناکارہ کو پہلے فقیروں کے پاس پہنچنے کی عادت تھی اور خیال نہ کرنا تھا کہ شریعت کے موافق بھی ہے یہ نہیں۔ اس سے بے حد نقصان پہنچا ہے۔ ایک شخص کے کہنے سے ایک ... کی بیوی ہوئی کتاب سے اودھ لے کر اس کے دیکھتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ خدا کا بھی منکر ہو گیا اور بعض دین کی کتابوں کی طرف سے بھی جی میں شک ہو گیا۔ غرض تھک نہایت خراب ہو گیا تو میں نے پہنچا بھی آپ سے عرض کیا تھا تو آپ نے بغیر اجازت کتاب دیکھنے کو بہت زیادہ منع فرمایا تھا اور انہی محبت سے جو خلاف شریعت ہوئے فرمایا تھا۔ الحمد للہ اب میں اس قسم کے باتوں میں بہت احتیاط رکھتا ہوں۔ حضرت جی! میں آپ کی دعا کی برکت سے بخدا کہتا ہوں کہ میری بڑی خوش قسمتی ہے جو آپ جیسے حکیموں کے ہاتھ میں ہاتھ گیا حق تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ کو میرا دستور نامی مقصود ہو جو یہاں پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مجھے اب جو بہت میرے نزدیک خراب معلوم ہوتی ہے عرض کر رہا ہوں کہ ماہر طبیب کے سامنے اپنی تکلیف ہلاک کرنے والے مرض کو چھپاتا ہے کہ خود ہلاک کرنا ہے اور وہ وہیں جو ہے وہ وہ اس میں لکھی ہوئی ہیں ان کی معافی چاہتا ہوں۔

① پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی چیز کے بار میں مصیبت نہ پائیں کچھ اثر ہی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ آج عید گاہ میں نماز پڑھنے گئے سب لوگ روتے تھے اور مجھے خدا آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ بھی نہیں آیا اور شاہ آفرید بھی آجاتے تو شیطان نہ کرتا ہے کہ ایسے مجھ سے گناہ تو بزرگوں سے بھی ہو جاتے ہیں۔ جب گھر میں (اہلیہ کا) انقباض ہوا تو سب اہل و عیال روتے تھے اور میں نہ خوش ہوں نہ ر دوں، مگر اس خیال سے کہ یہ لوگ یوں سمجھیں گے کہ بڑا عالم ہے کسی کا بھی خیال نہیں کرتا اور محبت نہیں اس وجہ سے ذرا مت ہلا لیا تھا۔ غرض وہ محضوں کے سوا مجھے کسی سے محبت نہیں ہے دل ایسا سخت ہے۔ وہ یہ شخص ہیں اول درجہ میں آپ کی محبت دوم درجہ مولانا۔۔۔ کی چونکہ یہ پرچہ آپ ہی کے پاس لکھا ہے اس وجہ سے محبت کا درجہ بیان کرنا ایک طرح کا دھڑلاوا معلوم ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے حصہ کی محبت خدا تعالیٰ نے دینی جگہ تقسیم کر دی ہے۔

② دوسری غرض یہ ہے کہ میرے دل میں خدا کے مگر ہونے کی جز بانی معلوم ہوتی ہے آپ مجھے اس کے دور ہونے کی کچھ زبانی باتیں سمجھا دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرے خوب ذہن نشین ہو جائے گی اور کوئی رسالہ حضور کی تعریف میں اس دوسرے کے دور کے واسطے ہو فرما دیجئے جس سے محدود و لاشریک نہ ہونے کا نقشہ ذہن نشین ہو جائے اور ان کا خوف جاری ہو جائے۔ میری غلطی معاف ہو غرض قلب کے اندر خدا اور رسول کی محبت ہونی چاہئے مگر میرے قلب کے اندر معلوم نہیں ہوتی۔ بزرگانِ دین کی محبت معصوم ہوتی ہے بلکہ زیادہ اثر چٹھہ ہر شخص ہے میرے اوپر اور جب خدا سے ہی الفتہ نہ ہو تو اس سے زیادہ بری بات کیا ہوتی۔ غرض میرا باطن بہت غراب ہے میں یہ نہیں چاہتا ہوں یا غن میں انوار ہوں اور کشف و کرامات ہوں بلکہ مقصود اعتقاد صحیح ہونا ہے اور ذہنی تعالیٰ کی رضا مندی ہے نہ یہ بات کہ عبادات کے اندر مزا آئے اور اگر کچھ ان (انوارِ باطن، کشف و کرامات عبارت میں مزہ آنا) میں سے کوئی بات حاصل ہو بھی جائے ان کی عنایت ہے۔

تجربہ قی: کس وہم میں جھکا ہو گئے اگر اللہ کی محبت نہ ہوتی تو اس کی فکر ہی نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہونا چاہئے یہ خود محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ رہا یہ کہ جب محبت ہے تو پھر ہوتی ہوئی معلوم کیوں نہیں ہوتی۔ میرے عزیز ا محبت کے رنگ مختلف ہیں تم خاص رنگ کو محبت سمجھو ہوئے ہو مانا کہ (محبت) دوسرے رنگ سے ہے دوسرے اللہ والوں کی محبت کیوں ہوتی اگر اللہ کی (محبت) نہ ہوتی۔ پہلا اثر جو لکھا ہے سو یہ تمہاری غلطی ہے یہ تو تم اس کی یاد کو اثر سمجھتے ہو تو یہ اثر نہیں اور اس خاص رنگ کے نہ ہونے کو اثر سمجھتے ہو تو اس کی تحقیق اوپر لکھ دی ہے۔ رہا رونا خدا تو اس کی جہ طبعیتوں کا شکوفہ ہے بغض پر حقیقت کا رنگ طبعیت پر غالب ہوتا ہے اس وقت ایسے آثار کم ہوتے ہیں اور یہ کچھ نقص (خرابی) نہیں مطلوب دل کا رونا ہے نہ کہ آنکھ کا رونا ورنہ یہ ارشاد نہ ہوتا فرمانِ نہم

نیکو دنیا کو (کہ اگر رائے کو تو رونے کی صورت بنالو) بلکہ کم رونے پر کوئی ملامت یا برائی جان دینی۔ میں تو کامل اللہ (اللہ تعالیٰ کے معبود۔ پر) قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دل میں اللہ اور رسول کی محبت ہے وہم نہ کرو کہ میں جگے رہوں۔

فحالی: میں ایک ایسا شخص ہوں جو خدائے جان جہاں کی طلب کے راستے میں جادہ منزل سے بے خبر اور غیر بے پھر (ناپید) ہونے کی وجہ سے ہلک رہا ہوں اور فطروں سے بھرے صحرا کے غمروں (محبت پرست) نے میری بے پھری اور راستے کے نہ جاننے کی وجہ سے اور بھی بھٹکا رکھا ہے۔ لہذا ایک دوست سے آپ کا نام سن کر عاجزی کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ براہ خدا اور رسول میری خدمت قبول فرمائیں۔ بہتر ہوگا کہ یہ خاکسار اپنی حالت مختصر یعنی معاشرت و طبیعت کی مصیبت کا ذکر کر کے پھر اصل مقصد کی جانب حضرت کی توجہ کرائے۔

خاکسار قصبہ... کے ایک عالی اور امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے اسی طور پر اہقر کی پرورش ہوئی ہے۔ میری ذلی حالت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہے اور اپنی والدہ کی خدمت اور آئیہ چھوٹے بھائی کی تعلیم و کفالت اور دوسرے رشتہ داروں کی خدمت غزائی کے فرض کو ادا کرنے کی فکر نے مجھے روزگار کے تلاش پر مجبور کیا ہے۔ میں یہاں ازست کی تلاش میں آیا ہوں میرے اہل و عیال نہیں ہیں خاکسار کی طبیعت بیواؤں کی طور پر تحقیق و تفتیش کی طرف مائل ہے۔ چنانچہ بچپن ہی سے یہ کیفیت ہے کہ جب تک کسی بات کی ذاتی طور پر تحقیق نہ ہو جائے اور وہ عقل کی کسوٹی پر پوری نہ اترے کیسوٹی ٹپکس جاتی ہے۔ اس کے ساتھ آخرت کی طرف بھی بچپن ہی سے طبیعت متوجہ تھی اور یہ خیال آتا تھا کہ زندگی چند روزہ ہے، عتبت کی فکر کرنا چاہئے۔ ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً سولہ سال کی عمر میں میں نے مذہبی تحقیقات شروع کی۔ تقریباً ۲۵ برس کی عمر کو پہنچے تک اسلام کو سچے اور منجانب اللہ مہربان پا کر اور اس کے اختیار کرنے کی ضرورت معلوم کر کے کچھ عرصہ میں اسلام کا سچے دل سے بے حد ہو گیا۔ میں نے ابتداء سے کیونکہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائی ہے اور اپنی طبیعت کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ تر فلسفی اور سائنسدان حضرات کی محبت میں بیٹھتا رہا ہوں اس لئے اسلام قبول کرنے کے بعد خود اسلامی بعض مسائل میں جو ظاہر سائنس کے خلاف ہیں بے چینی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ سب مسائل حل ہو گئے۔

اس کے بعد میرے دل کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جو ایک سچے مسلم کی ہونا چاہئے۔ کچھ کتبہ دل سے یقین آ گیا اور گویا میں نے دل کی آنکھ سے عہدیت کے وہ باتیں دیکھ لیں جس کی وجہ سے انسان کا مقصود و محبوب مطلوب سب خدای ہونا چاہئے، اس کا ہر کام یہاں تک کہ انصاف نہ جیتا مہربان سب اللہ ہی کے لئے ہو، چاہئے اور اس کے علاوہ کسی چیز کی خواہش دل میں باقی نہ رہے حتیٰ کہ دین کو بھی میں ایک اظہار خیال کرنے لگا اور دنیا کی

تو کوئی حقیقت ہی نظر میں نہ رہی۔

انہوں نے کہ چند دنوں کے بعد شیطان نے طرح طرح کے دوسے دل میں ڈال دیے اور شروع سے ایک ایک دوسے کے چلچالے اور صاف کرنے میں چار چار دن لڑائے۔ اس طریقہ پر شیطان نے اللہ کی جانب سے میری توجہ کم کر دی اور آخر یہ ہوا کہ وہ کیفیت جو دل میں پیدا ہوئی تھی چلتی رہی۔ اب صرف اپنے بندہ ہونے اور خدا کے خدا ہونے کا صرف خیال ہی خیال رہ گیا۔ جس کا دل پر کوئی اثر نہ تھا اسی طرح (میں قبول کرنے کے بعد) سر چار پانچ برس کے عرصہ میں تین چار حصے بوجھے گئے۔ فی الحال پھر دل میں اسلام کی شمع روشن ہو گئی ہے۔

تقریباً ایک دو کا عرصہ ہو کہ میں انہوں (دہائی زکام افلو) کے مرض میں خطرناک صورت سے جکڑ ہو گیا تھا۔ اس حالت میں خدا سے دعا کی کہ چند دنوں کے لئے مجھے اور زندگی بھر کے عیوبیت کا حق ادا کروں۔ خدا کی رحمت سے صحت ہو گئی۔ اس وقت سے دل اپنے کی طرف سے بالکل پھر گیا ہے اور خدا کے بے شمار احسانات اور اس کی رحمتوں کا احساس اور ان کی شکرگزاری کا ظلم دل میں ہوتا ہے اور وہ تھا کہ اور اسی طرح زندگی کے تھکے اس مرتبہ دل پر کھلے جس کی وجہ سے خدا ہی انسان کا مقصد ہونا چاہئے لیکن ابتدا ہی سے ایک کیفیت یہ پیدا ہے کہ کسی وقت دل پر خود بخود ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ خدا کی طرف جو شکرگزاری کا ذوق پیدا اور اس کی خواہش و طلب کی کیفیت پیدا ہے اور فوراً چھٹی جاتی ہے اور مارتے حقیقتیں جو اس میں کھل ہوئی تھیں ان سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس وقت کچھ مجھ میں یہ بھی نہیں آتا کہ کیوں ہم کو اس کی غلبہ ہو۔

اس کے علاوہ ایک حالت یہ ہے کہ جس وقت دنیا کی بے ثبات اور اس کا خالص ہونا دل میں زیادہ گہرائی سے محسوس ہوتا ہے اور خدا کی جانب کسوی ہو جاتی ہے تو ایک عجیب وحشت و وحشت دل پر طاری ہو جاتی ہے جو غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کی عظمت و جمال کے خیال سے نہیں ہوتی بلکہ کسی اور نامعلوم وجہ سے اس دل پر پڑنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یہ تو وہ کیفیتیں ہیں جو اس مرتبہ کے حصے میں ابتدا ہی سے پیدا ہیں لیکن اب تھوڑے دنوں سے پہلے کے معمول کی طرح پھر وہ سب اور خطرات کی کثرت شروع ہو گئی ہے۔ بد قسمتی سے میری طبیعت پیدا ہونے کی طرح پر تعلیق طلب واقع ہوئی ہے۔ لہذا پہلے تو بے چینی کسی دوسرے کے آنے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو نہ میں کسی طرح داکہ سلکا ہوں نہ داکہ رکھتا ہوں یعنی ان دنوں باقی میرے اختیار سے باہر ہیں کہ کوئی دوسرا پیدائے ہو یا اس سے پیدا ہونے کی حالت میں بے چینی نہ ہو جب اس دوسرے کی صفاتی مشغول جمادات سے ہو جاتی ہے تو بے چینی دور

ہو جاتی ہے۔ اس بے چینی کی حالت میں خداوند تعالیٰ کی شکر گزاری طلب و محبت کے جو احساسات و کیفیات قلب میں ہوتے ہیں وہ بالکل بے ہند لے پڑ جاتے ہیں کبھی بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ دل تقریباً خالی اور بالکل بے کیف ہو جاتا ہے اور صیحت خراب ہونے لگتی ہے۔ اس حالت کو جب تک دوسرے صاف مذہب و دین کے کسی طرح دور نہیں کر سکتا۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا فریضہ و سادہ کا ایک سلسلہ بندھا ہوا ہے اور جن دوسروں کو پہلے میں صاف کر لینا ہوا ان کے جوابات بھول جاتے ہیں اور بعد میں وہ (دوسرے) نئے سرے سے دل میں جگہ بنا لیتے ہیں۔

آج کل دین میں یہ دوسرے پایا ہے کہ انسان خدا کا کوئی جزو نہیں ہے اس لئے وہ اپنی ریاضت (محنت و مشقت) سے خدا کو نہیں سکا یعنی خدا میں مل نہیں سکتا پھر نجات کے کیا معنی ہیں۔ دنیا کی چیزیں اپنی بے ثباتی اور فانی ہونے کی وجہ سے توجہ کرنے یعنی دل لگانے کے قابل نہیں آخرت کی نعمتوں کو اگرچہ بچا ہے لیکن ان سے عیش و رغبتی کے حاصل ہونے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں لہذا وہ بھی ل حاصل اور صرف ایک اہل ہیں۔ پس انسان کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں بلکہ نہ پیدا ہوتا تو ان مختصروں سے آزاد رہتا۔ ہذا خدا کی خلقیت کا کوئی احسان نہیں ہے اور عبادت سراسر تکلیف ہے۔ یہ دوسرے بہت غور و غوض سے صاف ہو گیا ہے مگر ابھی کچھ جھجک باقی ہے غرضیکہ شیطان نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی مستقل و کامل محبت پیدا ہو جائے تو ان خطرات سے نجات مل جائے گی اور نہ لبا ابھی تک میرا یقین بھی کامل نہیں ہے بلکہ ناقص حالت میں ہے اس وجہ سے دوسروں سے ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا دل کی آنکھ میں کچھ روشنی بھی آ جانا چاہئے تاکہ کم از کم عینِ یقین کی کیفیت حاصل ہو جائے۔ حضرت والا! میرے لئے فی سبیل اللہ دعا بھی فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ مجھے راہِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے کہ منزلِ مقصود تک پہنچو دے اور اپنی بندہ نوازی سے میرے دل کو کامل طور پر اپنی جانب رجوع کرے۔ اس کے علاوہ ہر وہ جہاں میں کوئی مطلوب و مقصود میرا نہ رہے۔

برصورت میں فی الحال حضرت والا سے میری درخواست ہے وہ یہ ہے کہ کوئی طریقہ ایسا بتایا جائے کہ جس سے خدا کی کامل محبت پیدا ہو اور اس کے رسول کی جیسی الفت ہوئی جائے حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ دل کی آنکھ کو بصیرت و روشنی حاصل ہو اور دل جس حقیقت کے رنگ کا ایک مرتبہ (بذریعہ بصیرت قلب) لذت کا عادی ہو جائے و درجہ نظر میں قائم رہے۔ حضرت کا یہ کرم و احسان میرے شکر یہ سے بالاتر ہو گا خداوند تعالیٰ ہی اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

آخر میں اپنی حالت کے بارے میں ایک ہت ہٹانے کے قابل یہ ہے کہ میں شروع عمر سے ہی دوسری بیماری معدہ کی کمزوری اور اختلاج قلب کا بیمار ہوں۔ اور میرے اعصاب ریمہ (دل، دماغ، جگر وغیرہ) خصوصاً قلب حد سے زیادہ ضعیف ہو گیا ہے مولانا صاحب ... نے سورہ و لم نشرح کا اور بعد نماز عشاء نماز صبح اول و آخر درود شریف کے ساتھ کچھیں بار عرض کئے اور دوسری کی کشادگی کے لئے بتایا تھا۔ چنانچہ آج کل میں اس کو پڑھتا ہوں لیکن اب زیادہ ترتیت یہ ہے کہ اس برکت سے نور بصیرت حاصل ہو مجھے سلسلہ قور یہ شمولانا ... سے بیعت بھی ہے۔

دوبارہ عرض یہ ہے کہ مشفق مولوی عبدالحی صاحب کی ہدایت و مشورہ کے مطابق میں نے قہر کی نماز شروع کر دی ہے۔ دو دن سے تقریباً ساڑھے تین بجے رات کو اٹھ کر چار رکعتیں نفل پڑھ لیتا ہوں اور اس کے بعد پھر سو رہتا ہوں اور پانچ بجے تک دوبارہ جاگ کر نماز فجر ادا کر لیتا ہوں۔ کم از کم ایک ہزار مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہوں۔ ہر وظیفہ میں یعنی وظیفہ درود شریف یا وظیفہ سورہ و لم نشرح میں (جس کا تذکرہ خاکسار نے پہلی کی سفر میں کیا ہے) خدا کو حاضر و نظر جان کر اپنے سامنے موجود تصور کرتا ہوں اور ہر رجوع و رہتا ہوں یا قلب میں بیٹھا ہوا سمجھ کر آنکھیں بند کر کے اس جانب رجوع رکھتا ہوں اور جیسے کہ کسی سے زبانی عرض عرض کیا جائے اس طور دھینے جاری رکھتا ہوں اس صورت میں کبھی کیسوی ہو جاتی ہے۔ آئندہ اگر حکم ہو تو یہ طریقہ جاری رکھا جائے یا جیسا ارشاد میرے حال کے مناسب ہو اس پر عمل کیا جائے۔

ایک خاص بات گزارش کے قابل یہ ہے کہ میں یہاں اپنے ایک عزیز کے مکان میں بطور مہمان مقیم ہوں۔ جس کمرہ میں رہتا ہوں اس سے متصل اور دوسرا کمرہ میں دوسرے اشخاص بھی رہتے ہیں۔ وہ کمرہ بھی چھوٹا ہے لہذا ان اشخاص کے مزاج کے اختلاف اور تکلیف کے خیال سے امیدوار ہوں کہ جب تک خدا اپنے فضل سے میرے لئے ہذا ذوقی ٹھکانا نہ پیدا کر دے جو چیز حضرت والا میرے لئے جو فرمائیں وہ آجستہ آجستہ زبان سے دل میں پڑھنے کی ہو یا بطور مراقبہ کے مشغول رہنے کی ہو تو بہتر ہے۔ آئندہ جو کچھ رائے والا ہو۔ میں نے عربی نہیں پڑھی ہے اور میں عربی مہارت کے معنی نہیں سمجھ سکتا اخلاعا عرض ہے کہ ہمیشہ مریض رہنے کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہے اور اتنی ہی لاغر بھی ہے اور قلب و دماغ بہت ہی ضعیف ہو گئے ہیں۔ اس لئے زیادہ محنت مجھ سے ناممکن ہے۔ یہ بھی ایک بری قسمت تم نصیبی ہے۔ حضرت والا! خدا کے لئے میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ فقط

تحقیق: سادہ خط ہول سے آخر تک حرفا حرفا پڑھو ایک خاص لطف بھی آتا ہو گا نہانہ بھی مدد ممکن ہے مگر حق

حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

غائبانہ را چوں تو را نہ کی و بند ✽ حاضرین از غائبان لاشک ہیں

مفتوحہمکہ "بجب وہ دور والوں کو کسی غلطی (فیضان) عطا فرماتے ہیں تو حاضرین تو بے شک غائبوں سے بہتر (خلعت پانے والے) ہیں۔"

پوری تشفی (قلی) حاضر ہو کر سامنے بیٹھ کر بات کرنے سے ہوتی ہے اگر ایسی صورت بن سکے تو سبحان ہو اور اگر نہ ہو سکے تو مجبوری ہے کہ نہ ہونے سے ہو غصہ ہے "وذاک اضعف دوجۃ الاصلاح" (یہ اصلاح کا کم سے کم درجہ ہے) ابھی فوراً تو اسی درجہ اضعف کی نصیحت ایک دستور العمل کی صورت میں لکھتے ہوں۔

۱ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو بتایا ہے اس پر یقینی کیا جائے اگرچہ دلچسپی بھی نہ ہو بلکہ اگرچہ بوجہ اور پریشانی بھی ہو لذت اور لطف کا انتظار ہی نہ کیا جائے۔

۲ اس میں آہستہ آہستہ جتنا برداشت ہو سکے تصور تصور اضافہ فرمایا جائے اگر برداشت نہ ہو تو اتنا بھی کافی ہے۔

۳ آخر کی تاخیرات میں سے خصوصاً دعوات عہدیت کے جتنے حصے مل سکیں اور دوسرے مختلف مواد بھی کہ بعض بلکہ اکثر ان میں بہت مفید ہیں مطالعہ فرمایا جائے اور تربیۃ السالک کی جلد میں اور رسالہ الاختیارات المفیدہ بھی اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مولفات میں سے جو سہولت سمجھ میں آ جائے دیکھ ڈالئے۔

۴ اس کے بعد چند روز کتاب دیکھنا بالکل چھوڑ دیا جائے۔

۵ مسائل یا مختلف عقائد میں یا ان کے دلائل میں سوچنا لگ کر کرنا بالکل ابھی سے چھوڑ دیا جائے صرف ایک فکر کی سوچ ہو کہ ابھی سے خدائے تعالیٰ کے احکام فرمانبرداری کرنا ضروری ہے خواہ اس میں کچھ نتیجہ ہو یا نہ ہو خواہ وہ تکلیف ہو یا راحت خواہ اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو صرف یہ سمجھ کر کیا جائے کہ ایسے شخص کا حکم ہے جس کی مخالفت کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اگر بے سوچے بھی کچھ ذہن میں آئے تو اس کا سلسلہ جان بوجھ کر نہ بڑھایا جائے اگر خود بڑھنے لگے کسی اور کام میں لگ جائے خواہ وہ دنیا ہی کا کام ہو۔

۶ اگر اس پر بھی شک نہ ہو تو غم نہ کیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ جب ہمارے اختیار سے باہر ہے تو اس پر کیا نہیں ہے تو پھر کیا غم ہے؟

۷ مجھ سے خط و خطابت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور ہر خط میں میرا پہلا خط دیکھ دیا جائے۔

۸ اس کو نہ دیکھا جائے کہ اتنے دنوں میں کیا حاصل ہوا یا کار کوشش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حَال: بڑے لوگوں کو چمکے دنیا سے غربت ہوتی ہے اس لئے وہ (دنیا) طلب ہی نہیں کرتے بلکہ (بزرگوں کے) جن تصویروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا سے بھی اس کے طلب کار نہیں ہوتے تو مردوں سے کہنا دیا نہیں کہ مجھ جیسے عوام کے لئے یہ درست ہے، نہیں کہ قنات کے چٹا مودہ پہنے لے، وہ جو خدا سے نفس رزق کی طلب کرے۔ مجھ پر احکامات طہری ہوتی ہیں کبھی تو شرم سے دعا نہیں مانگی جاتی اور کبھی شرم نہیں ہوتی تو خوب دعا مانگتا ہوں لیکن حکام و امراء کے دربار میں جانا، وہاں بھٹ گیا ہے بہت ہی نہیں ہوتی ہے۔ سوال سے مقصود یہ ہے کہ ولایت کی دعا ترقی کی دعا زیادہ پاکیزہ کے بعد اس ۱۰۱ بھی ہے یا نہیں ہے۔

تحقیق: نیت کیا ہے۔

حَال: آج کل دوسرے تیسرے دن ٹھہر بھی پڑھتا ہوں جس کی وجہ سے بروقت دُش پر خوف اور بری باتوں سے پرہیز ہے مگر جب ممبر ذیل پر پہنچتا ہوں تو دس میں کہتے ہوں کہ تو بھی پڑھ رہا ہے اور پڑھنا چاہتے بھی ہے اور زبان سے یہ جاتا ہے۔

خ: نے عہدت نے زہد نے خوش علم و ادب

تقریر: "نہ عہدت نہ زہد نہ علم و ادب کی خواہش۔"

مفسر: اس شہ کو دور فرمائیں کیونکہ میں عربی میں شریعت و قادیہ و لیرہ پڑھ رہا ہوں۔ فقہ۔

تحقیق: امراویہ ہے کہ ان چیزوں کو مطلوب، لذات نہیں سمجھتا اور نہ لازم آتا ہے کہ نماز بھی پھوڑ دی جائے کہ اور موت ہے۔ فقہ

حَال: اور دوسری جگہ ہے یہ

گرچہ عالم میں الہی سنی میں بیور کی ﴿﴾ یہ نہ کچھ فقہ ملا فقیہ ترے دربار کی

جان و دل لے دے کچھ پر خدا کے واسطے ﴿﴾ گرچہ یہ جہ یہ نہ میرا تو میں منظور ہے

پہ جو ہو مقبول کیہ رحمت سے تیری دور ہے

اس میں شبہ ہوتا ہے کہ تو عالم میں سنی کی اور نہ جان و دل بدیہ کیا اور زبان سے یہ پڑھتا ہے اس کو نہ پڑھ

مگر میں پڑھنا چاہتا ہوں ان دونوں شہوں کو مفسر دور فرمائیں۔

تحقیق: اس کا ازالہ یہ ہے کہ یہ کچھ کہ جس بزرگ کا یہ کام ہے اس کی فقر میں سے کرتے ہوں کہ مجھ کو بھی یہ ملے نہ ہو پائے۔

حَال: کچھ فقہ و شرعیہ نماز تہجد و اوست قرآن شریف حزب مزہبات مقبول جو کچھ بالاعتقاد تعلیم ہوئی ہے

— ﴿تشریف فرما تائید برائیت﴾ —

برابر جاری ہے۔ ذوق کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں اور ٹٹولنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا دار و مدار خیالات پر ہے کبھی بروقت یہ اکثر عروج طلب کرنے کے خیالات ہوتے ہیں تب نماز ذکر وغیرہ میں ذوق ہوتا ہے۔ کبھی انصرافی خیالات غالب ہوتے ہیں کبھی شہوانی جس کا سبب یہ ہے کہ مکان پر گھسنے ہوئے بہت غمزدہ ہوا۔ کبھی اگر مگر کی کچھ پریشانی معلوم ہوتی ہے تو حال کی ضرورت کے قابل مال حاصل کرنے کو جی چاہئے لگتا ہے۔ کبھی کوئی دوسرے قسم کے خیال بھی شاید آتے ہیں۔ ان حالتوں میں ذوق کم تو ضرور ہوتا ہے اگرچہ ختم نہ ہو۔ ذوق اگرچہ مطلوب نہیں مگر خیالات کی اصلاح تو ضروری ہے تاکہ طلب کا پایہ بڑھتے رہے۔ یہ خیالات اگرچہ بھلائی کی کنو کا سبب تو نہیں بننے مگر ترقی میں رکاوٹ ضرور معلوم ہوتے ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوتی ہے لہذا مناسب جان کر عرض کیا گیا۔

تحقیق: شام اللہ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا "لیہنک العلم" (آپ کو علم مبارک ہو) اس میں غلطی کی کہ ان باتوں کو ترقی میں رکاوٹ سمجھ ترقی کا مطلب امریکی احوال ہیں تو یہ حکم صحیح ہے مگر اس کو ترقی مقصود سمجھنا غلط ہے اور امر ترقی کا مطلب قرب و رعد ہے تو یہ اس کے لئے رکاوٹ نہیں۔

تخالف: یہ عامی الخیر ایک نظر عنایت کا امیدوار ہے۔ ایک عرصہ سے ذات والا سے (خداوند کریم) اس کو دیر تک قائم رکھے (تخلیق) خاطر رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس کے مطلوب آدمی کو گمراہی کی گمراہی سے نکال کر رہنمائی دے اور ذوق عبادت عطا کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی اسوں کے قائل ہے پہلے کچھ ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب نہایت فرحت میں رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب پڑھتا ہوں اور مناجات کا ورد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا اور کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلد آئے تاکہ کام سے چھٹی پا کر روز پڑھوں اور انضیلت اور شوق اس کا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ نماز کو کھڑا ہونا تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے جلد ختم ہوتا کہ قال کام کروں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو ساتھ رہتا ہوں اور خود غنائی کا خیال رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچھا ہے۔

غرض کہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے ذکر کرنے کا بھی کئی دفعہ ارادہ کیا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں نیند کا بہت ہی غلبہ ہوتا ہے اور کسی طرح اشتغال (تھیرا) مستقل (مزاجی) نہیں دیتا۔ حضرت اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ عطا فرمائیں جس سے وسوسہ نفسانی دور ہو کر اطمینان قلب و ذوق عبادت حاصل

ہو۔

تحقیق: کسی خاص دھند میں یہ کوئی نہ جس اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی کھلے گئے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں اسی کے لئے تحقیق (فہم) کی تعلیم ہے کہ اس (کی کھلنے) کا نہ ارادہ نہ اس کا انتظار کرے کام میں لگا رہے اور عقلی توجہ و محنت اختیار ہی ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ جس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آ سکتے حاصل ہونے کے بعد نظر آ جائیں گے۔

تخال: جس وقت ذکر کرتے ہوں تو دل بھی لگتا ہے اور شوق بھی ہوتا ہے مگر کچھ خیالات بھی آ جاتے ہیں اور ذکر کے مقابلے میں فرصت کے وقت خدا کی طرف زیادہ دھیان رہتا ہے۔ اس وجہ سے بھی فکر میں ہوں کہ ذکر میں تو کچھ خیالات بھی آتے ہیں اور فرصت کے وقت خدا کی طرف دھیان جاتا ہے یہ کیا عجیب بات ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اب حضرت برائے مہربانی اس کا علان فرما کر غائب ہو کر فرمائیں۔

تحقیق: خیالات تو دوسرے وقت بھی آتے ہیں مگر ان اوقات میں خیالات قلم کرنے کا خاص اہتمام یہ نہیں ہوتا اس لئے ان کے آنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور ذکر کے وقت اہتمام ہوتا ہے اس لئے ان کی طرف توجہ ہوتی ہے ایسے ہی کبھی جان بوجھ کر (خیالات کی) فہم سے خود خیالات بھی آ جاتے ہیں اور ارادہ نہ کرنے سے نہیں آتے فرق کی یہ وجہ ہے مگر تصان دو نہیں ہے جبکہ جان بوجھ کر خیالات نہ لائے جائیں۔

تخال: اکثر اوقات برے خیالات کیسوی کو ضائع کر رہے ہیں دور کرنے کی کیا تدبیر کروں حضرت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان عطا کریں اور محبت و عشق اعلیٰ غائب کر کے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ بخیر کریں۔

تحقیق: معصوم ہوتا ہے کہ توبہ الہ لک یا دیکھی نہیں یا سمجھی نہیں۔

تخال: جن مکناہوں سے میں توبہ کر چکا ہوں ان کے کرنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔ شیطان عجیب عجیب مکر بہہ کاتا ہے۔ نماز کے اندر بھی برے خیالات لاتا ہے مگر الحمد للہ جب سے توبہ کی ہے نفس کے پھندے میں نہیں آ رہا مگر کبھی توبہ کی میں پاسوتے وقت تصور ہو جاتا ہے کہ میں برے افعال کر رہا ہوں۔ اس سے طبیعت کو مزہ حاصل ہوتا ہے اس سے جی خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: اس وقت طبیعت کو جان بوجھ کر دوسری طرف متوجہ کر دینا ضروری ہے اور غراب کو سوچنا چاہئے۔

تخال: مگر کسی وقت جب اپنے گندیشہ گز ہوں کو جنس کرتا ہوں تو بے اختیار رونا آ جاتا ہے اور خدا سے ڈر لگتا ہے۔ خصوصاً صبح کی نماز کے بعد اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے وقت بے حد رونا آتا ہے اور ڈر لگتا ہے نہ امت اور شرمندگی ہوتی ہے۔ نماز میں صبر نہیں لگتی غریح طرح کے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: جو خیر اور برکت کے بغیر آئے محمدؐ وہ نہیں ہے جبکہ جان بوجہ کر ارادہ نہ کیا جائے۔

حکال: اور یہ کی جانتا ہے کہ بعد پڑھ کر اگت ہو۔

تحقیق: اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حکال: ابھی خوب جی لگتا ہے، اور خوب منہاں منہاں کر پڑھتا ہوں سب رکن واکرتہ ہوں۔

تحقیق: شکر کرنا چاہئے۔

حکال: سستی بہت ہے۔ کبھی شیطان یوں بہکا تا ہے کہ نماز مست پڑھو اور سب اچھے کام کرو۔ خیرات کرو، زکوٰۃ

دو دووں سے نیکی کرو، سنا میں پڑھو اور عالموں کے پاس جاؤ وغیرہ وغیرہ خصوصاً عشاء کی نماز میں کھانا کھانے

کے بعد بہت سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بالکل طبیعت نماز پڑھنے کو نہیں چاہتی ہے، صحتِ صحت سے شیطان بہکا کر

نماز سے روکتا ہے مگر اس وقت ایک عجیب حالت ہوتی ہے شیطان نماز سے منع کرتا ہے، اور کوئی چیز اندر سے

شیطان کے تمام بہانوں اور خیالات کی رد کرتی ہے اور نماز کے واسطے جنگ پر آمادہ رہتی ہے۔ اکثر شیطان

نفس مغلوب ہوا ہے مگر ان جھگڑوں سے بچنے کے واسطے میں کھانا کھانے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب مجاہد ہے جس سے اجرو دوزخ ہو جاتا ہے۔

حکال: امر میں باطنی نے زور دیا سخت ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ مجھے بعض وقت یقین ہوتا ہے کہ اب قطعی ایمان

سے خارج ہو گیا۔

تحقیق: یہ غیر اعتدالی وساوس ایمان کو مکمل کرنے والے ہیں نہ کہ ایمان کو شہ کرنے والے ہیں۔

حکال: رمضان شریف میں ضعف ہو گیا تو سخت تر نفس کے امراض سنائی دیتے تھے قرآن شریف پڑھنے میں

اس قدر گتھی وانکار و تریع پیدا ہوتا رہا کہ معاذ اللہ اور نماز بھی پورا کرنا مشکل اور خیال بنانے پر کچھ مستحکم

قدرت و قابو نہیں پاتا تھا۔ جناب باری تعالیٰ کی عظمت قدرت کا خیال بنانے سے نفرت ہے اور بی گستاخی پیدا ہوتی

ہے۔ غرضیکہ کوئی خیال پوری تعالیٰ کے بارے میں ہو یا احکام کی حکمتوں کے بارے میں ہو خواہ بزرگان دین کے

بارے میں ہو یا جناب معصوم سرور عالم **نبی کریم** کے بارے میں ہوائی غررت بڑھانے والی گستاخی کا تصور بند نہ

ہے کہ ہٹانا مشکل ہوتا ہے۔ تا غلط ہوتا ہے کہ شاید غریب زبان سے نکل جائے یا تصور سے بڑھ کر یقین کے

درجہ تک پہنچ جائے۔

تحقیق: یہ اختلاں ہے وجہ ہے یقین اختیار و اتحسان (اچھا سمجھنے) سے ہوتا ہے اگر ایسے میں زبان سے بھی نکل

جائے گنہگار نہیں نہ کہ کفر۔

حکال: عرض کہ اگر کائنات کے کائناتوں میں جتنا رہتا ہوں تو کھڑے بیٹا ہوا معلوم ہوتا ہے ورنہ وہاں پر سے خیالات بہہ میں در تصور (خیال) میں صورت بن کر ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ (تاکہ تو یقین ہے کہ وہاں نقصان دہ نہیں ہیں مگر پریشانی یہ ہے کہ شاید اپنے اختیار و ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

تحقیق: ارادہ و اختیار کی چیز نہیں کہ اس میں شاید کی گنجائش ہو اس کا ہونا تو یقینی ہوتا ہے۔
حکال: یا آنکہ خود عقیدہ میں یہ صورت قائم ہو جائے۔

تحقیق: ارادہ عرض کر چکا ہوں۔

حکال: تو حدیث نفس (ہی کی بات) ایسی پیدا ہوتی ہے کہ میں خود اپنے کان سے سن رہا ہوں کم ہونے کی حالت میں معلوم نہیں ہوتا ہے غلبہ کی حالت میں تو اس کے کہنے کی قدرت بھی نہیں نہ اس وقت نفس میں اس کی رہائی نظر آتی ہے۔

تحقیق: اعتقاد کے طور پر اس کا باطل سمجھنا کافی ہے۔

حکال: بہر حال آج جیسی دوش کی دن مات ہے اس وقت تو صرف نظر نہ رہا ہے کہ شاید اس کو اختیار ہے خواہ وہ خود فرمائے خواہ انہماں غیر فرمائے۔ کبھی یہ یقین جم جاتا ہے کہ میں تو یہ کئی طور پر بد نصیب ہوں "خسر الدنہ والاخرہ" (یہ دنیا اور آخرت میں ناکامی کا) نہ تو نظر آتا ہے ازل کی بد بختی کس طرح بدل سکتی ہے۔
تحقیق: مگر یہ شاکہ تو ہے ہی نہیں۔

حکال: جو مرد روز ہوتا ہے اس کو کبھی خوش قسمت سے فائدہ ہوتا ہو ورنہ ہوا زلی تقدیر ہی ہو مگر اب کیا فائدہ ہے جن کا بھی کاہل ہے وہ بھگتا ضروری ہے۔ یہ تو پریشان حال کی حالت ہے مگر اتنی بات شکر کے قابل ہے کہ اوراد و نماز پوری ہو رہی ہے۔ کوئی دن پورا مستغفار میں گزر جاتا ہے اپنے اعمال کی پاداش سامنے نظر آتی ہے۔

تحقیق: پھر یہ کیا تعویذ نصیحتیں ہیں کیا ان سے آپ "الذین انعمت علیہم" (جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا) میں داخل نہیں ہیں اور کیا جو شخص ان میں داخل ہو وہ "مغضوب علیہم" (جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے) اور "ضالین" (جو لوگ گمراہ ہیں) سے باہر نہیں پھر کیا چاہئے۔

حکال: کسی کو دل بوجہ دل بھرتا ہے روتے سے دس بکا ہو جاتا ہے۔ دشت واداسی کم ہو جاتی ہے۔ کسی کا سر لیکن نہیں لگا حساب و کتاب سے دل بھرتا ہے مگر یہ سب کچھ شغف قلب و دماغ کا بھی اثر ہے۔
تحقیق: ضرور اس کا اثر ہے۔

حکال: یہ حالت اندرونی ہے اور دسمانی اثر اس کے علاوہ ہے۔ وہ درد و کسب کو عرصہ ہو گیا آج باری آئی ہے

پہنچا بہ قسمتی اور نحوست کا حال لکھتا: ہوں (یہاں کچھ واقعات و حوادث اور کچھ پیش آئی ہوئی پریشانیوں کا بھی تذکرہ)۔
تحقیق: کیا نحوست کی حقیقت کفار کے علاوہ اور بھی کچھ ہے اگر ہے تو دلیل (کی ضرورت ہے اور) اگر نہیں
 ہے تو پھر گناہ نہ کرنے والے کو نحوست کی علامت کیسے ظہر آیا اور ان سب کا علاج صرف توکل و تقویٰ (اللہ تعالیٰ
 پر بھروسہ کرنا اور سارے کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرنا) اور اپنی خیالی تجویزوں کا ترک کرو رہا ہے نہ کہ تدبیروں کا۔

حکایت: قطب الارشاد و قطب الاقطاب حضرت مولانا سیدنا و مرشدنا و مقتدانا دام علیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 وبرکاتہ و مغفرت۔ خدمت اقدس میں عرض یہ ہے کہ مجھ کو عجیب عجیب قسم کے وساوس آتے ہیں جس سے بے حد
 کلب پریشان رہتا ہے۔ مطالعہ میں بہت زیادہ آتے ہیں اور شیطان ایسے ایسے سوالات اعتراضات پیش کرتا
 ہے کہ جواب نہیں دین پڑتا ایسا دروازہ کھل جاتا ہے کہ بند ہونے کا نام نہیں لیتا کتنا ہی توجہ نہیں کرتا مگر وہ آتی
 جاتے ہیں۔

تحقیق: اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ توجہ نہ کرنے کو اصل مقصود نہیں سمجھتے ہیں اور اصل مقصود
 آپ کے نزدیک خیالات کو دور کرنا ہے اور توجہ نہ کرنے کو دور کرنے کی تدبیر سمجھنے میں یہی غلطی ہے توجہ نہ کرنا خود
 اصل مقصود سمجھنے والا اس سے وساوس دور ہوں یا نہ ہوں اسی طرح راحت کو اصل مقصود نہ بنائیں بلکہ اس بات پر
 تیار رہنا چاہئے کہ ساری عمر بھی زیادہ تکلیف ہو تو یہ محبوب کا عطیہ ہے۔ "لا نریس بمعصیت ولا
 اختیاری وکل ہو کذلک فهو نعمتہ" کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے تکبر نہیں کرتے ہیں اور یہ تکبر نہ کرنا
 بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ عہدیت یہی ہے۔

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم در کش ۛ کہ انچہ ساقی مار بخت عین عطا ف است

ترجمہ: "گد لے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ نہیں ہے جو کچھ ساقی نے پلا دیا یہی اس کی مہر و

ہے۔" (معلب یہ ہے کہ اچھا یا برا جاں سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہر حال کو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے سمجھ کر اس حکم کو پورا کرنے میں لگے رہنا چاہئے یہی بندگی ہے اس فکر میں نہیں رہنا

چاہئے کہ اچھا حال یا راحت کیوں حاصل نہیں ہوتی ہے یہ ساری پریشانی کی جڑ ہے)

اس شعر کو بھی کبھی کبھی پڑھ لیا کریں۔

حکایت: بعض اوقات ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں موت آسان معلوم ہوتی ہے حضور والا اللہ

تعالیٰ کے لئے میری مدد کیجئے اور مجھ کو اس پریشانی سے چھوڑ دینے اور دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے

نجات عطا فرمائے آمین فقط اور جو ارشاد ہو اس پر عمل کروں۔

”تَحْقِيقُ“ عمل یعنی تحقیق ہے جو میں نے لکھا ”وَلَا تَبْهَرُوا السَّبِيلَ“ فتغفروا بحکم عن سبیلہ۔ ”تَوَجَّهْتُ“
”تم دوسرے راستوں پر نہ چلنا (ان پر چل کر) خدا کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔“

حالت طالب بالابعد جواب بالابال

(اوپر والے طالب کی حالت اوپر والے جواب کے بعد)

یَحْيٰی: حضرت قسب الاقطاب قسب الارشاد سلا تا سرمد تا سیدنا ہادیہا مستجابا مَخِجَ الشَّارِحُ ذُبْدَةُ الْعَارِضِينَ سراج
الساکین دام فیہم۔ السلام بنیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ جب پرچہ یکس میں ڈال کر آیا ہی وقت سے
لیعت ہے حد غراب ہونے لگی اور قسب پر سخت پریشانی ہونے لگی پڑنے میں جی نہ لگتا تھا۔ مشاک کی نماز پڑھ کر
جب مطالعہ کے لئے بیٹھا تو بے حد وساوس آنے لگے کتنا ہی مطالعہ میں زور لگاتا تھا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا
ورل چاہتا تھا کہ بھاگ لکھو آخر کار چراغ بجھا کر لیٹ گیا پھر بھی چین حاصل نہیں ہوا۔ باہر کل کر شاہ صاحب
کے پاس جانا چاہا اس وقت شہ صاحب سو گئے تھے۔ بھڑا کر لیڈا ایسے حواس گم ہو گئے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ
میں پاگل ہو جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد سکون حاصل ہوا اور نیند آئی لیکن رات بھر پریشانی رہی۔

رات بھر میں حضور والا کو اور حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی کو خانقاہ میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ کتب
خانہ کے کمرہ میں رات بھر حاجی صاحب رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی ذکر اللہ کرتے رہے صبح تک حاجی صاحب
رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی خانقاہ میں رہے جاتے وقت حضرت والا جہاں سدری میں تشریف رکھتے ہیں وہاں حاجی صاحب
رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی لیٹ گئے اور آدمی بہت سی پھولدار رنگین چادریں آپ کے اوپر ڈالنے لگا۔ اقرار نے بھی حاجی
صاحب رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی سے مصافحہ کیا تھا صبح تک پریشانی تھی اگرچہ رات سے کم تھی۔

جس وقت حضور والا کلا پرچہ ملا ہے اس کو دیکھ کر ایک عجیب خوشی اور مسرت کی حالت طاری ہو گئی اور بغیر
لوہے کے دل سے اتنی دعائیں نکلیں کہ بیان نہیں کر سکتا حضور والا کے لکھنے کی کچھ ایسی برکت اور اثر ہوا کہ اسی
وقت سے نفع معلوم ہونے لگا۔ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے پیسے ہوئے کانٹے کو نکال دیا۔ واقعی اقریڑی غلطی
میں تھا کہ (وساوس کی طرف) توجہ نہ کرنے کو ان کے دور ہونے کی تدبیر سمجھا تھا۔ جس وقت سے اقرار نے توجہ نہ
کرنے کو اصل مقصود سمجھا اس کا تصور کرنا شروع کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ بھی نہیں رہا۔ پہلے پہلے تو کسی بار
تکلیف معلوم ہوئی دو چار دفعہ کے بعد بانگس جاتا رہا۔ بچوں جوں دن ذلالت گیا وساوس سب ہوا ہو گئے۔

الحمد للہ اسی وقت حضور والا کی برکت و تفضل و توجہ سے بالکل اطمینان ہے۔ وہ رو کر حضور کے لئے دعا نکلتی

تحقیق: دوسرا اور اس کی وجہ سے جو لازمی چیز ہے غفلت جب غیر احتیاری ہے یعنی گناہ نہیں کہ اس پر کچھ نہیں لیکن خود یہ دوسرے کی وجہ برائی ہے اور استغفار جس طرح گناہوں کو دور کرنے والا ہے اسی طرح کی کوپورا کرنے والا بھی ہے اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ (غفلت کے آجانے) کے بعد جو آپ کے ذاتی (مہراج) کے مطابق کمال میں کسی آنے کی وجہ سے تھا استغفار فرماتے تھے (یہ حقیقت میں غفلت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے کاموں میں جیسے تزکیہ، تعلیم، چار، پیش کی تیاری وغیرہ میں مشغولی کی وجہ سے جو غفلت طاری ہوتی آپ اس کو بھی غفلت شمار فرماتے کہ آپ کا معیار کمال کو بچا تھا اس درجہ کی کمی کو بھی جو اللہ ہی کے لئے تھی آپ ﷺ کی شہر فرما کر استغفار فرماتے تھے)۔ (شرن مسلم)

تحال: مجھ کو گزندہ سمیٹنا چاہتا ہے ایسے ایسے بے وسوں آنے لگے تھے کہ جی چاہتا تھا کہ اس سے بہتر جی ہے کہ کسی کو مزہ نہ دکھلاؤں مزہ میں کاکب لگا کر کہیں نکل جاؤں۔ کتنا ہی یہ سوچتا تھا کہ تربیت السالک میں دیکھا کرتا ہوں کہ وسوسوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کا علاج یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے۔ یہ سب کچھ سمجھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ پرواہ نہ کروں مگر طبی رنج و ملان بے حد تھا۔ آخر یہ کیا کہ ایک دن کچھ رکتیں بلور جرمانے کے نعل نماز پڑھی پھر جب کئی نہ ہوئی تو دوسرے روز میں رکتیں اور تیسرے روز پچیس رکتیں اور پچھترے روز سو رکتیں نفل پڑھیں اور روزہ بھی رکھنا شروع کیا اور یہی کہتا رہا کہ اسے شیطان ادا کرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان وسوسوں سے میرا کوئی نقصان نہیں ہے تو صرف مجھ کو پریشان کرنے کے لئے جو کرتا ہے تو میں بھی چونکہ تو نفلوں سے پریشان ہوتا ہے تجھ کو بھی پریشان کروں گا۔ آخر تھوڑے ہی روز میں دوسو سے جاتے رہے اب ایسی بھر مار نہیں ہے مگر کبھی کبھی معمولی خود پر آنے ہی لگتے ہیں پھر ختم ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب علاج کیا۔

تحال: بعد ہفتہ ہفتم مدرسہ عربیہ دہلی پور گوجران کے فرزند ارجمندی ماتم پرسی اور تعزیت کے لئے گیا تھا۔ راستہ میں دریا پڑتا ہے اس میں ایک جگہ پانی سے گزرنا ہوا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور گزرا پانی زائد تھا اس میں غوطے آئے۔ اس حالت کا جو اس وقت وہیں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اپنی جان کی فکر تھی خدائے عالم کا ذیل نہ تھا تو جان نکلنے کا وقت جو کہ نہایت نازک ہوگا تو اس وقت ایمان کا کیا تھا کا نا طوطے کی مثال کہ اس کو سنا ہی پڑھا لیکن ملی کے سامنے جس ہی کہے گا یہ خیال کر کے نہایت غم رہتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ عالم اور ایسے ملا خیال میں مشغول ہو گئے۔ پہلے تو یہ قیاس (انداز) صحیح نہیں کیا یہ احتمال نہیں کہ اگر ہلاک ہونے کا یقین ہو جاتا تو اس وقت حق تعالیٰ کا خیال غالب رہتا۔ یہ حالت تو (موت کے)

یقین سے پہلے ضروری تھی کہ اپنی جان بچانے کی فکر غالب ہو اور اگر بالفرض اس وقت بھی حق تعالیٰ کا خیال غالب نہ ہوتا تو کیا کسی چیز سے ذہن کے خالی ہونے سے اس چیز کی ذات و صفات کی فہمی بھی ضروری ہے اگر ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اگر نہیں ہے تو ایمان کے بارے میں خطر کیا ہے۔ ذہن کا ذلی ہونا تو ایمان کے ممانی نہیں ہے لیکن ذات و صفات کی فہمی نہ یہ ایمان کے ممانی ہے۔ جو بات پیش آئی وہ ایمان کے خلاف نہیں اور جو نہیں پیش آئی وہ ایمان کے خلاف ہے۔ پھر ایمان کے بارے میں شبہ کیسا؟ جو چیز حاصل ہے جب تک اس کی ضد حاصل نہ ہو وہ حاس چیز حاصل ہے ہر وقت اس (حاصل چیز) کے اعتقاد کا ذہن میں رہنا شرط نہیں ہے جب وہ موجود ہے تو جو اس کی لازمی چیزیں ہیں نجات وغیرہ اس کے سبب متاثر نہ ہوں گے۔

حکال: آج شیطان رحمہ نے اللہ کے لفظ پر یہ خیال فاسد سمجھا دیا کہ تو اللہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں لاہو۔ میں نے دعا قوت کا ایک جزو عاجزی کے ساتھ چڑھ کر لفظ اللہ کا تصور ہوئی کیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں دے دیا کہ گویا لفظ "اللہ" لکھ ہوا ہے اور میں لکھے ہوئے کو دیکھ کر صرف لام کو پڑھ کر اللہ صاف صاف کہہ رہا ہوں۔ اس سے نفی ہوا مگر میں ہار رہی ہوں کہ ان لا یوحیو باللہ ذن ذالک کہہ رہا ہوں مگر میں نے اس بے ہودہ خیال کی صرف توجہ نہیں کی۔

تحقیق: لیکن تمہارے۔

حکال: اگر حضور اجازت دیں تو کیا یہی ہے وقت لفظ "اللہ" کو کاہ پر لکھ کر دیکھ کر ذکر کرنا شروع کر دیا کروں۔
تحقیق: ایسا نہ کریں پھر ہر چیز میں دوسرا آنے کا کہاں تک مدخل کیا جائے گا۔
حکال: میں نے ذکر کے وقت خیال کر لیا تھا کہ یہ (دوسرا) سنیکڑھ کی دہریت کا نتیجہ ہے جو بظاہر اگرچہ مجھ سے کبھی سرزد نہ ہوئی مگر صحبت کا نتیجہ ہے۔

تحقیق: کان کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ واسطے نہیں ہیں وہ بھی اس سے نہیں بچ سکتے۔
حکال: حضرت کے ارشاد کے مطابق پہلے اپنی ایک پرانی تقریر پیش کرتا ہوں ارشاد دہ چوچا ہوتا تو کسی طرح ہست نہیں پڑتی خصوصاً اس کے آخری حصہ کی ہرات دے دیتی جہاں غرض میںوں کو معذرت فرمے۔

تحقیق: اسارا رسالہ دیکھنے کی تو فرصت نہ ہوئی اور نہ ہونے کی امید ہے لیکن کہیں کہیں سے ایک کلمہ نہایت ضروری اور مفید مضمون ہے اس سادگی و خلوص کے غلبہ سے کہیں کہیں دین کے بعض ضروری اوقات خدا سے کرنے والوں کی نیت پیش نظر نہیں رہی لیکن یہ پیش نظر نہ رہنا بھی نیک نیتی ہی سے تھا اس لئے اس پر بھی وہ ایک اجر ملے گا جس کا مجھے غلطی (کوشش میں غلطی کر جانے والے) کو ملنے کا وعدہ ہے باقی رسالہ کا موضوع دین

کی حفاظت کے لئے آہنی (لوہے کا) قلعہ ہے۔ جزاء اللہ تعالیٰ

رسالہ نقدریس القدسی عن تدنيس الجبسی

بخال: ① گرامی نامہ نے تسلی بخشی۔

② (حضرت کے) ارشاد کے مطابق اولین و فقہ کے حالات سنوں کا کتب خانہ سے آج چند کتابیں نکالی ہیں۔

③ شخص مبارک گلے میں ڈالنے کی ہدایت تھی لیکن گرامی نامہ میں نقل نہیں تھا۔

④ فی الحال میں نے علمہ اقدس کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دیا ہے۔

⑤ اور اس شعر و مصرعہ کو ایک کاغذ پر لکھ کر سامنے رکھ لیا ہے اکثر پڑھتا ہوں ہر بار ایک تازہ لطف آتا ہے اور نئے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

⑥ صفحہ (مواد کو) کا کرنے والی (دوا) کو آج پھر دواں دن ہے کل سے مسکن (دست لانے والی دوا) شروع ہوئی۔

⑦ اہلباء کی حضور رائے ہے اختلاج قلب کے ساتھ دماغی عارضہ بھی ہے جو اختلاج سے زیادہ خطرناک ہے۔

⑧ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا مرض ہے۔

⑨ پریشان بہت ہوں۔

⑩ خدا تعالیٰ لوں کا حال خوب جانتا ہے بخدا مجھے ایک مدت سے موت کا اشتیاق ہے اور ہر وقت ایک منتحر کی طرح تیار رہتا ہوں۔

⑪ مجھے اختلاج کے بڑے بڑے شدید دورے پڑے ہیں لیکن کبھی پریشان نہیں ہوں اب ایک سال سے طرح طرح کے وہم اور قسم قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں ان سے بہت پریشان ہو گیا ہوں اور بہت بے چین ہوں۔ موت کا اشتیاق بہت پہلے سے ہے اب ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے وہم اور خیالات جو اکثر پریشان کرتے رہتے ہیں یہ ہیں۔ شاید میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ دیوانگی سے پہلے خودکشی کرنا چاہئے۔ شاید میرا ناتوانہ بالآخر نہ ہوگا۔ اگر ناتوانہ بالآخر نہ ہوا تو بڑی مشکل ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

⑫ ان رساویں و خیالات سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت ضبط کرتا ہوں اور مدلل جوابات خود ہی دیتا ہوں۔ بڑی مشکل سے سکون ہوتا ہے اور پھر وہی خیالات گھیر لیتے ہیں کبھی اس قدر دھوکیت ہوتی ہے کہ کچھ خیر نہیں رہتی۔

⑬ ایک دن ایسے ہی خیالات کا ہجوم تھا میں نے حضرت کی طرف رخ کیا ایک استغراقی حالت طاری ہوئی

میں نے حضرت کی سکون دینے والی باتیں کانوں سے نہیں۔ دل کے کانوں سے نہیں مگر جسمانی کانوں سے بالکل ظاہری طور پر۔ میں خواب میں نہیں تھا بلکہ ہم تھا ہی وقت سکون حاصل ہو گیا اور میں نے بے اختیار قسم ہو کر جولوگ حاضر تھے ان سے کہا کہ میں نے اس وقت حضرت کی مشکوٰۃ صنف سنی کہ میرے بارے میں سکون دینے والی تقریر فرما رہے ہیں۔

(۳۹) ایک دن مغرب کی نماز میں پہلے سجدہ میں حضرت کی شبیہ مبارک میں نے کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھی۔
(۴۰) آج کچھ زیادہ پریشان ہوں گی چاہتا تھا اپنے سب حالات کھوں مگر کچھ نہیں سکھا سکا ان کا ہے اور ضعف محسوس ہو رہا ہے اس وقت ہلکا سا بخار بھی ہے۔

چچو! ابھی وہ مجھ کو شفا ک اللہ دے کہ اللہ اسلام سیکم ورجہ اللہ مجھد محبت پہنچا مجھ پر احسان بھی کیا اور مجھے مشکوک بھی کیا۔ احسان تو مجھ یاد کرنے کی وجہ سے کیا اور مشکوک تو اپنے کے غم کے سمندر میں تیرنے کی وجہ سے لیکن غم کے اعتبار سے اس لئے خوش ہوا کہ جو رات اس خط سے ظاہر ہوئی وہ اس سے ظاہر ہوئی تھی۔ میرا خیال یہ ہے کہ اصل شکایت تقریباً آج معلوم ہوئی اس لئے آج کا جواب دوسرے خطوں کے جواب سے تفصیل اور اختصار میں بھی اسباب کے بارے میں بحث میں بھی اور خطاب کے رنگ میں بھی الگ ہے یعنی آج سبے تکلف ہو کر لکھوں گا کہ ایسا مضمون ہے تکلفی کے بغیر لکھا نہیں جاسکتا، آپ پر تو پورا اطمینان ہے کہ میری ہر او پسند ہی ہوئی لیکن آپ کے تخلصیں شاید کسی عنوان کو میری شان سے بہت اونچی اور آپ کی شان سے بہت نیچی لکھیں اس لئے ان سے معافی چاہتا ہوں۔

① اللہ تعالیٰ اس تسلی میں بھٹکی عطا فرمائے۔
② گزشتہ خط سے جو حالات کا اندازہ ہوا تھا یہ بدحیر اس کے مناسب عرض کی تھی۔ اب چند روز کے لئے اس کو موخر فرما دیجئے اگر مجھ کو حالات معلوم ہوتے رہے پھر مناسب موقع پر اس کا مشورہ عرض کروں گا کافی ازالہ میرا یہ خط کم از کم ایک ہار روزانہ ملے بعد فرمایا کیجئے۔

③ کام کی کثرت اور عافیت کے ضعف سے ایسی غلطی اکثر ہونے لگی ہے اب توجہ کرنا ہوں۔
④ اللہ تعالیٰ اس تواضع میں اور زیادہ برکت اور "آنا عند ظن عبدي یں" (کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے میرے ساتھ تمہارے کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں) کا ثمرہ عطا فرمائے۔ اب اس کو اب بھیجے جانے والے نقش سے بدل لیجئے۔

⑤ اس تجویز کو اگر دل چاہے جلدی رکھئے وہ شعر اور شعر مراد چھوڑ دینا نہیں رہا لیکن جب آپ کو اس میں

ظہ ہے لطف ہی اس وقت علاج ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ خیر کے ساتھ کمال و نفع فرمائے۔

۲) جی کو لگتا ہے کہ صرف یہ جزو زیادہ خطرناک ہے۔ ان صابیوں کی رائے اسبابِ طبیہ کی بنیاد پر ہے جو کہ مشاہد ہیں اور میرے جی کو نہ لگنے کی بنیادِ خفیہ اسباب ہے جو کہ ذاتی و وجدانی ہیں تو فرقِ ظہنی ہے مگر افتاء اللہِ خیر میں وہ حضرات بھی ان اسبابِ خفیہ کی نفی نہ فرمائیں گے۔ لیکن ان اسبابِ خفیہ سے پھر اسبابِ طبیہ بھی پیدا ہو گئے ہیں اس لئے طبی اسباب کی بھی ضرورت ہے تاکہ دماغ کے مزاج کے صحیح و قوی ہونے سے وہ خفیہ اسباب ترکم کریں گے ہاں اگر کسی معالج کا دماغِ اسلامی مزاج سے کم تر اور یورپین مزاج سے زیادہ متڑ ہو تو میں ایسے دماغ سے اس طرح خطاب کرتا ہوں۔

از قضا سر کنگھیں صغرا فردو § رفون بادام خشکی می نمود
از لیلہ قبض شد اطلاق رفت § آب آتش را مد شد ہجو نعت
سستی دل شد فردوس و خواب کم § سوزش چشم و دل پر درد و غم
شربت دادیہ و اسباب او § از طبعان ریخت کسر آرد

== شریعت ==

- ۱) تقدیر سے کنگھیں نے صغرا کو ترقی دی (اور) بادام کا تیل خشکی کرتا تھا۔
 - ۲) بلینہ (جو قبض کث ہے) اس سے قبض ہو گیا اور کھل کر اچوت ہونا چاہا (ہاں) (ایسی طرح) پانی (جو خفّی چیز ہے) منی کے تیل کی طرح آگ (یعنی بخار) کا مددگار بن گیا۔
 - ۳) دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند کم ہو گئی آنکھ اور دل پر درد و غم کی طبع زیادہ ہو گئی۔
 - ۴) شربت و دواؤں اور مرض کے اسباب (کی تشخیص) نے طبیہوں کی عزت ختم کر دی۔
- (ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ بردہ بیماری کے لئے الٹ ثابت ہوئی اور طبیہوں کی بے بسی اور علاج میں ناکامی نے طبیہوں کو ذلیل کر دیا۔ بقول اکبر مرحوم :

پیار عشق کا نہ تجھ سے ہوا علاج § کہ اے طبیہ تو ہی تاکہ پھر تیرا کیا علاج

(شرح قصیدہ ص ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹)

لیکن ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے علماء بھی خوش و اعتماد اور اسلامی تعلیمات کے فرامبردار ہیں اس لئے امید ہے کہ وہ حضرات اس جزو کو اشراج کے ساتھ سنیں گے۔

شہ پر بجز آن طویناں را بدید ۛۛۛ پا بہ ہند چو شہ مسجد وادیہ
رفت از مسجد سوئے خراب شد ۛۛۛ مسجد کہ از کثک شد پر آب شد
۔۔۔ شترچند ۔۔۔

۱ بادشاہ نے جب طبیبوں کی کمزوری دیکھی تو نئے پائوس مسجد کی طرف دوا۔

۲ مسجد میں پسر (سید عا) عراب میں کیا (دور عہدہ میں کرکر) بادشاہ (انتا رو یا کہ اس) کے آنسوؤں سے
عہدے کی جگہ (بھل کر) پانی پانی ہو گئی۔

بلکہ ذخیرہ سب کی فنی کرنے والے کے بارے میں یہ دعوات نوو یہ رائے کا کفر نہیں کے سے

گفت ہر داور کہ ایشان کردہ اند ۛۛۛ آں عمارت نیست دیراں کردہ اند
ہے خبر ہر انداز حال درون ۛۛۛ بستاید بندہ مہم مغفروں
رخش از صغر نو از سود نمود ۛۛۛ نوئے ہر ہیزم پدید آید زور
دید از زاریش کو زار دل ست ۛۛۛ تن خوش است کہ گرفتار دل ست
ناشتی چہ است از زاری دل ۛۛۛ نیست چہاری چو بیمار دل
== شترچند ==

۱ (طیب نے) کہا میں طبیبوں نے جو علاج کیا ہے (پہنچت کی کوئی) عمارت نہیں (پائی) ہے (بلکہ)
انہوں نے (اس کو) دیرین کیا ہے۔ (یعنی مرض کی تھوڑی دوا علاج کیجے کرتے تھے جس سے کوئی مقصود نہ تھا)۔

(ملاح فیروز مل ۱۹۰)

۲ وہ لوگ اندر کے حال سے بے خبر تھے میں ان کی خط بیانی سے پناہ مانگا ہوں۔

۳ اس کی بیماری صغیر اور سود (کے نچہ کی وجہ سے) نہ تھی (جس کو صیب نے سمجھ لیا چنانچہ) ہر ملکوی کی بوس
کے دعوئیں ہی سے محسوس ہو جاتی ہے (یعنی طبیب نے علامات سے مرض معلوم کر لیا)۔

(مستان دہر سر ۱۹۳)

۴ (طیب نے) اس کے رونے سے پہچان لیا کہ وہ مریض دل ہے بدینا پنگا بھلا ہے اور اس پر دس ہے۔

۵ دل کے رونے سے حاشقی ظاہر ہے دل کی بیماری کے برابر کوئی یہ مرض نہیں ہے۔

بلکہ یہ حضرات جسمانی علاج کے ساتھ ظہیر اسباب کی جو پڑ کرنے والے کو اس وعدہ کی اجازت خوشی سے

دیں گے سے

گفت دایتم کہ درخت چوست درو ۞ در غلات حرا خوام نمود
 شاد باش و ایمین و فارغ کہ من ۞ آں کسم بہ تو کہ باران باچمن
 من غم تو بخورم تو غم خور ۞ بر تو من مشتاق ترم از صد پدر

== ترجمہ ==

- ① (اور) کہا مجھے معصوم ہو گیا کہ تمہیں کیا مرض ہے اب فوراً تمہارے علاج میں یادو (جیسی جلد اثر کرنے والی) تدبیریں کروں گا۔
 - ② اب غم خوش اور بے فکر ہو جاؤ کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں (اور تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو رحمت کی) بارش (جس طرح) چمن کے ساتھ (رقتی ہے)۔
 - ③ میں تمہارا غم خور ہوں تاں تم نہ کرو میں سو باپوں سے بڑھ کر تمہارا درد ہوں۔
- اس وعدہ پر یہ نتیجہ حاصل ہوں گے کہ

وعدہ و لطفائے آں حکیم ۞ کدواں درخورد از ایمین زہیم
 وعدہ باشد حقیقی را پدر ۞ وعدہ با باشد مجازی تا سر گیر
 وعدہ انش کرم مجھے رواں ۞ وعدہ نامل شد رنج رواں

== ترجمہ ==

- ① (غرض) اس حکیم کے وعدوں اور مہربانی (بحیرہ یا توں) نے اس بیمار کو (ذکا کی) خوف سے مطمئن کر دیا۔
- ② سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں (ذاتی وعدے (دل کو) بے چین کرتے ہیں (کہ پھرے ہوں گے یہ نہیں)۔
- ③ اہل کرم کا وعدہ (وہ) خزانہ ہے (جنس کا فیض ہمیشہ جلدی رہنے والا ہے) نامالحق کا وعدہ رنج جاتا ہوتا ہے۔

وہ خفیہ اسباب تدبیر کے ساتھ غریب عرض کئے جائیں گے۔

- ④ ان اسباب کی طرف توجہ نہ کرنا اس حیرانی کا سبب ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ توجہ کرنے کے بعد نفع ہوا شروع ہو جائے گا "و افوض امری الی اللہ ان اللہ یسیر بالعباد"
- ⑤ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانی سے مونی کی چابی بن جائے گی۔

۱۵ اللہ اللہ یہ کتنی بڑی دولت ہے اگر کبھی کبھی اس کے دولت عظمیٰ ہونے کا احساس بھی ہو جائے تو سب پریشانیوں کا فور (ختم) ہو جائیں اور اگر طبی پریشانی کی کچھ ضرورت ہو جائے تو عقلی سکون وطمینان ہونے سے وہ عقل پریشانی اذیت دینے والی نہ ہوگی پھر وہ پریشانی کہلانے کی مستحق نہ رہے جیسے محبوب اپنے عاشق کو لے کر تیز دھوپ میں بیٹھ جائے دھوپ سے بدن ضرور گرم ہوگا مگر روح خنڈی ہوگی اور اس وقت اگر محبوب کہے کہ میں تو یہیں بیٹھوں گا اگر تھکے تو دھوپ ناگوار ہو مجھ سے دور رہو میں جا کر بیٹھ جاؤ اس وقت یہی کہے گا نہ ہر کئی دلیل بود خرم نشین ﴿﴾ فوق گردوں ست نے قمر زمیں ہر کجا یوسف دے باشد جو باد ﴿﴾ جنت ست آں گرچہ باشد قمر چاہ ہاتو دوزخ جنت ست ایماں فردا ﴿﴾ بے تو جنت دوزخ ست اے دربار

== شریعت محمد ==

- جس جگہ محبوب غشی سے رہتا ہے وہ تو آسمانوں سے بھی اونچی جگہ ہے وہ جگہ زمین میں نہیں ہے۔
 ۱ جہاں چاندی صورت والے یوسف علیہ السلام ہوں وہ جہر تو جنت ہے اگرچہ وہ کوئیں کی گہرائی کی کیوں نہ ہو۔

● اے محبوب! تیرے بغیر تو جنت بھی دوزخ ہے اور تیرے ساتھ دوزخ بھی جنت ہے۔

- ۱ خط کے اس جزو سے خفیہ اسباب کی تعیین و تخصیص ہوتی ہے ان اسباب کا حاصل دو جز سے مرکب ہے ایک جزو خاص قسم کے خیالات جن کی کچھ مثالیں بھی اس عبارت میں لکھی ہیں اور جن کو آپ وہم اور خیالات کہتے ہیں اور جن کو آپ پریشان کرنے والے کہہ رہے ہیں۔ دوسرا جزو ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور فرماتا ہے۔ جب سبب کی تخصیص ہوگی اور علاج کی حقیقت (پیماری کے) سبب کو دور کرنا ہے۔ سبب دو چیزوں سے مرکب تھا جو ابھی مذکور ہوئے تو اس کے ازالہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت پہلے جزو کو ختم کرنا یعنی خیالات کا بند ہونا سوچنا یہ خیالات غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کا بند کرنا بھی غیر اختیاری ہے اور اکثر اہل طریق اسی کوشش میں لگ جاتے ہیں اور ناکامی سے پریشان ہوتے ہیں۔ ناکامی لازم ہے کیونکہ غیر اختیاری بات کی کوشش غیر مقدور (یعنی قوت سے باہر چیز) کی کوشش ہے چونکہ وہ اس کوشش کو نہیں چھوڑتے اس لئے پریشانی ان کو نہیں چھوڑتی تو گویا اپنے ہاتھوں میں جلا ہوتے ہیں۔ ابتداء تو اس مرض کی مرض نفسانی ہے پھر اس کے غلبہ سے قلب و دماغ وقف ہو کر امراض جسمانیہ کی طرف بڑھ جاتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ علاج کا یہ صورت بالکل غیر اختیاری ہے۔ بعض لوگ اس کے متعلق اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ (جو لوگ باطنی

نوت سے کوئی کام کرتے ہیں) کی تلاش میں پڑ جاتے ہیں۔ پہلے تو ایسے شخص کا ملنا خود غیر احتمالی ہے اور اسی انتظار میں عرض کرنا ہے دوسرے اگر کوئی ایسا مل بھی گیا اس کے تصرف سے عارضی طور پر کچھ آہدہ کمزور ہو جاتا ہے جس سبب کا خاکہ ہمیں آگے اس سے جدا ہونے کے بعد پھر ملوث آتا ہے۔

علاج کی دوسری صورت دوسرے جز کو ختم کرنا ہے۔ یعنی ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور کرنا (یہ ختم کرنا ہے) اور علاج کی یہ صورت اختیاری ہے اس لئے اختیار کرنے کے لئے یہی صورت ممکن ہوگئی۔ اسی کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہوں اور نمونہ کے طور پر ان مثالوں کو بیان کے لئے اختیار کرتا ہوں۔

پہلی مثال کی حقیقت صحت کا مطلوب ہونا۔ دوسری مثال کی حقیقت جنوں کے مرض سے بھگنا۔ تیسری مثال کی حقیقت ایمان کے باقی رہنے کا مطلوب ہونا۔ چوتھی مثال کی حقیقت ایمان کے زائل ہونے سے بھگنا۔ اب سمجھئے صحت اور ایمان دونوں شرعی طور پر مطلوب ہیں اگرچہ مطلوب ہونے میں دونوں مختلف ہیں۔ ان کے مطلوب ہونے کے لئے ان کی ضد سے بھگنا ضروری ہے۔ یہ بھگنا جن چیزوں کی وجہ سے ضروری ہے (یعنی صحت اور ایمان کا باقی رہنا) ان کو شرعی طور پر اچھا ہونا ضروری ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ چاروں (جو اوپر ذکر ہوئے) اچھے ہیں برے خیالات نہیں ہیں۔

اگر یہ شہد ہو کہ دوسری مثال میں خودکشی کا خیال کیسے اچھا ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ خیال جان بوجھ کر اور اختیار سے آئے تو بے شک برا ہے لیکن جب غیر اختیاری ہے تو غیر اختیاری (خیال) شرعی طور پر برا نہیں ہوتا تو (اس سے معلوم ہوا کہ) یعنی طور پر برا نہیں رہا۔

اب رہی یہ بات کہ پسندیدہ ہونا تو (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) اگر پسندیدہ نہ بھی ہو تب بھی گناہ سے بچنے اور گناہ ہونے کی وجہ سے اس پر جو پریشانی ہے اس پریشانی سے بچنے کے لئے برا ہونا بھی کافی ہے پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس (پریشانی) کی وجہ ایمان کے زائل ہونے سے بھگنا ہے اور یہ بھگنا پسندیدہ ہے اگرچہ صورت (یعنی خودکشی) کے اعتبار سے پسندیدہ نہ ہو۔ اگر پسندیدہ ہونا کچھ مشاٹ آئے تو برآمد ہوگا بالکل ظاہر ہے اور وہ بھی کافی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ان چار مثالوں کے علاوہ دوسری جو خیالات غیر اختیاریہ ہیں جن کی طرف خط میں ”ذغیرہ“ کے عنوان سے اشارہ کیا ہے وہ یا پسندیدہ ہوں گے یا ضرور برے تو نہ ہوں گے ان خیالات کی یہ حقیقت ہے اور حقیقت کے اعتبار سے شریعت نے ان کو معاف فرمایا ہے پھر مومن کا ان سے پریشان ہونا بالکل بے معنی ہے اور حقیقت میں یہ ایک شیطان کا جھوک ہے کہ مومن کو پریشان کرنے کے لئے ان خیالات کو ایک ہی ایک شکل میں

چشم کرتا ہے لیکن مومن کو شیطان کے مقابلہ میں قوت سے کام لینا چاہئے اور اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کی ہمت پست ہو جائے اور کو جوا بھی مذکور ہوگا چشم نظر رکھنا چاہئے۔ اور بالکل پروا نہیں کرنا چاہئے تاکہ شیطان کی ہمت پست ہو جائے اور وہ اس کا چمچا چھوڑ دے۔ اسی لئے شیطان اس شخص سے بہت گھبراتا ہے جو ان حقائق کو ظاہر کر کے اس کے جہل کو توڑ ڈالتا ہے اس مضمون کو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ اور مومن کی وہی قوت کو اور شیطان کے اسی ضعف کو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "انه لیس له سلطان علی الذہن امتوا وعلی ربہم ینوکلون" جو مومن ہیں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے "ان کیدا الشیطان کان ضعیفا" شیطان کا راز کزور ہوتا ہے۔ یہ تو ان خیالات کی حقیقت تھی۔

اب اثر کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ عموماً قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر اجر ملتا ہے۔ ان (وساوس) کا تکلیف ہوتا ظاہر ہے تو اس میں بھی اجر ملے گا اور اجر پر خوش ہونے کا حکم ہے۔ اس لئے ان (خیالات کے آنے) کا تقاضا یہ ہے کہ ان خیالات کے آنے سے سرور ہو جائے کہ اگرچہ مردود کی طرح اس بوجھ سے گردن ٹوٹ رہی ہے مگر اجرت بھی تو ملے گی اور اگرچہ اس اجر کے ملنے کا وعدہ آخرت ہی میں ہے مگر اکثر دنیا میں بھی یہ بوجھ اتار دیا جاتا ہے "کما قال تعالیٰ الہم نشر عنک صدرک ووضعتنا عنک وزرک الذی انتقض ظہرک" (اے محمد ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سید کھول نہیں دیا اور جو بوجھ آپ پر تھا اس کو اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ احادیث میں خود حضور اقدس ﷺ کے قہر کی کیفیت آئی ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ پہاڑ پر سے گر کر جان دینے کا خیال ہوتا تھا لیکن دنیا میں نہ بھی اترے تو اس کے لئے بھی تیار ہوتا چاہئے عیدیت (بندگی) کیلئے ہے۔

پس زبوں و سوسہ ہاشی دلا ﴿﴾ مگر طرب را باز دینی از بلا
مگر مرادت را مذاق شکر ست ﴿﴾ بے مرادی نے مراد دلیر ست
ناخوش تو خوش بود بر جان من ﴿﴾ دل فدائے یاد دل رہبان من

﴿تذکرہ﴾

- ① تم بالکل مغلوب و سادہ سمجھے جاؤ گے اگر تم محبوب کی خوشی اور معیبت میں فرق نہیں کر دو گے۔
- ② اگر تمہاری مراد کا مزہ چٹھا ہے — تو کیا بے مرادی و لبر کی مراد نہیں ہے۔

۱ بجھے اپنے پار کی ناگواری بھی گوارا ہے ہر اول اپنے پار پر فدا ہے۔

اگر کوئی حقیقت جاننے کے باوجود اس سے گھوایا تو محبوب کی صرف سے وہ اس خطاب کا مستحق ہے۔

تو بیک زخمی گریزانی از عشق ❀ تو بجز نای چہ میدانی ز عشق

ترجمہ: ”تو ایک زخمی گریزانی از عشق سے بھاگ رہا ہے۔“ تجھے تو صرف عشق کا نام ہی معلوم ہے۔“

یہ عام نصوص کے اعتبار سے تقریر تھی اور ایسے وسوسوں کے باب میں خصوصیت کے ساتھ بھی نصوص آئی ہیں کہ حضرات صحابہ نے ایسے وسوسوں کی شکایت کی جن کو زبان پر لانے سے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند تھا۔ حضور نے ان کے جواب میں یہ ارشادات فرمائے ”لحمدا لله الذی رد کبدہ الی الوسوسۃ“ (اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو دوسرے تک رکھا) اور ”ذاک صریح الایمان وامثالہا۔“ (یہ تو ساف ایمان ہے)

یہ فرض ہے کہ اگر شریعت کے خلاف وسوسے آئیں ان کو پاگل سمجھے بس کافی ہے۔ اس لئے شکر کا حاصل یہ ہوا کہ یہ ایک غیر اعتقادی مجاہدہ ہے جو اگر کاسبب و علامت ایمان ہے حتیٰ کہ اگر مرتے وقت بھی ان وسوسوں میں جتنا رہا (اگرچہ آخرت کی توبہ کی وجہ سے یہ بھٹا نہیں ان (وسوسوں) کی طرف توجہ دیتی ہیں لیکن اگر فرضاً یہ بھٹا بھی) تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ جس طرح بعض سخت بیماریوں میں مرنے سے شہید ہونا ہے یہ بھی سخت بیماری ہے اس میں بھی شہید مرے گا۔ الحمد للہ کہ مقصود ہی جزو کافی حد تک بیان میں آ گیا۔

۲ تکلیف ہی سے تودرجات بڑھتے ہیں۔

زاس بلایا کانیا برداشت ❀ سرہ چرخ غم افرشتہ

ایں بجائے دست تلخیر شامت ❀ ہیں دویہ آل سو کہ تعمیر شامت

ترجمہ: ===

۱ انبیاء علیہم السلام نے جو بد نہیں برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجات ساری حقوں سے بلند ہو گئے۔

۲ یہ دوست کا آزمائشیں پاک کرنے کے لئے ہے سوائے اس طرف چلو جہاں تمہیں بتا ہے۔

برداشت کرنے اور روکنے کی ضرورت نہیں تاہنا برداشت اس لئے کیا جاتا ہے کہ وسوسوں کا سلسلہ بڑھے نہیں لیکن اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ بدصورت بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ نہ ان پر اختیار ہے اور نہ ان کو اعتقادی طور پر

پاکل محل سمجھا جاتا ہے پھر یہ دھنا بھی نقصان دہ نہیں، جی ضرورت جوابات دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس سے پریشانی بڑھتی ہے۔ اس کا رد یہ ہے کہ جواب دینے اس طرف توجہ کرنا ہے اگرچہ دور کرنے کے لئے تو دور اس سے کرنے کی ایسی مثال ہے جیسے بکلی کے تاروں ہاتھ سے پکڑ کر بنا دے تو وہ (بکلی) اس صورت میں بھی پکڑنے کی صحیح تدبیر یہی ہے کہ اس کی طرف نہ لائے اور نہ دور کرنے کے لئے پاگل بھی توجہ نہ کی جائے۔ دوسرا حدیث "رک جائے" کے بھی معنی ہیں۔

(۱۲، ۱۳) ایسے واقعات بھی: رسولی (دنہ مکے عالم سے) ہوتے ہیں یعنی یہ اپنی (قوت) حتمیہ کا تصرف ہیں ہے اور بھی حکمرانی (فرشتوں کے عالم سے) ہوتے ہیں۔ معنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کسی بھی اہلیہ کو کسی مانوس صورت میں سکون دینے کے لئے ظاہر فرمادیتے ہیں اور جس کی صورت ہوتی ہے اس کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے ہاں بھی کبھی عادت کے خلاف جس کی صورت ہوتی ہے بھی اس کے عارضے سے اور کبھی اس کے اردے سے بھی ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ میں اس مقام خلاف عادت سے خالی ہوں یہاں اوپر والی دو صورتوں میں سے ہر صورت کا احتمال ہے اور ہر عارضہ میں آپ کے لئے یہ بھی مدد ہے۔

(۱۴) خدا تعالیٰ اب آپ کو اپنی صحت و قوت عطا فرمائے کہ آپ یہ خوشخبری سنا دیں کہ آج بالکل مصلحتیں ہیں رسولی کے سب حالات نکھر رہے ہوں نشاط ہے قوت ہے، خوشی ہے دسرت ہے اور کامل صحت ہے۔ دانساں فرما

فیقول: ۱) یہ کہ مضمون مفید تھا اور مقدار میں زیادہ تھا اس لئے اس کا ایک شب اور بھی تجویز کرتا ہوں۔ "تقدیس القلمی عن تقدیس النیبی۔"

تتمہ تقدیس القلمی

یعنی کاتب خط ہالا کے دوسرے خط کا جواب

اے طیبیب جملہ علت ہائے ما

اے میری ساری بیماریوں کے طیبیب

سلام مستون حسب الارشاد روزانہ بعد اللہ اس کو پڑھتا ہوں اور کئی بار پڑھتا ہوں سکون حاصل ہوتا ہے سہل (دست آور روز) و ایام رحمت (ایک دو) ہے جو دماغ کی صحت اور مسلسل کے کام آتی ہے) کا سلسلہ شہر ہر

چوب چینی (گلابی کی قسم کی ایک روا) کا شرائط کے ساتھ دور شروع ہو گیا۔ آج ساتواں دن ہے کمرہ کی روشنی اور جواہریت کم کر دی گئی ہے گویا قید خانہ میں ہوں۔ ہر وقت ایک وحشت ہے۔ منہ اقدس کے سوا کوئی بات سکون دینے والی نہیں ہے۔ ہر کی میں ابھی طرح پڑھا بھی نہیں جاتا مگر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بار بار پڑھتا ہوں مسہل (دست آور روا) کے بعد سے اختلاجی دورے بہت کم ہو گئے ہیں اور دفی تکالیف میں اضافہ ہے۔ چوب چینی کی بھاپ سر اور گردن اور سینہ کو دی جاتی ہے۔

پہلے عریض میں جو چار باتیں جن کو میں وہم اور خیال کہتا ہوں لکھی تھیں وہ سارے وہم اور خیالات کی اصل ہیں باقی سارے خیالات ان کی فرع (شاخیں) ہیں۔ شریعت کے خلاف کوئی خیال یا کسی کا خیال الحمد للہ کبھی نہیں ہوتا اور جہاں تک مجھے یاد ہوتا ہے کبھی نہیں ہوا۔ صرف دیوانگی اور جنوں کی پریشان خیالات خود کشی کا وہم موت کے بعد کے واقعات اور اسی طرح کے وہ باتیں جو صرف آخرت سے تعلق رکھتی ہیں ہر وقت اور ہر حال میں پیش نظر رہتے ہیں۔

ہمارا اقدس میں جس وضاحت و لطافت سے مجھ دوانے کی تسلی فرمائی تھی ہے اس کے شکر یہ کی طاقت نہیں۔
چند معجزات کی گرائی ذات حکیم الامت سے جتنا جوں کی مددگار اور بیماروں کی ٹھیب ہے۔
ﷲ ﷲ کرے اور یہ اوصاف زیادہ
ایک بھکاری دعا کے سوا اور کیا یہ پیش کر سکتا ہے۔

جَنَابِ: محیی و محبوبی عافاکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم وعلیٰ اٰلکم ووجہی الیکم سے
زورست گوہر خود زیر بادم ﷲ کہ از بالا بلندوں شرمسارم
تو چہ کہ ”میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے خود زیر بار ہوں۔“ کہ بڑے رتے والوں سے شرمندہ
ہوں۔“

جواب میں کوتاہی کا سبب مہمانوں کی کثرت ہے جس کی وجہ سے طبعی طور پر شرمندہ خصوصاً طور پر آپ کے افتخار کا تصور کر کے قلب میں طعن ہوتی تھی آج بھی وہ رکاوٹ ہے مگر کچھ کمزور ہے اس کے ساتھ کچھ بے مروتی اُٹھایا تب اس آنکھ کی باری آئی۔ میں عیناً اس مشورہ سے شرمندہ ہوں کہ میرے ہمارے نامہ کو روزانہ پڑھا جائے لکھو کون چیزوں کے لازم کر لینے یعنی روشنی و ہوا کے بند ہونے کی خبر نہ تھی۔ اب کچھ اس عارض کے سبب کچھ غلات کی زیادہ واضح اور صاف ہو جانے کے سبب اس مشورہ کو دوسرے مشورہ سے بدلتا ہوں جس کا احتمال پہلے ظاہر بھی ظاہر کیا تھا یعنی مناسب موقع پر اولیاء کے تذکرہ کا شغل تجویز کروں گا اب اسی کی طرف لوٹا ہوں مگر

تاج تہذیبی کے ساتھ دو تہذیبی یہ ہے کہ اولیاء کے حالات ہی نے اولیاء کے مقالات (مقبولوں) تجویز کرتا ہوں اور متوسلے بھی خاص قسم کے جن کا اس وقت ایک خاص مادہ (مغذ) تجویز کرتا ہوں یعنی احیاء العلوم عربی یا اردو جو مل جائے۔ اس کی کتاب اگرچہ کاجو کہ چوٹی جہد میں ہے مطلقہ بلکہ مطالعہ میں ٹھکانا مطلوب ہے اس لئے سننے کا شغل رکھئے۔ اگر اس کا کوئی خاص جزو زیادہ سکون بخش ہو تو خصوصیت سے اس کا زیادہ زکرا اور ایک بار قلم ہونے کے بعد پھر اس کا اعادہ (کیجئے) اور جس روز سستی زیادہ خیال آئے اس روز ناغہ کر دیجئے۔ جس دن سستی کم اور خیال زیادہ ہو تو زیادہ مقدار کرو دیجئے اور دونوں کی کمی یا دونوں کی زیادتی میں مقدار درمیانی رکھئے لہر جب دروغ پر سے پریشانی کا اثر کم ہو جائے اس وقت احیاء کی کتاب ”المحبۃ والنشوی والانس والرحہ“ کا اسی طرح شغل رکھئے یہ بھی بعد رابع میں ہے۔

ان سب تدابیر کے ساتھ مشترک تدبیر یہ مراقبہ و استحضار (کرنے) کہ ہم اپنے اندر تصرف کرنے والے کون ہیں یا تجویز کرنے والے (کون ہیں) محبوب حقیقی ہی کو تصرف اور تجویز کا حق ہے اور وہ جو تصرف و تجویز فرمائے ہیں سب خالص خیر ہے اگرچہ اس وقت ہماری سمجھ میں نہ آئے بعد میں آجھی جاسے ہاں جن اعمال کا ہم کو حکم فرمایا ہے وہ خود ان کا تصرف ہے اس کا اہتمام یہ اپنے تصرف نہیں ان ہی کے تصرف کو تسلیم کرنا ہے۔ اس کے ساتھ اس یقین کا تازہ اور قوی کرنا کہ اگر ان کے کسی تصرف سے جو بندہ سے برداشت نہ ہو سکے صحت برباد ہو جائے بلکہ جان بھی ختم ہو جائے تو ایسے تصرف سب سے بڑی رحمت ہے ۔

عاشقوں جام فرح آئندہ کشید کہ بدست خویش خواباں شان کشید
نہو اسماعیل پیش سر بند شد و خنداں پیش تیش جاں بد
تا زمانہ چاند خنداں تابد نہو جاں پاک احمد با احمد
آں کے راکش چنیں شہ ہے کشد سوئے تحت و بہترین جا ہے کشد
نیم جاں مبتلا و صدر جاں دہد انچہ در و ہمت نیاہ آں دہد
مگر ندیدے سود او در قبر او کے شدی آں لطف مطلق تہر جو
ظفل میلر راز تیش اہتمام مادر مشفق دراب فہم شاد کام

— تہذیب —

- ① عاشق لوگ (بچی) خوشی کا پیالہ اس وقت پیتے ہیں جب معشوق ان کو خواہنے ہاتھ سے قتل کرتے ہیں۔
- ② حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح (اپنے آپ کو قربانی کے طور پر پیش کرنے کے لئے) اس کے آگے

سرکہ کڑھی خوشی اس کی چھری کے آئے ہاں دے دے۔

۱ تاکہ تیری ہاں (ان مجاہدوں کے اچھے نتائج کی وجہ سے) ہمیشہ کے لئے خوشی کے ساتھ کھلی رہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پاک جان (اپنی تسلیم و رضا کی وجہ سے) حضرت امیر (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ قرب حاصل کر کے خوش ہے۔

۲ جس شخص کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے تو وہ اس کو (حقیقت میں قتل نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ کی نبوت کے تحت اور بلند ترین درجہ کی طرف لے جاتا ہے۔

۳ (وہ) آدمی جان لے گا تو سوا نہیں دے گا بھی اور وہ (انعام) دے گا جو تمہارے خیال میں بھی نہ آئے۔ اگر وہ اس پر لہر کرنے میں اس کا فائدہ نہ سمجھتا تو وہ مجسم ہونے کے باوجود کیوں (ایسا) غصہ اڑھاتا۔

۴ بچہ بچنے کے ذم سے ڈر کر کانپتا ہے (لیکن) محبت کی ذریعہ (اس کے) اس فہم میں (بھی) اس کے بچنے لگوانے میں (خوش ہے) کیونکہ یہ ذم صحت کے لئے مفید ہے۔

نیز یہ بھی پیش نظر رکھا جائے۔

زاں بادبا کانبیاء برواشتہ ﴿﴾ سرہ جرخ ہفتمین افراشتہ
تشریح: ”جو آزمائشیں انبیاء (علیہ السلام) نے برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے وہ بے
مادی مخلوق سے اونچے ہو گئے۔“
نیز اس کو بھی ملاحظہ کیا جائے۔

تو یک زنی گریزانی رشتن ﴿﴾ تو بجز نامے پہ میدانی رشتن
وہ بہر زنی تو پرکین شوی ﴿﴾ پس کجا صقل جو آئینہ شونی

== تشریح ==

۱ تو ایک ذم رکھا کر رشتن سے گریز کر رہا ہے تجھے رشتن کے نام کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہے۔
۲ اگر تم بہر ذم پر کینہ سے بھر جاؤ گے تو تمہارا دل کس طرح صاف ہو سکتا ہے۔ (یعنی جب شیخ کی اصلاح و تنبیہ پر ناک بھون چڑھاؤ گے تو تمہاری اصلاح کیسے ہوگی جیسے آئینہ کو خوب رگڑا جاتا ہے تو جب وہ صاف ہوتا ہے یہی حال شیخ کی اصلاح کا سمجھنا چاہئے)۔ (غلبات سیم دوست، ص ۳۳۱، صرف میر)
اور اپنے لئے یہ مذہب اختیار کیا جائے۔

جوست تقسیم خدا افراشتن ﴿﴾ خورشین ر خاک و خارے دانشین

چست توجید خدا آموختن ﴿﴾ خوشن را پیش واحد سوختن
گر بخندنی کہ بفروزی چو روز ﴿﴾ ہستی بچوں شب خود را بسوز
== شوق ==

۱ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو نمایاں کرنے کی کیا صورت ہے؟ اپنے آپ کو خاک اور کانٹے (کی طرح حقیر و عاجز) بنالینا۔

۲ توحید خدا عمل میں لانے کی کیا صورت ہے؟ (تو وہ یہ ہے کہ) خود کو واحد خدا کے آگے فنا کر دیتا ہے۔

۳ اگر تم دن کی طرح روشن ہونا چاہو تو اپنی ہستی کو جورات کی طرح (تھریک) ہے بنا کر دو۔

اور ان مراقبات لغویہ توحید یہ عشقیہ عہدہ کی تبدیل کے لئے کہ کبھی ان مراقبات سے مجب اور استغنا (سب پر مائی) دھوی کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ دعا و التجا اجتہاد (عاجزی) کا عمل بھی ضروری بلکہ ان مراقبات سے زیادہ رکھا جائے کہ یہ بھی تغویض کا ایک حصہ ہے جیسے اوپر جن اعمال کا حکم ہے کے اجتنام میں اس کی تقریر مگر مری ہے اعمال کی طرح دعا کا بھی حکم ہے۔ یہ حکم عبد کو عبد میں ایک تصرف ہے اس کا اختیار کرنا اس تصرف کو تسلیم کرنا ہے اور یہ ہی تغویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا) ہے۔ یہ ہے وہ طریق جس کو سلی نظر والا دو صدوں کا ایک جگہ منع سمجھ کر مشکل سمجھتا ہے اور یہ حقیقت میں دو ایک طرح کی چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا ہے۔ یہ ہے دوست جس کو اس وقت پیش کرتا ہوں اور عنایت حق ہے کہ تھوڑی عبادت میں بہت سارے معافی آگئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ تمام جسد اور روح کی اصلاح کے لئے کافی ہوگا۔ "فخذلوه وکلوا حنیئا مرینا واللہ الشافی الکافی والسلام۔" تمت البتہ

مثال: اسی طرح اس سے بھی طاعت کی نیت کے وقت میں جو وساوس وغیرہ طلعت کے بلا اختیار پیش آتے ہیں ان کے دور کرنے کا کیا علاج ہے۔

تحقیق: وساوس اخلاص میں رکاوٹ نہیں ہیں پہلے تو وہ غیر اختیاری ہیں دوسرے نماز سے وہ تو مقصود نہیں۔
مثال: نماز کے ارادے کے وقت تکبیر تحریر سے کچھ پہلے کوشش کرتا ہوں کہ غیر طاعت کا دوسرا قلب میں نہ آئے مگر پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔

تحقیق: ذر کس بات کا ہے اخلاص کے خلاف نہ ہونا اور معلوم ہو گیا لیکن اگر جان بوجھ کر (یہ وساوس) ہوں تو صدق (یعنی سچائی کے) خلاف ہیں مگر جب بغیر ارادے کے ہوں تو صدق کے خلاف بھی نہیں۔

مثال: اور اکثر تحریر توڑنے کی باری آ جاتی ہے۔

تحقیق: یہ تو حرام ہے۔

حَال: دوبارہ بلکہ تین بار نہایت اور اختصار کرنا پڑتا ہے اس خیال سے کہ تحریر کے وقت نہایت نہیں ہوئی اور عزم نہیں ہوا تحریر کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ سے۔

تحقیق: نسبت فعل اختیار کی ہے اس وقت دوسری طرف ارادے اور اختیار سے توجہ نہیں ہوتی چاہئے اور بغیر ارادے اور اختیار نسبت کے مخالف نہیں۔

حَال: اس لئے عرض کیا گیا کہ حضرت صلہ اس کے لئے مایہ مرست فرمائیں۔

تحقیق: اوپر سب عرض کر دیا۔

حَال: بہت دنوں سے یہ حالت ہو گئی ہے کہ کوئی شخص بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی اشارہ بھی شکایت کرتا ہے مثلاً بے وقت پانی پرنے سے بہت نقصان ہے یا اگلے کرنے سے زراعت خراب گئی وغیرہ وغیرہ تو تعب کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے اور نہایت سختی کے ساتھ جواب دیتا ہوں۔ لوگ برا بھی مانتے ہیں مگر کیا کروں میں چاہتا ہے کہ اس کو کھاجاؤں۔ یہ حالت ایسی ہو گئی ہے کہ مناجات قبول کی قسم میں جہاں کہیں آتا ہے کہ کتے گمراہ نہ کر میرے دل پر شیطان کو دخل نہ دے وغیرہ وغیرہ میں بھی دس پر بوجھ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی شکایت مبسوط ہوتی ہے اور شرم ہی آتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ ہم خود اپنے نفس کی شرارت سے برائی کر رہے ہیں چنانچہ بوجھ کر گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو پھر اس کے بدلے میں ہم پر کوئی آفت آنے تو اللہ مایاں کو ایسا کیوں کہیں کہ آپ ہم کو ایسا کرتے ہیں غرضیکہ برائی بھائی تو سب مناجات اللہ ہونا یقین کامل اور اسی پر ایمان ہے مگر برائیوں کو چاہتے ہو چھوٹی ہوں یا بڑی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں دلا پر بہت زیادہ بوجھ ہوتا ہے۔

تحقیق: حال اچھا ہے لیکن ایسی دعا میں شرکی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ازہم ہی نہیں آتی بلکہ شرکی نسبت (اللہ تعالیٰ سے) سختی ہے مثلاً یہ وہی کہ گمراہ ہو کر گمراہ کرنے کی تو نسبت نہیں کی بلکہ گمراہ نہ کرنے کی نسبت کی۔

حَال: سب سے پہلے پتی افکار حالات کی کوتاہی پر معافی طلب کرتا ہوں جو لاپرواہی سے نہیں ہوئی بلکہ ارادہ تو کرتا تھا مگر قلب میں چاہت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آج چند خیالات دہم میں ایسے آئے کہ ان سے حالت خراب ہونے کا فخر ہے طبیعت میں پریشانی ہے اور میں نے بہت چاہا کہ خود بخود ختم ہو جائیں تو حضور کو سرور کی تکلیف شدہوں مگر اب اس کا غلبہ دیکھ کر عرض کر رہا ہوں۔

① دنیا کی راحت کا دارالمناس صاف نہیں ہیں آخرت کی راحت بھی فضل پر موقوف ہے پھر اموال صالحہ مثلاً ذکر

تجدید وغیرہ کی مشقت اگر نہ بھی ہو صرف ارکان اسلام پر قائم رہے تو کیا حرج ہے۔ یہ شبہ شیطانی میرے قلم میں یہاں تک بیٹھ گیا ہے کہ تجدید کے وقت میں جاگ اٹھتا ہوں مگر پڑھنے پر قادر نہیں ہوں پہلے قصائے تجدید شرف کے وقت پڑھ لیتا تھا آج وہ بھی نہیں ہو سکا۔

تحقیق: خطرہ بالکل بھی پکڑ کی چیز نہیں مگر اس کا غلبہ و هجوم طبیعت کو بہت پریشان کر دیتا ہے دل پر بہت ہی غم و درحطاری ہو جاتا ہے سو یہ شرعی امراض میں سے تو نہیں ہے۔ اس حیثیت سے اس کا علاج ضروری نہیں مگر امراض طبعیہ میں سے سخت درجہ کا مرض ہے اس لئے اس کا علاج آسان اور تجربہ والا مختصر عرض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ خطرہ کی حقیقت نفس کا بلا اختیار کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونا ہے چونکہ یہ مسئلہ عقل کے یقین کرنے اور حکماء و علماء کے تسلیم کر لینے سے ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کے دور کرنے کا ارادہ نہ کرے نہ اس میں اور نہ اس کے اسباب میں غور کرے کہ اس سے زیادہ پلٹتا ہے بلکہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کر دے اس سے وہ برا خیال خود بخود دور ہو جائے گا اور اگر وہ پھر خیال میں آئے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی (قوت) ختم سے بالکل نکل جائے گا۔ اس کا کلی علاج یہی ہے حدیث میں جو ایسے وقت میں بعض اذکار یا مطلق ذکر کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے یہ علاج مستحب ہے۔

باقی محالجات جو شیخ کے نزدیک معمول کے ہیں جیسے تصور شیخ یا پاس انفاس یا اہم ذات کے نقش کا خیال کرنا وہ سب اسی نکل کے جزئیات ہیں۔ دیگر خطرات سے پریشان ہو کر ضعف قلب دل کی کمزوری یا خفقان یا افسانہ جسم یا کسی مرض کے پیش آنے کی نوبت آگئی ہو تو علاج مذکور کے ساتھ دل کو قوت دینے والی اور خوش رکھنے والی دواؤں اور اچھی عمدہ غذا اور عارضی مرض کی دواؤں کا استعمال بھی کیا جانا ضروری ہے چونکہ بعض سالکوں کو یہ گمان پیش آتی ہے جس سے ان کے خابری و باطنی انتظام میں خلل پڑ جاتا ہے اس لئے اس کی اصلاح عرض کر دی گئی اس علاج کو سہولت و اختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں احتیاج کر کے اس کا نفع ملاحظہ فرمائیں۔

از اشرف علی عفی عنہ مست مومن کافل مجاہد النفس بآرک اللہ تعالیٰ فی اہتمامکم اسلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کئی روز ہوئے آپ کا تھکا آ یا حالات معلوم ہوئے۔ ماشاء اللہ آپ کا ایمان بالکل کامل ہے، اس میں کسی طرح کا نقصان و خلل نہیں ہے۔ آپ نے جو حالت لکھی ہے اور اس کو ایمان کی کہی کا ذریعہ سمجھا ہے یہی حالت آپ کے کان ایمان کی دلیل ہے۔ مگر چونکہ آپ کو ابھی علم کم ہے اس وجہ سے خوف اور قلق کا جہم ہو گیا ہے ورنہ

آپ کی حالت بڑی خوشی کے قابل ہے۔ دوسرے کی یہ حالت خراب وہ ایک دوسرے ہو یا ہزار ہوں آپ کو پہلی مرتبہ پیش نہیں آئی کوئی ایسا سالک و واصل الی اللہ نہیں ہے جس کو رستہ میں یہ گھائی پیش نہ آتی ہو۔ ان میں جو خود عارف یا کسی عارف سے تعلق و محبت و اعتقاد رکھتے والا ہے اس کی نظر میں تو یہ بالکل کچھ نہیں معلوم ہوتی ہے اور جو نہ جاننے والے ہیں وہ کل کو پہاڑ کر کے طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اے عزیز! سنا ہے وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَفِیٌّ سے بڑھ کر کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہیں ہوا۔ ان تک کہ یہ تھہر پیش آیا کہ قسم قسم کے وساوس نے گھیرا اور وساوس بھی ایسے جس کو وہ زبان پر لانا ناچل کر کھلکھلے ہو جانے سے ہتر اور سخت تر اور گراں تر و ناگوار جانتے تھے آخر انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا "ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ" یعنی یہ تو ایمان کی کھلی ہوئی نشانی ہے۔ دو وجہ سے اول اس لئے کہ چورہاں جاتا ہے جہاں متاع پاتا ہے۔ اس لئے اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب میں نہ ہوتا تو شیطان بالکل بھی اس کے پیچھے نہ پڑتا۔ یہ بتی وجہ ہے کہ اکثر نیک لوگوں کو وساوس پیش آتے ہیں اور جو ساق و فجار و شرار ہیں ان کو کبھی اس کا اتفاق ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ شیطان ان سے جب گناہ کر رہا ہے تو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے امر میں مبتلا کرے جس میں کسی قسم کا گناہ ہی نہیں صرف رنج ہی رنج ہے۔

دوسرے اس لئے ایمان کی علامت ہے کہ مومن نے جب اس کو برا سمجھا اس لئے کہ اگر اس شخص کے ایمان میں خلل ہوتا تو ان کفریہ خیالات کو حق سمجھتا، ان کو دل سے قبول کرتا، ان پر مطمئن ہوتا اور ان میں اس کے قلب کو اشراج ہوتا کہ اہیت نہ ہوتی جیسا کہ تمام کفار کو دکھایا جاتا ہے۔ جب اس شخص نے ان کو کفر و سمجھا تو ان کے ہند او کو حق سمجھتا ہے اور یکجا ایمان ہے۔

غرض ان وجوہ سے یہ ایمان کی علامت ہے۔ ہرگز ہرگز کفر نہیں بلکہ گناہ و مصیبت ہی نہیں کیونکہ گناہ وہ برا فعل ہے جو خود اختیار سے کرے اور چونکہ وساوس پر اختیار نہیں ہے اس لئے وہ گناہ نہیں ہو سکتے جب گناہ نہیں پھر اس پر پریشان ہونا فضل ہے۔

یہ تو دوسرے کی تحقیق ہے برے یا بھلے ہونے کی رہا اس کا علاج بس سارے علاجوں سے بہتر علاج جس کو اکسیر اعظم کہنا چاہئے یہی ہے کہ اس کا کچھ علاج نہ کیا جائے بلکہ جرات و دلیری کے ساتھ اور یقین و وعزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ جب یہ اللہ کے ہاں گناہ نہیں اور شرعاً کوئی مرض نہیں پھر کیا غم ہے بلکہ یہ معلوم ہو گیا کہ یہ دلیلی ایمان ہے تو اس پر رونا اور خوش ہونا چاہئے جب یہ شخص خوش ہوگا تو شیطان نے وہ دوسرے تو خاص اس لئے ڈالا تھا کہ یہ شخص غمگین ہوگا جب وہ دیکھے گے کہ یہ شخص تو خوش ہوتا ہے اور اس کا خوش ہونا اس

کو پتہ نہیں اس لئے وہ دوسرا دن بھڑکے گا اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہو جائے گی۔ اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پروا نہیں کیونکہ جب یہ مصیبت نہیں تو اس سے نجات کی ضرورت کیا ہے۔

جس طرح بے پرواہی اور لیرگی اور بے توجہی سے یہ قسم ہو جاتا ہے اسی طرح اگر اس سے ڈارے اور اس نے غم میں پڑنے اور ہلکی فکر اور رکھے اور سوچے تو یہ روز بروز بتا بتا کر چھٹا کر چھٹا کر ہٹنے سے متاثر نہیں ہوتا مگر خواہ مخواہ ایک دہائیات پریشانی ہوتی ہے۔ اس کے لئے عذاب یہ ہے۔ ہر دوسرے کا تفصیل کے ساتھ جواب سوچنا یہ کسی سے چھوٹا یہ مہر بقدر نقصان وہ ہے اس میں اس کو فورا کسی دیکھی جاتی ہے تو دو چار روز کے بعد پھر اس جواب میں کوئی خدشہ ہو جاتا ہے پھر دوسرے سے لگتا ہے اور نفس میں اچھا خاصہ ایک مناظرہ کا میدان گرم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو بالکل بھی اچھا نہیں کرتا چاہئے بلکہ اس سوچے پورے بجائے ذکر اللہ شخص رکھے کہ وہ دوسرا دوسرے کو قسم کرنے والا بھی ہے جیسا حدیث میں آتا ہے اور اس سے قلب میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے دوائیہ خیرات سے متاثر نہیں ہوتا جس طرح تقریر کا خاصہ حسن باتیں دیکھیں۔

① ایسے مسائل کی وجہ پر و نونہ کریں خدا کے دور کرنے کی فکر کریں۔

② اس کا جواب نہ سوچیں نہ کسی سے ہو پوچھیں کتاب و سنت کو بدل دیکھیں اور اس کے خلاف کو اعتقاد باطل سمجھیں اگرچہ کسی بات کی وجہ سمجھ میں نہ آئے اگرچہ قلب میں اس کا خطرہ آئے۔

③ ابھرتے تو یہ جانا کہ اللہ کے ذکر میں سوجھ بوجھ اور شرعیہ خواہاں متفقہ رہا اور کچھ اسی میں خیال لگائے رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب و ایمان میں روز میں ایک دن منٹ میں چوبیس تسکین و راحت حاصل ہو جائے گی اور پھر کبھی حیرانگی بھی نہ ہوگی اور اگر کوئی بات پوچھتا ہو تو بے تکلف بتا دیں و اسلام از خدا نہ بھرنے سئل: حضرت زکریاؑ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جب از شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ لا الہ کے وقت پر خیرا کرے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے اور کی جتنی بھی تھیں ہیں سب کو نکال کر پیچھے ڈال دیں اور اللہ کے وقت پر خیال کریں کہ صرف اللہ کی محبت قلب میں داخل کی۔ اب دوسرے پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بھی از شریف کے وقت پر ہی نہیں کریں اور حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہوگی مسلمان نہیں۔

چترائے: چونکہ رسول اللہ ﷺ کو موت میں خدا کی محبت ہے بلکہ سارے اہل اللہ کی محبت یہی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے اس لئے اس تعلیم میں مراد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں رکھیں ان کو پیچھے ڈال دیا اب کوئی اشکال نہیں۔ فقط

تلاوت قرآن میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حَال: احوال یہ ہے کہ اب کترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواظہ بھی پڑھنے لگا ہے۔ جس وقت تک پڑھتا رہتا ہوں اس وقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور فرما رہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں اتنی یکسوئی تلاوت قرآن مجید کے وقت نہیں ہوتی تاہم مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا اور کوئی وجہ جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق: وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن جو فرق ارادے کے بغیر ہوتا نقصان دہ نہیں ہے۔

نماز میں خیالات کا آنا اور اس کا علاج

حَال: نماز پڑھنے میں دوسرے کے خیالات بھی آتے ہیں اس وقت طبیعت کو بہت رنج ہوتا ہے۔
تحقیق: اگر ان خیالات (کہ آنے میں) ارادے کا دخل نہ ہو رنج نہیں کرنا چاہئے اور اگر رنج بھی ارادے کے بغیر آتا ہے تو یہ مفید ہے۔

ذکر کے وقت وساوس آنے کا علاج

حَال: اہم ذات کا وظیفہ شام کے بعد پہلے تو نجی آواز سے ہوتا تھا مگر اب بالکل دل میں رہتا ہے بہت ہوش کرتا ہوں کہ آواز سے ادا کروں مگر ناکامی ہوتی ہے۔ بلند آواز سے کرتے وقت طبیعت زیادہ رجوع رہتی ہے اور دل میں کرتے ہوئے کسی قسم کے خیالات دوسرے آتے رہتے ہیں۔

تحقیق: بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتے۔

حَال: پھر اس وقت خیال ہوتا ہے کہ جب دل دوسرے خیالوں کی طرف ہے تو پھر شاید اس زبان سے حروف ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو دوسرے عموماً رہتے ہیں۔

تحقیق: خدا دوسرے پھر بھی نفع ہے "فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یروہ" (کہ ذرہ برابر بھی عمل کرے گا قیامت کے دن اسے پائے گا) خصوصاً جبکہ خیالات اختیاری ہوں آپ کو انکسب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

ذات حق کے تصور میں وساوس کا علاج

حَال: تصورے مرمر میں مختلف خیالات پیدا ہوتے رہے مگر باقی نہیں رہے وہ ایک روز رہے اور جاتے رہے۔
کبھی تصور میں آدھ چاند آتا ہے کبھی اپنی جسم بہت سی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کبھی قلب ظرف (برتن) اور حق تعالیٰ

ذات مطلق (برتن میں) (حالانکہ ان اللہ علی کل شیء۔ محیط اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے) سر قلب کی طرف قریب کرنے کے وقت معلوم ہوا کہ قلب سے کوئی چیز ابھر رہی ہے اور یہ کیفیت باقی بھی ہے کبھی اپنا چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دنوں تک لفظ اللہ کا اصل اس ذات اللف پر مستعد (دور) معلوم ہوتا تھا۔

اب تو یہ حالت نہیں ہے ذات پاک کے لئے ایک تصور خیال میں ہے جو ہر قصین سے پاک اور کیفیت اور قصین قلب میں بلا کسی صورت و شکل کے تصور میں آتی ہے۔ ذکر کے وقت اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہاں وہ ذات پاک کہ (لا مثل لہ کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے) کہاں یہ خیالی تصور مگر ساتھ ہی اس کے ایک عجیب سرسرت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ کوئی شخص بھی بدل کر سامنے آ جائے اور وہ قص (جس کے سامنے آ جائے) اس کو پہچانے لے تو اس کے خیال میں تو وہ اصلی صورت ہوگی اور آنکھ کے سامنے دوسری یہی حال کترین کا ہوتا ہے مگر یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی حضور قلب کے وقت ظلمت اور نورانیت بغیر خیالی آنکھ اور خیالی تصور کے درمیان شعاع کی طرح کے تجلیات پیدا ہو جاتے ہیں موجودہ دیکھنے کی حالت کے درمیان میں مائل ہو جاتے ہیں جیسا کہ آفتاب کے دیکھنے سے شعاع آفتاب رکاوٹ ہوتی ہے وہی شعاع کی تیزی رکاوٹ ہوتی ہے اور یہاں شعاعی کیفیت ہوتی ہے۔

اب آج کل ایک نئی پریشانی ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ اکثر یہ خیال گزرتا تھا کہ اس عالم میں پیدا ہونے کے بعد جو دوری ہوگی کاش یہ (ماضی حال مستقبل زمانے وغیرہ کی) یہ تہنات مٹ جاتی اور وہی (مطلوع بودیم بادشاہ وجود اللہ تعالیٰ ساتھ رہے) بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے اور ذات حق کو ہر طرف (برتن کی طرح) رو جاتی اور یہ (ہندو) مطلق (برتن میں ہوتا) اور یہ حالت تصور کی تیسری حالت (جس میں دلی برتن اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس میں ہے) کے خلاف ہو جاتا۔

اب حضور اقدس میں گزارش یہ ہے عرصہ ایک ہفتہ دو مغرب کے بعد حسب معمول ذکر میں مشغول ہوا یہ معلوم ہوا کہ اپنا وجود ایک کالے نکتہ کی طرح ہے اور ذات حق اس کو گھیرے ہوئے ہے مگر قلب سے طمہ داس طرف بہت کشش ہوئی کترین توجہ نہ کرتا تھا کہ جیرو مشد کا فرمان ہے کہ قلب کی طرف متوجہ رہ۔ پس اگر کوئی اچھی حالت ہوتی تو قلب میں ہوتی جب یہ خطرہ دور نہ ہوا تو ذکر چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہو گیا۔ جب سے اب تک ایک کالائتہ اکثر اوقات رہتا ہے مگر اس زوروں کے ساتھ نہیں مگر یکسوئی میں رکاوٹ ہے۔

پیشکش: میں نے ان باتوں کے بارے میں غالباً یہاں کے زمانہ قیام میں ایک مکتوب میں مفصل (تفصیل کے ساتھ) فیصلہ لکھا تھا غالباً آپ اس کو بھول گئے اب دوبارہ اس کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرنا ہوں اور سب کا

خاصہ اس شعر میں ادا کرتا ہوں ہے

اے مردان از وہم و قال و قیل من ﴿﴾ خاک ہر فرق من و تمثیل من
تلاوتِ حمد: ”اے وہ ذات جو وہم اور قیل سے قبل و قال سے بلند و بالا ہے اس لئے میرے فرق کرنے
اور مثال دینے پر خاک ہو۔“

ہاں ایک ہمت پر خالص طور پر متقیہ (متوجہ، خبردار) کرتا ہوں آپ نے نمبر ۷ میں لکھا ہے ”برہنیں سے
پاک“ اور عام طور سے یہ جملہ صوفیہ کے کلام میں پایا جاتا ہے اس میں کثرت سے یہ غلطی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
سے تشبیہ کی نفی کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے ساتھ متعین نہیں کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز میں نظر
نہیں ان کو کسی چیز کے ساتھ دیکھ جائے) بغیر کسی قید کے اعتقاد رکھتے ہیں (کہ صرف اللہ تعالیٰ ہیں ان کا وجود
کہہ رہے اور بچے وغیرہ کسی شخص کو نہیں دانتے بلکہ تعین اور قید کے بغیر دانتے ہیں۔
بعض تو اس کو قید کے بغیر ہی کہہ دیتے ہیں اور اس کو کئی سمجھتے ہیں۔

یہ عقیدہ و قرآن وحدیث کی رو سے باطل ہے اور نہ اس کا بے کار ہونا یا نہ ہونا ضروری ہوگا کیونکہ کلی خود موجود
نہیں ہوتی ہے بلکہ اپنی جزئیات میں نظر آتی ہے (اس کو پاں سمجھیں) (یعنی کسی چیز کا کوئی نام ہو تو وہ نام اسی چیز
کے ساتھ نظر آتا ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے جیسے لکڑی سے چیز کا نام ہے وہ صرف لکڑی ہی میں نظر آتا ہے
لکڑی کے علاوہ یہ لفظ لکڑی کوئی چیز نہیں ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اشیاء سے ظاہر ہوتے ہیں ان کے بغیر خارج میں
کوئی وجود نہیں ہے۔)

بعض متفقیین کے کلام میں جو تعین کی نفی ہے یا اس جیسے دوسرے عنوان آتے ہیں اسے (ان کی) مراد بغیر
قید کی نفی نہیں ہے بلکہ ان کی مراد مثال (مشابہ) کی نفی ہے جس کی ممکن چیز کا تعین ہونا ہے (یعنی جب اللہ تعالیٰ
کے کوئی مشابہ ہی نہ ہوگا تو ممکن چیز کا وجود ہی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مشابہ ممکن ہی نہیں ہے تو اس کی نفی
سے ممکن کی نفی ہوگی) جبکہ کہ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مشابہ ممکن صفات سے پاک ہیں (کہہ ان کی مشابہت کا
مکان ہی نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تعین بھی ”لبس کعثنہ شیء“ (کہہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے)
نہ طرح ہے۔

دوسرے ریا کا علاج

حالات: بعض لوگوں نے جو میرے کلام اللہ شریف کے حق کی کیفیت مصوبہ کی تو میری تعریف کی۔ میں نے

اس سے نفس میں ایک قسم کی بٹاشت پائی اس وجہ سے مجھے اپنی نیت کے غلوں میں شہرہ واقع ہو گیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شغل غلوں نیت حاصل ہونے تک ملتوی کر دوں آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو۔

تحقیق: ہرگز ایسا نہ کیجئے بٹاشت کی وجہ سے نیت میں غلوں کے نہ ہونے کا شہرہ کرنا خود بھی غلط ہے درندہ شیطان کو ہر عمل صالح کے چمڑا بننے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آئے گا کہ لوگوں سے تعریف کراؤں اور آپ کو شہرہ میں ڈال دیا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح لوگوں کے لئے عمل کرتا رہا ہے اسی طرح لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑ دینا بھی ریا ہے۔ (عزم لراہ و عزم تریہ: ص ۷۷)

حکایت: بندہ کو نماز میں بہت دوساں ہوتے ہیں۔ ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے تیرا یہ فعل ریا ہے اور سمد (تعریف سننے کے لئے عمل کرنے) میں داخل ہے جو اکثر فرض نماز کے علاوہ باقی افعال حسنہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: صرف کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھانے کا ارادہ نہ کرے اور یہ بات بھی کامل لحاظ ہے کہ ارادہ اختیاری فعل ہے صرف دکھانے کا ارادہ بغیر اختیار کے آجائے ارادہ نہیں ہے۔ اس علم کو صحیح کر رہی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کی چابوت پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس کا مکمل علاج ہے۔

دوسرے ریا و عجب کا علاج

حکایت: کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: (اس کا) ارادہ نہ ہو تو نقصان دہ نہیں۔

حکایت: اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو اچھا گستا ہے اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ اچھا گستاقل کے اعتبار سے برا لگے ہو تو نقصان دہ نہیں ہے۔

ناشکری کے دوسرے کا علاج

حکایت: چوری ہوئی ہے اس کا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔

تحقیق: چوری کا حال حکیم... صاحب سے سن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استغفار (جسے رہنے) پر خوشی ہوئی ناشکری کا خیال عجیب ہے ناشکری جو بری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انعام کرنے والے سے تعلق نہ ہونے

کی وجہ سے دوبارہ جو چیز انعام کرنے والے کے بہت ہی قلعہ کی وجہ سے دوبارہ پسندیدہ ہے مگر چرچ اس کا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو وہ حقیقت میں ناشکری نہ ہوگی اگرچہ صورت کے اعتبار سے وہ۔

عجب کے وسوسہ کا علاج

حالات: دوبارہ عرض ہے کہ شہم خانہ کے اندر مسجد ہے۔ اس میں کوئی آدم نہیں ہے۔ ایک مظلوم انیس پارہ کے پر۔ اکثر وہ پڑھانے میں بند میں بھی کہہ دیتا ہوں کہ نماز پڑھاؤں۔ مگر وہ نماز کے مسائل وغیرہ سمجھ نہیں دیتے نہ تجویز کے مطابق صحیح قرآن پڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز تو اکثر پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مسائل وغیرہ... نماز وغیرہ سے بے واقف ہیں دوسرے اغلاط بھی اچھی طرح سے ذات میں ہوتے کہیں بڑی نماز تو خراب نہ ہو جاتی ہو اس سے بھی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خود نماز پڑھاؤں مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس خیال سے تو اپنے لوگوں سے اچھا سمجھنا پایا جاتا ہے۔

تحقیقی: نہیں اپنے کو اچھا سمجھنا لازم نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو بات علم و قرآن کے صحیح پڑھنے کی مضافاتی ہے اس فطیہ سے جو اس کو موط فرمایا ہے افسوس سمجھنا لازم آتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ چونکہ وہ اپنی ذاتی فطرت نہیں اس کے اپنے کو اچھا سمجھنے کا لازم ہونا بھی نہیں۔

نماز میں قلبی پریشانی کا علاج

حالات: نماز میں جس وقت ایسی خیالات آئیں ان کو کس طرح دور کیا جائے۔

تحقیقی: ذکر و قرآن کے اغلاط کی طرف متوجہ ہوجانے سے خیالات بند ہو جاتے ہیں۔

حالات: عید النسخی کے روز چار دن پہلے نماز و تلاوت ذکر میں بہت جی تھکا تھا اور بہت دلچسپی اور فرصت محسوس ہوتی تھی لیکن یہ حالت صرف دو تین دن ہی تک رہی۔ میں نے چاہا تھا کہ حضور سے دعا کروں کہ دل ایسے ہی تازہ وغیرہ میں گزارا ہے لیکن بعض مجبور ہیں کہ جب سے کوئی عریضہ ارسال نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حالت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی اور ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کی بحث کی نماز میں بالکل ہی جی نہ گا اور جب نماز اور ذکر سے زبردستی ہو کہ بالکل زبردستی کام کیا گیا ہے۔

تحقیقی: کچھ حرج نہیں احوال اگر رائج ہو چکے ہیں اور مدت آمد و رفت سے اگرچہ تکلیف ہو رائج ہو جاتے ہیں ذرا دل خود بخود کھلنے کے لئے تھکتے ہیں کچھ غم نہ بھیجے کام کرتے رہنے۔

حالات: بندہ کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ نماز و ذکر میں یکسوئی پوری نہیں ہوتی۔ خیالات آتے رہتے ہیں اگرچہ

میں اس کا یہ مذاق کرتا ہوں کہ نماز میں حفاظ جان ہو جو کہ ادا کرتا ہوں بلکہ معافی کو سوچتا ہوں اس میں زیادہ لطف آتا ہے جہاں معنی سمجھ میں نہیں آتے وہاں حفاظ ہی کو سوچتا ہوں مگر ایسا کرنے کے باوجود بھول ہو جاتی ہے۔ پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے پھر بھول ہو جاتی ہے۔ غرض ایک نماز میں کئی کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے مگر میں اس کو کبھی اپنی کم ہمتی سمجھتا ہوں کیونکہ جب اس کا حکم ہے تو ضرور احتیاطی فعل ہے اس کی بھی اصلاح اور مزید سبب دہانت فرمائیں۔

تحقیق: درمیانے طریقے سے اس کی بھی تہہ بہ تہہ دیکھیں زیادہ مبالغہ کرنے سے طبیعت ٹھک ہو جاتی ہے پھر کام سے ہی ہڑانے لگتا ہے۔

حکایت: اکثر میں اس عمل کو بفضلہ دلی پڑھے جاتا ہے لیکن اکثر میں اس سے نہایت وجہ بھید ہے کہ پڑھتے وقت دل الجھتا ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ اس جلدی سے پڑھ کر ختم کر دو اس سے طبیعت کو بہت سی زیادہ تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی بھی پروا نہ کریں جس طرح ہو پورا کر لیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ذکر کرنے کی برکت سے یہ پریشانی خود جاتی رہے گی ایمان رکنیں۔

مُتَوَال: احقر کو جو کچھ افکار پڑھنے کے واسطے فرمائے مجھے سمجھے وہ بفضلہ تعالیٰ روزانہ اوقات معینہ پر بلاناظر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات قابل گزارش نہیں معصوم ہوتی کہ نماز میں کسی طرح یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ یکسوئی کے لئے جتنی کوشش کی جاتی ہے اتنی ہی خیالات کی تزییناتی ہوتی جاتی ہے۔ اکثر ان خیالات کی وجہ سے نماز میں سکھ ہو جاتا ہے۔ اس وقت طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اپنا سر زمین پر دے ماروں۔

جواب: یہی قریضہ ہے کہ زیادہ کوشش کی جاتی ہے کیونکہ اس سے طبیعت پریشان ہو کر خلل (خیالات) پڑھ جاتے ہیں بلکہ توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی ہو جائے گی۔ مگر جس کے باوجود بھی پوری کامیابی نہ آوے تب بھی ایمان رکنیں چندوں میں اس طریقے سے ضرور ہوگی۔

حکایت: حضرت (کاتب خط ہدایہ مولانا محمد حسین صاحب آبدی مرحوم کے مرید ہیں۔ اور اب ذکر و قتل وغیرہ منظر مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی زید فیضیہم کے مشورہ سے کرتے ہیں۔ ۱۲) مرشد (مفتی محمد شفیع صاحب) نے جو تعلیم فرمایا اس کو عرض کرتا ہوں اور اس سے جو باتیں پیدا ہوئیں اسے بھی عرض کرتا ہوں اور اب جو سوز و درد حالت ہے اسے بھی عرض کرتا ہوں۔ آٹھ مہینے سے دکان پر بہت کم بیٹھا ہوتا ہے۔ صرف صبح کو دو تین گھنٹہ کے

نئے جانا ہوں دن بھر سودا سڑکی مسجد کے ایک حجرہ میں قبا پر اڑتا ہوں۔ نکلی معاش بھی گھوڑا کی۔ مگر روز بروز ذاتی حالت میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: ذاتی حالت کے باقی رہنے یا زیادہ ہونے کی فکر کرنا ہی پریشانی کی بنیاد ہے کیونکہ وہ غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری کے ساتھ ارادہ کا تعلق ناممکن ہے اور ممکن کی فکر کرنا یقیناً پریشانی ہے۔

حَال: بندہ کو ہمیشہ خدا کے فضل سے نواز پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اب ایک دیکھ ہلاک کرنے والی حالت میں چلا ہے کہ اس کے تصور سے بھی جی گھبراتا ہے۔ فرائض و واجبات بہت ہی تکلیف دے گا۔ ساتھ ادا کئے جاتے ہیں مگر نوازل ارادہ کے مطابق مثلاً بجائے ۱۲ رکعات کے ۶ رکعات بھی ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب اس کی وجہ سے اکثر کو سخت پریشانی اور ناامیدی ہے۔ امید ہے کہ حضرت دلا دعا اور علاج فرما کر تسکین فرمائیں۔

وہ یہ ہے کہ جب نماز کی نیت باندھ کر قرأت پڑھنا شروع کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی چیز نے زبان کو پکڑ لیا اور بہت سی جھڑکی ہو جاتی ہے اور سانس بھی بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی کبھی آخر تک تمام کرنے میں بے حد تکلف کرنا ہوتا ہے ورنہ سانس ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ حرفوں کو اپنے حکاراج سے لگانا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ آخر کار قلب میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگتی ہے پھر اس سے طبیعت بھی بے چین ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت جبری نمازوں کے مقابلے میں سرکاری نمازوں میں زیادہ محسوس ہوتی ہے اسی طرح طہارت قرآن مجید میں بھی بہت دیر لگتی ہے۔

تحقیق: اس کا سبب باطن کے دلدلالت نہیں ہیں بلکہ ضعف قلب ہے کہ قید سے گرم ہو کر پریشان ہونے لگتا ہے نماز میں دوسری غلعات کے مقابلے میں قید زیادہ ہے اس لئے اس پریشانی کا اثر اس میں ظاہر ہوتا ہے اور سری میں اور زیادہ قید ہے کہ دواز کو بند کرنا ہوتا ہے جس سے دل میں رکاوٹ جمات ہے میں بھی دوسرے افکار کے مقابلے میں قید زیادہ ہوتی ہے۔ پس اس کا علاج کسی طبیب کے مشورہ سے ہے۔

حَال: دوسرے یہ بات ہے کہ جو نمازیں میں پڑھتا ہوں بہت سی نمازیں ایسی ہوتی ہیں جن میں خلوص نہیں ہوتا ہے۔ امید کہ حضور اس کے بارے میں بھی کچھ بتائیں تاکہ میری نمازیں سچے دل کے ساتھ ہوں۔

تحقیق: آپ صدق و غلوص کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔

حَال: چونکہ حضور میرے پیرو مرشد ہیں اس وجہ سے حضور سے امید کافی ہے کہ کچھ وظائف ایسے بتائیں جن کی مدد سے میرے دل کی سیاہی دور ہو جائے اور مجھے نجات مل جائے۔

تحقیق: آپ کے ذہن میں سیاہی کی حقیقت کیا ہے۔

حَال: یہ خاصی توجہ را ایک نظر عنایت کا اہدوار ہے۔ ایک عرصہ سے زوت والا سے (خداوند کریم) اس کو درگاہ قائم رکھے۔ قلبی تعلق رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ صحیح ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اللہ دعا فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس سے مغلوب کو گھر اسی کے گڑھے سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے اور ذوقِ عبادت نکھار کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی انفس کے قائل ہے۔ پہلے میں کچھ کم ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب بہت ہی خوش رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب چمکتا ہوں اور حاجات مقبول کا درد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا۔ کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلدی آئے تاکہ کام سے چھٹی پا کر نماز پڑھوں اور انفعیہ سے اور شوق اس کا تھا۔

اب یہ حالت ہے کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے کہ کہیں جدو جہد ہو تاکہ فرائض کام کر لوں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو یہ اور خود نماز کا خیال ساتھ رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچھٹا ہے۔ غرضیکہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے۔ ذکر کرنے کا بھی کئی وقت اور دیکھنا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں۔ غیظ کا نہایت غلبہ ہوتا ہے اور کسی صرح استقلال نہیں ہوتا۔ حضرت کوئی دلیفہ اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائیں جس سے نفسانی وساوس دور ہو کر طمینانی قلب و عبادت کا ذوق حاصل ہو۔

تحقیق: کسی خاص دلیفہ میں کوئی ایسا خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں۔ اسی نے محققین کی تعلیم ہے کہ اس (جی لگنے) کا انتہاء نہ کرے کام میں لگا رہے۔ جتنی توجہ پہنچتی کر اختیار میں ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ بس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت تجھ میں بھی نہیں آسکتے۔ صل ہونے کے بعد نظر آجائیں گے۔

حَال: مگر نقص یہ ہے کہ اکثر نماز میں خیالات و فغرات دل میں آتے ہیں تریہ الزانک کے معاملہ سے کچھ میں آ گیا کہ خیالات کو دل میں آئیں تو روکنے کی کوشش کریں۔

تحقیق: لیکن کوشش میں مبالغہ نہ کریں اعتدال رکھیں اور اعتدال ہر شخص کا الگ ہے جس (کوشش) میں شہت زیادہ ہو یا اصل مقصود میں رکاوٹ ڈالنے لگے وہ اس شخص کا اعتدال نہیں اس سے بھی ہلکی پھلکی کوشش کریں۔

حَال: لیکن اگر وہ خیالات خود بخود آجائیں تو اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ ایک ایک لفظ

سورج سورج کر توجہ سے پڑھیں۔ یہ کیا ہے؟ نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر پڑھنے میں خاکہ مار بھوں جاتا تھا اور نماز میں بھوں بولی تھی۔ شاید اس کا سبب ذہنی کمزوری ہے۔

تحقیق: اس کا جربہ بھی اوپر ہو چکا کہ توجہ میں اعتدال رکھیں اعتدال کی تفصیل و تعیین ہر شخص حقیقت معنوی ہونے کے بعد اپنی اولت کے منسوب کر سکتا ہے۔

حکال: نماز ہندی سے پڑھ لینا ہوں تو نماز درست آجاتی ہے مگر پوری توجہ نماز میں نہیں رہتی اور اگر ابھتی اور توجہ سے ادا کی جاتی ہے تو اکثر بھوں ہوتی ہے۔

تحقیق: ہر شخص کے لئے پورا وجدانک ہے یعنی بالکل ہے تو مکی کے اعتبار سے وہ کام ہو۔

حکال: جمیعت میں دوسرا شخص یہ ہے کہ جس وقت خاکہ نماز یا حدیث قرآن شریف یا کوئی بھی ورد و وظیفہ شروع کرتا ہے تو دل میں پہلے بہت ہی شوق ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ کچھ غم نہ کرے مگر یہ شخص جاری رہے تو بہتر ہے مگر غمزدگی ہی دیر میں طبیعت گھبراتے لگتی ہے اور یہی چاہتا ہے کہ اگر اس کو ختم کر لوں تو اچھا۔

تحقیق: جب زیادہ گھبراتے لگے تو جلدی ختم کر دیا جائے یہ غم رہے اور غم میں حکام میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

حکال: ان دنوں یوہ کی وجہ سے بندہ اکثر پریشان رہتا ہے خاکہ سارا اس بارہ میں ارشاد اہل کا خضر ہے گا۔

تحقیق: پریشانی کی وجہ نہیں "لا یكلف الله نفسا الا وسعها" (اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں دالتے ہیں) اور ہر شخص کی طاقت و برداشت الگ الگ ہوتی ہے اور ہر شخص کی تفصیل کوئی ہے۔

حکال: اپنے ایک مرض کا مدد ملنا آج خاص طور سے غمزدگیاں چاہتا ہوں۔ جیسے اس کو لوگ دن کی کمزوری پر اعتدال قصب کہتے تھے آج کل عام طور پر عصب کی کمزوری کہتے ہیں۔ دن و رات خوشی و غم کی ہر شے سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہوں وین و دنیا کے ہر کام میں گھبراہٹا ہوں۔ ہر بات میں جلد بازی سب بھتی رہتی ہے علمائے قلب و لکین جس کو کہا جاتا ہے۔ اس سے بائیں محرم ہوں۔ خواہ وقت کافی موجود ہو اور کوئی خاص کام نہ ہو لیکن نماز و ذکر و وظیفہ وغیرہ کو اس طرح جلدی کے ساتھ ختم کر دینا چاہتا ہوں کہ جیسے کوئی آفت آ رہی ہے۔ دلوں سے بارہ کرنا ہوں کہ توجہ و یکسوئی چھو پیدا ہو لیکن بس یہ بارہ ایک آدھ وقت یا ایک آدھ رکعت سے زیادہ باقی نہیں رہتا ہے بارہ بار دہر کر کے سے بھی شروع ہوتی ہے۔

حدیث نفس اور وساوس اور خیالات ہر وقت کثرت سے رہتے ہیں۔ اس میں مذمت لئے رہتا ہے۔ ایک حصہ تو ضعف قلب و جسمانی کمزوریوں کا بھی اس مرض میں شریک معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں کئی چیزیں گذشتہ

طرف خیال کرتا ہوں نہ پریشان ہوتا ہوں مگر ذکر میں یکسوئی و سکون حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت والا کے ارشادات میں یہی نکلا ہے کہ جان بوجھ کر نہ لائے اور اگر ارادے کے بغیر آئیں تو پریشان نہ ہو یہ نقصان دہ نہیں مگر اس سے نشاط و ذکر تو فوت ہوتا ہے اور اس وقت بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ وہاں نہ آئیں اس کے لئے کیا کروں دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیق: غیر اختیاری امور کے لئے صرف دعا ہی طریقہ ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ نشاط مقاصد میں سے نہیں ہے۔

مثال: ذکر میں مختلف حالات ہوتے ہیں کبھی غفلت ہوتی ہے کبھی ضعف ہوتا ہے کبھی شوق ہوتا ہے ہوشیاری ہوتی ہے۔ غفلت کی حالت میں ذکر ہوتا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اللہ کس کو کہتے ہیں اور اس حالت میں دعا بھی نکلتی ہے۔ جب ہوش آتا ہے تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ لا شریک کام آ لے رہا ہوں اس سے دعا مانگ رہا ہوں پھر طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ الحمد للہ غیر کا نام نہیں لیا گیا اور نہ غیر سے دعا مانگی گئی ہے۔ ایسی حالت بہت کم ہوتی ہے ایک حالت پر قلب نہیں رہتا۔

تحقیق: ایک حالت پر تو بڑوں بڑوں کا قلب نہیں رہتا جیسے حس (عسوسی کی جانے والی) چیزوں میں چلتا ہے کہ ہر قدم پر چلنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے مگر چلنے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح شرعی باتوں (کی بھی حالت یہ ہے اور شرعی باتوں میں ایک) ذکر ہے اگرچہ ہر نقطہ پر توجہ نہ ہو مگر ابتدا کا ارادہ بڑھ کر ثمرہ و مرتبہ کر دیتا ہے ہاں جان بوجھ کر توجہ کو غیر کی طرف نہ بھیرا جائے جیسا کہ جان بوجھ کر چمے کو غیر کی طرف بھرنے سے پہنچنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

مثال: اس وقت کوئی خاص بات گزرنے کے قابل نہیں۔ جو کترین کو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے ۱۱ برابر روزانہ بفضلہ تعالیٰ پڑھتے ہوں مگر اس وقت تک یکسوئی نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی پڑھتی ہوتی ہے یہ اپنی رہتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا ایسے بوجھ کے اٹھانے کا ارادہ کرنا ہے جس کو اٹھانے کا بوجھ ہر طرح ممنوع ہے۔ عمل کرتے رہنے کا اختیار ہی ہے اور اصل مقصود میں اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہو کر کام میں لگے رہتے ہاں حالات سے اطلاع دیتے رہتے میں دعا کرتا ہوں۔

مثال: بفضلہ تعالیٰ نماز میں کبھی کبھی خشوع ہو جاتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

خیال: اور جس روز نہیں ہوتا ہے دل بہت پریشان ہوتا ہے دودھ تین تین مرتبہ فرض کو لوٹاتا ہوں۔ اس سے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ دعا کیجئے اور اس کا کوئی علاج تجویز کر دیجئے۔

تحقیق: ایسا نہ کریں اس کے تدارک کے لئے کچھ توائل پڑھ لیا کریں۔

خیال: ذکر میں جب کبھی دل نہ لگتا تھا تو دل کو پریشانی ہوتی تھی کہ کیا جبہ دل نہ لگا اسی سوچ میں پڑ جاتا تھا۔ ایک روز یہ خیال آیا کہ دل نہ لگنے کی بہت سی صورتیں ہیں کبھی تو کسی کام کے تعلق کی جبہ سے پریشان ہو جاتا ہے کبھی بدن کے کسی عضو میں کچھ مرض ہوتا ہے جس کی جبہ سے دل کو کبھی پریشانی ہوتی ہے، کبھی بھوک کبھی کسی گناہ کا ارتکاب ان اسبابوں میں سے جس کو دور کرنا اس کے اختیار میں ہو اسے دور کر کے ذکر میں مشغول ہونا چاہئے۔ مثلاً گناہ ترک کر کے توبہ واستغفار کر کے ذکر میں مشغول ہو بھوک ہو کھانا میسر ہو کھالے تعلق اگر نامہائز ہے چھوڑ دے پھر ذکر میں مشغول ہو اگر اس پر بھی دل نہ لگے تو کچھ پروا نہ کرے ذکر کو مقصود سمجھ کر پورا کر لے انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے (جو باتیں مقصد نہیں ہیں اور پسندیدہ ہیں) وہ بھی حاصل ہو جائیں گی۔ میرے سوا میرے ان خیالات کی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ بہت سی صحیح علوم و اعمال ہیں۔

خیال: نماز میں خیال جب دوسری طرف جانے لگتا ہے تو یہ سوچ کر دل کو بھیر لیتا ہوں کہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اللہ میاں نے بات کرنے کو توفیق دے اور تم دوسری طرف متوجہ ہوئے۔ نماز کی سنتوں کے ادا کرنے میں جو کوتاہی ہوتی ہے تو یہ کہہ لیتا ہوں کہ خاسی سنتوں کے ادا کرنے کی پابندی کرتے ہو اور بڑی عبادت نماز اس کی سنت میں کوتاہی۔ اس کی بھی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: صحیح دیکھ۔

خیال: ذکر میں پہلے بیسی دہمسی اور دلچسپی نہیں ہوتی ہے خیالات منتشر ہوتے ہیں۔ جو وہی ان اللہ تعالیٰ کی جانب پہلے رہتا تھا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ سے بات چیت کر رہا ہوں اور محبت میں بار بار دیکھ رہا ہوں اور دکان رہے ہیں۔ جس سے عجیب کیفیت اور لطف حاصل ہوتا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا مبارک ہو مگر اس کو نفرت سمجھو مگر کمال نہ سمجھو۔ حضرت پہلے بیسی یکسوئی کم ہونے سے دل کو بہت لگراور پریشانی ہے اللہ کوئی علاج فرمائیے۔

تحقیق: یہ بھی دوسری نعمت ہے جس کا نام مجاہدہ ہے یہ پہلے سے زیادہ نفع دینے والی ہے اگرچہ زیادہ محنت دینی ہے۔

۱۰۰

نحالی: ذکر کی طرف (اللہ فرمائیں) میل بہت کم ہے تسبیح کا بالکل شوق نہیں ہے اس کی پابندی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

پتھری: دو میل اور چار نوافل پھر قرآن۔ ان میں سے بھی کسی میں دل لگا ہے یا نہیں۔

نحالی: نماز میں جو شیطان ایسے خیالات لاتا ہے اس کا کیا کروں؟ نماز میں اتنی باتیں سوچنے کا موقع نہیں اگر نماز میں فحش سے یہ بات کہوں تو پھر نماز نہیں ہوگی یہ بات تو فرصت میں ہو سکتی ہے۔

پتھری: نماز میں اتنا کافی ہے کہ جنم کا تصور کر لیا جائے۔

نحالی: احقر نے اپنا ایک دل لکھا تھا۔ وہ یہ کہ جب زراعت کی فصل کم ہو اور وہ پہ پہ کی تنگی ہو تو دل پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا اثر عبادت تک پہنچتا ہے۔ اس پر حضرت دلا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیا اثر پہنچتا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ یہ اثر پہنچتا ہے کہ دل کی شدید بے چینی کی وجہ سے نماز وغیرہ میں دل کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی بلکہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ تحریر کے وقت زبان سے گویا یہ بات نکلتی ہے۔

چہ خورد با عار فرزندم

تو چہ خند "میری اولاد کل کیا کھائے گی۔"

مگر حضرت دلا کے اس سوال مبارک سے (کہ کیا اثر پہنچتا ہے) احقر کے دل کا خطرہ دور ہو گیا وہ یہ کہ معیشت کی تنگی کی وجہ سے دل کا پریشان ہونا یہ طبیعت کی کمزوری کا اثر ہے۔ بعض آدمیوں کی طبیعت ایسی ضعیف ہوتی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں اور یہ بے اختیار بات ہے۔ ایسے ہی حجابات میں اس کی وجہ سے دلی کا یکسو اور نہ سرن ہونا بھی غیر اختیاری ہے لیکن ان پریشانوں کو نماز وغیرہ میں اختیار سے لانا اور خیال کو جما کر باقی رکھنا یہ حضور قلب کے خلاف ہے کیونکہ اس کا دور کرنا اختیاری ہے اور بندہ اختیاری فعل کا مکلف ہے اور بلا اختیار کے آجائے بلا تصور اور بانی رکھیے کے یہ غیر اختیاری بات ہے۔ بندہ اس کا مکلف نہیں اس لئے اس کا علاج بھی نہیں کیونکہ علاج اختیاری امراض کا ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں۔ اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ احقر کی یہ رائے ٹھیک ہے یا نہیں۔

پتھری: ٹھیک ہے۔

نحالی: ارادہ تھا کہ تا بعد از کچھ حال اپنا عرض کرے مگر میرٹھ اور دیوبند میں جو وعظ حضور والا نے فرمائے تھے ان میں اکثر اس نے سوالوں کا جواب پا کر خاموش ہو رہا۔ آج طبیعت کو زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ تردد مایوسی کے قریب

چہنچا ہذا ایسی حالت میں اگر حضور سے عرض حال نہ کروں تو کیا کروں۔ پریشانی اور تردد کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ بفضلِ نبوی تمام معمولات اوقات کی حفاظت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر ہر گز حالت میں کسی قسم کا لادقتی محسوس نہیں ہوتا جو بات پہلے دن سے تھی آج بھی ہے۔ خطرات (خیالات و وساوس) میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

تحقیق: اس سلوک کے مابین میں پہلی شرط تلقین کرنے والے (شیخ) پر یقین ہے۔ بندہ نے بار بار عرض کیا کہ مقصود اس تمام تر جدوجہد سے رضائے حق ہے جس کا حصول دنیا میں اور کعبہ اس کا آخرت میں ہوتا اور دوسرے حالات جن کے مطلوب ہونے کی طرف گمراہی نامہ میں ارشاد ہے وہ مطلوب نہیں تو ملدرونی سے

روز ہاگر رفت گو رو پاک نیست ﴿۱﴾ تو ہماں اسے آنکہ چوں تو پاک نیست
 سوز چہ کز دلوں کے گذر جانے پر حسرت اور افسوس نہیں کرنا چاہیے اگر مجھے تو بلا سے مجھے عشق جو
 اسی دولت ہے اور سب خرابیوں سے پاک ہے اس کا رہنا کافی ہے۔“ (ملکبات حکیم ص ۱۸/۱۹)



نواں باب

متفرقات کے بیان میں

تنخواہ لینے میں مصلحت

حکال: جب حضرت اس دیار میں رہتی افراد نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے اس غلام نے موروثی کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں توبہ کی اور دعائے استقامت کی اور بفضلہ تعالیٰ و برکت حضرت اہل اب تک استقامت حاصل ہے۔ حضرت بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرے ہم تک مستقیم رکھیں۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ اب میں گھر میں نہ رہوں گا کہیں جا کر ملازمت کروں گا جس سے اپنی ضرورتیں پوری ہوں۔ یہ سن کر حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں تم کو اپنی تنخواہ سے کھانا کھاؤں گا اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کروں گا تم ہمارے سامنے رہو اگر نہ ہو گے تو قریمت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا دامن پکڑاؤں گا اور حضرت والدہ صاحبہ بھی بہت رونے لگیں۔

اس امر پر میں مکان ہی پر رہ گیا مگر مکان پر نہیں جا سکا اس سے باہر میدان میں ہوں مگر اس خیال سے کہ میرا بار حضرت والد صاحب پر نہ پڑے۔ ایک چمچ ڈال لیا اس میں کچھ لڑکوں کو پڑھاتا ہوں۔ خیال یہ ہے کہ جوڑ کے صاحب وسعت ہیں ان سے تنخواہ لوں اور غریبوں کے لڑکوں کو مفت تعلیم دوں اور تم بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ کسی سے کچھ نہ لوں خالص متوکل رہوں جو دے اس سے لے لوں اور جو نہ دے اس سے نہ مانگوں اور منتظر کسی کا بھی نہ رہوں۔ اس میں حضرت اپنی رائے جو میرے من سب لاخیر فرمادیں۔

تحقیق: انی انما لی یہی صورت مناسب ہے اس میں مصلحت ظاہری ظاہر ہے۔ اور مصلحت باطنی عجب کی روک قائم ہے پھر چند دن دوسری صورت کے لئے منظور کر لیا جائے گا۔

مزاروں کی زیارت سے نفع کی امید

حکال: آج تاریخ ۱۳ جمادی الثانی کو بندہ تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا ذکر کر رہا تھا کہ ذرا غصہ کی سی ہوئی کیا دیکھتا ہوں میں کسی بزرگ کے مزار پر گیا ہوں اور میں نے صاحب مزار کی طرف کچھ تصور کیا تو دیکھا کہ دو مزار

بہت ہی نور علی نور ہے۔ اس کو دیکھ کر قلب کو بہت ہی راحت ہوئی مگر یہ معلوم نہیں کن حضرت کا مزار ہے۔ حضور والا! یہ کیا بات تھی؟ بندہ کو پہلے تو مزارات پر جانے کا شوق بھی نہیں ہے اور اگر کبھی دن چاہتا ہے تو کبھی عصر کے نماز کے بعد حضرت حافظ صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کے مزار پر چلا جاتا ہوں۔ مگر حضور والا! یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اگر صاحب مزار کی طرف خیر کرتے ہوں تو قبہ کو کچھ اس طرف کھینچ ہی ہوتی ہے اور کچھ راحت سی بھی ہوتی ہے اور اس وقت طبیعت چاہتی ہے۔ حضرت والا! کیا اس کی اجازت ہے یا نہیں۔

تحقیق: ہاں! نفع کی امید ہے۔

شدید ضرورت میں پیشاب سے خارجی علاج

حَال: پہلے بھی کئی طبیعوں نے بتایا تھا: اب پھر دوسرے طبیب بہت زور کے ساتھ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ اجابت کے وقت اپنے پیشاب کسی برتن میں لے لے پھر فارغ ہونے کے بعد اس پیشاب سے بواسیر کے مسوں کو دھوئے پھر کچھ دیر بعد پانی سے استنجا کر لے تو سسے نہیں رہیں گے۔ ال تو طبیعت کی نفاس کے خلاف ہے دوسرے انسان کے جزو بدن سے نفع حاصل کرنا جائز ہے دل تو ہرگز نہیں چاہتا لیکن ضعیب اپنے بار بار کا تجربہ بتاتے ہیں اس سے کچھ خیال ہوتا ہے اگر حضور اجازت دیں تو اسے بھی کر کے دیکھوں۔

تحقیق: ایسی شدید ضرورت میں قیہ کش ہے۔

تعریف مشاہدہ و معائنہ

حَال: مشاہدہ کسے کہتے ہیں۔

تحقیق: الصفات الی الصفات (صفات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حَال: اور معائنہ کسے۔

تحقیق: الصفات الی الذات (ذات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حَال: اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اگرچہ حضور کے ماضی ہونے کے بعد ترقی کے بہت راستے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے یا نہیں کہ تصور اسم ذات میں خوب ملکہ دے بے تکلفی پیدا کرنا۔

تحقیق: یہ بعد حضور نہیں ہے لیکن حضور ہے۔

اوقات کو مقرر کرنے اور حفاظت کرنے کی تعلیم

حَال: کالج میں کام کرتے کرتے، کچھ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر یہی وقت وظائف وغیرہ میں صرف کر دیا

تو ایمان منور جائے موت کے بعد دنیا کس کا سر آئے گی خصوصاً جب کوئی کام میں لگا کر رہا ہوتا ہوں اور اس وقت کاٹی گا کہ پیارو جائے تو بڑی بدترجی سے: میں کام چھوڑ کر کاٹی کے کام میں لگ جاتا ہوں۔ اس وقت یہ خیال زیادہ جھگ کرتا ہے کیا کروں کیا منہ سب ہے کہ کاٹی کے کام کی پروا نہ کر کے اپنے حقیقی کام میں مشغول رہا کروں۔

تحقیق: سب جائز کاموں کا وقت مقرر کیجئے۔

حکایت: اپنی کیفیت کہتے ہوئے خرم قوی ہے مگر طلاع کے بغیر پارہ نہیں ہے۔ جس دن محمد بن یحییٰ نے حضور کے ساتھ کاندھلہ جا رہا تھا۔ یہ کیفیت بھی بتاتا بھی نہ وہ ممکن: دواؤں کا ذکر کروں۔ چنانچہ بتائیں الہی اللہ کا ذکر نہیں کرتا رہا۔ کاندھلہ پہنچ کر ڈرہ نگل جو تار ہا۔ اعلیٰ میں توانہ کی پناہ سے حالت حق ہو گئی مگر چونہ حالت بنی نہ کیا بھی کہ غزنی۔ اس سے میرا متعجب یہ ہے کہ ایک ڈرہ سے جو رغبت ہو گئی تھی دل یہ چاہا کرتا تھا کہ رات بھر دن ذکر اللہ کرتا رہا۔ جو اب بالکل نہیں ہے اور اللہ پاک سے جو یک محبت معلوم ہو گئی تھی وہ بالکل جاتی رہی تھی خود پروردگار مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے روتا کا خوف ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد ہو گیا ہوں۔

ای عمر بن اسلام سے بھی کوئی شغف نہیں معلوم ہوتا۔ حضور و عافرا: کہ اسلام پر قائم رہوں اور واقعہ کے خلاف نہ چلوں۔ "اللھم ثبت قلبی علی دینک اللھم ثبت قلبی علی طاعتک ربنا لا تفرغ قلوبنا بعد اذھادینا وھب لنا من لدنک رحمۃ انت انت الوھاب۔" مانت بہت ہی خراب ہے جس کا بیان مشکل ہے نہایت بے رہنمائی سے تفرقہ و بغیر ہوتی ہے ذکر و غفلت پر مبنی کہ بظاہر سے باطل نہیں جانتی اللہ مجھ کو میرے حال پر حضور و عافرا: دیں ہلاکت کے خرم یہ ہو گیا ہوں۔ "اللھم احسنی مسلما و امتی مسلما و احسنی فی ذمۃ المسلمین۔"

تحقیق: یہ خیال پریشانی ہے ان کا سبب وقت کو مقرر نہ کرنا ہے جو ہمیشہ کی کو بہت نقصان دہ ہے اور اس اوقات کے مقرر نہ ہونے کا سبب سنا ہے۔ اس واسطے ہی طریق نے ہمیشہ کے لئے سفر کو نقصان دہ کیا ہے آپ مختلف اوقات مقرر کیجئے۔ اللہ۔ اللہ تعالیٰ یہ شکایت بہت جلد دور ہو جائے گی۔

رسالہ تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ ہے

حکایت: تبلیغ دین میں جو امر میں لگتے ہوئے ہیں یہ صوم ہونا ہے کہ شاید ہی کوئی مرض ہو جس میں یہ نہ امر جہاں معلوم ہوتا ہو پورے طور سے اُحد نہیں تو بڑی ضرورت ہے براخوف صوم ہونا ہے۔

تحقیق: امید غالب رکھیں تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ دائے طیب کی ہے "بقول برکش کیر تا بہ تپ راضی شود" یعنی سرنے کے لئے کچڑ تا کہ بخار پر راضی ہو۔ یا مانا ہے۔

جو قرض آسانی سے ادا ہو سکے مضائقہ نہیں

حکایت: جناب والا کی زیارت اگرچہ بیداری میں تاحل فعیب نہ ہوئی لیکن خواب میں کئی بار گر چکا۔ آنحضرت کی ذات سے چند روز سے کچھ ایسی محبت ہو گئی کہ طبیعت ہر وقت بے قرار رہتی ہے۔ اس سموات کے وقت میں ذات خداوندی کا تصور رہتا ہے۔ فراغت میں اس محبت کے تقاضا سے اتنی سخت کشش ہوتی ہے کہ کئی کئی چاہتا ہے سب کام چھوڑ کر بھٹ پڑوں اور سر سے چل کر حاضر ہوں لیکن بظاہر یہ ناممکن ہے سفر کے اخراجات کی استطاعت آمدنی کے کم اور خرچ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ پورے دہائی کی بڑھاپے میں اعداد اولین فرض ہے سر پر اہل و عیال کے نان و نفقہ کا خرچ ہے اور تنخواہ کافی نہیں ہے۔ اگر حضور اجازت بخشیں تو کہیں سے قرض لے کر حاضر ہوں تاکہ دل کی جلیں بند ہو۔ پہلے بھی کترین مقرر ہے اگر اور مقرر ہو گیا تو کیا اور نہ ڈر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرح کہیں تمام عمر زیارت سے محروم نہ رہوں۔ بالکل دیا ہی معاملہ ہے یا دعا فرمائیں کہ اس کشش میں کمی ہو جائے۔

تحقیق: اگر قرض آسانی سے ادا ہو جائے کی امید ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

گانے کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے

حکایت: گانا میں جان بوجھ کر نہیں سنتا اور تو بہ بھی کرتی ہے لیکن اگر کسی ذریعہ سے گانے کی آواز کانوں میں پہنچے ہے تو طبیعت نہایت ٹھنکے ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی مر گیا ہے اور ہر طرف ستانا سا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مگر پھر بھی اس طرف توجہ نہ کیجئے۔

قرض کے ادا کرنے کا عزم آخرت میں ادا کی طرح ہے

حکایت: احقر کو برسوں سے لرزہ بخارا آ رہا ہے جس میں طبیعتی تکلیف تو ضرور ہے مگر جو اللہ روحانی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ مہر کی ادائیگی کی ذمہ داری سے گھبراہٹ ہے۔ خداوند کریم اس کی ادائیگی سے فارغ فرمائیں تو بالکل اطمینان ہو جائے۔

تحقیق: جو شخص قرض ادا کرنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو ادا کرنے کا عزم آخرت کے معاملات میں ادا کی طرح ہے۔ یہ حدیث سے ثابت ہے۔ مطمئن رہنا چاہئے۔ ہاں عزم ادا میں کوتاہی نہ ہو۔

قول اذا تم الفقر هو الله کی تاویل

خَال: بھرا اللہ کام جاری ہے موت محبوب معنوم ہوتی ہے کبھی صوفیہ کے کلام میں ایک کلمہ تعارف ہے۔ (اذا تم الفقر هو الله) (جب فقر حاصل ہو جائے تو وہی اللہ ہیں) اگر یہ صحیح ہے تو اس کی کیا تاویل ہے۔
تحقیق: واللہ اعلم کس کا قول ہے کبھی غور بھی نہیں کیا ظاہر مطلب یہ ہے کہ فقر کے پورا ہونے پر جس کی طرف پوری توجہ ہوتی ہے وہ اللہ ہے۔ اور فقر میں حق تعالیٰ کا مرجع و مقصد ہونا ظاہر ہے۔

لفظ اللہ کا ادب

خَال: چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ پاک بے نیاز کی شان میں لفظ ”تو“ کہنے سے خادم کو ادب مانع آتا ہے۔ لفظ ”تم“ کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو معترضین کہتے ہیں کہ ”تم“ کہنے سے وحدانیت میں نقص آتا ہے۔ کیونکہ لفظ تم کا ہے۔

تحقیق: معترضین نہیں سمجھتے آپ بغیر وسوسہ کے ادب کا لفظ استعمال کیجئے۔

غائب اور مشاہدہ میں فرق

خَال: کئی ماں سے بندہ کا یہ حال ہے کہ ہر وقت اس بات کا شوق اور دل آرزو رہتی ہے کہ جس طرح آفسروں اور بڑے بڑے حکام کے سامنے بہت اعلیٰ ادب اور عاجزی اور خوف کے ساتھ خاموش کھڑے ہوتے ہیں (اور اعضاء و جہر کی مثلاً نظروں و کلام و ہاتھ و غیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی جانب توجہ نہیں کرتے نہ دل کسی اور طرف جاتا ہے بلکہ اس پر ایک خوف کی حالت ایسی ہوتی ہے جس سے وہ دوسری طرف کا خیال تک نہیں کرتا) اسی طرح ہر وقت خدا تعالیٰ کا خیال رہا کرے اور نماز میں تو یہ حال ضرور ہونا چاہئے۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔
تحقیق: کئی طور پر کوشش جاری رکھئے اور یہاں نہ ہونے سے غم نہ کیجئے۔ طبعاً نظر ڈالنے اور آنے میں فرق ہے۔

قرضہ ادا کرنا چاہئے

خَال: سب سے زیادہ گھبر بات مجھے اس بات کی ہے کہ مجھ پر قرضہ بھی لوگوں کا ہو گیا ہے۔

تحقیق: کیوں نہ کیا۔

خُحال: کتنا ہی چاہت ہوں کہ اس سے فارغ ہو جاؤں مگر کامیاب نہیں ہوتا۔

حقیقی: مگر تم کو اس سے اور کی امید نہ ہونا۔ شاید کتبہ زادہ و کتبہ زادہ بیچ دی ہو گئیں۔

خُحال: خیال دیتے ہیں کہ اندہ خواہ۔ یہ اگر ایسی حالت میں انتقال ہو گیا تو پتہ کیا ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے وہ فرما دیجئے کہ تمام پریشانیوں سے اللہ تعالیٰ نجات بخشیں اور ان میں اپنے کام میں مشغول رہ سکیں۔

حقیقی: ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ خوش تدبیر بی کی بھی دے کر دے ہوں۔ میرے خیال میں پریشانی کا زور دھمکا رہا ہے۔

تعوید گنڈے کا حکم

خُحال: پندرہ چودہ سال سے میرے گھر میں یہ حالت ہے کہ رات کو خواب میں ایک شخص آتا ہے یہ بھی عورت بھی مرد کی شکل میں بھی پینٹ ملتا ہے۔ کبھی کبھی کچھ دکھاتا ہے۔ کچھ سونے سے طرح طرح کے کرشمے دکھاتا ہے۔ کبھی خود بخود ہنسنے کی آواز آتی ہے۔ غرض کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ سونا لہرا رہا کرتا دکھاتا ہے۔ پہلے تو کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا تھا۔ اب دو تین ماہ سے اتنا زیادہ ہے کہ حالت بہت خراب رہتی ہے۔ اپنے گھر والوں سے زیادہ تو میری پریشانی بڑھتی ہے معنوں میں کتنا روپ چھوڑنے کے دور کرنے میں صرف دو اور مردان روز رات چوہنہ کا معاملہ ہے۔ بہت روز سے نہال تھا کہ حضور کو اپنی طرف کی حالت تحریر کروں مگر اس کا تھا کہ کہیں گنڈے تھوینے والوں میں نہ شہر کیا جائے۔

حقیقی: تعوید گنڈے و براہو ہے جو شریعت کے خلاف ہو یا اس پر تکیہ براعتداد جائے اور امرعات کی تدبیروں میں ایک تدبیر سمجھا جائے اور شریعت کے متعلق ہو یا نہ ہو کچھ فرق نہیں۔

خُحال: آج کل جب بہت پریشانی ہوئی اور بڑی تکلیف دینے لگا۔ حضور میں عرض کی یہ حضور کی تجویز سے منتفی ہو جائے گی کہ یہ کیا بل ہے اس کے اور کرنے کی کوئی تدبیر حضور ارشاد فرمائیں۔

حقیقی: میں حال تو یوں نہیں کہ کاغذی انداز ایک تعویذ بھیج دیتا ہوں۔ اس کے گھٹے میں ڈال دیجئے درمیان وقت "قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اس پر دم کر دو کریں۔ اور وہ خود پڑھ لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

حب و تسخیر کا عمل کرنا درست نہیں

خُحال: ایک لڑکی چچی کبھی تدبیر رہے اس کے یہاں نذر و ثبات ہوئی اس کے باپ نے صرف انکار کیا

کہ کسی عمر زیادہ ہے اور لڑکی کی عمر کم۔ اس درمیان میں ایک بندہ خدا نے شروع طریقہ سے کچھ بہت کی تدبیر کرانی۔ یہ وہ عورت تھی ہے کہ میں ناناں ہی سے عقد کرواں گی۔ لہر کے لوگ منع کرتے ہیں۔ وہ اسی خیال میں غرق ہے تھی ہے کہ عام تو میں مئے عجب مجھے اطلاع دی تھی کہ یہ کیا گیا مجھے اچھو بندہ واکر بغیر ہاڑت ایسہ کیوں کیا گیا۔ کسی مسلمان کو شمعوں یا قصات لٹقل (عورت جس کی عقل کم ہوتی ہے) کو پریشان کرنا سب مناسب ہے۔ تقدیر کا حل معلوم نہیں ہوا۔ اس کے تفتش یہ پوچھنا ہے کہ ایسی تدبیر کرنا شرعاً نیک ہے۔

تحقیق: درست نہیں۔

تحال: اگر اس تدبیر سے عورت کو مرضی کر لیا گیا تو شرعاً نکاح درست ہو گا یا نہیں۔

تحقیق: درست ہو گا مگر کچھ وقت کے بعد اس عمل کا اثر جاتا رہے۔

طبیعیوں میں الگ الگ خصوصیات

تحال: کفر عمر سے عشا تا ایک خاص کیفیت اور عورت قائم رہتی ہے سمجھ کے وقت یہ بات نہیں رہتی ہے حالانکہ اس وقت بالکل ختم ہوتی رہتی ہے۔

تحقیق: طبیعیوں کی خصوصیات جدا ہیں سب کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوتی ہے جس میں قدر و زوال آنے کا وقت ہے اور سمجھ کا وقت لٹقل چوٹی کا ہے مگر وہ تعلقات کے آنے کا وقت ہے تو آئندہ اس کا اثر ہوتا ہے (کر صحیح تعلقات و معاملات کی ابتداء کا وقت ہے اور عمر کا وقت دن کے ن ہوئے اور راتیں ہونے کا وقت ہے) اور اگر حال کا اثر ہوتا تو بات اسے ہوتی۔

احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہ ہوتا

تحال: میں نے پہلے احیاء العلوم کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں بھوک کی فحشیت دیکھ کر میں نے بھوک رو کر بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ یعنی اس کی وجہ سے بدشعری و فکار کی بیماری میں ہوں۔ اور باب زیادہ اور صدق و اخلاص کے باب کو دیکھ کر کسی عمل میں بھی مجھ کو امید نہیں ہوتی نہیں حد سے زیادہ خوف ہوتا تھا اور احیاء العلوم میں باب انعم میں لکھا ہے کہ "شد المجاهدة الفراز عن الاموال والاعمال والاصدقا والاحیاء" (ہذا مجاہدہ یہ ہے کہ امید مال، دوستوں و زندوں سے دور ہے) اس بجز میں نے اور دیکھیں بھی بھاگ جانے کا نہیں کیا۔ میرے استاد نے احیاء العلوم کے ساتھ میں عطا کی تھم اور شمرانی کی لطائف الحسن اور کتب شاذ لید کا مطالعہ میرا رکھنے کو فرمایا۔ اب میں نے اوپر کی کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد "لا عملن اور جی الملقوب من عمل"

بغیب عنک شہودہ و یحضر عنک وجودہ" (کہ کوئی عمل بھی اس عمل سے زیادہ امید افزا نہیں ہے کہ جس سے اس کا وجود تم سے ثابت ہو جائے اور اس کا وجود تمہارے نزدیک حقیر ہو جائے) کی عبارت کے موافق عمل رکھ ہے۔ اب کوئی عمل صادر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ کرشکر کرتا ہوں مگر اس کے ساتھ ہی وہ عمل نقص کے ساتھ ملا ہوا ہونے سے نقصان بہت ہو جاتا ہے۔ اس لئے استغفار بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس میں کوئی اصلاح کرنا ہو تو اصلاح کرنے کو چاہتا ہوں۔

حقیقی: ان کتاب کا مضافہ بعض کے لئے نافع نہیں آپ میرے مواظب اور تربیۃ الممالک اور تہذیب دیکھئے اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے۔

ایصال ثواب

سوال: قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخشا جاتا ہے۔ تو پڑھنے والے کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنا حصہ ثواب دوسرے کو بخش دیا۔ پھر اس کو کون سا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

جواب: اس کی فکر ہی کیا ہے کہ پڑھنے والے کے پاس ثواب رہتا ہے یا نہیں اتنا عجیبی ہے کہ اگر دوسرے کو ثواب بخش کسی درجہ میں بھی محدود یا نقصان کا سبب ہوتا تو شارع کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوتی۔

مسائل اختلافیہ میں طرز عمل

سوال: مسئلہ موروثی اور جعولی: فقہی کے نام (وراثت اور گاؤں میں جمعہ کے مجاز ہونے کے مسئلہ کا) ملے تو غالباً ہمارے مقلع کے لوگوں کے کانوں میں پڑ ہی نہیں ہیں جو حضرت والا کے خاص قلمبیں ہوں گے۔ اس مسئلہ کے کان میں پڑنے سے عوام کو سونا اور غیر مقدس کو سوسا لوگوں کو بہکانے کا بہت بڑا موقع ملے گا۔ مگر احقر کو ان باتوں کی پروا نہیں۔ حضرت کی صحبت کی برکت سے ان سب باتوں کا کچھ خیال نہیں۔ ہم کو پیشوا بننا تو ہے نہیں مگر مسئلہ کے پوچھنے پر تو ناہی پڑے گی۔ خاص اس تحریر کا مقصد صرف مشورۃ حضور والا کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ پہلے کیا صورت اختیار کر دوں۔

جواب: خود کسی کو خطاب نہ کیا جائے جو شخص آپ کے عمل کے بارے میں پوچھے کوئی مناسب عذر کر دیا جائے اور جو اپنے عمل کے لئے پوچھے تو آخر تحقیق و عمل کے ارادے سے پوچھے نہ بتا دیا جائے اور جو غشی اور حیرانگی کے لئے پوچھے کہہ دیا جائے کہ دوسرے ملادے پوچھو۔

سنن موکدہ فرائض کے ساتھ ہیں

حکال: فرائض کے علاوہ سنن و نوافل کو تنہائی میں پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے اگر غلاف ہو تو حضرت والا اس میں اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: سنن موکدہ بھی علیحدہ نہ پڑھنے میں فرائض میں شامل ہیں۔

بچوں کو حد سے زیادہ مارنے کا جائز نہ ہونا

حکال: اس جگہ میں ایک چھوٹا جیمہ بچہ تقسیم کے واسطے میرے پاس ہے اور وہ بچہ پڑھنے کا شوق بالکل نہیں رکھتا ہے اور پڑھنے سے بھاگنے کی عادت بھی اس میں بہت زیادہ ہے اور تھوڑی یا زیادہ مار پیٹ وغیرہ سے اس کی اصلاح ٹکس ہوتی۔ باقی بہت زیادہ مار پیٹ سے ایک دو روز کے لئے تھوڑی بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ پھر پرانی عادت پر لوٹ آتا ہے بندہ اس معاملہ میں بہت حیران ہے کہ زیادہ مارنے سے اس کو پڑھنے پر کچھ استقامت ہو جاتی ہے اور بغیر مار پیٹ کے بھاگنے سے باز بھی نہیں آتا۔ علاوہ مارنے والے کو آخرت میں پکڑ لیتی ہے بیٹائی ہوگی یا نہیں اور اس طرح کرنا جائز ہے کہ نہیں جو کچھ حضرت والا کا حکم ہو بندہ اس پر عمل کرتا گا۔

تحقیق: اگر (شرعی) حد سے زیادہ ہو تو یقیناً نقصان دہ ہے۔

پچھلی وغیرہ کی خرید و فروخت کے بارے میں

واقعی: ایک صاحب عامر کا (جن کو دو مسکوں میں اختلاف تھا ایک کا میں سے بعد ہونے میں جس کے بارے میں نہال نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔ دوسرا تالاب کی پچھلی کے مسکوں ہونے میں جن کو اس اختلاف کی وجہ سے اپنے بعض اہل علم میں بھا نہیں تھے اختلاف بھی تھا۔ فقہ آری جس میں کئی حصے تھے۔ یہاں سے سب حصوں کا جو جواب لکھا تھا وہاں انگ نیچے لکھا جاتا ہے۔

پہلا حصہ

الما بعد واضح ہو کہ اس دفتر "تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی الخفی" (اللہ تعالیٰ اس کے چھرنے سے گزرے ہوئے) سے درگزر فرمائے) نے ایک رسالہ میں کا نام مفید کا نام ہے تحریر کر کے ۱۳۱۱ھ میں چھپوایا تھا۔ بعد میں جو غور سے دیکھا تو اس میں دو مضمون قابل ملاحظہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ الفاظ تہذیب کے ہیں۔ دوسرے اس میں نفیس مسئلہ کے بارے میں مضمون تحقیق کے خلاف ہیں کیونکہ مجھ کو کئی دہائیوں کی مشیت

ہے (جس کا التزام پہنچانے کا عمل اجتماع نہ ہونے کے میں اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں) یہ منصب حاصل نہیں کہ میں گاؤں میں جمعہ کے جائز ہونے کا جو کہ مسلک حنفی کے خلاف ہے فتویٰ دوں۔ یا اس کو رافع بخلاؤں یا مذہب حنفی کے دلائل پر جو کہ صحیح ہیں جرح کروں۔ یہ میری غلطی تھی۔ میں اب جمعہ کے لئے شہر کو شرط جانتا ہوں۔

فہذا بجانب جملہ اہل اسلام سے التجا ہے کہ جن حضرات کی نظر سے یہ کتب گزرے وہ لوگ علمائے حنفیہ سے تحقیق کے بغیر اس پر عمل نہ کریں بلکہ کسی عالم حنفی حقیق سے جانچ کر اس کے مطابق عمل میں لائیں۔ غرض میں اس رسالہ سے رجوع کرتے ہوں۔ اھ (اصل عبارت بہت ناقص تھی یہاں پوری کی گئی۔ یہ بعد اتمام نقل کی گئی ہے)۔

دوسرا حصہ

سوال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق مچھلی کی بیج کی صورتوں کی تفصیل کا یہ عرض ہے۔ الامداد ۳۳۳ صفحہ ۱۷ حواشی الفہ وی سنہ ۳ میں سوال ہے ابتدا سوال کی عبارت یہ ہے۔ "ولا یجوز بیع السمک قبل ان یسطار الخ" (مچھلی کی بیج جب تک شکار نہ کر لی جائے جائز نہیں ہے) اس کا جواب الامداد صفحہ (۹) ۳۳۳ حواشی الفہ وی سنہ ۳ سے شروع ہے۔ شہ کی بات جس کے بارے میں حضور نے رجوع کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ یہ ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مالک کو اختیار ہے کہ کسی دوسرے شخص کو شکار نہ کرنے دے۔ اس وجہ سے کہ حضور نے حواشی الفہ وی سنہ ۳ (۶) میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ دیکھا جائے گا۔ اس کو پہلے سے اس کام کے لئے مہیا کر رکھا تھا یا نہیں۔ پہلی صورت میں مچھلی ملک میں داخل ہو جائے گی۔ اس تحریر سے خیال یہ ہوتا ہے کہ جب مچھلی ملک میں داخل ہے تو منع کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اس کے بارے میں جو رائے والا ہو بعد سر فرما کر کیا جائے۔

جواب: یہ نقل بالکل غلط ہے میں نے علی الاطلاق رجوع کا ارادہ ظاہر نہ کیا تھا۔ خواہ اصل مضمون صحیح ہی ہو بلکہ اس صورت میں کہ وہ قائل رجوع ہو روایت میں ایسی احتیاطیں واجب ہیں اس لئے میرے پاس رسالہ اس وقت موجود نہیں۔ مگر بقی عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ یہی جواب کے لئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ مہیا کرنے کے یہ معنی نہیں کہ کسی قدرتی تالاب کے بارے میں نیت کر لی ہو کہ ہم اس کو اس لئے جمع کر رہے ہیں کہ جو مچھلی اس میں ہوگی وہ ہماری ہوگی یا کسی تالاب کو اس نیت سے کھودا کہ جو مچھلی اس میں پیدا ہوگی وہ ہماری ہوگی تو مہیا کرنے کا یہ مطلب نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے کسی دریا یا تالاب میں مچھلیاں ہیں جو غیر مملوک ہیں اور اسی کے ساتھ کسی نے ایک گڑھا اس نیت سے بنایا کہ اس تالاب یا دریا میں سے جو مچھلی اس کے

اندرا جائے وہ ہماری ہوگی یعنی ایسی گھنٹیوں پر بھنسنے کے لئے اسے گڑھا جائے۔ یہ معنی ہیں میا کرنے کے تو اب دیکھئے کہ آپ پہلی صورت میں منموک کبھے ہوتے ہیں یا دوسری میں جب تو غلط ہے یا تیسری میں تو صحیح ہے۔

تیسرا حصہ

سوال: خدام و ذل میں عرش ہے کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جو کہ مقام سرائے میر میں حضور نے فرمایا تھا۔ دو مضافین جن کا وعدہ کیا تھا حضرت کی خدمت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ امید کہ انفر کون کا جواب دیا جائے۔ پہنا مضمون راجو رائن اور سال مفید الہام مضمون مستدرجہ ذیل ہے حضور کو کمی و بیشی کا اختیار ہے۔

جواب: وہ مضمون بہت نمل تھا واضح کر دیا گیا۔

سوال: الانداد کے کسی مقام میں علان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

جواب: آپ خود ان کو لکھئے وہ انکار کریں تو پھر مشورہ لیجئے۔

سوال: دوسرا مضمون پھلی کی بیج کی مودیوں کی تنصیص جس میں یہ مضمون سمجھ میں آتا ہے کہ پوکھرا والوں کو اختیار ہے کہ انہوں کو اس میں جتنی اپنے اپنے پوکھرے میں شکار نہ کرنے دیں کیونکہ مالک نے گھنٹیوں کے شکار کی غرض سے اپنے واسطے تیار کر لیا ہے۔

جواب: تیار کرنے کے معنی سمجھنے میں غالباً آپ سے غلطی ہوئی ہے میں نے اس کے معنی مکھ دیئے ہیں۔

رہی دعوت ہر ادوری میں نہ جانا

حائل: دعوت میں اس خیال سے کہ ہم اس کا بدلہ نہیں اتار سکتے کیونکہ ہم کو حیثیت نہیں اور تقریب کے وقت لوگ اس کی شکایت کریں گے کہ میاں قربانے چاہا بھی نہیں نہ جانا کیسا ہے۔

تحقیق: بہت مناسب۔

دیوان حافظ و مثنوی کا مطالعہ

حائل: حضور نے ایک مرتبہ خطابِ علم میں فرمایا تھا کہ دیوان حافظ و مثنوی کے مطالعہ سے شوق و محبت پیدا ہوتی ہے اجازت ادا میں بھی اس کو زیرِ مطالعہ رکھوں۔

تحقیق: کچھ دیکھ کر مجھ کو اطلاع کی جائے۔

مدرسہ سے تنخواہ مانگنا عاریضیں

حُجَّال: مدرسہ سے تنخواہ مانگنے میں مار (اہل علم کی شان کے خلاف ہے) ماری معصوم ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ مجسم خود ہی دیں تو اچھا ہے۔ اگرچہ ماہ کے اختتام پر نقد ضابطہ ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے ہیں جب زیادہ دن گزر جاتے ہیں تو خود ہی لگتی پڑتی ہے۔ اب ارادہ ہے کہ ان سے کہہ دوں کہ آپ بغیر مانگے تنخواہ دے دیا کریں۔ اس میں کبر تو نہیں۔

تحقیق: کہہ دیں اور اگر پھر بھی نہ ملے تو ہمیں۔ کسی شان جب تو مری خلاف شان نہ ہوئی تو "الشی" کا ثبت ثبت بلوازمہ (چیز اپنے لوازم کے ساتھ ہی ہوتی ہے) بلکہ اس سے ٹکرا کر ہے۔

پردہ کی تاکید

حُجَّال: پردہ کے متعلق میں نے بہت چام گریہ یا مکن سامعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کی جہالت سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: خدا جائے چاہنے کے کیا معنی۔ جو صورت میں جاتا ہوں وہ سمجھتا ہوں کہ ایک روز بی بی اور ساس اور سب عمر و جل کو ایک جگہ بٹھا کر ان سب سے کہئے کہ فحاشی کو مجھ سے پردہ کرنا۔ اور سب مل کر تاکید کر دے کہ مجھ سے پردہ کرے ورنہ میں گھر میں آؤ، بالکل مجھوز دوں گا۔ پھر یہ انتظام کر کے مجھ کو اطلاع دیجئے اب جب تک یہ انتظام نہ کر لیا جائے میرے پاس ڈھنڈا ہے۔

حُجَّال: مگر میں نے اپنی طرف سے یہ انتظام کر لیا ہے کہ شہا گھر میں بہت کم جاتا ہوں اور اگر جاتا ہوں تو دروازہ سے سیدھا نیچے نظر کئے دوسرے مکان میں جہاں صرف میری بیوی آ سکتی ہے۔ چلا جاتا ہوں اس صورت سے امید ہے کہ فتنہ سے محفوظ رہوں گا۔

تحقیق: یہ آپ کی نادانگی ہے شمس و شہ جان کے ہونکوں میں سے ہے اس میں فتنہ کی روک نہیں ہوئی۔ اصل میں آپ کا شمس پسند نہیں کرتا کہ اس کا جی برا ہو۔

وظیفہ فراخی رزق

حُجَّال: نہ لگی ضرورت نے پریشان کر رکھا ہے۔ اس لئے ایک وظیفہ فراخی رزق کے لئے عشاء کے بعد کچھ دنوں سے چھنا شروع کر دیا ہے جس کی اجازت مولانا مرحومہ مائے پوری سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ سورہ مزمل

شریفہ گیر وہ دیکھ رہا ہو یا یہ معنی کے ساتھ۔ اگر یہ دھند میری باطنی حالت کے کچھ خلاف ہو تو تحریر فرما دیجئے
میں فوراً چھوڑ دوں گا۔

حقیقی: خلاف نہیں اگرچہ کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔

اولیاء اللہ کے مزار پر جانا

حکالت: ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ اولیاء اللہ کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرنے سے فیض ہوتا ہے اور کس کو ہوتا ہے۔
حقیقی: آپ اس قصہ میں نہ پڑیں۔

قابلیت اصلاح سب میں ہے

حکالت: ہر مومن دین کی حالت دیکھنے سے اور اپنی حالت کو موازنہ کرنے سے اس وقت خیال ہوتا ہے کہ اس
نا قابل کی اصلاح ہونا مشکل ہے۔

حقیقی: یہ نہیں غلط ہے۔ صاحب اصلاح کا عام ہے اور قابلیت کے بغیر خطاب نہیں ہوتا۔

مبتدی کے لئے چھوڑ پھوٹک کا نقصان دہ ہونا اور اس کا علاج

حکالت: یہ صاحب مای آدمی ہیں۔ کامکان ہے۔ وہیں ان کا بھی لیکن دونوں پڑھے لکھے آدمی نہیں
ہیں۔ اصطلاحی و عربی علوم کے اعتبار سے بالکل جاہل ہیں لیکن اب محبت و فیرہ ہونے کی وجہ سے کچھ سمجھ
دائے ہو گئے ہیں۔ موصوفہ کے پاس اور خوش حقیقہ و زہین آدمی ہیں۔ لکھ سے ان کا دینی تعلیم ہے۔ اب کچھ
کہنے سننے سے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ لکھ و کمر و فیرہ بھی کر لیتے ہیں اسی ضمن میں اگر کوئی ان سے جہاز پھونک کے
لئے پانی وغیرہ دم کرا تا تو اس کو بھی کچھ پڑھ کر دکر دیا کرتے تھے۔

حقیقی: کیا غلطی ایسی کو پسند کرتا تھا۔ ایسے ہی موقع کے لئے کہا ہے۔

ع۔ سر چشمہ باید گرفتن ز بیل

تو چھوڑ کر چشمہ پر بندائی سے بند نہ دینا چاہئے (دور بعد میں اس غلطی کو پورا کرنے کے لئے

ہاتھ کے برابر بھی اتنی ذرا تو پانی نہیں رکھا ہے)۔ (یعنی سر سے پانی گزرنے سے پہلے ہی کوئی

تدبیر کرنی چاہئے)۔ (طبیب: ص ۱۰۷-۱۰۸)

حکالت: اس شکل سے ان کی طرف آہستہ آہستہ ہندو مسلمان عوام ان خاص تہذیب کا رجوع زیادہ ہو گیا۔ یہاں تک

کہ آس پاس کے لوگ دور دور سے ان کے پاس آئے تھے۔ کوئی روز ایسا نہ ہوتا کہ کچھ لوگ دور و نزدیک سے ان کے پاس اس غرض سے نہ آتے ہوں۔ اس لئے انہوں نے آنے والوں سے کہا کہ روز مت آیا کرو ورنہ میں آؤں۔ جب آئے تھے تو اور جمع ہوا اور لوگوں کو نفع بھی ہوتا رہا۔ جس کو جس بات کے لئے شہادت طور پر ہم کیا اس کی حاجت زیادہ تر پوری ہوگئی اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے پاس کیوں کوئی آتا۔ اور انہوں نے خود اور ... نے یہی بیان کیا کہ جس کو دم مرویے ہیں اچھا ہو جاتا ہے اور ... نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے پاس اگر کوئی آتا ہے تو میں بھی انہیں کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

تحقیق: یہ ان کی عقلمندی ہوئی۔

حکایت: عرض کہ ان کی شہرت جہاز چھوٹک میں دعویٰ اور پتے دیتے بھی کسی سے کچھ نہیں تھے۔ یہ بھی ... سے معلوم ہوا ایک روز میرے پاس آئے اور اپنی سب سرگزشت اور ایک خواب بیان کیا۔ وہ یہ کہ میں نے ایک شخص کو میری دہر پاشا مار پئے ہوئے دیکھا اس نے کہا کہ میرے پاس مجمع زیادہ ہوا کرے گا۔ میں نے کہا کہ یہ شخص اور یہ خواب تمہارے لئے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس کو بالکل چھوڑ کر اپنی اصلاح کرو۔ تمہارے لئے ہر حال میں یہ سب باتیں نقصان دہ تھتی ہیں۔ اگر کہیں دنیا خراب ہوئی تو تمہارے لئے یہ سب فائدہ ہے۔ اور دینی نقصان بھی اس میں بہت کچھ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول نہیں ہوئی۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اگر کوئی آوے تو مسنون طریق سے دعا کر دیا کرو۔ اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن شہادت طور پر جہاز چھوٹک مت کرو۔ اس شہادت تمہارا سر اور دینی نقصان ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ اور واقعی کچھ نہیں جانتے ہیں لیکن جس کو جو کچھ جہاز چھوٹک کر دیا اس کی حاجت پوری ہوگئی۔ چنانچہ میرے کہنے سے انہوں نے اس شغل کو ترک کر دیا۔ اب جو کوئی آوے تو یہ کہہ دیتے کہ مجھے اس کام کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تحقیق: یہ ایک اور غلطی تھی کسی کا نام نہ لیتے بے مروتی سے کہہ دیتے کہ نہیں کرتا یا نہیں جانتا۔

حکایت: لیکن ضرورت مندوں کا آنا بند نہیں ہوا۔ وہ لوگ میرے پاس آئے کہ ان کو جہاز چھوٹک کی اجازت دو۔ چونکہ وہ ہندو تھے میں نے کہا کہ ان کو کیسے نالوں اور وہ میرے سر پرے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے یہ کہا کہ جو پولیس میں رہت کھوا کر آؤ کہ ہم اپنی خوشی سے سب مسلمان ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہم مسلمان ہو جاؤ ہم تم کو دین سکھائیں گے جبکہ تم اس دین کو اچھا سمجھتے آؤ تو ایسا کرو۔ پھر تمہارا بھوت بھاگے گا اس کے جواب میں ان سبھوں نے یہ کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جاؤ ان سے اجازت لاؤ تب ایسا کریں گے اس نے وہ سب میرے پاس آئے تھے۔ جب مجھ سے یہ بات

نہیں تو مجبور ہو کر کچھ دیر بعد چلے گئے۔ میں نے ان سکھوں سے یہ بھی کہا کہ ان کے دین کا نقصان ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دینا۔

اب میرے کہنے سے انہوں نے سنت طریقے سے دعا کرنا شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا کہ اب بھی ضرورت مندوں کا آنا جانا بند نہیں ہوا۔ کیا سنت طریقے سے بھی دعا کرنا ترک کر دیا جائے۔ جیسا ان کے لئے ارشاد عالی ہوتا یا جائے۔ میری کچھ باتوں میں جو آیا اس کے مطابق بتا دیا۔ اب جناب عالی جیسے مشورہ دیں دو بتا دوں۔ اگرچہ وہ اب تک طالب شہرت و بظاہر نہیں معلوم ہوتے۔ ورنہ اپنی سرگزشت نہ بیان کرتے لیکن احتمال ہے کہ کہیں آنکھ نہ چال کر دنیا غالب نہ ہو جائے۔

حقیقی: بلاشبہ یہ احتمال قریب ہے۔ اب یہاں چاہئے کہ دعا کرنے سے بھی انکار کر دیں اور تنہائی میں حتیٰ تعالیٰ سے شرفی قواعد کے مطابق ضرورت مندوں کے لئے دعا کر دیا کریں مگر ان پر ظاہر نہ کریں۔

قوت قدسیہ کی تعریف

حالی: ہر اسی طرح اکثر بزرگوں کے کلامِ عظیم و عشر میں قوت قدسیہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان حضرات کی اصطلاح میں قوت قدسیہ کس کو کہتے ہیں۔ اس سے بھی تلی فرمائی جائے۔
حقیقی: جس سے خفیہ نظریات یعنی ہو جائیں۔

حضرت مجدد صاحب اور مولانا جامی رحمہما اللہ تعالیٰ اور

مالا بد منہ کی عبادت میں مطابقت

حالی: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتابات میں یا کہیں لکھا ہے کہ صوفی تاخورد از کافر فرنگ بدتر فاعاد از کافر فرنگ بدتر است (کہ صوفی جب تک خود کو فرنگی کافر سے برا نہ جائے تو وہ فرنگی کافر سے بھی برا ہے) اور جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لوار جامی میں وہ شعر بطور مناجات کے لکھے ہیں یہ

یارب برہانیم زمرماں چہ شود ☞ واسے دہم بکوی عرفاں چہ شود
بس گھر کہ از کرم مسلمان کردی ☞ یک گہر دگر کسی مسلمانی چہ شود

ترجمہ

● اے رب اگر تو ہمیں محرومی سے بچالے تو کیا ہو جائے گا۔ معرفت کی گلی میں ہمیں بھی گزار دے تو کیا ہو

جائے گا۔

۱ ایک آنکھ پرست کو تو نے اپنے کرم سے مسلمان کر دیا۔ ایک اور کو بھی مسلمان کروے تو کیا ہو جائے گا۔ اس آخری مصرعہ میں ساری (دعا کرنے والا) ایک گہروں کی مسلمان چہ شود (ایک اور کو مسلمان کروے) سے کسی کو مرید لیتے ہیں۔

(ج مجھے) سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مالا بد مذہب میں یاد آتا ہے کہ لکھا ہے کہ اپنے ایماندار ہونے میں شک کرنا کفر ہے ان دونوں باتوں میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟
(ج) تعارض ہی نہیں جو تحقیق کی ضرورت ہو گہر یا کافر رنگ سمجھنا یا اس سے بدتر سمجھنا آئندہ کے اعتبار سے ہے کہ ہم شاید اس سے بدتر ہو جائیں اور وہ ہم سے بہتر ہو جائے اور مالا بد کا حکم باعتبار حال کے اعتبار سے ہے (کافی الحال خود کو ایسا سمجھنے سے کافر ہو جاتا ہے)۔

خود رائی کا منع ہونا اور اخیر شب جاگنے کی تدبیر

سوال: مولانا مولوی صاحب زادہ عطاء اللہ علیہم السلام درجہ اولیٰ و درجہ ثانیہ و درجہ ثالثہ و درجہ رابعہ شریف خادم کو اسم اللہ تعالیٰ ہوا تھا اور بعد نماز عشا ایک ہزار بار پڑھتا ہے۔ مگر درمیان میں اس احقر کے مطالعہ کتاب "تفہیم القرآن" و "بدایۃ الانسان" "تفہیم القرآن" کے بعد دل پر ایک چوٹ لگی۔ اس وقت مسلسل ہر وقت دل میں یا اللہ کا شغل ہے۔ مگر یہ کجست دل کسی دنیا کے کام میں مصروف ہو جانے سے خاموش ہو جاتا ہے۔ میرے آقا بد کرنے کا وقت ہے میری خبر لیجئے کبھی طبیعت پریشان ہونے سے کالمین کی مدد میں کھلی جاتا ہوں۔ مگر کچھ چہ نہیں چلتا ہے۔ تہجد کی نماز اکثر نہیں ہوتی۔ آنکھ نہیں کھلتی۔ صبح کو افسوس کر کے رو جاتا ہوں۔ لہذا نہایت ادب سے عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تعلیم عطا فرمائی جائے۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب بھی عطا فرمائی جائے باقی اللہ پاک کا فضل ہے۔

جواب: سلام علیکم درجہ اولیٰ و درجہ ثانیہ و درجہ ثالثہ و درجہ رابعہ شریف خادم کو اسم اللہ تعالیٰ ہوا تھا اور بعد نماز عشا ایک ہزار بار پڑھتا ہے۔ اس کی جگہ اتنی دیر تک اور دوسرے اوقات میں بھی صرف درود شریف پڑھیں۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کے لئے سورہ کہف کی آخری آیتیں (ان الذین امنوا و عملوا الصالحات) سے آخر تک ایک بار پڑھ کر دعا کر کے سو جانا مفید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کے لئے دعا کی جائے گی اس وقت آنکھ کھلے گی۔

میں نے تعلیم ہی کا تو سلسلہ شروع کیا تھا مگر آپ نے خود رائی سے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اس کو میں کیا کروں۔ اگر آپ باقاعدہ تعلیم چاہتے ہیں تو کتابوں کا مطالعہ بالکل چھوڑ دیا جائے اور جو لکھنا ہو مجھ کو لکھیں۔ کالمین کی سٹاش کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جنگلوں کو نکل جائیں بلکہ کسی کے پاس جس سے اعتقاد ہو کچھ دنوں تک رہنا چاہئے۔ وہاں سب راہیں مل جاتی ہیں اگر اس پر عمل کرنے سے قتل ہو یا مجھ میں نہ آئے تو زبانی مجھ جائیں۔

سوال: آج کل مجھ کو نیند بہت زیادہ آتی ہے۔ نیند کا غلبہ تو مجھ پر ہمیشہ رہا ہے۔ صبح کی نماز جماعت سے کبھی کبھی علیٰ ملتی ہے اگر ایسی کوئی تدبیر ہو کہ کوشش کے باوجود چار بجے کے بعد نیند نہ آئے تو دل کی مراد پاس۔ میں آج کل اس کوشش میں اگر ۹ بجے عشا کے بعد پڑھ بھی سوجاؤں تب بھی ۳ بجے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

جواب: رات کو کھانا کم کھاہیے۔ جلدی کھاہیے پانی کم پیئے۔ سورت کبف کی آخر کی آیتیں (ان الذین امنوا) سے آخر سورۃ تک ایک بار پڑھ کے دعا کر کے سو جایا کیجئے۔

حافظ قرآن کا ادب قرآن کی طرح نہیں ہے

سوال: ایک نئی بات سوچی ہے جس کی اطلاع آپ کو دینی ضروری ہے۔ چھاپہ کار قرآن جبکہ اس پر کاغذ چڑھ کی جلد ہو جزوان بھی ہو قابل ادب ہے تو حافظ کے سینہ اور دماغ تو قدرتی چھاپہ سے چھپ جاتا ہے۔ انسان کی کمال جزوان اور جلد ہر اخیل ہے کہ حافظ کے سینہ اور دماغ کا اس سے زیادہ ادب ہو۔ میرے س خیال کو مہربانی فرما کر اس طرح تشفی کر دیں کہ طہینان ہو جائے۔

جواب: حافظ کے دماغ میں چونکہ الفاظ قرآن کا نقش باطنی ہے ظاہری نہیں اس لئے اس کا ادب اس قسم کا نہیں کہ مشائخ کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے ورنہ خود حافظ کو ہلکے ہر آدمی کو جس کو تھوڑا بہت قرآن یاد ہو تو مفتاح خانہ میں جانا جائز نہ تھا۔

سوال: قرآن پڑھتے پڑھتے منہ میں جو تھوک ہوتا ہے اس کو ضائع کرنے اور معمولی جگہ ڈالنے کو صیحت نہیں جانتی۔ قرآن کسی چیز پر پڑھ دیا جائے تو وہ ادب کے قابل ہو جائے مگر پانی تو جو چیز پڑھنے میں بکثرت مس ہو تو اس کا ادب کیسے نہ ہوگا۔ یہ خیال ہر اس کے دل میں صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہو تو مردوں کو بھی بتاؤں۔

جواب: یہ ایک حال ہے جو عظمت قرآن کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے مگر احوال شرعی احکام کی بنیاد نہیں ہوتے ہیں (بلکہ) اس کی بنیادیں حقیقی حقائق ہوتے ہیں۔ حقیقی حقیقت یہ ہے کہ یہ اجزا انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور انسان پر قرآن کی تعلیم خود واجب ہے۔ اجزا آلات کل کے تابع ہوتے ہیں تو اجزاء و آلات خود

تعلیم کرنے والے دے جیسے ہاتھ اندلی جزو ہے تو خود ہاتھ پر واجب ہوگا کہ طہر ہو کر قرآن تک پہنچے اسی طرح منہ واجب ہوگا کہ طہر نہ ہو تو قرآن نہ پڑھے مثلاً جنابت میں کہ نجاست حکم ہے کسی وجہ سے منہ میں خون بھر گیا کہ نجاست حقیقہ ہے۔ جب ان اجزاء و آلات پر خود تعلیم واجب ہے تو اجزاء کی تعلیم کیسے ہوگی ایک ہی چیز میں دو بانیں جمع کیسے ہوں گی کہ تعلیم کرنے والا بھی ہوا اور اسی کی تعلیم کی جائے (یہ ہو نہیں سکتا ہاں اجزاء کو پاک کرنا ضروری ہوگا) اس لئے یہ خیال حقیقت کے خلاف ہے اس لئے نہ اس پر عمل ہوگا اور نہ اس کی تعلیم کسی کو کی جائے گی۔

(قوت) متخیلہ و دماغ کا تصرف

سوال: مولائی اکثر فرمیں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

جواب: مبارک حالت ہے۔

اے خوشا چشمیکہ آں گریاں اوست ﴿﴾ اے خوشا آں دل کہ آں بریاں اوست
 قوت چہ چہ کہ ”دعا نکھیں بہت اچھی ہیں جو اس کی محبت میں رونے والی ہیں۔“ و دل بہت اچھا
 ہے جو اس کی محبت میں جل ہوا ہے۔“

سوال: اور ایسا گستا ہے کہ چاروں طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ ہے تو بڑا بد نصیب تو اتنا بڑا کنگار ہے کہ دنیا میں رہنے کے لائق نہیں حیرانہ جو اس دنیا کے قاض نہیں ہے۔

جواب: یہ آواز دماغ اور صرف متخیلہ کا تصرف ہے توجہ کے قائل نہیں ہے اور اگر آپ کے خیال کے موافق اس کو نیکی آواز بھی فرض کر لی جائے تب بھی ساری کی ساری ارشاد و ہدایت ہے کہ آپ اپنی اصلاح حال کریں تو بھی یہ رحمت ہوئی آپ اپنا اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور میری پہلی تمغیں کے احوال پر اپنے دماغ کی بھی اصلاح فرمائیے۔

سوال: یہ سن کر قلب کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور بہت رونے کوئی چاہتا ہے۔ اسی کھینچ تانی میں زندگی گزارا ہوا ہو۔ یہ کیا ہے حضور اس کے واسطے کوئی دعا یا اور تجویز فرمائیے۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے اس کی تفصیل اوپر لکھ دی ہے۔ خدا کا شکر سمجھئے اور اپنی جسمانی اور روحانی اصلاح سمجھئے۔

جمع الجمع کا مقام اور اس کی تحقیق وہ کیا ہے

مجازین میں سے ایک صاحب کا حال

(حضرت امیری) فرماتے ہیں کہ وہ اور صاحب کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس غیر حق (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے خواہ تعلق علیٰ ہوا محبت کا وہ غالی ہوتا ہے تو کبھی توحید شہودی، ذات و صفات اور نصرت حق کے افعال کے لحاظ کی وجہ سے اور ممکنات (جن چیز ان کا وجود ممکن ہو) کا وجود ایسا کثرت و رنگ اور نظر آتا ہے کہ اپنا خیال اور شرک کا وہم و گمان درمیان میں نہیں لگتا بلکہ بالکل ہی نظر نہیں آتا ہے۔ (اس شعر کا حال)

خج تو در میان خج نہ ہر چہ ہست تو است

تو چھٹا: "تو در میان میں بالکل نہیں ہے جو کچھ ہے وہی ہے۔"

خج ہوتا ہے۔ اس غیب میں ممکنات کے وجود کو معلوم اور ذہن میں رکھنے سے غیرت آتی ہے اور شرک کا شبہ گھٹتا ہے۔ شہود کی نگاہ میں (چیز اس کی) کثرت وحدت (ایک ہونے) کی صورت میں ہوا اپنی استی نہ ہونے کی طرح اور ساری ظاہری معنات اللہ تعالیٰ کے بے مثال و کمال کا نور الہیہ مصوم ہوتا اور نظر آتا ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں سنا ہے۔

سبب جب سے تو نظروں میں میری ﴿﴾ جہم دیکھتا ہوں، دھ تو غنی تو ہے
وحدت کے ہیں یہ جوئے نقش و نگار کثرت ﴿﴾ تو نور ہر شر رہے ہر رنگ غور تیرا
جب دن میں یہ مائی ہو یکہ کہ ہے سو تو ہے ﴿﴾ سب دن سے دور ہوئے قرب و حضور تیرا
مگر چہ حق تعالیٰ ان غلوں، کیغیوں، تجلیوں، مشاہدوں نسبتوں اور تشبیہوں سے بری اور پاک ہے اور کچھ
نہ آئے سے اس آیت کی وجہ سے ﴿ولا قدرکہ الا بصرا﴾ کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی ہیں، بالآخر
ہیں۔

خج چہ حلیت خاک رانہ عالم پاک

تو چھٹا: "خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت؟"

ان کی شان ہے گہائی "نعلمی اللہ عن دالک علوا کبیر" ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم
نظر آتا ہے کہ اس غریب حق تعالیٰ کی صفت ہے مثال ہے اس صفت کا ممکن کے ساتھ بنانے والے اور اپنی ذاتی
بیچ پیدا کرنے والے اور پیدا کی گئی چیز کے ہوا کوئی اور تعلق معلوم نہیں ہوتا ہے اسی طرح اس کو ممکن کے ساتھ

تھیرے ہوئے ہونے و محبت اور قرب کی ایک خاص نسبت ان میں ملول کئے (یعنی سمائے ہوئے) اور ایک ہوئے بغیر معلوم ہوتی ہے اور ہم اس پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے چنانچہ حضرت عارف باللہ مولانا روٹی فرماتے ہیں :-

اتصالے بے تکلیف ہے قیاس ﴿﴾ بہت رب الناس را با جان نام

تقریباً: ”لوگوں کے پروردگار کو لوگوں کے ساتھ بے کیف اور بے قیاس اتصال (ملاپ)

ہے۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے ساتھ کیفیت کے بغیر اور تصور میں نہ آنے والا اتصال ہے

یعنی عقل اس کو دینی اور الہام کے بغیر معلوم نہیں کر سکتی)۔ (مدارج صرف دفتر ۳ ص ۱۱۸)

اس اختر کو چونکہ اس قسم کی حالت کا طلبہ پیش آتا ہے اور صبح کے بعد اس دل میں حالت کے موٹ آنے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعض حالت کے اعتبار سے حاصل سکون ہے۔ لیکن اس مرتبہ میں ابھی تک کامل سکون حاصل نہ ہوا حیرت ہے کہ ممکن کی حالت کے بعد کوین کی حالت ہو جاتی ہے اور سکون نہ ہونے کی وجہ میں نہیں آتی بلکہ یہاں تک اس مشاہدہ میں مستی کی کرداری اور ماسوائے خدا در نما ہوئی رہے اور غیر حق نظر میں کچھ باقی نہ رہے، اتنا ہی سکون اور یکسوئی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہی اختر کو اس طریق سلوک میں وصول الی اللہ کے لئے اپنی خیالی تکبر اور خود پرستی سے زیادہ کوئی چیز آزار و سخت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جس قدر یہ خیالی گمان سے دور رہتا ہے حق سے قرب اور ماسوی سے دور ہوتا ہے۔ اور جس قدر یہ ظلمت فکر میں جکڑ جاتا ہے حق سے دور اور ماسوی سے قرب ہوتا ہے وہ فرمائیے کہ حق تعالیٰ حق و سخت پروردی سے نجات فرمائیں اور اس کی جگہ سکون یکسوئی خوف تقویٰ اور اپنی محبت معرفت کامل طور پر نصیب فرمائیں کہ جو ذریعہ نجات ہو اور نہ جہاں تک اپنے اور پر نظر پہنچتی ہے سر سے ہر تلک گناہوں سے بھرا ہوا ہوں صرف اس کے فضل و کرم کے نجات کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں آمین۔

اسی طرح توحید کے مسئلہ کے بارے میں ذوق اور وجدان سے یہ بات معلوم ہرک ہوتی ہے کہ وحدت کو دور اور وحدت اشہو اور ہر دوست (کہ سب وہی ہے اور سب اسی سے ہے) یہ سب اصل حق الفاظ ہیں اس کا سبب شہواً حق ہے اور جس طرح ہر از دوست (کہ سب اسی سے ہے) اور وحدت اشہو میں ممکن کا واجب ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسا معلوم کرے تو یہ اس کے وجدان (باطنی احساس) کی لٹلی ہے یہ عقیدہ قاسد ہے۔ ورنہ کسی شخص عارف کا یہ عقیدہ نہیں کہ ممکن کو جب معلوم کر کے ہر دوست (سب وہ ہے) معلوم کرتا ہے جیسا کہ طہرین کا عقیدہ ہے۔ مثلاً جس طرح سے وحدت اشہو میں مال و متاع کو طہرین غلام و غیرہ

کی مخلوق زید سے معلوم کرنے سے ان سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا اگرچہ ہو سکتا ہے اسی طرح وحدت الوجود میں زید کا سارا مال و متاع لوند کی غلام وغیرہ مجازاً سب کو زید معلوم کرنے سے سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی اگرچہ ہو سکتا ہے اسی طرح ممکنات اور وہ صفات جو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتی ہیں کو قلب حال کی وجہ سے حق معلوم و مشکوف ہونے سے سب کا حق ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی اگرچہ ہو سکتا ہے معنوی سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ سب حائض مغلوبیت اور سکر (نشہ) کی ہیں ورنہ ممکن و ممکن اور واجب واجب ہے نہ ممکن واجب ہو سکتا ہے ورنہ واجب ممکن (ہو سکتا ہے) تیز ختم ہو جانے سے ممکن واجب معلوم ہوتا ہے کیونکہ توحید کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو بھلا دیتا ہے اس لئے سب نگاہ اور دیکھنے میں ایک ہی رہا ہوتا ہے اور ایک ہی معلوم ہوتا ہے اور غلبہ حال میں بزبان حال یوں کہتا ہے ۔

ہمکہ در جان و کار و چشم بیدارم نوبی ﴿﴾ ہر چہ پیدا شود از دور بیدارم توبی

تَنْزِیْہٌ ”میری روشنی جان اور بیدار آنکھوں میں تو ہے۔۔۔ جو چیز بھی دور سے نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی ہے۔“

لیکن وحدت الوجود کے مفہوم میں وحدت اشہوہ کے خلاف ایک قسم کی غیبت اصطلاحی لفظی سمجھ میں آتی ہے اور اس میں غیبت ہے۔ لیکن یہ غیبت غیبت (یعنی ہونا غیر ہونا) اصطلاحی مجازی ہے کہ حقیقی معنوی اور لفظی پھیر پھار سے وجہ ان میں غلطی ہوتی ہے ورنہ تحقیق کی نظر سے دونوں کا سبب ایک ہے کچھ فرق نہیں ہے لفظ مجرّد لفظی کی وجہ سے وجہ ان کے بغیر صحیح مفہوم میں غلطی ہوتی ہے ورنہ حاشا کہ عارفین ممکن کو واجب معلوم و مشکوف کر کے ہر اوست (سب وہی ہے) نہیں کہتے یہ تو بالکل گمراہی ہے بلکہ ہر اوست (سب اسی سے ہے) دونوں قیود سے گزر کر صرف تزیین حق (اللہ تعالیٰ ہر چیز سے پاک سمجھنے) کے ساتھ اوست (وہ ہے) معلوم کر کے اس کا شعور رکھتے ہیں اور کبھی غلبہ حال کی وجہ سے اوست ہی کو اوست کہتے ہیں ۔

تر دوست گویم حکایت ہے پوست ﴿﴾ ہر اوست اگر نیک نگری ہر اوست

تَنْزِیْہٌ ”میں تجھ سے دوست کے بارے میں صاف بات کہتا ہوں سب اسی سے ہے اگر تو صحیح دیکھے تو سب وہی ہے۔“

عارف باللہ جانی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ۔

ہمراہ و ہمیش و ہمراہ ہر اوست ﴿﴾ در دلی گدا و طلس شہ ہر اوست

در انجمن فرق نہاں خانہ جمیع ﴿﴾ باللہ ہر دوست ہم باللہ ہر اوست

== ترجمہ ==

① ہر اور ہم دشمن سب وہی ہے۔ فقیر کی گمراہی اور بادشاہ کے شاعی لباس میں سب وہی ہے۔

② محفل اور گمراہوں میں پوشیدہ چیز۔ خدا کی قسم تو ہی ہے خدا کی قسم تو ہی ہے۔

اور اسی طرح اس کے ایک معنی اور ہدراک (معلوم) ہوتے ہیں کہ کبھی ممکن کو تو واجب سالک معلوم ہدراک نہیں کرتا اور نہ اس کا یہ عقیدہ پہلے سے ہے لیکن کمال خدا اور غلبہ سر (نور) میں بہت سی کمزوری اور عقابگی کی وجہ سے ممکن و واجب میں کچھ بھی فرق و تیز نہیں ملتا معذور ہوتا ہے اور ہمدست (سب وہ ہے) یا اس کی طرح کے شطیحات لیس فی الدار (گھر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں ہے) وغیرہ معلوم و مشکوف کرتا ہے اور بزبان حال یوں کہتا ہے۔

بے نشانیت کمزور نام و نشان چیز سے نیست ۛ خدا غیر خدا در دو جہاں چیز سے نیست
تو چہ کہ "وہ بے نشان ہے کہ اس کا نام و نشان کچھ نہیں ہے۔ خدا کی قسم دونوں جہاں میں خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"

اور کبھی ممکن و واجب سب معلوم و مشکوف رہتا ہے لیکن اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو حق نہیں پاتا تو غلبہ حال کبھی لیس فی جہی ماسوی اللہ (یعنی ہرے جب میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہیں ہے) یا اس جیسے دوسرے شطیحات (وہ باتیں جو اہل اللہ غلبہ حال کی وجہ سے خلاف شریعت کہتے ہیں) اور یہ گمان بھی غالب ہے کہ بعض سالک مغلوب الاحوال دن مراکز پر پہنچ کر ان کو محویت و استغراق اور سرک کا غلبہ اتنا ہوتا ہے کہ اپنی مائی و مٹی (یعنی اپنی اصل) وغیرہ سب کچھ اللہ کی ذات و صفات افعال وغیرہ کے سامنے بھولی بھری کر دیتے ہیں اور غلبہ سے مغلوب ہو کر معذور جیسے (آدی) تالی کے ہاتھ میں ہوتا ہے کی طرح ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دور ہونے کا فرق تیز اور وہم گمان ان کے درمیان باقی نہیں رہتا ہے جہلات کی طرح بالکل بے حس ہو جاتے ہیں اور اس کے غلبہ میں سبحانی و نام الحق (میں سبحان ہوں، میں خدا ہوں) جیسی شطیحات وغیرہ بے خودی کی حالت میں خود بخود صادر ہوتی ہے۔ اور بزبان حال یوں کہتے ہیں۔

من میگویم فنا الحق یا میگوید گو ۛ چوں گویم چوں مراد لدا میگوید گو

تو چہ کہ "میں نہیں کہتا کہ میں حق ہوں یا کہتا ہے کہ کہو میں نہیں کہتا ہوں تو میرا دوست کہتا ہے کہ کہو۔"

غرضیکہ سالکین کو اس قسم کے مغلوبیت اور سرک کے احوال مختلف انواع سے پیش آتے ہیں۔ اسی وجہ سے

شخصیات ہر سالک سے الگ صادر ہوتی ہے۔ عارفین کے نزدیک یہ کوئی کمال قرب اور ولایت کی علامت نہیں ہے بلکہ کمال و ولایت کمالِ تہذیب اور کمالِ تقویٰ اور کمالِ عبادت اور اخلاص میں جاسنے ہیں اور باقی اس کے علاوہ ان حضرات عارفین کی نظر میں غلیات کیفیات مشغولات وغیرہ طاقت حق کے سامنے سب گرد (خاک کی طرح) ہے۔ وہ اس کو کچھ کمال نہیں سمجھتے ہیں۔ بیرونی و بیرونی کرتے ہیں اور اس کو کمال قرب اور ولایت سمجھتے ہیں۔ اور باقی سب بھول بھلا کر کرتے ہیں۔

باجر چہ خواندہ ایم فراموشی کردہ ایم ﴿۱﴾ الاحادیث یار کہ تکرار سیکر

تہذیبِ محمدی: ”ہم نے جو کچھ پڑھا سب بھلا دیا یاں محبوب کی بات یاد ہے جس کو دہرائے جاتا ہوں۔“

اسی طرح یہ لوگ اس قسم کے واردات کے آنے کو باعث بے حسی اور کم ظرفی اور بے بسی سمجھتے ہیں اور یوں

کہتے ہیں۔

ہم نہیں کم ظرف ایسے جو کہیں دیوانہ وار ﴿۲﴾ غم کے خم پنا جاتے ہیں رہتے ہیں لیکن ہوشیار جس مقام سے محدود شخصیات مستبرہ ہوتے ہیں (دو مقام) دو علت سے خالی نہیں ہوتا سالک یا تو مغلوب و معذور ہو جاتا ہے اور یا نافر و شریعت کے اندر رہتا ہے اور جو کچھ جتنا ہے۔ اسی حد کے اندر رہ کر کہتا ہے مگر صورت کے اعتبار سے وہ شخصیات ہوتی ہیں۔ اور اپنے کام کو شریعت کی حد سے باہر نہیں سمجھتے لیکن کبھی پوری طرح کہنے سے قاصر و معذور ہو جاتا ہے اور اس لئے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی نہیں پائی جائے۔ یعنی نہ شریعت کی حد کے اندر اس کا کلام ہو اور نہ مغلوب و معذور ہو تو جو کچھ کہے اسی داور زندہ ہے اور اس کی میزان (کسوٹی) شریعت ہے اس کا کام اور اس کی محبت شریعت کے موافق ہے تو قابلِ قدر اور واجبِ تعظیم ہے ورنہ کچھ نہیں۔ پھر یا تو مغلوب و معذور ہے اور یا جو کچھ کہے اس کا اتحاد ہے اور اس کی بیرونی نہ کی جائے۔

واللہ یہ جو کچھ احوال ہوتے ہیں ان کا سبب مغلوبیت اور سکر و غیہ ہے۔ سالک کو احوال کی مغلوبیت میں حیرت در حیرت اور ذوقِ فنا ہونے کے علاوہ اس جگہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ حق تعالیٰ ان کیفیات اور ادراکات سے مبرا (بریں) اور منزہ (پاک) ہیں اور جو کچھ کسی کو عذر اور معلوم ہو وہ اس کے ادراک اور معلوم کی حد ہے نہ کہ وہ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کی حد ہے۔ حق تعالیٰ ان ادراکات اور معلومات اور مشاہدات سے واد اور اہم و اہم واد اور اہم (اگرچہ اور بہت ہی اونچی ہستی) ہیں اور جو کچھ معلوم و مشکوف ہو وہ سب مشاہد اور غیبِ سرور اور اختصار اس کا باعث ہے اور حق تعالیٰ ”لا تدرکہ الابصار الخ“ (کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں) کی وجہ سے اس

سے پاک ہیں عارف کی معرفت کی انتہا اور ملک سے عاجز ہونا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا ہے۔
 ”نگہ نگر دو زبان اہل عرفاں ایں مقام ۛ ما عرفنا کلفت اینجا سید اہرام
 تشریح: ”اللہ کے عارفوں کی زبانیں اس جگہ لوگی ہو جاتی ہیں ہم نے تمہیں پہچانا کہا ہے ہمارے
 سردار نے۔“

”هذا لقول ليس بحدیث كما حلقه بعض اهل الحديث لكن المعنى صحيح كما
 صح قوله عليه السلام لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك.“ یہ تو اس حدیث نہیں
 ہے جیسا بعض اہل حدیث نے اس کی تحقیق کی ہے لیکن معنی صحیح ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے صحیح روایت ہے
 کہ اے اللہ! میں آپ کی تحریف و تشویر نہیں کر سکتا آپ تو اسی طرح تو ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔
 اور آگے اس سے اگر کچھ اور حوصلہ ہے تو یہ اس کے نزدیک اور کچھ کی کہی اور غور ہے، نور حق تعالیٰ اس سے ہر اوسترا
 ہیں۔ ”نعالمی اللہ عن ذالک علو کبر“ ان کی شان ہے۔

کیفیت حالت مذکورہ اور جو کچھ معلوم مددک ہوا اسی طرح عبارت میں لانے سے قاصر ہیں پھر بھی جو کچھ
 سمجھنا تھا میں آیا صرف اپنی اصلاح کے خیال سے مختصر طور پر عرض کرتا ہے امید کہ براہ عنایت کریں اور شفقت
 بیکرانہ نظر توجہ فرما کر تسلی اور تسخیر فرمائی جائے۔

بے عنایت حق + خاصان حق ۛ ”مر ملک باشد یہ استش ورق
 تشریح: ”اللہ اللہ دلوں کی مہ بانیں کے بغیر گرفتہ نہ کی ہو تو اس کا اعمال نامہ کالا ہوگا۔“
 اور جو کچھ ظاہری ہو عارف فرما کر اس پر حتمی فرمایا جائے ورنہ میں کیا اور میرا فہم و ادراک غم و غم اور حال کیا
 سب کچھ کچھ نہیں بتایا ہے۔

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں ۛ کچھ نہ ہونے کے سوا سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں
 یہ جو کچھ کہتا ہوں سب کچھ کچھ نہیں ۛ کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں
 کار پاکن را قیاس از خود نکیر ۛ ”مگر یہ نہ در نوشتن شیر و شیر
 تشریح: ”پاک و گلوں کے کام کو اپنے اوپر توین مت کرو کہ نکلنے میں شیر و شیر ایک طرح کا ہوتا
 ہے۔“

تحقیق: یہ جمع و جمع (اشارہ میں دیکھیں) کا مقام نہایت عالی ہے۔ ایک اس سے بھی اعلیٰ ہے کہ عقلی نظر میں
 تعلق ہو اور ذاتی نظر میں دیکھنا عینیت و معنویت حاضر ہو (جاننے والا اور بنی ہوئی رہے)۔

حقیقی: یہ کمون حکمین کے خلاف نہیں ہے اہل حکمین کو بھی ان کے درجہ کے موافق ایسے نسلبات پیش آتے ہیں۔ کمون کے خلاف وہ ہے جس سے ان کے علوم مغلوب اور اعمال غیر منتظم ہو جائیں۔

محقق: ماشاء اللہ نوجو حال ہے اور عجیب تحقیق ہے خصوصاً اوست کا مضمون بے حد لطیف ہے۔

تحقیق: سب مضامین کے منطق جواب لکھ دیا ہے۔

غیر حق سے تعلق کی تفسیر

سوال: غیر حق اصطلاح صوفیہ میں کس کو کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی جو کہا کرتے ہیں کہ غیر حق سے اطلاع (تعلق ختم) کر تو کیا نبی اور ولی سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔

جواب: فرمایا جس کا تعلق حق سے نہ ہو وہ غیر حق ہے اور جس کا تعلق حق کے ساتھ ہو وہ غیر حق نہیں۔ اس سے یہی مراد ہے اور تعلق کی تین قسم ہیں، اجزاء، برا اور تعلق محمود ہو وہ تعلق بحق ہے مثلاً تعلیم دین وغیرہ کا تعلق کہ یہ سارا تعلق بحق ہے اور جو تعلق برا ہو وہ تعلق غیر حق ہے اور جو تعلق نہ مذموم ہو اور نہ محمود اس کو مباح کہتے ہیں اس کا رکنا جائز اور نہ رکنا کوئی گناہ نہیں اس میں اگر مشغولی نہ ہو وہ بھی مباح عن الحق نہیں۔

اعتقاد ہمہ اوست (سب وہ ہیں) وغیرہ کا اعتقاد غلبہ حال کے بغیر کفر ہے

سوال: غار قہن اپنے علاج و معالجہ کی حکمت اور اللہ تعالیٰ کے دہ نہ ہونے کی غرض سے اس قسم کے افعال عمل میں لائے لیکن اگر کسی کا ظاہری الفاظ کے موافق یہ اعتقاد ہو جائے کہ ہمہ اوست (کہ سب وہی یعنی اللہ تعالیٰ ہے) تو کافر ہو گیا نہیں۔

جواب: فرمایا اگر غلبہ حال کی وجہ سے یہ بات ہے تو معذور ہے کیونکہ فرق کی تمیز درمیان سے اٹھ گئی ہے اور اگر غلبہ حال کے بغیر کسی کا یہ اعتقاد ہو گیا ہے اور حادث (نی خلق) قدیم (ہائی چیز یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) میں فرق نہیں کرتا تو بلاشبہ کافر ہے۔

ہر مرتبہ از وجودے حکمے دارد ﴿﴾ مگر فرق مراتب نہ کئی زندہقی

ترجمہ: "ہر درجہ کا حکم الگ الگ ہوتا ہے اگر تم ان درجوں میں فرق نہ کرو گے تو زندہقی (بے دین) ہو جاؤ گے۔"

حق تعالیٰ نے اپنی مثال تو فرمائی لیکن مثل کی نفی بھی آیت (ولیس كم مثله) (کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) میں فرمادی ہے۔

نبی سلام کی آواز

حَسْبُكَ: بخت کے قریب ہو کہ میں دن کے دو بجے کتاب تعلیم اندرون میں مقام توحید کو دیکھ رہا تھا اور ایک دیوار کی آڑ میں چار پائی پر لیٹا ہوا تھا۔ کتاب میرے ہاتھ میں منہ کے سامنے تھی کہ میرے کان میں بہت زور کے ساتھ ایک سلام نیک کی آواز آئی میں نے جواب دیا جواب دیے کے بعد جب سلام کرنے والا میرے پاس نہیں آیا میں نے پوچھا کون ہے جواب نہیں آیا۔ میں نے چار پائی پر سے اٹھ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا اس وقت اہت کی قدر خوف دل میں دوڑت نک رہا پھر کچھ خیرو ایہ عام ملکہ کرنے والا اس کو خیال کیا جائے۔

تَحْقِیْق: کیا تو دماغ کا تصرف ہے یا کوئی چھپ ہوئی مخلوق ہے۔ بہر حال کوئی ڈرنے کی بات نہیں ایسی باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ کوئی کمال نہیں اور اگر دوبارہ ایسا ہو تو اطلاع دیجئے۔

روایت (یعنی حدیث یا بات نقل کرنے) میں احتیاط کرنے کا مطلب

سُئَال: روایت کرنے میں احتیاط کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اگر اپنے کسی بزرگ کا قصہ کہی سمجھوں (نا معلوم) راوی (نقل کرنے والے) کا ذکر کیا ہوا روایت کرے جس کے غلط کچھ ہونے کا علم نہیں تو یا یہ بھی منع ہے۔

جَوَاب: اگر دل کو ملے کہ صحیح ہے تو (نقل کرنا) جائز ہے۔ زیادہ احتیاط ان روایات میں ہے جن سے شرعی حکم کا قطع ہو اور اگر دوس کو بھی نہ ملے تو مجہول ہے۔

سوال کرنے اور سوال کرنے والے کو جھڑکنے سے منع ہونے کی وجہ

حَسْبُكَ: ایک روز لوگوں کو بھارا ہاتھ کر سائیں کو جھڑکنے نہیں چاہئے اور بلا ضرورت سوال نہ کرنا چاہئے۔ دل میں یہ بات آگئی کہ کسی صاحب ثروت رئیس کا لڑکا کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے اور کچھ مانگے تو اس رئیس کا سر نیچا ہوائے گا اور بہت عداوت ہوگی اور اگر لڑکے کو جس سے سونا کیا ہے اس نے ڈانٹا تو اور غیرت سے ڈوب جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غنی ہیں اور مخلوق عین اللہ (کہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے) بھی آیا ہے اور اللہ اعز (اللہ تعالیٰ بہت زیادہ غیرت کرنے والے ہیں) بھی حدیث شریف میں آیا ہے سوال کرنے اور ڈانٹنے کو منع کرنے کی یہ وجہ ہے۔

تَحْقِیْق: نکتہ کے درجہ میں (صحیح) ہے اصل وجہ یہ ہے کہ سوال کرنے میں سائیں کی ذلت ہے اور جھڑکنے میں اس کی ایذا ہے اور دونوں باتیں بری ہیں۔

متصدق (صدقہ کرنے والے) کا متفرق ایام میں خیرات کرنا

حَال: ایک روز ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ میرے گھر میں میت ہوگئی ہے۔ میں مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے اگر کسی کو چاہیوں دن بلا کر کھانا دے دیا کروں تو درست ہے یا نہیں؟ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان سے پوچھو کہ اگر تمہارے لڑکے کو ہمیں ایک روپیہ دینا ہے تو اسے ایک ہی دن دے دیں دو! چھاپے یا چالیس دن دو! (یہ بات) ان سے پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہی دن چالیس دن دوڑائے میں بے عزتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ انصاف کریں کہ یہ فقراء (اللہ تعالیٰ کا کتب اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتے ہیں یہ اللہ کے بندے ہیں) ان کو تو اللہ تعالیٰ سے بہت سے تعلقات ہیں۔ ان کے ساتھ کیا کرنا مناسب ہے کہ ایک ہی دن سب چھپا کر دے آؤ۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے مگر بالکل ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کسی دیے والے کو کچھ دینا مشکل ہوتا ہے اور الگ الگ دینا آسان ہوتا ہے۔ ہاں چالیس کی تخصیص بے وجہ ہے۔

تشبیہ اصطلاحی

حَال: کبھی رات کو عشاء کے وقت اکثر نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی شمع اور روشنی مسجد کی دیوار پر جو پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش اڑتا ہے اور آیت (مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجہ) یعنی اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایسی ہے گویا کہ ایک خالق ہے جس میں چراغ ہے ایک قندیل (لائین) میں ہے۔ یاد آ رہی ہے۔ جن بوجہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا نماز کے اندر جان بوجہ کر نوارہ کیفیت کی طرف توجہ ایک قسم کا شرک معلوم ہوتا ہے۔ حضرت حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کی جہت سے۔

شاد ہاں گر دلبری رضایا کند ز ہواں را رخسہ در ایماں کند

البتہ اس کیفیت سے قلب میں فرحت اور سرور معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ظاہر (ظہر آئے والے) کا غلبہ مظہر (نظر آنے کی جگہ) میں ہے جس کو اصطلاح (یعنی اصل تصوف والوں کے ہاں) تشبیہ کہتے ہیں۔ اس کی طرف جان بوجہ کر توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اسی حزیہ (ہر نظر آنے والے ہر ہر دن سے پاک سمجھنے) کا میں حکم ہے۔

روضہ مبارک آنحضرت ﷺ کے نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے

حَال: دلائل الخیرات شریف میں روضہ مبارک ﷺ کا نقشہ جس میں قبر شریف بھی ہے جس کو ہمیشہ پر دیتا تھا مگر چند روز سے خیال پیدا ہوا کہ بغیر پوجے اور بغیر اجازت بوسہ نہیں دیتا چاہئے۔ چنانچہ کچھ دنوں سے نئی کر دیا جیسا حکم ہو عمل کروں۔

تحقیق: واقعی بوسہ خلاف سنت ہے۔ اچھا کیا ترک کر دیا۔

عشق و عافیت (ایک ساتھ) جمع نہیں ہوتے

حَال: میرے ذہن میں اس سلوک کے راستے کا مقصود صرف رنائے الہی ہے کوئی لذت اور ہیبت اس سے مقصود نہیں ہے۔ اس طرف نظر کے بغیر خواہ اسی ذریعہ سے خواہ کسی اور صورت سے حاصل ہو۔ اگر خواہش اور مقصود ہے تو (سرف) یہ دل میں متاع پیدا ہو منہیات (منع کئے ہوئے کاموں) سے نفرت اور طاعت سے رغبت ہو کہ مجھ سے اچھے فعل سرزد ہوں اور اس کو ذکر حق سے فاسد ہو اور وحشت جاتی رہے جو ذکر میں رکاوٹ ہو رہی ہے۔ اس سے زیادہ میرا مقصود علم ہے مقصد کو نہیں تا سکہ۔ میں بیمار ہوں آپ طیب ہیں تحقیق آپ کی جو کچھ ہو وہی لائق تسلیم ہے۔

تحقیق: عشق اور عبادت کے بعد تہجد پڑھ لیا بھی کافی ہے۔ مگر ذکر نفسی و اثبات کا ذکر ایک (ابھی غاصی) غم کے قابل مقدار میں ہونا ضروری ہے۔ اس کی تعداد اپنے قوت و تحمل پر نظر فرما مقررہ کر لی جائے پھر مجھ کو اطلاع ہو جائے۔ تجھے تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ نفرت اور رغبت اس وجہ کی بھی نہیں ہوتی ہے کہ ارادہ اور اہتمام کی ضرورت نہ رہے یا کوئی داعیہ خلاف کا تقاضا نہ رہے۔ یہاں وجہ ضرور ہو جاتا ہے کہ تھوڑا سا اہتمام کافی ہو جائے اور معاذ حق کی مدافعت میں تھوڑی توجہ سے کامیابی ہو جائے۔ اس لئے کہ خلاف کا داعیہ بالکل فنا ہو جائے تو بحر اجل مکلف کی جو شان ہے۔ پوری خرچ ختم ہو جائے تو اس صورت میں یہ شخص اجر کا مستحق نہ ہوگا۔

دوسری بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے جو اسی پچھلے مضمون کی شاخ ہے کہ ذکر میں رکاوٹ ہے کیونکہ ذکر پر اختیار تو اس وقت بھی باقی رہتا ہے ہاں جو ضرور ہوتا ہے مگر اس بوجہ کا مقابلہ انتہائی بات ہے پھر رکاوٹ ہونے کے کیا معنی۔ یہ نفس کا ایک دھوکہ ہے کہ شغف سے بھاگتا ہے اور حق سے محبت کرنے والا ہو کر بھی عافیت سے محبت کرنے والا رہتا ہے۔ حالانکہ عشق و عافیت کا جمع ہونا یہ ایک خیال محال ہے یعنی طالب کو جمع کا قصد نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر دھر (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) سے ملتا ہو جائے تو عافیت ہے۔

اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے (آپ نے جو لکھا ہے) یہ عقلی علوم والوں کی اصطلاح کے مطابق ہے فقہاء کی اصطلاح دوسری ہے جس اصطلاح کے مطابق یہ بات ٹھیک ہے (جو آپ نے لکھی ہے) اس لئے (فقہاء کی اصطلاح) کا حاصل یہ ہے کہ کسی کے قول کو ماننے میں دلیل کو انتظار نہ کیا جائے۔ یہ عقلی والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہو سکتی ہے (اور یہ عقلی والوں کی اصطلاح تھلید کی ایک قسم ہے)۔

حفاظت اولیاء اور عصمت انبیاء میں فرق

ایک منتہی کی تحریر کا جواب

حَال: الحمد للہ اس اندھیرے کے غڑھے سے نجات حاصل ہوئی اور یہ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے "فالحمد لله الذي بعزته وجلاله نعم النصائح" حق تعالیٰ شات آئندہ نفس و شیطان کے دھوکوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آئیں اس وقت ایک بات پوچھنے کی جرات کرنا ہوں۔ اگرچہ وہ بات میرے پوچھنے کے قابل نہیں ہے۔ میرے حوصلہ سے باہر ہے مگر دل کو بغیر پوچھے اطمینان حاصل نہ ہوگا۔ "انما شفاه العی السؤل" (کہ گورے پن سنانی سوال ہی ہے) وہ یہ کہ حضرات صوفیہ کرام کا مقولہ مشہور ہے کہ جب بندہ مرادیت کے مقام سے فائدہ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت ہونے لگتی ہے۔ "ولو یزیدہ الحدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ الذی یدطش بہا" (اس کی ہر حدیث سے بھی تاکید ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے) مگر پوچھنے والی بات یہ ہے کہ اس حفاظت میں اور عصمت انبیاء علیہم السلام میں کیا فرق ہے۔

تحقیق: انبیاء علیہم السلام میں گمراہی کا فائدہ نہیں ہوتا اگرچہ گمراہی پر قدرت ہوتی ہے جیسے ہم لوگوں میں پیشاب پینے کا داعیہ نہیں اگرچہ قدرت ہے۔ اور اولیاء میں اللہ ضد ہوتا ہے اگرچہ کمزوری ہو جس کا مقابلہ آسان ہے۔ حَال: دوسرے جن حضرات صحابہ سے کیا کر ہوئے مثل زنا و شرب خمر وغیرہ کے ہوا ہے کیا وہ ان کو یہ (مرادیت والا) مقام حاصل نہیں تھا۔ کہ (ان کی حفاظت نہیں کی گئی)۔

تحقیق: ہاں اس وقت حاصل نہ تھا۔

حَال: اور اگر اسے گمراہی ہوئے اور اگر وہ اصل نہ تھا تو اس صورت میں کیا اس ولی کو جس کو مقام

حاصل ہے ان حضرات صحابہ پر فضیلت برائی ہوں یا کچھ اور خوب ہے۔
تحقیق: زبان، بولی، مکتبی ہونے کی فہمیت سے دوسرے جرح ہے۔

تقلید اصطلاحی فقہی اور تقلید معقولی میں فرق

فحالیہ: مجھے تقلید کے جواز و ضرورت میں کوئی کھم نہیں ہے۔ لیکن تقلید کے معنی یہ جانتا ہوں کہ ایک بڑے عالم کا فتویٰ ہے وہ (عالم) ہر طرح علم و عمل میں مجھ سے زیادہ ہے مگر مقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے جس طرح شک پیدا کرنے والے کی وجہ سے شک پیدا ہوا ہے اس طرح بعض سرکاری میں شک ہو جاتا ہے جو کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے ختم ہو جاتا ہے کبھی نہیں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جہاں تک ہو سکے احتیاط پر عمل کرتا ہوں جب تک جانب حدیث ہوتی ہے اور دوسری جانب خالص قیاس ہو تو قیاس پر عمل کرتے دار مظلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کو اپنی کم علمی ہی کا سبب جانتا ہوں اپنے وطن میں چونکہ شوافع اور احناف مخلوط ہیں حتیٰ کہ نیک گھر میں میرے بچا اور ان کی والدہ سب شافعی ہیں اور میرے والد اور ہم سب حنفی ہیں۔ اس وجہ سے تشدید میں طبعی طور پر قصب نہیں ہے مگر ان کے کسی مسئلہ پر عمل بھی نہیں ہے۔ اس میں جو بات اصلاح کے قابل ہو اس کی اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ جو لکھا ہے کہ تقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے۔ یہ بات جو آپ نے بیان کی ہے (مقلی علوم والوں کی اصطلاح کا نتیجہ ہے اور فقہ والوں کی اصطلاح انگ ہے جس کا نتیجہ یہ نہیں ہے۔ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ کسی کے قول کے تسلیم کرنے میں دلیل کا اعتبار نہ کیا جائے اس لئے یہ یقین مقلی علوم والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہو سکتا ہے (جو مقلی علوم والوں کی تصدیق ایک شرط ہے) چنانچہ عام مقلدین کو بہتہ کے فقرے میں بے شک یقینی اعتقاد ہے کہ وہ کسی طرح دلائل نہیں دیتا پس یہ بہت بحیثیت مقلد ہونے کے یہ تو صحیح نہیں ہاں مقلی اصطلاحی ہونے کے اعتبار سے کہ اہل علم اس سے آگے نہیں جاتے۔

یہ شبہ ہونا برا نہیں مگر یہ بہت کہ کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے لی تو کہ قیاس پر عمل کرتے ہوئے اس سے سب صحیح ہے لیکن قیاس میں آپ کا تبحر (دست علمی) کافی ہے یا اہل علم سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ اپنی کم علمی کا اقرار بھی ہے تو آپ نے کیا ایسے مسائل منتخب کر رکھے ہیں اور ان میں کن اہل علم سے آپ نے رجوع فرمایا ہے۔

دوسرے میں سب لوگوں اپنے اپنے ملک کی (آپ سے) یہ تاکید ہے کہ جس شخص سے اپنی باطنی تربیت میں رجوع کیا جائے اس سے کبھی آپ نے یہ مشرب ظاہر (ان صاحب نے از خود اس مشرب کا اظہار نہ کیا تھا صاحب جواب کو رجوع شہرہ اور پوچھا جس پر یہ ظاہر کیا اور اسی مضمون اتفاق کے خصوصیت سے اس وترجہ میں نقل کیا گیا۔ ۱۲) افسوس! یہ کیا ہے نہ ضرر نہ فائدہ کہ دوسرے کی کاوش کے بغیر خود آپ فرماتے کہ میرا یہ خدق ہے کیا اس میں کچھ مصدق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اس کے چھپانے کے کیا سنی اگر مجھ کو خود شبہ نہ ہو تو عمر بھر بھی یہ نہ پتہ۔

پھر یہ خط آیا جو مع جواب منقول ہے

لَا تَقْلِدْ: تقلید کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ خیال ضرور ہے کہ تصدیق مجتہد (انہی ہائیں جن میں بہتہ کی کٹیاں ہوتی ہیں) سے ہے نہ کہ صرف ائمہ (جو ہائیں واضح ہوں) سے۔ اب حدیث صرف موجود ہوتی تو اس وقت تک یہ جائز نہیں۔ قصہ ہے و غلطی ہو۔ مگر طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ مضمون تقلید کی صورت بتائیں اگر اس میں کچھ کلمہ پریشانی ہوئی تو میں کچھ اس کو صاف کر لوں گا اور اس پر دو کوششوں سے صاف کر دوں گا۔

جواب: تقلید کے بارے میں جو کلمہ ہے کہ اب حدیث صرف بدو تقلید پر نہیں اند۔ یہی احادیث انہی سے قبل (کے) صحیح نہیں۔ بہت ہی حدیثیں کو سمجھ کر دیکھا ہے جیسے "تجمع بین الصلوات من غیر سفر ولا مضطر" (کہ دو نمازوں کو سو اور بائیں کے بغیر (سورت سے اقرار ہے) ایک ساتھ پڑھنا (ای ضرر نہ ہو) اور دیگرین و پرہیزی کرنے پر قائل کرنا وغیرہ۔ اگر بشرط تحقیق امر سے پہلے پہلے کلمہ کا یہ سب حدیثیں صاف واضح ہیں اور کسی کا مذہب نہیں اور انی طرح اگر حدیثیں صحاح میں ہوں وہی بھی تقلید سے خارج نہیں اس کے علاوہ ہر شخص کا یہ تصور کہ اس میں صرف حدیث نہیں بلکہ عقل و اندرونی بات ہے اس میں بڑے تجربی ضرورت ہے۔ پھر لگتا ہے کہ قرآن وحدیث میں موجود دوسرا اس کی نہ رہا ہے وہ شیئ نہ ہو (کہ یہ سب کلمہ بطور پریشان ہے مگر یہ عام لفظ نہ ہو) اب حال اس مسئلہ میں شاید ہوا میں غلطی سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ جب کسی سے غلطی نہ ہو اس وقت نہ کہی ہے۔

تکرار سورت نوافل میں لازم کے بغیر جائز ہے

سوال: اکثر وقت تہجد میں ہر سورت میں قل و الحمد و باریک پانچ یا تین تین دفعہ مومن پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں تو تو دوبار تین بار اور ہمیشہ معمول نہ کرنے کو کہتا تھا۔ لیکن

حضرت نے ایک ذاکر کو ان کے خواب کی وجہ سے پانچ پانچ دفعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ تہنہ اسالک دوسرے حصہ کے آخر میں یہ بات دیکھی ہے اس لئے شک نہ کیا۔

چچو ایضاً: حکمران صورتِ مخصوصِ نوافل میں جائز ہے مگر لازم نہیں کر لینا چاہئے۔ اگر میں نے کسی کو مطلقاً اجازت دی ہے اب اس اجازت کو مقید کرنا ہوں۔

مناجات مقبول درود شریف پڑھنے کی اجازت لینے کے متعلق تفصیل

سوال: مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اس کے پڑھنے کی اجازت حضور سے نہیں لی ہے لہذا پڑھنے کی ترکیب کے ساتھ اجازت عطا فرمائی جائے۔

چچو ایضاً: اگر اس فرض سے اجازت لی جاتی ہے کہ اجازت کے بغیر اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے اور اگر طریقت کے اس قاعدہ کے موافق لی جاتی ہے کہ حالت کے مناسب نامناسب (ہونے کو) متحقق کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے۔ تو اس کی وضاحت اپنے حالات و معمولات کے ساتھ تجویز کیجئے۔ جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جائے گا۔

سوال: بشرطیہ میں فصل ۳۷ فاتحہ پر جو درود شریف لکھا ہے اس کو بروقت پڑھتا ہوں اس کے پڑھنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

چچو ایضاً: بشرحِ محد۔

فجر کی سنت و فرض کے درمیان ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھنا

سوال: دو تین روز سے سورہ فاتحہ ۴۱ بار سنت اور فرض فجر کے درمیان پڑھنا شروع کیا۔ مگر پھر یہ خیال آیا کہ حضور کی اجازت لی جائے تو بہتر اگر آپ فرمائیں تو پڑھا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

چچو ایضاً: کیوں چھوڑا جائے لیکن پورا کرنے سے پہلے اگر تکبیر ہو جائے تو جمععت میں شامل ہو جانا چاہئے پھر بقدر فرض کے بعد پڑھ لینا چاہئے۔

آیت ”وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ“ کی تفسیر

مخالف: حق تعالیٰ شانہ معرفت کے فیوض روز افزوں وسعت کے ساتھ قائم دائم رکھے۔ اب اپنی مالت مختصراً عرض کرتا ہوں۔ الحمد للہ الحمد للہ کہ اس وقفہ کے بعد ان میں کچھ روز کے التزامِ جدید سے قلب کی پہلے دان

دست نہایت قوت کے ساتھ لوٹ کر آئی اس طرح کہ جیسے عدم سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے بلکہ ایسے جیسا کہ رکھ کے بنادینے سے چنگاری پھر چمک اٹھتی ہے یا کسی کی کوئی گم شدہ چیز دستیاب ہو جاتی ہے یا خیالی خزانے قوت مدد (معلوم کرنے کی قوت) کو بھول جانے کے بعد مل جاتے ہیں بلکہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی تحریر کی تصدیق عیناً (کھلی آنکھوں واضح) ہوئی یعنی اس دفعہ کا جوڑ بند کیلی دفعہ سے شاید کچھ مضبوط اور بہتری ہے اور واقعی عجب و تکبر کی تو خوب قسمی کمزوری اب انشاء اللہ تعالیٰ امید مددوست کی ہے۔ ﴿وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ﴾

تحقیق: اس کے ساتھ یہ بھی فکر کے سامنے رہنا چاہئے "ومن اراد الاخرة وسمی لها سعياً ما اولئك کان سعيہم مشكوراً" (تحریر: جو آخرت کو چاہے اور اس کے لئے کوشش کرے یہی لوگ ہیں جن کی کوششیں مقبول ہیں) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کے ارادہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس ارادہ کے نتیجے میں "کان سعيہم" فرمایا گیا ہے۔ اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوتی ہے کہ بندہ کی چاہت ہو پھر اس کے بعد بندہ کی چاہت فعل کے ہونے کی ہوتی اور (فعل کا ہونا) اللہ تعالیٰ کے کرنے پر موقوف ہوتا ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعل ہونی چاہئے۔ اس (ساری بات کے سمجھنے) سے "بعض بڑی غلطیاں جو آیت "وما تشاؤون" کے بارے میں ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

دماغ اور نگاہ کی کمزوری کا علاج

تحال: فرمت نہ ہانے کی وجہ سے جواب میں اتنی تاخیر ہوئی اس وقت بڑی مشکل سے اختلافت نکلا اسی لئے اس عریضہ میں جلدی کی وجہ سے مضامین کا لمبا نہ ہوا۔ محال دور گزری امید رکھتا ہوں۔ بندہ کے دماغ اور نگاہ میں پندرہم سے بہت نمایاں ضعف آ گیا ہے۔ یہ عریضہ کہنے کے وقت آنکھوں کے سامنے ایسی اندھیری سی اور اشد لاپن ہے کہ مشکل کسی چیز کو دیکھتا ہوں۔

تحقیق: تقویت دماغ ضروری ہے۔

سلوک کے راستے کی سیر اور حسن خاتمہ کی علامات

تحال: اور قسم قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کبھی اپنے گناہوں اور قصور پر نظر ہوتی ہے تو امید کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کی قہاریت خیال میں آتی ہے تو کوئی سہارا نظر نہیں آتا مگر اسی کی رحمت کا پانی ہندگی اور اس کی بالکیت کا خیال موجب تسلیم ہوتا ہے۔

ﷺ سر تسلیم خم ہے جو مزاحیہ بار میں آئے

مگر واقعی بات یہ ہے کہ یہ

اے ہنر ہا نبیادہ برکف دست ﷺ کیا را گرفتہ زیر بغل

تحت حیدر اے بہت سے ہنر رکھے والے اپنے بغل کے پیروں کی تو خبر لے۔

کا مصدق ہوں نہیں معلوم کیہ حشر ہوگا۔ دعا فرمائیں کہ قاتل اچھا ہو جائے۔

تحقیق: مسافت طے کرنے والے کو بھی تو رستہ میں حرم طبع کی باتیں پیش آتی ہیں ماشاء اللہ سیر طریقی کی
بہن علامتیں ہیں۔ اور یہی حسن خاتمر کی علامت ہے انشاء اللہ تعالیٰ

سورہ نصر کا بے اختیار دل و زبان میں آنا فیوضِ باطنی کی بشارت ہے

تَحَالُّ: مکمل مشاعرہ کے بعد سے دل میں بیروقت اور زبان پر اکثر جب کچھ پڑے بیعتا بیعتا تو سورہ اذ انشاء نصر
نشاء جاتی ہے یہاں تک کہ راستہ نوافل میں بھی جب آمد کے بعد لکھ چکے بھی کوئی سورہ پڑھنا چاہوں تو یہی
زبان پڑ آ جاتی ہے۔ اب تک یہی حال ہے دو چار مرتبہ زبان پر آ جانے کے بعد جان بوجھ کر دوسری سورہ
پڑھنی معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: اس نئے واقعہ سے حق تعالیٰ نے آپ کے باطن میں فیوضِ باطنی کی ایک خاص قابلیت عطا فرمائی
ہے۔ ان فیوض کے آنے کی بشارت زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مومن الفاظ سے بشارت مومن نمونہ و فتا کی
طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

فراق کو وصل پر فضیلت

تَحَالُّ: صبح سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ حضرت کو خوب نیا سفید عمد و لباس پہناؤں اور پھر حضرت کا طواف کروں
اگرچہ (اس کو) عقیدت کے اعتبار سے ناجائز سمجھتا ہوں۔ مگر عشق یہی کہتا ہے کہ تباہی میں تو کوئی نہ دیکھے گا۔
جلو و محبوب حضرت والا میں نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے وصل کے طالب کی وصل کعبہ سے کس طرح سیری ہو سکتی
ہے جو کہ حقوق ہے۔

تحقیق:

ﷺ فراق و وصل چہ بشد دھنائے دوست طلب

(فراق و وصل کیا چیز ہے دوست کی رضا کا طالب رہنا چاہئے) جب تک کہ ان کی رضا فراق میں ہے یہ

فراقی وصل سے افضل ہے۔

بخالت: حضور والا وہ فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے عشق و محبت میں ترقی بخشے۔

تحقیق: آئیں

بخالت: اور اب تو جلد اپنے دس سے شرف فرمادیں۔

تحقیق: اس طبعی تمنا پر طریق (سبب) تعلیم کو ترجیح دینا چاہئے۔

اولیاء کے تصرف میں محبت کی حقیقت اور اعتقاد میں شرک کی بوہے

بخالت: ایک شب یہ ہے کہ یہ ہمارا ایمان کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معلوم نہیں ہوتی واسطے کے ساتھ محبت تو کچھ ایسی محبت معصوم نہیں ہوتی۔ محبت یہ ہے کہ جو مجھے لڑکے کے ساتھ بھی کم سے کم اتنا بھی نہ ہو تو ہم اپنے کو مومن کہتے ہیں۔ مجھے نیند کا بڑا غلبہ ہے بالکل بے اختیار ہوں جاتی ہے اب تک وہی حال ہے۔ اب کچھ کی ضرورت ہوئی ہے مگر جب سے نئی اثبات شروع کیا ہے ضرور اس وقت نیند غالب ہوتی ہے۔ اکثر اوقات میں نیند میں پڑ جاتا ہوں۔ ایک یہ بات مجھ میں بذات سے ہے کہ جب کسی بجا عزائم کا خیال دل میں آتا ہے تو اپنا تک قصد اور ارادے بغیر بھی لفظ اللہ اور کبھی اللہ کبریٰ زبان سے نکل جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ خیال کبھی بالکل جلا جاتا ہے اور کبھی کم (ہو جاتا ہے) مجھے حیرت ہے کہ معاملہ کیا ہے کیا کچھ بزرگوں کا تصرف ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فی الواقع جس غریب پہلے غم پر نظر کر کرتا تھا اس طرح سے اب نہیں کرتا ہوں بلکہ (ویسا کرتا) چوتھوں تو ایسا لگتا ہے کہ بالکل جوں کیا (ہوں) جس طرح کوئی دعا پڑھتی ہوئی ہے اسی طرح سے برائے نام ذرا سا کھینچ کر گروں کے اشارہ کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خود ربی معلوم ہوتی ہے اس لئے جس طرح آپ ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل ضرور کروں گا۔ انشاء اللہ کلنت تو ہوگا مگر تمہارے ضرور ہوگا۔

تحقیق: معلوم نہیں آپ کے دین میں محبت کی کیا حقیقت ہے جس کے نہ ہونے سے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معصوم نہیں ہوتی۔ اس کا فیصلہ محبت کے معنی کی تحقیق کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کے معنی جو آپ کے ذہن میں ہوں تحریر فرمائیے۔ پھر میں کچھ عرض کروں گا جو معلوم نہیں بالواسطہ محبت کہیں ہوتی ہے۔ کہیں آپ اس نعمت کی ناشکری کر کے بالواسطہ کو بھی نہ کھو بیٹھیں۔ یہ جو کچھ ہے کہ محبت وہ ہے جو مجھے لڑکے کے ساتھ بھی اس بناء پر قویٰ بنی کے ساتھ بھی محبت کی نفی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جو محبت بھی دوزخ کے کی محبت نہیں نہ تھی۔

دوسری مثال سے حقیقت تو کچھ میں نہ آئی، اس سوچن غیر مومن ہونے کا فیصلہ اس کے بعد ہوا۔ نیکو جب غیر اختیار کی ہے پھر یہ ملامت اور یہ فکر جب غلبہ ہوا تو اسے سوچنا چھوڑ دیا۔ جب نیکو بھر پیا کرے اچھ کر کا کر پیا کیجئے یہ حدیث کا مضمون ہے، اگر نیکو کا غلبہ کوئی بری چیز ہو تو رسول اللہ ﷺ جو اپنے قلب پر قد (سوچنے) کی جگہ قلب بعد (انہ جانے) فرماتے اور جس حالت کے بارے میں تردد ظاہر کیا ہے کہ یہ بزرگوں کا قصور ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپ کو اس سے حیرت ہے اور مجھے آپ کے تردد سے حیرت ہے خدا کے ہوتے ہوئے بزرگوں کی روئے کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہوا تو اس میں تو صاف شرک کی پوچھتی ہے مگر خلاف ادب نہ سمجھ جائے تو میں تا کیوں حکم کے ماتھے عرض کروں گا۔ اسی سے توبہ کرنا واجب ہے۔ نئی اثبات کے قیود ضرورت کے وجہ میں نہیں ہیں۔ جس طریقہ سے آسمان ہوا کی اور مانع ہے۔ والسلام

وجدانیات عبارت میں نہیں آسکتے

مثال: جو توجہ عرض کیہ بہت ہی مختصر کیونکہ ہوا، حوالہ دو روایات بندہ کو پیش آتے رہتے ہیں ان کے ادا کرنے پر اللہ رحمہ قادر نہیں ہے اور وقت کے ایک سال کو کیا لے۔
 تحقیق: وجدانیات (باطنی حس سے محسوس کی جانے والی چیزیں) عبارت میں نہیں آتی۔ "وَلَنُعَمِّمَ مَا قَبِلَ فِي امْتِلَافٍ"۔

خوبی ہمیں کریمہ و ناز و خرامہ نیست ﴿۱﴾ بہار شہر ہاست ہاں مرا کہ نام نیست
 شکر چھند: "حسن حق ناز و اور کرشمہ کا نام نہیں ہے حسینوں کی بہت سی ہوائیں ہیں جن کا نام نہیں ہے۔"

اظہار فی الضمیر (دل کی بات بتانے) میں کمی آجانا کم گوئی کا ظہور ہے

مثال: یہ عجیب بات ہے کہ بندہ کو قوتِ حالی کی طرف سے تحریر میں اظہار فی الضمیر جتنی قدرت حاصل ہو تب اس کا مضمیر (رواں حصہ بھی) نہیں بڑی مشکل سے اتنے مضمون کو ادا کر سکا ہوں۔

تحقیق: واللہ! بہت سرور و ناز کہ مضمون حدیث ترمذی "الحیاء والعی شعثان من الایمان الخ" (جو اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں) کا ظہور ہوا اور ظہور بھی محاذیہ و ﴿۱﴾ (آنکھوں دیکھنا حال بن کر) ہوا اور قوتِ حدیث کا انکشاف تام (پوری طرح ظہور) بھی حال ہی سے ہے اس کو میں بھی اپنے اندر محسوس کرتا ہوں اور خوش ہوں۔

حدیث ”الحیا والعی شعبتان من الایمان“ (حیا اور کم بولنا ایمان کی دو شاخیں ہیں) میں لفظ عی کی کئی تفسیریں

سوال: ہاں ایک بات حضرت کے والا نامہ میں کچھ میں نہیں آئی ”الحیا والعی شعبتان من الایمان“ (حیا اور کم بولنا ایمان کی دو شاخیں ہیں) کے مطابق تو تمام موشین کا طین را حنین فی العلم کے اندر عی (کم بولنا) کا حصہ موجود ہونا چاہئے۔ لیکن دیکھئے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اور پہلے زمانہ میں بھی ان لوگوں کے برابر قدرت کسی میں نہیں ہے اس میں تسلی پوری طرح نہیں ہوئی گویا حضرت کے والا نامہ سے علیحدہ ہو کر بھی نفس حدیث کے متعلق یہ شبہ آتا ہے۔

جواب: یہ عی یعنی کم بولنا نہیں ہے بلکہ کم بولنے کے مشابہ ہونا ہے۔ یعنی قدرت کے باوجود یہ خوف کہ کبھی منہ سے کوئی کلمہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ نکل جائے جس کو حدیث میں حیا کہا ہے ان کی روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کہ وہ رک کر کم بولنے کی طرح یاد دیتا ہے اور وہ رک رک کر بولتے ہیں اور جتنی روانی اس حالت میں بھی ہوتی ہے وہ روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کے مقابلے میں عی (کم گوئی) ہوتی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو ان کی روانی زیادہ ہوتی۔ جب صحیح بات میں ملکہ نامہ راجد ہو جاتا ہے تو پھر یہ احتیاط عادت بن کر عی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتی۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبے سے علوم اصطلاحیہ سے بھول ہونے لگتا ہے اس لئے بولنے میں عی (کم بولنا) ہوتا ہے۔ یہ التفات بھی ممکن کی شان ہے اس صورت میں حیا مستقل (علیحدہ) ہوگی اور عی (کم گوئی) کی علت (وجہ) نہ ہوگی۔

لیکن ایک دور کی وجہ بنانے کی صورت میں (یہ بحر) حیا کی وجہ ہو سکتی ہے وہ وجہ یہ ہے کہ حیا سے مراد اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ کرنے سے حیا آتا (اس صورت میں یہ حیا کم بات کرنے کی وجہ ہوگی)۔

ایک اور حالت جو صورت کے اعتبار سے عی جو جتنی (سلوک کے راستے کی انتہا کو پہنچنے والے) جو مقلوب الحال نہ ہو کہ پیش آتی ہے وہ یہ کہ یہ بات ثابت شدہ ہے نہ ان کے کاموں میں اصل مقصود ذکر ہے اور بات کرنا اصل مقصود نہیں ہے اور صحیح طبیعت کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ اس کو غیر مقصود میں مشغول ہونا بھاری ہوتا ہے اور مقصود میں مشغول ہونے میں خوش ہوتی ہے۔ اس لئے جو اصل کو دیکھنے والا ہوگا وہ جب بات کرنے میں مشغول ہوگا تو وہ بے دلی سے مشغول ہوگا اور اس وقت بھی اس کا کھنچاؤ ذکر کی طرف ہی ہوگا۔

اس لئے اس کو اس میں ایک قسم کا تکلف ہوگا۔ اور شکلی ہوگی اس کے لئے کسی وجہ میں عی (کم بولنا)

ضروری ہے اگر ایسے شخص کو کہہ کر برائے کی حالت پیش نہ آئے تو اس کا سبب غلبہ حال ہے جو کبھی کار کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ ہمکے حالات میں کہہ کر برائے کا سبب حال کا تہہ تھا۔ یہاں کم ہونا نہ پیش آئے گا سبب حال کا غلبہ ہے۔

لفظ عسی کی تفسیر پر ایک شبہ کا جواب

سُئِلَ: "ترجمہ لسانک کے اندر لہاں مولوی صاحب کے خط آنے سے پہلے جب حدیث "الحبا والعسی شعبان من الایمان" جواب میں جناب نے ان کے سے جس جملہ کے کہ "مجھے باوجود اس (خویر کی) قدرت کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دی ہے اپنے ظن و دواً بمشکل تمام، داکر رکھا۔ اور اب نہیں کہہ سکتا۔" لکھا تو حق کو اپنی حالت کے منہ میں اس پر شبہ تھا اور خیال تھا کہ پوچھوں کہ یہی روز حضرت نے وہ خط جس میں مولوی صاحب نے خود شبہ ظاہر کیا تھا اور جناب نے اس کا جواب لکھ تھا دیا۔ اس کے دیکھنے سے پوری قسمی ہو گئی مگر اپنی حالت کے مطابق ذرا سا شبہ باقی رہ گیا ہے وہ عرض ہے۔

جناب نے لکھا ہے عسی (م کہہ کر) کی مختلف دھجیاں ہوتی ہیں کبھی حقیقت میں عسی نہیں ہوتی عسی کی طرح لگتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کوئی بات نہ کہنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر عمدہ تاہم راسخ کے بعد روانی و قدرت ہو جاتی ہے اسی طرح کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبہ سے صلاحاتی علوم سے بھول ہوئے کبھی ہے جس کی وجہ سے کہنے میں عسی (م کہہ کر) ہوتا ہے اور ایک حال جو صورت کے اعتبار سے عسی ہے جو کبھی جو حال سے غلبہ ت ہو کر پیش آتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ زبان کے کاموں میں اصل مقصود اکر ہے (اس لئے) جو اصل کو دیکھ کر چپے دھار ہونا یا اصل مقصود کے علاوہ مشغول ہونے میں ہے اس سے ہونگا۔ اگر ایسے شخص کو عسی نہ ہو تو اس کا سبب غلبہ حال ہے (پوری بات ہو گئی ضرورت کی وجہ سے کچھ تہذیبی کے ساتھ)۔

عسی کے یہ سارے درجات مومن کی شان ہیں جو کہ بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ سارے اس سبب میں جو بات ایک طرف کی (سب میں) ہے وہ یہ لگتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوب توجہ ہوگی (جو مومن کی شان ہے) تو اس وقت اس (بندہ) کی ساری تحریر و تقریر اور کاموں میں ایک قسم کی ہوگی جس کو ایک وجہ میں عسی کہہ جاسکتا ہے۔ حقیقت میں یہ بات نہ صرف معلوم ہوتی ہے اس کے کہ جب ہم لوگ جناب کی خدمت میں بیٹھے رہتے ہیں تو اس وقت ایک بات کا بولنا بھی اتنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جگہ میں دو چار گھنٹہ تک تقریر مشکل نہیں معلوم ہوتی تو اس کو ذات خدا تعالیٰ کا مشہدہ زیادہ توجہ کے ساتھ دیکھو اور "عسا یلفظ من قول اذا لمدہ رقیب عنید" (انسان کی زبان پر نہ ہوتی تھی آتی ہے اس پر ایک ٹیپا بنا رہتا ہے) کا ظہور ہوگا۔ تو اس کو ضرور

سخت مشکل ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوگا کہ سارے علوم سارے کاموں کے کر سکنے میں پہلے کے مقابلے میں کمی ہوگی ہاں جتنی مطلوب الحاصل کو ممکن ہے کہ سمجھتا ہو۔ اس ساری بات کے امت معلوم کو لحاظ کرتے ہوئے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر متنی کو (اس میں) پرچا ہونے کی (زیادہ قدرت حتی تعالیٰ سے دوری بتاتی ہے خواہ وہ قدرت نفسِ غیب میں ہو یا تحریر میں ہو یا تقریر میں ہو ایمان کی شان کے خلاف ہے۔

اب گذارش ہے کہ احقر جب سے دیوبند سے اس جگہ آیا ہے دن بدن اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ہر قدر میں ترقی پاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتوں کی حقیقت جس سے اس سے پہلے بالکل بے خبری تھی سامنے رکھی گئی ہے حتیٰ کہ بعض احباب نے کسی بات کے بارے میں سوال کیا تو ایسا جواب دہن میں آیا کہ بالکل وہی بات جناب کے بعض رسائل میں تھی جن کی بندہ کو اصلاً خبر نہیں تھی۔ اسی طرح کچھ فنی شبہات خود ذہن میں پیدا ہوئے اور ان کا جواب اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور نہ معلوم ہوا اور پھر غور کیا اور سمجھ میں آ جانے کے بعد بتایا تو بعد میں معلوم ہوا جناب نے بالکل سبکی جواب فلاں جگہ لکھا ہے۔ بعض اوقات کسی جگہ سے خط آیا اور کوئی بات قابل جواب تھی تو ان کے جواب میں ایسا لکھا کہ لکھنے کے بعد تعجب ہوا تھا کہ کیسے لکھ دیا۔

یہ کیف خاصہ یہ کہ اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ترقی نظر آتی ہے جس سے بعض اوقات نفس میں عجب بھی پیدا ہوا جس کے ساتھ ہی ساتھ لا حول و لا قوۃ اور احمقہ ہالہ سے دور کیا گیا اور اپنے میسوں کا اظہار اور پہلے (ان باتوں پر) قدرت نہ ہونے کا اظہار کیا گیا۔ جس سے عجب بالکل ختم ہو گیا۔

پہلے یہ معلوم غلط سمجھا گیا جس کی وجہ غیر اختیاری بات کو اختیاری بات پر قیاس کرنا ہے۔ بات کرنا اختیار کی ہے اس میں اسباب مذکورہ مانع ہوں گے اور ضم اس معنی میں غیر اختیاری ہے اس میں وہ امور مانع نہ ہوں گے بلکہ قرب مع البرہد الغیاض (فیض کے سرچشمہ یعنی ہند تعالیٰ کا قرب) اس کے انکشاف کا زیادہ سبب ہے۔

سوال: حالت موجودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احقر کو بجائے قرب خداوندی کے بعد ہوتا ہے اس میں سخت پریشانی ہے کہ کیا صورت کی جائے کہ یہ حالت ختم ہو؟

جواب: "اذا انهدم المعنی انهدم المعنی" (جب کسی چیز کی وجہ ختم ہوگئی تو وہ بھی ختم ہوگئی)۔

مبتدی کو کسی کے نفع نقصان سے مطلب نہ ہونے کا مطلب

حالات: کترین کے دل میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی غیر خواہی پاداری گئی ہے۔ یہ قوت پہلے بھی تھی مگر یہاں آنے کے بعد بہت زیادتی پیدا ہوگئی ہے۔ کسی کو کسی مصیبت میں دیکھا نہیں جاتا۔ جہاں تک اس کی مدد

ہو سکے ایسی ہی کی خوشی سے کرنے کو بھی چاہتا ہے جیسے اپنے ضروری کام انجام دینے کو چاہتا ہے مگر اب اس سے بھی دل سرد کرنا پڑا کہ مبتدی کے لئے کسی کے قطع نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا چاہئے۔ کبھی اس کو برداشت کرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: میرا یہ مطلب تھا کہ اس کا اہتمام نہ کرے یا جو قطع ضرورت کے درجے میں نہ ہو اس کا قصد نہ کرے ہر عین وقت پر اگر مجبوراً کسی ضروری نفع (یعنی اس کے نہ ہونے سے اس دوسرے کو کوئی نقصان ہو) پہنچانے کا تقاضا قلب میں پیدا ہو اس کو منع نہیں کرتا وہ مفید ہے۔

جو چیز برائی کی طرف لے جانے والی ہو وہ خطرناک چیز ہے

سوال: بندہ کو چند باتوں میں عرصہ سے پریشانی تھی اور کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ ان کو جناب میں پیش کر کے پریشانی دور کر لوں مگر توفیق نہ ہوئی۔ آج بحمد اللہ اس کے عرض کی توفیق ہو گئی ہے۔ لہذا عرض کرتا ہوں۔ ① باجے کی آواز کی طرف میلان ہونے کے بجائے خداوند تعالیٰ کی محبت، جوشِ مادی ہے اور دل سے روٹا آتا ہے اور عجیب سوزش اور درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور آواز کے سننے کا ارادہ جان بوجھ کر نہیں کیا جاتا۔ اب اس کے بارے میں پوچھا یہ ہے کہ انھی صفت ہے یا بری صفت ہے؟

جواب: یہ ایک بے اعتدالی حال ہے جو خود تو بے اعتدالی ہونے کی وجہ سے برائیاں ہے مگر کبھی برائی کی طرف لے جانے کی وجہ سے خطرناک ہے۔

مثال: اگر اچھی صفت ہے تو گانا بھانا جو ایک حرام چیز ہے اچھی بات اور جائز کے لئے کیسے سبب ہو سکتا ہے۔ **تحقیق:** سبب ہونا تو بعید نہیں "کالغلب للعلوبہ" (گناہ تو بے کاسب ہوتا ہے) مگر سبب بننا جائز نہیں۔

اشعار سے دلچسپی جب کہ زیادتی نہ ہو بری نہیں

مثال: ② دوسری بات یہ ہے کہ مجھ کو اشعار سے بہت سی دلچسپی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شعر پڑھا رہا ہوتا ہے اور میں کسی کام میں مشغول ہوتا ہوں تو بہت سی بے چینی ہوتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ کام چھوڑ کر اشعار سننے لگوں۔ بلا سبب (کمی زیادتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی اچھی آواز والا شعر پڑھنے لگے تو غالباً اگر مر نہیں تو بے ہوش تو ذرا ہو جائے گا۔ خاص طور پر فرخندہ صاحب کے اشعار سے بہت سی دلچسپی ہے یہاں تک کہ اگر ذکر کے درمیان میں بھی ان کا مضمون یاد آ جاتا ہے تو شوق دوہانا ہو جاتا ہے اور ذکر میں بہت لذت معلوم ہوتی ہے۔ ان

وجہ سے بندہ بھی کبھی شوقِ اشعار پڑھ لیتا ہے۔ حضرت نے بھی دعواتِ عہدِ بیت میں اس کی اجازت فرمائی ہے۔

ذکر کے علاوہ بھی وہ اشعار کہ دہن میں عشقِ مضاف میں جوتے ہیں پڑھتا ہوں۔ مثلاً نواب صاحب کا شعر ہے۔

رو سے پاک بہت میں تیری اسے سالتی ۛ ہوں مست لیا کہ میری مجھے خبر نہ رہے

بہت ہی ادب سے یہ گزارش ہے کہ اشعار سے ایسی دلچسپی بری تو نہیں؟

جواب: نہیں (بری نہیں ہے) جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

سوال: ابھی بھی شوق کی زیادتی کہہ لئے ذکر کے درمیان یاد دہانی پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور کوئی

تقصان اور تو نہیں ہے۔

جواب: نہیں جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

طریق سے ناواقفی کا علاج

حکایت: ہمیشہ سے مجھے نیند کا عہد رہتا ہے اور اب بہت زیادہ نیند آتی ہے۔ سوچا ہوں تو پھر آگے جلد نہیں چلتی۔

ہاں کچھ خوف رہتا ہے تو نہیں بھی جاتی ہے کیا کروں کہ خوفِ خدا کا طلب رہے۔

جواب: صرف خوفِ خدا کا رنگ ایسا ہونا ضروری نہیں جس سے نیند از جائے یہ خواہشیں ناواقفی کی وجہ سے

جس بہت ضرورت ہے کہ احقر کی تالیفات خصوصاً مواعد تربیت کی جلدیں حرقاً حرقاً توجہ سے دیکھیں جائیں تاکہ

یہ نقصان ختم ہوں۔

عربی کی طرح اردو الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں

سوال: اردو زبان کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہو سکتے ہیں؟

جواب: جس وجہ سے عربی ہو سکتے ہیں اسی سے اردو ہو سکتے ہیں۔

گزار ابراہیم سننا مفید ہے

سوال: میرا دل تفسیر سورہ یوسف کے سننے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر آپ تحریر کریں تو میں سن نہ کر سکوں۔

جواب: سورہ یوسف کی تفسیر سننے کے قابلے میں اگر فلزِ برائیم سنو تو زیادہ فائدہ کی امید ہے کیونکہ اس میں

نساج زیادہ ہیں۔ مگر آدھے گھنٹہ سے زیادہ روزانہ سنت سننا مناسب ام

خلافت کمیٹی کے بارے میں خط و کتابت ایک اجازت یافتہ کے چند خطوط کی نقل مع جواب

پہلا خط

مضمون پر بلا خط میں سنا لیکن اس کے مضمون کا دوسرے خط میں منہ دکھایا گیا ہے۔
جیو لیبیا: اس مضمون کے (مختلف) حصے ایسے ہیں کہ جن کے ہر حصے کا جواب ان حصے کے ساتھ دونا چاہئے اور
یہ کارا میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لکھ نہ دوں تو جواب دیتا۔

دوسرا خط

مضمون: قسبہ ار میں اسلامی جسد تھا جس میں بھی بارہ مکرم مولوی عبدالغنی صاحب مولوی حبیب الرحمن
مد حب مولوی ابوالحسن مد حب مولوی میرا خاں مد حب وغیرہ شریف رائے اختر بھی گیا تھا۔ وہاں سے واپس
کئے بعد آج جناب اختر کے خط کے جواب میں حضرت دلا کو خط مبارک ملا۔ میں اپنی ظنی و انوس کو کیا لکھوں
کہ میں نے لکھ دیا وہ نہیں لکھ چکے ہوں۔ ہمدرد کا مضمون سن کر ایسے ہی سا۔ میں جناب کے مضمون کی اشاعت کی خبر
سن کر فوراً کارا موجود تھا لکھ دیا کہ اس قسم کی کئی باتیں پوچھنے کے قابل تھیں ہوگیں تھیں عز پر پوچھنے کی بات نہیں
ہوئی اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ جناب کو شاید ان معاذات سے تعلق نہ رہے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو مگر جناب
کے اس نوادش نامہ (خط) سے بہت کچھ امید ہے۔

جیو لیبیا: ”مع تقدیم اللہ علی الہوی“ (خواہش پرویز کو مقدم کرنے کے ساتھ)

مضمون: اس لئے و درہانی کی غرض سے جناب کا بھیجا ہوا نوادش بھی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ جو کچھ مناسب ہو
تحریر فرمایا جائے۔ اختر نے پہلے والے کارا میں لکھا تھا کہ آج کل خلافت کے حلق شور و غور میں ہے اور جناب
سے بارے میں ”یہودی“ میں جو گفتگو تھوڑے عرصے میں ہوئی تھی صحیح خط کر کے اشاعت ہو رہی ہے جس کا اثر شورش
پیدا کرنے والا ہے۔

جیو لیبیا: اس (بات کے) نقل کرنے کی ضرورت غرض ہے تو اس کی تعمیل ضروری تھی اور کوئی غرض نہیں تو (خط
سے) وہ لکھی ہوئی حدیث کی وجہ سے چھوڑنے کے قابل ہے۔ (خط کی پیشانی پر) حضرت نے یہ حدیث تحریر فرمائی
ہی تھی۔ ”قال صل علیہ وسلم من حسن اسلام العبد ترکہ مالا یعبہ“ (ترجمہ)

آدمی کے اسلاف کی خوبی میں سے یہ ہے کہ لائینیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ (۱۲ نقل)
مضمون: دور میں نے بتایا ہے کہ جناب نے خلافت عثمانی کے بارے میں مضمون شائع کیا ہے۔
جواب: بالکل غلط (ہے)۔

مضمون: لہذا اثر ہو سکے تو میرے دوست مولوی شبیر علی صاحب یا منشی رفیق احمد صاحب کو کارڈ کسی طرح بھیج دیتا اور وہ پڑھتا تو وہ حضرات روانہ فرماتے اور جو کچھ جناب مناسب سمجھیں تحریر فرمائیں پسے والے کارڈ کا مضمون کچھ کم و بیش یہ تھا جس کے بارے میں جناب نے جواب لکھا ہے باقی سوالات حسب ذیل ہیں اگر جواب مناسب ہو لکھا جائے ① خلافت عثمانی جس قسم اور طریقے سے بددلی ہے جناب کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔

جواب: دو قسم اور طریقے سوال میں نہ لکھا اس پر مبنی ہے کہ مجھ کو وہ قسم اور طریقہ معلوم ہے اس لئے یہ کیسے معلوم ہوا کہ مجھ کو معلوم ہے نہ۔

مضمون: انشا اللہ خلافت عثمانی جس بات کی کوشش کر رہے ہیں اس کی آسان صورت کیا ہو سکتی ہے۔

جواب: کیا یہ کسی حکم شرعی کی تحقیق ہے؟

مضمون: اور ان کی یہ کوشش حق ہے یا باطل؟

جواب: کسی کوشش اور کس کے لئے کوشش۔ ان کی تعمین کے بعد حکم شرعی کی تحقیق کا وقت ہے۔

مضمون: اس موجودہ حالت میں ترکوں کے ساتھ برطانیہ کے جو حالات و معاملات سے جاتے ہیں اگر صحیح ہیں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

جواب: کیا میں نے بھی سنے ہیں اور کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ میں نے کیا سنا ہے اگر یہ نہیں تو مواں فضول ہے یا نہیں۔

مضمون: (۱۳) اب تک خاموشی کی وجہ سے اکثر حضرات و بندگان و جناب و اکثر طبقہ بالکل خاموش ہے۔

جواب: اس کا کیا قصہ ہے۔

مضمون: ترک سوالات اور معاملات کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟

جواب: ان الفاظ کی تفسیر کیا ہے پھر رائے کی تحقیق ضروری ہے یا حکم شرعی کی (ضروری ہے)۔

مضمون: اپنا حرج عمل اب تک یہ ہے اس معاملہ میں کہ بالکل خاموش ہوں پس یا نہیں کچھ نہیں کرتا اور کوئی صاحب بچہ سمجھتا ہے تو ان کو جواب دے دیتا ہوں کہ میں زمانہ کی حالت سے واقف نہیں ہوں کہ واقعی کیا ہو رہا

ہے اور نہ میں اپنے کو اہل الرائے سمجھتا ہوں اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر اس کے بارے میں کوئی مسئلہ ہو چکا ہے تو کہہ دیتا ہوں کہ مشاہیر علماء سے رجوع کرنا چاہئے ہماری کیا ہستی ہے۔ قربانی کے بارے میں لوگوں نے پوچھ تو اس کا جواب دے دیا کہ گائے کی قربانی ہندوؤں کی رعایت کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے۔

چچا: تو دوسروں کو اس طرز عمل کو کیوں نہیں کرنے دیا جاتا ہے۔

مضمون: ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء، ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء (۲۹ مئی ۱۹۰۸ء) میں یہ مضمون شائع ہوا ہے کہ ۲۹ اگست کو تھانہ بھون میں خلافت کمیٹی ہوئی۔ مولوی محمد خلیل صاحب رات ۸ بجے جناب کے پاس گئے سلام کیا جواب تک نہیں ملا۔ پھر ۸ بجے دن کے گئے اور تحقیر (انتہائی میں ملنے) کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دوسرے کام کا وقت ہے۔ پھر خلافت کے مسئلہ کے پوچھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی تو پھر تحریری اجازت چاہی اور دو ٹوٹی اس شرط کے ساتھ کہ اگر جواب مذاق کے خلاف نہ ہو تو معاف کیجئے گا۔ خیر پھر زبانی کچھ شروع کیا۔ جناب نے فرمایا کہ میں کچھ سنتا ہوں کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر خاموش رہوں گا تو آپ سوانح سمجھیں گے اور انکار کر دیں گا یا آپ کے خلاف ہوگا ناراض ہوں گے (یہ خلاصہ ہے جو کچھ پرچہ میں تھا) اس کی وجہ سے لوگ جناب کے خیالات کو جاننا چاہتے ہیں۔

چچا: جو لوگ جاننا چاہتے ہیں وہ آپ پوچھیں کیا آپ ان کے دیکھیں ہیں آپ کو کیا لگ رہی۔

مضمون: اور خواہ مخواہ بدھن ہوتے ہیں کہ مسئلہ تک نہیں بتاتے۔

چچا: تو بدظن ہونے سے کیا نقصان ہوا۔

مضمون: اگر مناسب ہو تو اس کے یعنی خلافت کمیٹی کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں۔

چچا: اور اگر مناسب نہ ہو تو۔

مضمون: اس کی اشاعت کی ضرورت ہوگی تو ان اطراف میں عام طور پر شائع کر دیا جائے گا۔

چچا: مجھ کو اس پر تعجب ہوتا ہے کہ آپ اس فکر میں کیوں پڑ گئے۔

مضمون: اور جو آپ کی مصلحت اس کے خلاف ہو تو کم از کم ہم لوگ تو واقف ہو جائیں گے۔

چچا: واقعات کو جاننا ضروری ہے یا احکام سے اور پہلی صورت میں نقل کرنے والے سے صحیح نقل کا مطالبہ ہوتا چاہئے یا میں تمام دنیا کو قہر ملاتا پھروں۔ مجھ کو پانسوں ہوا کہ آپ کے دل میں دنیا بھری ہے۔ انا للہ

تیسرا خط

مضمون: آج جناب دلا کا خط مبارک ملا اس کے دیکھنے سے بہت ہی پریشانی ہوئی کہ جناب دلا کو تکلیف

تجلی یا کج رخ ہوا۔ "اعوذ باللہ من غضب اللہ ورسولہ وناثیہ بخدا واللہ ثم واللہ" مجھ کو ملاقات کمپنی کے بارے میں کچھ دلچسپی نہیں، اور نہ تعلق ہے اور نہ آج کل کے حقیقی معاملات معلوم ہیں اور نہ اس کی کچھ کج و نکلا جگہ اگر کوئی صاحب اس کے بارے میں جامع مسجد میں کبھی کبھہ تقریر وغیرہ کرتے ہیں تو میں سن کر بھی نہیں لوگوں نے اس کے لئے چندے دیئے ہیں مجھ سے بھی طلب کیا میں نے وہ بھی نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو زیادہ خیال ہوا اور ناگوار ہوا۔ مجھ سے لوگوں نے بیان کی فرمائش کی میں نے انکار کیا۔ یہ حالت کارڈ روانہ کرنے کے قتل تک تھی۔ لیکن کارڈ تحریر کرنے کا سبب یہ ہوا کہ "ہدم" میں مضمون جب آپ کے بارے میں مضمون شائع ہوا تو کئی شخصوں نے اس کو ایک بڑے عنوان سے طعن کے لئے بیان کرنے شروع کئے اور اس کے قریب معلوم ہوا کہ جناب نے اپنے قلم سے کوئی مضمون بھی شائع کیا ہے جو "لواء" یا کسی دوسرے رسالہ میں طبع ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں کے اتفاقاً جمع ہو جانے کی وجہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

جناب نے کارڈ کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ اس مضمون کے حصوں کے لئے ضروری ہے کہ ہر حصہ کا جواب اس کے ساتھ نظر آئے اور یہ کارڈ میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لفاظ ہوتا تو جواب دیتا اپنی غلط فہمی سے اس جواب کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور افسوس ہوا کہ لفاظ کیوں روانہ نہیں کیا اور خیال کیا کہ جناب اس کے بارے میں کچھ زیادہ لکھنا چاہتے ہیں۔ اس غلط فہمی کی بناء پر اپنی ناراضی سے جو کچھ میں آیا..... اب احقر اپنی اولیٰ پر سخت آدم ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہوگا مجھ سے بہت گستاخی ہوئی اللہ معاف فرمائیے۔ جناب نے احقر کے اکثر سوالوں پر..... فرمائی ہے، اور استغناء ہی غلط میں سب کا جواب بالتفصیل لکھا ہے سب کا اجمالی جواب یہ ہے میرے کل سوالات حماقت کی وجہ سے تھے۔ جناب کے تنبیہ فرمانے سے جنبہ ہوا میں سب کا جواب ہو گیا۔

احقر نے ہم کام مضمون نقل کر کے لکھا تھا کہ خلافت کے بارے میں حقیقت میں جناب کی اگر کوئی تحقیق ہو مطلع فرمادیں۔ اگر ضرورت اشاعت کی ہوئی تو شائع کر دی جائے۔ ورنہ ہم لوگ خود تو واقف ہو جائیں گے جس کے موافق کاربند ہوں گے۔ اس سے جناب میں جناب نے تحریر فرمایا کہ واقعات کو جانتا ضروری ہے یا احکام کو بلکہ صورت میں تاہم سے صحیح نقل کا مطالبہ ہونا چاہئے۔ یا میں تمام دنیا بھر کو قصہ سنا جا پھروں۔ مجھ کو فہم ہوا کہ نہرے دل میں دنیا بھری ہے نہ اللہ۔ حقیقت میں مجھ سے سخت غلطی ہوئی جناب کے اس تحریر فرمانے سے سخت فی غمرا تا ہے کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے نہرے ہرے حال پر شفیق جناب ہی اس مریض لاوار کے طیب ہیں جو کچھ ارشاد فرمادیں اس کے موافق عمل کروں۔ کیا تدبیر کروں کہ دنیا دل سے نکل جائے اور دین بھر

جائے۔ طرز معاشرت بغیر کسی زیادتی کے جناب سے جدا ہونے کے بعد یہ ہے کہ کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے صرف اپنا کام تعلیم کا یا اپنے متعلقین کی خبر گیری و بس نہ اخبار دیکھنا ہوں نہ سنتا ہوں اگر دلو بند جناب کے متعلق کوئی خبر کہتا ہے تو سن لیا و بس اس جگہ کے امراء یا دسام یا کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں کسی نے اگر کوئی بات پوچھی جب اسی دن سے بعد ضرورت گھٹو گھٹا ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ اب جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمایا جائے۔

چوتھا پتہ: اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔

چوتھا خط

مضمون: احقر کے جواب جناب کا خط مبارک! جس کے اوپر لکھا ہے کہ اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔ پہلا خط اتفاقاً غلط کی تہ میں پڑ گیا تھا۔ مسلسل کئی دن تک بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے۔ آج مایوس ہو کر حضرت کا جواب لکھتے بیٹھا تو اتفاقاً مل گیا جو اس لفظ میں ہے۔ اسی وجہ سے کچھ جواب میں تاخیر ہوئی۔ میرے قدم بندہ سر سے پاؤں تک کوتاہی ہے۔ جناب کی شفقتانہ پرورش کا پالا ہوا ہے غصہ کا حامی نہیں۔ جناب کے ناراضی کے خیال سے ہی جان بچتی ہے۔ تمام زمین تنگ ہو جاتی ہے کام میں جی نہیں آتا۔ "نمود باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ و غضب فانیہ۔"

شکر نعمتہائے تو چند انک نعمتہائی تو ﴿﴾ عذر تقصیرات ما چند انک تقصیرات

ترجمہ: "تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہماری کوتاہیوں کا عذر کتنا ہیوں جتنا ہے۔"

خدا کے لئے معافی کی درخواست قبول فرما کر تسکین بخشی جائے اگر ممکن ہوگا تو بجائے خط کے خود ہی چلا آتا۔ لیکن مجبوری ہے اب کچھ مجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر دلوں غلطوں کی عبارت میں کچھ تعارض (ایک دوسرے کے مقابلے کچھ کی زیادتی معلوم ہو تو صرف عبارت اور احقر کی مجھ کی کمی کی وجہ سے ہے ہر صورت میں معافی کی درخواست۔

پنچواں پتہ: میں نے جو باتیں پوچھیں ان کا جواب نہیں دیا نمیا۔ معافی جو چاہی گئی میں انتقام لے رہا ہوں مگر انتہائے ہنگامہ بغیر امتیازی چیز ہے اس کو ختم نہیں کر سکتا ہوں معلوم نہیں کب تک اثر رہے گا۔

پانچواں خط

مخاطب: بعد سلام مسنون و آداب خادمانہ گزارش ہے کہ عزم سے خیریت مزاج گرامی معلوم نہ ہونے سے تعلق ہے خدا کرے جناب خوب اچھی طرح سے ہوں۔ امید کہ خیریت مزاج حال سے مطلع فرمایا جاوے۔ احقر کے کسی

خط کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ ”مجھ کو افسوس ہے کہ تمہارے دل میں دیا بھری ہے ناٹھ“ مگر میں نے علاج اس کا پوچھا جناب نے لکھا کہ اس سے پہلے والا خط روانہ کرو تو جواب دوں گا۔ مگر نے روانہ کیا اور معافی چاہی تو جناب نے تحریر فرمایا کہ میں نظام تو لیتا نہیں کہ معافی چاہتے ہو باقی تکبر و انقباض غیر انقباضی چیز ہے معلوم نہیں کب تک رہے گا۔ اس جواب کے بعد مگر نے جان بوجہ کروس بارہ دن خط نہیں لکھا کہ خط نہ لکھنے سے میرا خیال نہ آدگا تو انتہائیں بھی نہیں رہے گا اور آپ بھول جائیں گے۔ اب پھر پہلے والے مرض کے بارے میں گزارش ہے کہ میرے دل میں سے دنیا کی طرح نکلے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس میں کیسے بھرے گی کوئی علاج تحریر فرمایا جائے کہ میں کیا کروں۔ مگر اپنے تعلیم کے کام میں مشغول ہے۔ انہوں اور مگر والے بیوی بچوں کے تعلقات جڑے ہوئے ہیں۔ درود و طائف معمولی طریقے سے ادا ہوتے ہیں۔ نماز اہتمام سے تہجد کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔ باقی آج کل کچھ کالی دامن گیر رہتی ہے۔ طبیعت میں نشاط و شورش نہیں ہے۔ تحقیق: ابھی تک ہے اور مظلوم نہیں سب تک رہے گا۔ باقی اس کا علاج میرے ہی ہاتھ پر موقوف نہیں اپنے بچہ بھائیوں میں سے جس پر اطمینان ہو اس سے رجوع کیجئے۔

چھٹا خط

بخارا: گزارش نامہ جواب عربیہ نیاز مشرف ہو امیری حالت پر یہ شعر عجیب ثابت آتا ہے۔

مرض بڑھ گیا جوں جوں دوا کی

بہت ہی بری ہو رہی ہے۔ اے حکیم امت مسخائے وقت شفیق حال زار جب مجھ کندہ نازش (ہیکار) کو اصلاح و تربیت سے سنا قابل بنادیا کہ آدھی کی صورت مجھ میں آگئی جو کچھ میری اصلاح و تربیتی حالت تھی وہ صرف حضور کی شفقت سے تھی۔ اب جبکہ پھر احقر کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ آپ کے علاوہ کون نجات دے سکتا ہے۔ اب میں کس سے رجوع کروں۔ حضور میری حالت چاندی کی روشنی کی طرح ہے آفتاب جو ہدایت کے سورج میں روشنی حاصل کی تھی۔ اب میرے گرامن کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے سورج کی روشنی کی ضرورت نہیں ہے۔

مالی سوی قرمی لبابک دلیہ ۛ مالی سوی بزمی ایک وسیلہ

ترجمہ: ”میرے پاس تیرے دروازہ کھٹکھٹانے علاوہ کوئی ذیلہ نہیں ہے اور تجھ سے بجزی کرنے کے علاوہ کوئی وسیلہ نہیں ہے۔“

جناب کے اس خط کے بعد مجھ کو کسی طرح چھین نہیں ہے۔ نہ فی آئی ہے نہ رو آتا ہے سکتہ کی حالت ہے کام کرتا ہوں۔ مگر نہیں جانتا کہ کیا کرتا ہوں۔ بات لوگوں سے کرتا ہوں اور لوگوں سے سنتا ہوں۔ لیکن دماغ کسی اور کام میں ہے معلوم ہوتا ہے جیسے مغلوبہ عضو ہے جس کو جاتا ہے۔ وہی حالت میرے قلب کی ہو رہی ہے۔ جب سے حضور کو ملکہ رہا تھا میں جیسا ہے کھاتا: دل پیتا ہوں۔ لیکن پیٹ بھر کھاؤ نہیں جا سکتا: دوا ہو گیا ہوں۔ ذہن پر چھتے ہیں تو ہمارے طبیعت کیا خراب ہے کیا حالت ہے میں کیا ہوں۔ در کس سے اپنے اور کا اظہار کروں۔ اے حضور! جس بارے کے اندر آفتاب کی شعاع سے چمک سکتی ہو اگر آفتاب پر بدلی آ جائے تو اس رو سیاہ و رو کو کون چمکا سکتا ہے۔ ہاں اگر آفتاب خود شفق کر کے اپنی مری سے ہادی کو بدل دے تو ممکن ہے اے مری حقیقی کے جناب! غماض و ملکہ رکے ہوئے کی میں کون سی صورت اختیار کروں کیا کروں جس سے یہ غماض مٹ جائے۔

"فلفی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ ذہ ہو التواب الرحیم" (تَوْجِیْہُ: آدم (عَلَّیْہُ السَّلَام)) نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے آدم (عَلَّیْہُ السَّلَام)) کی توبہ کو قبول فرمایا ہے اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے والے درجہ فرمانے والے ہیں) کو یاد کر کے امید ہے کہ آپ ہی تہیے کے رب میں یہ سہولت ہو رہی حالت کی درستی کرے۔ طبع ہوئی۔ مجھ کو اپنے مرض کا احساس ابھی کامل حریقہ سے نہیں ہے۔ جناب نے کسی خاص وجہ سے تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے۔ اے حضور! اب میں اس کو کیسے نکالوں۔ جہاں تک ہو سکے شرعی حدود سے آگے نہیں جاتا ہوں۔ معمولات میں جتنا ہو سکے رکھتا ہوں باقی اوقات میں تعلیم و تہذیب کا شغل ہے۔

تَحْقِیْق: آپ کو یاد نہیں "فنا بکم غماضہم" (تَوْجِیْہُ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم کے جہنم عطا کیا) جب یہ جان بوجھ کر نہ لیا ہے تو اس کو تمہاری رائے سے روں گا۔ دوسروں کی رائے سے کیا اس سے پہلے کسی خط میں میں نے یہ نہیں لکھا ہے کہ اپنے جبر بھائیوں سے اپنا علاج کرائیں وغیرہ۔

مسموم (ایک علم جس میں خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر اس سے کوئی کام کرایا جائے) کے اثر سے پاگل ہونے والے کا علاج

سُئَال: میں ایک بڑے عمر ایک سو بیس برس والے ہوں۔ نام موجود ہیں دنیا داروں کا ان کے پاس بھروسہ (بھیل) ہے تو فی بھی کثرت ہانپا، میں خریدتا ہوں اس طرح میں مزاحمت کرتے ہیں۔ ایک شخصیں یہاں کے رہنماؤں سے... ہر صدمہ جب پا کر اور سرکاری نوکر تھے۔ ان پر صاحب کے دم میں پیسے (انہوں نے) ان کو

یہ شکل بتایا کہ پروین (آنکھوں کے درمیانی پرانے) پر نظر پڑا اور میرا تصور سرا۔

وہ سرنے لگے اور حسرت تک آیا۔ ”کھینس سرنے ہو انہیں۔ اور آنکھوں میں پانی اتر آیا اور آنکھوں سے پانی جاری ہوئی۔ میرا جب سے عرض کیا تو فریاد کیا۔ آنکھوں سے آنکھوں کو ملا جب میرا (عاصی) سے ”کھینس مائیں کیا اثر والا کہ جرح دیکھتے ہیں میرا جب کی شکل ہر پردوں خریف دکھائی دیتے تھی۔ ان کے یہ۔ اسوں جیسا ہے کہ لدا پیر کی شکل میں دکھائی دیتا ہے کہ اس سے اب وہ دھمیل ہو گئے۔ ہر وقت اس مسمر جی اثر سے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ان کی تصویر بندھ کر۔ لیکن شکل تقریباً پانچ سو سال تک رہی۔ اب وہ شخص بگھل ہو گیا وہاں۔ ہلف ہو گیا وہاں کی قوت کے لئے بہت روپیہ خرچ کیا۔ سب نے سبکی کیا کہ وہاں پر کوئی شرج ہے اور دوا اثر مٹ جائے تو دماغ صحیح ہو سکتا ہے۔

”معرض اب کچھ تدبیریں کر چکا“ قید نہیں۔ اب بخوننا کیفیت ہے کچھ ذوق و تخیروں سے باندھ کر رکھا گیا اب کچھ سہما ہے ہر ایک۔ دکانہ ہوا میرے پاس آیا تھا میں نے کہہ کر میرا اثر ہے۔ کوئی عرض نہیں ہے۔ میں نے ان سے سورہہ قرآن پڑھنے کو کہا اور تمام قرآن پر سرسری نظر ڈالنے کو اور یہ کہا کہ روز تھوڑی دیر میرے پاس پہنچے۔ آیات شفاء لکھ کر پینے کو کہا اور یہ کہہ دیا کہ اس پیر کا اگر تصور آپ کے جان بوجھ کر دور کر دیا جائے بوجھ کر مٹا دے۔ کچھ دن کچھ کام ہوا یہاں تک کہ ذرا بھی اچھی طرح آئے گی۔ ایک روز کہتا تھا کہ میں۔ اگلے اچھے دنوں تقریباً اٹھ بجیں روز اسی صبح پر گزرتے پھر پانچ بجے روز سے نیند نہ آتی تھی اور کچھ صحت بدلتی ہے اسی پیر نے پھر اس کو بلایا تھا۔ میں نے منع کر دیا ہے اس نے کیا نہیں چاہا یہ پیرہ اچھا بھلا لائی تھا اگر تصور تھوڑا کم میں تو صحت کی امید ہے۔ شہ کوئی تدبیر نہ رہا۔ اپنے شہر میں کئی عیسائی کے حواس کے خرید رہے ہیں جی کہنا میں چور ہیں۔ برائے خدا کوئی توجہ نہ۔ اپنے یہ عرض اس مرئیس کے اصرار سے سمجھتا ہوں۔

﴿خَوَاتِمُ السَّالِفِينَ﴾ یہ مظلوم کا حال مظلوم ہو کر بہت افسوس ہوا۔ لیکن ”مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ دَاءٍ إِلَّا لَهُ دَوَاءٌ“ جعل له دواء (اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری بنائی ہے اس کی دوا بھی ضرور بنی ہے) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تَجْعَلَ لِهٰذَا عَمَلٍ دَرَسًا یُّوَجِّعُ فِیْهِ السَّامِعُ (اللہ تعالیٰ ان کا حال درست ہو جائے گا اگر صحیح تدبیر کا التزام کیا گیا۔ وہ تدبیر جو میرے خیال میں ہے یہ ہے۔

● اگر کسی حافظ (ماہر) فضیل طبیب کے مشورہ سے معویات درخ و غریفات قلب و سورا (انسان کی چار غلافوں میں سے ایک غلاف ہے) کو کتر کرنے والی دوا کا استعمال بالالتزام کرنا چاہئے۔

۱۔ یہ سہاگ مشافین میں لگے ہوئے جس سے طبیعت میں نہ طبعیت نیروں اور دواؤں کی سیر و تقریر۔

۲۔ کسی وقت جب نہ رہیں۔

- ۱) کوئی کام ایسا نہ کریں جس میں قوت فکر یہ زیادہ خرچ ہو۔
 ۲) ایسا بھی کوئی کام نہ کریں جس میں اعتدال کے ساتھ قوت فکر یہ صرف ہو لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس سے دلچسپی بھی ہو مثلاً کوئی دستکاری اگر جانتے ہوئے یا صلحاء و انبیاء یا مسلمانین عادلانہ کے تذکرے یا ماحول کا مطالعہ۔
 ۳) دماغ کو کندہ یا کامیو کا تیل لگائیں۔

- ۴) اگر اس کا بھی تصور آجائے تو کسی دوسرے ایسے بزرگ کا جس سے عقیدت و محبت ہو اس طرح تصور کرنا کہ گویا بزرگ حتیٰ اس باطل مانے کو مار کر ہٹا رہے ہیں اور وہ بھگا جا رہا ہے۔ جو تہذیبیں آپ نے تجویز کی ہیں وہ بھی چارکی رہیں اور یہ نئی تہذیبیں اور اضافہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔ اس شخص سے ہرگز نہ ملیں نہ ایسے شخص سے جس جو اس سے خصوصیت رکھتا ہو یا اس کا تذکرہ کرے۔ والسلام

وحدة الوجود میں مشغول ہونے کے آثار

مخالف: پہلے ذکر کے وقت میں تو اپنی زبان سے اللہ اللہ کہتا تھا مگر قلب کے اندر اللہ تصور و خیال میں آتا تھا۔ اب حضور کی شفقت اور رحم قدیرانہ سے پہلے سے زیادہ حضور قسب رہتا ہے مگر اللہ کا وہم بھی نہیں ہوتا۔
 تحقیق: الحمد للہ وہ بھی انہماک فی الوحدة کا اثر تھا۔

مخالف: پہلے مغلہ پر (فکر کرنے کی جگہوں) میں اتنا ظہور معلوم ہوتا تھا کہ بزرگ اس پر غیر رکھنا چاہئے کے سامنے سر کھولتا ہے اور بے لگت تھا۔ اب یہ غیر اختیاری حالت ختم ہو گئی اس میں نقصان یہ تھا کہ قلب سے بھول ہوئی تھی۔
 تحقیق: ”قبہ ما قدمر آفت“ اس میں بھی وہی ہے جو ابھی گزرا ہے۔

بینائی قائم رکھنے کا عمل

مخالف: عرصہ ہوا کترین نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ (اکرمین ابن اکرمین ابن اکرمین ابن اکرمین یوسف بن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم) نماز کے بعد پڑھ کر انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لینے سے آنکھوں کی روشنی قائم رہتی ہے۔ کترین یہ عمل کیا کرتا تھا مگر یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور سے عرض کروں ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی ہو جو ظاہر میں معصوم نہ ہوتی ہو۔ اس نے پڑھنے کے وقت انبیاء علیہم السلام کی طرف مطلقاً توجہ بھی نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ ان اسماء میں اس فائدے کے لئے ایک اثر ادویات کی طرح ہے۔

تحقیق: نماز کے لئے یہ کافی ہے لیکن کمال توجہ کے خلاف ہے۔ بجائے اس کی جگہ یہ بہتر ہے کہ یا نورے ہادی ۲۱ بار پڑھ کر بھی عمل کیا جائے۔

اموات سے فائدہ حاصل کرنا

حکایت: حضرت کی بالغات میں کہیں دیکھا ہے کہ صاحب نسبت کے مزار پر جانے سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ نسبت میں قوت اور باطنی ترقی دیتی ہے۔ نسبت میں قوت اور ترقی ہونے سے کیا مطلب زندہ ہونے کی حالت میں تو اہل اللہ سے یہ نفع ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوت علیہ منہ علیہ سے طالب کو فائدہ پہنچاتے ہیں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ظاہری باطنی اعمال میں طالب کی قوت و ترقی اور اعمال حسہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور ظاہری باطنی اخلاقی سارے درست ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال ناقص میں مرلے کے بعد اس طرح روحانی فائدہ تو حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ زندہ بزرگ کی طرح اپنے اعمال ظاہرہ باطنہ سے فائدہ پہنچانے سے معذور ہوتے ہیں۔ پھر یہ روحانی فائدہ پہنچانا کس قسم کا حضرات اہل اللہ کرتے ہیں۔ اس کا احساس صاحب نسبت کو جبکہ وہ صاحب کشف بھی نہ ہو کس قسم کا ہوتا ہے۔

چوتھا باب: انہوں سے جو احوال حاصل ہوتے ہیں جیسے محبت خشیت اور ان کے علاوہ (دوسری چیزیں) یہ کبھی غیر رائج (مقبول نہیں) ہوتے ہیں اور کبھی رائج ہوتے ہیں۔ رائج ہونے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی تعلیم کبھی دعا کبھی صحبت اگرچہ صاحب صحبت کا زور وہ بھی نہ ہو جیسے آگ کی محبت (ساتھ ہونے) سے پانی گرم ہو جاتا ہے۔ اور یہ محبت جیسے زندوں کو مفید ہوتی ہے اسی طرح مردوں کو بھی مفید ہوتی ہے جبکہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو جو نفس کے لئے ہے اس لئے جبکہ حد حسب مزار صاحب نسبت ہو اور مزار پر جانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں مناسبت ہو اس سے مزار پر آنے والے کو جو احوال ہوتے ہیں ان میں مغربی اور پاکیزہ پیدا ہو جائے۔ اسی کو ترقی و قوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسول و جدانی (باطنی) ہونے کی وجہ سے وہدان (باطنی احساس) سے معلوم بھی ہو جاتا ہے۔

سوال: اہل اللہ کی قبر سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے صوفیہ کا یہ طریقہ ہے اور ان کے مزار پر حسن اتفاق سے اگر جانا کبھی ہو گیا تو کیا کرنا چاہئے تاکہ ان کے فیضان روحانی سے طالب فائدہ اٹھائے۔

جواب: پہلے کچھ پڑھ کر چشمہ پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے مل گئی ہے اور اس سے خاص احوال منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔

اہل قبور سے فائدہ حاصل کرنا

حکایت: ہم لوگ مولانا سلیمان قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا مزار میرے موضع میں

ہے۔ اکثر ان کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھا یا کرتا ہوں۔ بزرگوں سے سنتا ہوں کہ کالمین میں سے تھے۔ ایصالِ ثواب کے علاوہ اور بھی کوئی ذریعہ ایسا ہے جس سے ان کا فیض بچھ نکلیں۔ اس صورت میں کہ ایصال کرنے سے میرے باطنی حالات پر کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔ چونکہ جناب والائی اکثر تعانیف میں اس کا کارہ نے دیکھا ہے کہ بزرگانِ دین کی قبور سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے یہ خواہش ہوئی۔

تحقیق: فاتحہ کا ثواب پہنچا کر مزار کے پاس آنکھیں بند کر کے یہ تصور کر کے بیٹھا جائے کہ میرا قلب ان کے قلب سے ملا ہوا ہے اور اس سے میرے قلب میں نور آ رہا ہے۔

سوال: کبھی مقدس مزاروں کی زیارت کو جانا میرے لئے مفید ہے یا نہیں مہرت کے ارادے سے نہیں بلکہ فیض حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ اہل کشف نے لکھا ہے۔

جواب: زیادتی مناسب نہیں ہوگی کبھی کبھی جانے میں حرج نہیں ہے کچھ مفید ہوگا۔

مردوں سے دعا کی درخواست کا ثبوت نہیں

سوال: کسی نبی یا ولی کے مزار پر جا کر ان کے واسطے سے دعا کرنا کہ فلاں ہماری حاجت پوری ہو جائے۔ یا ان کے مزار پر قریب جا کر سلام و زیارت مسنونہ کے بعد اس طرح درخواست کرنا کہ آپ مقرب خدا ہیں ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ ہماری فلاں حاجت پوری ہو جائے وہ حضرات سن کر سائل کی درخواست رعا کر دیتے ہیں یا نہیں اور اس قسم سننے کا عقیدہ جبکہ قریب سے ہو ان کے مزار پر جا کر کوئی بات کہی جائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سننے میں تو اختلاف ہے اکثر اہل کشف اس کے قائل ہیں مگر ان سے دعا کی درخواست کسی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کو دعا کا اختیار دیا جاتا کہیں منقول نہیں البتہ ان کے واسطے سے رعا کرنا ثابت ہے۔

سوال: مردوں کے سلام سننے کے تو لوگ قائل ہیں کہ مردے من لیتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

جواب: خود اس میں بھی اختلاف ہے۔

سوال: لیکن یہ تحقیق نہیں کہ اس کے علاوہ بھی وہ حضرات ان سے جو درخواست کی جائے سن کر دعا کر دیتے ہیں یا صرف سلام تک ہی سننے ہیں۔ بہر حال اس کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے مطلع فرما کر توفیق بخشی جائے۔

جواب: اوپر تفصیل لکھ چکا ہوں۔

وحدة الوجود و وحدۃ الشہود کی کشف کے ذریعے سے تفسیر

تحال: محمود شعور (یعنی آشپزی اور بنداری) کے ساتھ البرق الماحف (آنکھیں چند عیاں کی) یہ حالت چشم

آئی کہ اپنے ہی ہونے، عاجز ہونے اور کمزور ہونے پر نظر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی یکمائی کے باقی رہنے اور ثابت ہونے کا خیال نہ ضرر ہا اور اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کے سامنے اور ”کلّیٰ فیّیٰ حالت“ (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے) کی وجہ سے ہر چیز ایسی ہے کہ کچھ بھی نہیں جیسے متعدد کے سامنے قطرہ کی طرح تھوڑی معلوم ہوئی۔ سعدی رَحْمَةُہِ اللہ عَلَیْہِ شَافِی ۛ

رو عقل بچ در بچ نیست ۞ بر عارفان جز خدا بچ نیست

ہمہ پرچہ مستند از اس کمتر اند ۞ کم باستیش نام نیست برند

== ترجمہ ==

① عقل کا راستہ شکل نہیں ہے، عرفوں کے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی حیثیت نہیں ہے۔

② سب کچھ اس (ذات الہی کے حصول) سے کم درجہ کی چیز ہے۔

اس معنی سے ہر چیز حق اور وہی ہے معلوم ہوئی اور کمالی چند ہی قابل کہتا ہے ۛ

تو جزوے حق کل است گردے چند ۞ اندر کل پیشہ کنی کل بخشی

ترجمہ: ”تو حقیر و نہ چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کامل ہے اگر چند دن تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور

و فکر کرے گا تو تو تجھ میں بھی کمال پیدا ہو جائے گا۔“

یہاں نہ جزو کل معلوم ہوتا ہے اور نہ کل جز (معلوم ہوتا ہے) بلکہ جز کی ’نامیت‘ اور خودی خود ہونے کا

حجاب اور شرک خفی ہے کا (اور انیت) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے نور و عظمت کے غلبہ سے مغلوب ہو جاتی

ہے ۛ

تو او نشوی دے اُر جہد کنی ۞ جانی ری کر تو دوی بر خیزو

ترجمہ: ”تو خدا نہیں بن سکتا مگر تو امر کو کش کرے تو تیرے اور خدا کے درمیان (ایک قسم کی) جدائی

ختم ہو جائے گی۔“

حافظ ۛ

میاں عاشق و معشوق بچ مائل نیست ۞ تو خود حجاب خودی حافظہ زمیں بر نیز

ترجمہ: ”عاشق و معشوق کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے حافظہ تو خود اپنے لئے پردہ ہے درمیان سے

ہٹ جا (یعنی آدمی کی خودی بڑا پردہ ہے یا اٹھ جائے تو وصال حاصل ہو جاتا ہے۔“

جائی ہے۔

رفت اور مہیاں نہیں خدا ماند خدا ﴿۱﴾ ان فقر لدا تم ہو اللہ نصرت
مقرر ہے کہ ”وہ سب اور مہیاں سے چلے گئے تو خدا ہی رہ گیا فقر جب فقر کو پہنچ جاتا ہے تو خدا ہی ماحول
ہوتا ہے۔“

ظاہر ہے کہ آفتاب کے نور کی عظمت کے باوجود سے ستاروں کی انانیت مظلوم اور چھپ چکی ہے اس معنی سے
کہ ستاروں کو مظلوم اور چھپ نہ پا کر سب کو آفتاب ہی سمجھے تو اس کا یہ (سب آفتاب کہنا) صحیح لگتا ہے اسی طرح
اللہ تعالیٰ نور وحدت کے موجود ہونے اور اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت کے لحاظ سے انسانیت اپنی خودی مظلوم ہوتی
ہے۔ اور اس معنی سے کہ سب حق اور سب اسی ہے معنوم ہوتا اور مکتا ہے۔

اس کے علاوہ رفیع (اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے) موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) اور عاشقین
(اللہ تعالیٰ کے عشق) کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے باقی رہتے ثابت رہتے اور عظمت کے اعتبار سے اور تمام صفات
کام کی جامع ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا اور سب اور بہت معنوم ہوتا ہے اور موجود ہوتا ہے۔ اور
زیادتی کے اعتبار سے بہت ہی ان کی نفس میں مردہ کے فنا اور کمزور ہونے کے اعتبار سے اور بہت تعویذ معنوم
ہوتی ہے۔

مثنوی :-

بند معشوق است و عاشق ہر دو ﴿۲﴾ زندہ معشوق است و عاشق مردہ
مقرر ہے کہ ”تمام موجودات معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے اور عاشق (یعنی ممکنات) پر وہ ہے معشوق
زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے (مطلب یہ ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود خاص لوگوں کا کام ہے)۔“

(بقیہ ج ۲ ص ۳۸۹)

اس معنی سے بھی کہ موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) سب وہ اور وہ سب ہے کہتے ہیں۔ ذات
کے ایک ہونے یا زیادہ ہونے کی طرف نظر کیے بغیر (اللہ تعالیٰ کو) بے مشابہت میں آنے سے پاک اور دراصل وہ
ہے۔

در کوئی از تعین حیرانی مست حیرت ﴿۳﴾ وحدت اور تفریق کثرت چہ کار دارد
مقرر ہے کہ ”جو حالت میں نہ ہو سکے نہ کسی تعین ہی میں حیرت ہے جس کی وحدت ہی نرالی ہے اس
کی کثرت کا کیا عمل۔“

اور نہ اس معنی کو کہتے ہیں کہ اسے کرا ایک اور زیادہ سب ایک ذات واحد ہے اور یہ ذوقِ حال کہ سب کو ایک ذات کہیں سب کے خلاف ہے "نَعَالِي اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عَلُوًّا كَبِيْرًا" (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہیں)۔ مغلوبین و ظالمین کا تو یہی حزان ہے کہ فرقِ حادث و قدیم اور نہ لقی و مخلوق میں فرق نہیں کرتے اور سب کو ایک ذات واحد جانتے ہیں، الامواجہ اللہ کے تحت میں خدائی کا دم بھرتے ہیں خوب کسی صاحبِ ذوق نے کہا ہے۔ مشغولی سے

جملہ مخلوق انداز دے انس و جان ﴿﴾ اوست قیوم زمین و آسمان
دارد از سرۂ قدم تنزیہ صرف ﴿﴾ پاک ذاتِ ہست از تشبیہ صرف
در حقیقت جملہ او نبود رود ﴿﴾ کو منزہ ہست از ما و شما
گر بہ حق در نظر آید ترا ﴿﴾ نیست برگز فی الحقیقت کھدا
چونکہ غالب گفت بر تو عشق و ﴿﴾ در نظری آید ابھر چار سو

== شریعت ==

- ① جنین و انس ساری اسی کی مخلوق ہیں زمین و آسمان کا قائلینہ و تادوی ہے۔
 - ② دوسرا پائیز تشبیہ و تصور سے پاک ہے ہر جسم کی تشبیہ سے اس کی ذات پاک ہے۔
 - ③ سب وہ ہے یہ کہا جائز نہیں کیونکہ وہ ہم اور تم ہونے سے پاک ہے۔
 - ④ اگر تجھے سب تجھ اللہ تعالیٰ نظر آتے ایسا برگز نہیں ہے۔
 - ⑤ تجھ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عشق غالب ہے اسی سے تجھے ہر طرف وہی نظر آتا ہے۔
- نہان غالب ہے یہ صوفیہ مغلوبین سر و حال کے غلبہ سے مغلوب و معذور جیسے قلم ایسے کہنے والے کے ہاتھ میں ہو جس پر غلطی صحاف ہو اور وہ بے عقل ہو یا محدود ہو کہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک یا یحییٰ (اللہ تعالیٰ کی ذات) جان کر غلطیات (وہ خلاف شرع حکم جو اللہ والوں سے بے اختیار نکل جائے) وغیرہ نہیں سے کہتے ہیں۔ اور جب یہ وہم نوب بڑھتا ہے اور یقین کے درجہ کو پہنچتا ہے تو فرق نہیں کر سکتے ہیں اور (ہر چیز کے) ذات ہونے کے قائل ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ احکامِ شرعی میں سست ہو جاتے ہیں اور محبت میں کمی ہو جاتی ہے اور بعض بالکل بندگی کے عقائد سے نکل کر انوکھت کا دم بھرتے ہیں۔ چنانچہ مزاح کا دعویٰ کرنے والے زیادہ تر اسی قسم کے ہیں اور باقی عارف جو بہت کم ہیں کا وجود نہ ہونے کی طرح ہے کہ فرق کر کے سلوک کی ان ہلاک کرنے والی باتوں سے بچے اور دوسروں کو بھی بچائے۔

ہر مرتبہ از وجود علیک وارد ﷻ مگر حفظ مراتب کئی زندگی

تقریباً ”ہر چیز کا درجہ الگ الگ ہے اگر تم فرق مراتب نہ کرو گے تو زندگی ہو جاوے۔“

واللہ اگر شیخ کامل کی صحبت سایہ اور عنایت خداوندی شامل حال نہ ہوتی تو یہی حالت اس چیز کی ہوتی

شکری ۔

بے عنایت حق و خاصان حق ﷻ مگر ملک باشد یہ مستثنیٰ درق

تقریباً ”اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہوتا تو اس کا اعمال نامہ یہ ہوگا۔“

اور وحدت وجودی و ربوبی کا فرق بھی ذوقاً معلوم ہوا۔ یعنی جو لوگ وجود کے قائل ہیں سب اور مدارے

کے وجود کے ہونے کو مانا اور ذوقاً کچھ نہیں اور غیر موجود سمجھتے ہیں اس معنی سے کہ ”سب وہ ہے“ اور لاموجود اللہ

اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے) معلوم کرتے ہیں۔ اور شہود جو لوگ شہود کے قائل ہیں معنا تو کچھ

نہیں اور غیر موجود ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن ذوقاً نہیں کرتے ہیں۔ مجازاً سب کا ہونا معلوم کر کے اس کے پیچھے شہود

حق معلوم کرتے ہیں۔ فرق اتنا ہوا کہ جو لوگ وجود کے قائل ہیں وہ مجازاً کو ذوقاً غیر موجود سمجھتے ہیں۔ اس معنی سے

کہ ایک وجود کا موجود کا شہود رکھتے ہیں اور سب وہی ہے کہتے ہیں جو لوگ شہود کے قائل ہیں غیر موجود نہیں سمجھتے

اس معنی سے کہ ایک کا شہود رکھتے ہیں اور سب اسی سے ہے کہتے ہیں ۔

توحید بعرف صوفی صاحب سیر ﷻ تخلیص دل نست از توبہ غیر

تقریباً ”صاحب سیرت صوفی کے ہاں توحید دل کو غیر کی توبہ سے خالی کرنا ہے۔“

پہلی صورت میں لذت و کیفیت و شورش و سستی اور نانیست و فطرات مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر قہر سلیم مد

نہ کرتے تو گمراہی کا خوف ہے اور دوسری صورت میں استقلال و جمعیت و حضور نائی ہے و حضور مع الحال ہے اور

یہ حضور شعور کے ساتھ ہے دوسرا پہلے سے افضل معلوم ہوتا ہے اول سے دوسری صورت۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام

نے اسی کی دعوت دی ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے مکلف نہیں کیا جو کچھ ناقص کے مزاج میں آتا عبادت و

الفاظ میں لانا سکا مگر پھر بھی صرف اصلاح کے خیال سے لکھ لیا ورنہ میں کیا میرا ذوق، حال و علم و عمل کیا۔

(میرے لئے) اوعائے غیر فرمائیے کہ جب مراں تو خاتمہ غیر کے ساتھ ہو جائے اور دنیا میں میر و شکر اللہ تعالیٰ کے

پہلے پر راضی رہنہ تو کل اور تسلیم اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور حقوق سے بے پرواہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے ساتھ زندگی گزار جائے۔

تحقیق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ مبارک ہو آپ کے یہ احوال بہت ہی پسندیدہ ہیں خصوصاً شہود کی انفعلیت کا

و واقعہ واضح ہونا اور چھا حال ہے اللہ تعالیٰ ترقی و استقامت و توفیق سلوک علی منہاج السنۃ نصیب فرمائے اور اسی پر ہمارا اور آپ کا خاتمہ فرمائے۔ یہ تو حوالہ کے متعلق لکھا گیا۔ باقی علوم کے درجہ میں بات جاننے کے قائل ہے کہ جزد اور کل کا بولا جانا مشہور معنی کے مطابق مراد نہیں ہے کیونکہ عقلی اور نقلی طور پر ناممکن ہے بلکہ مجازی طور پر تالیخ ہونے کے اعتبار سے بولا گیا ہے۔ یعنی حادثہ کو تابعیت تابع ہونے کی وجہ سے اور قدیم کو مستوع ہونے کی وجہ سے کل سے تشریح دی گئی اگرچہ تابع ہونے اور مستوع ہونے کی کیفیت برابر نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص دعاؤں میں حکمت

سُئِلَ: "اللھم انا فی الدنیا الخ" ایک جامع دعا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی دعائیں ہیں اب میں خیال کرتا ہوں کہ دسب ہم نے ایک بار نامک لیا ہے جس میں گلاب لکھو تارگی وغیرہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ پھر علیحدہ علیحدہ لکھو تارگی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں میرے عقیدہ کی درستی فرمائیں۔

جواب: حق تعالیٰ کے دربار میں خشوع و خضوع بڑی چیز ہے۔ تجربہ ہے کہ خاص خاص چیزوں کے مانگنے میں زیادہ خشوع و خضوع ہوتا ہے۔ اس لئے احادیث میں جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص مقامہ کی بھی دعائیں آئی ہیں۔

مسجد میں سونا

سُئِلَ: بعض وقت تنہائی کے لئے مسجد میں سونا ہوں کیونکہ جہاں لوگوں کی ذرا سی آواز بھی آتی ہو نیند نہیں آتی۔ اس لئے مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں اس کے بعد سونا ہوں شرعی مسافر نہیں ہوں اور مسجد کے علاوہ تنہائی کی جگہ کم ملتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس بہانے سے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں۔ جوار شاد ہوگا ایسا ہی کیا جائے گا۔

جواب: اس مسئلہ سے جائز ہے۔

نوافل میں سورہ واقعہ کو ایصال ثواب وفاقہ کے دور کرنے کی نیت سے پڑھنا

سُئِلَ: دو رکعت نماز سورہ واقعہ سے جی چاہتا ہوں۔ اس میں یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو امت محمدیہ علیہ السلام کے مردوں کی روحوں کو پہنچا دے اس کے ساتھ یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورہ واقعہ ایک دلہ پڑھنے سے کبھی فائدہ نہیں آئے گا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کسی ہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔ فاذ کو اس نیت سے دو رکعت کہ رزق کے اطمینان سے دین (پر چلے) میں مدد حاصل ہوتی میں اعانت ہوئی دین ہے اور حضور ﷺ کا (اس سورۃ کی) یہ خاصیت بیان اس کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ ہاں جو خاص غنن خاص قیدوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور عامل ان کی نہیں سے زیادہ موثر سمجھ کر گویا اثر کو اپنے قبضہ میں آگے ہے وہ غننات حاسب حق کے طریقے کے خلاف ہیں۔

سائل کو تصنیف وغیرہ میں مشغول ہونے کی شرائط

سوال: میرے ذہن میں بعض کام رکھنے پر جسے کے بارے میں آتے ہیں۔ اور وہ مفید ہوتے ہیں مثلاً کسی کتاب کو ترجمہ کرنا یا طب کے لئے کوئی مفید مضمون یا کسی دینی کتاب میں کچھ حدیث و تفسیر (لکھنا) جس قسم کے کاموں کی طرف مشغول ہوں، میرے لئے بہتر ہے یا جہاں تک ہو سکے ضروری کاموں پر ہی بس کروں۔ دل کی پابست تو یہ ہے کہ ضروری کاموں سے بھی بہت ضروری اور کھوف باقی سب کو ترک کر دوں۔ اور دوسری چیزوں کو رکاوٹیں جانتا ہوں۔ جناب کے نزدیک جوابات زیادہ مفید ہوں اس سے مطلع فرمائیں۔

جواب: پہلی بات میں دو باتوں کا اندازہ لیجئے ایک اپنے ضعف و قوت طبیعت کا دوسرے اس کا کہ یہ شخص ضروری کاموں میں رکاوٹ دیکھیں ہے گا۔ اگر دونوں امر کی طرف سے اطمینان ہو تو پہلے والے نفع میں اجر عظیم ہے ورنہ اپنا کام مقدم ہے۔

غیر واجب روزہ کے فدیہ کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا

سوال: میری نیت دہی نے اپنی کل جائداد میرے مامیہ کر دی ہے۔ جس پر میرا قصد اور تصرف ہے ان کی حالت بہت عمدتہ خیرات کرنے کی ہے چونکہ اب وہ بے حد ضعیف ہو گئی ہیں اس وجہ سے رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھ سکتیں انہوں نے کہا کہ میرا فدیہ دے دو۔ اب ان کے پاس کوئی جائداد یا کوئی مال واسب نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کو فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں اگر واجب نہیں ہے صرف ان کی نسی کے لئے فدیہ کا حساب جو کہ ایک رقم دے دوں اور اپنے دل سے یا ارادہ اور نیت کروں کہ یہ رقم زکوٰۃ کی جگہ کھانا دینا چاہئے اس کو دیتا ہوں کہ ہر مستحقین کو پہنچے ہاتھ سے اسے دیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا بھی جائے گی یا نہیں۔

جواب: اس زکوٰۃ ہو جائے گی چونکہ ان کے ارادہ فدیہ واجب نہیں مگر اپنے فہم کے ساتھ ایسا جو کہ کرنا مخصوص کے خلاف ہے اور یہ جب ہے کہ یہ اپنے شرعاً سے صحیح ہو ورنہ سوال دوبارہ کیا جائے۔

میں نہیں ہے۔ آپ مجھے حقیقی بات بتائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمائیں۔ آپ سے اس توفیق کے حصول کی دعا کا وسیع دار ہوں جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول پسند فرمائیں اور جس سے راضی ہوں۔“

تحقیق: یہ حالت اعتقاد کے وجہ میں اختیار کی ہے جبکہ اللہ حاصل ہے اور حال کے درجہ میں غیر اختیاری ہے اور قرآن و حدیث میں جبر اس کا غلبہ ہے یہ ان سے ثابت نہیں ہوتا ہے نہ اشارہ سے ثابت ہوتا ہے اور نہ صاف ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ معنی رسول اللہ ﷺ کے قول کے نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر دیجیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو آخر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ رہا سولہ ماہی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس سے مراد حقیقی کے آثار ہیں کہ خود کو ذلیل سمجھنا، انکار کرنا، کسی جسم کا دعویٰ نہ کرنا، کمزور سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی وجود کو ذہن میں رکھنا خود ہی کے حوالے اور سپرد کرنا ہے۔

قوت متخیلہ کا تصرف

خُحَال: میں دن ہوئے ایک نئی حالت پیش آئی۔ ایک یہ کہ شب کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی عورت قلب کی طرف بائیں جانب سے آکر جبکہ دہی ہے۔ ہر میں نے لاسول پر جا اور بائیں جانب تین بار ٹھکرا دیا۔ پھر کترین کیا دیکھا ہے کہ کچھ صورتیں عجیب و غریب من کر سنے آئیں۔ حضور کا کترین نے تصور کیا وہ ختم ہو گئیں۔ پھر کیا دیکھا ہوں کہ نہایت جوش کے ساتھ دل سے دھواں نکلتا شروع ہوا مگر کترین حق تعالیٰ حق کی طرف متوجہ رہا۔ تمہاری دیر میں مت کیا۔

تحقیق: ایسے موقع پر زیادہ محفوظ طریقہ یہ ہے کہ دور کرنے کا بھی ارادہ نہ کرے کبھی یہ بھی ایک مغلطہ ہو جاتا ہے اس مقصود کی طرف متوجہ ہو کر کام میں لگا دینا چاہئے۔

خُحَال: قالب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی جس کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ (فان فیہا خطر ای خطر) (اس میں خطرہ ہے) بہت زمانہ نہا کہ قلب میں ایک عجیب حالت پیدا ہوئی تھی وہ یہ کہ قلب میں ٹھنڈی اٹھتی تھی۔ اور ایک سرد ہوتا تھا یہاں تک کہ خیال، ذہن، تھکا، غفل نہ کرنا چاہے تو خیر کو اور طرف متوجہ نہ کر دینا تھا۔ پھر یہ حالت سہ گئی۔ قلب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی اب نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: میری عبارت صحیح نہیں پڑھی تھی میں نے لکھا تھا ”فان فیہا خطر ای خطر“ چنانچہ کی پر تشبیہ بھی لگا دی تھی یعنی کیسا کچھ خطرہ ہے۔ مطلب یہ کہ سخت خطرہ ہے اور فیہا کا مطلب صرف بھاپ نہ تھی بلکہ سارے حالات جو اس سے مذکور ہیں اس پر چدھر دیکھنے سے تعین ہوگی۔

خَال: اگر زور اور زحمت سے اب تو بہت ضعیف کر پا۔ ہارن کے روز تو بوڑھی نہیں رہتا جب تک دلوں کی سعید اڑیں
صاحب اللہ تعالیٰ ان کو تڑپے اور عطا فرمادیں جو چاہو۔ جڑ کی ایسے وقت میں مدد فرماتے ہیں۔ ہارن کے روز
کمر دہی کی وجہ سے وہ چار قدم چلنے سے بھی محذور ہو جاتا ہوں غمزدہی بزرگوار مدد فرماتے ہیں وہ بھی غمزدہی
جانے والے ہیں۔ اور کترین اب بہت ضعیف ہو گیا اب تھکے کم نہیں رہتی رخصتی کی اجازت پاپتا ہوں۔

تحقیق: بہت بھتر مالت موجودہ میں بھی مناسب بھی ہے۔

خَال: حالت ذکر میں کچھ صورتیں نظر آتی ہیں یعنی ایک کول طلق کے اندر سے کمر تک آتی کی صورتیں معلوم
ہوتی۔ جب تک آگے نہ دیکھتا ہوں فکر کے سامنے موجود رہتی ہیں بہت ہی بد صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہندو قطع
کی صورت یعنی بڑی بڑی سوچے والی نہیں ہوتی ہے بہت ہی کر یہ منظر اور بھی کبھی چار پارہ جانوروں کی صورتیں
اور بھی پرند جانوروں کی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ آدمی کی صورت فوٹو کی طرح بے حس موجود
رہتی ہے اور جانوروں کی صورت متحرک ہوتی ہے یعنی ایک کے بعد دوسری گزرتی رہتی ہے یہ کچھ کچھ میں نہیں آتا
کہ کیا ہے اس کے لئے بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: پریشان کی کوئی بات نہیں (قوت) تنہا میں صورتیں تو ہر قسم کی پہلے سے (موجود) ہیں چونکہ اگر میں
کی کوئی ہوتی ہے اس لئے تنہا کا تعریف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی کوئی نہیں ہوتی دوسری اشیاء کی طرف توجہ
الیا معلوم ہونے پر غائب رہتی ہے تو یہ نہ کہنے خود بخود غائب ہو جاتا ہے۔

شعر ”ہمیل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا“ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا“

میں بے ادبی ہے

خَال: خادم کندہ کے احوال یہ ہیں۔

● افسوس! سہتمت اور استقلال اب تک احقر کو نصیب نہیں ہوا سخت پریشان ہوں۔ کبھی تو خوب ذوق شوق
ہوتا ہے اور معمولات کی دائمی اوقات مقربہ پر ہوتی ہے۔ خشوع خضوع حضور مقبہ میں ہوتا ہے اور کبھی یہ حالت
ہوتی ہے کہ معمولات کی ادا کرتی ہوں بہت ہی سستی ہوتی ہے اور بائیں ادا کرنے میں طبیعت ٹھنکتی جوں تو بہت
کڑکے طبیعت پر زور دے کر دھتھت ہوں مگر پھر فینکھ اٹا خوب ہوتا ہے کہ فینکھ کے مارے سے تاب ہو جاتا ہوں اور
لبعت سونے پر مجبور کرتی ہے۔ مجبوراً سو جاتا ہوں فینکھ کی وجہ سے اوقات مقربہ کو تبدیل کیا مگر افسوس تبدیل کیے
اندو ڈالت ہوئی اور دوسرے نئے اوقات میں مقربہ میں وہی اوپر والی حالت پیش آتی یعنی جب ذکر کے لئے

بیضا تو خنڈ کا غلبہ ہوا اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

افسوس کہیں میں مردود تو نہیں دہما بھی کرتا ہوں مگر اب تک استقامت حاصل نہیں ہوئی۔ اللہ ہلاک میں تریخہ اسانک سے میں اپنے لوگوں کی حالت کو پڑھتا ہوں تو حسرت بھی ہوتی ہے کہ افسوس ایک ہم کجست نور ایک یہ لوگ ہیں ہم سے خاک بھی نہیں ہوتا اور یہ شعر یاد آتا ہے۔

بلبل کو دیا تانہ تو پروان کو جلنا ﴿﴾ غم ہم کو دیا سب سے جو شکل نظر آیا

پتہ تحقیق: اس شعر میں بے لوثی ہے۔ سخت احتیاط ضروری ہے جس میں اپنی کمی کے اعتراف کے بجائے اپنے نقص پر اعتراف ہے۔

حفاظت مال کا عبادت ہونا

سوال: فدوی اس سے پہلے عریض میں تحریر کر چکا ہے کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ جو میرے اس وجہ مشفق درباری تھے کہ مجھ کو دنیا کی کسی طرح کی لگرانہ کے سامنے نہ تھی۔ ہر قسم کا میرا اور تمام گھر کا بارہی اٹھائے ہوئے تھے۔ تمام جائیداد کا کام خود ہی کرتے تھے۔ مجھ کو کسی بات کی خبر تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ مجھ کو اپنی آمدنی کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ تمام میرے گھر کا انتظام بھی خود ہی انجام دیتے تھے۔

ان کی حیات میں تمام دن میرا پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا۔ تمام دن دن بارہ سستی پڑھاتا تھا۔ دوپہر میں آرام بھی بیکار ملتا تھا روزمرہ در سر جاتا تھا عصر کے بعد بلاناغہ ورد جو حضور نے تعلیم فرما دیا پڑھ لیتا تھا۔ رات کو بھی مطالعہ سے بہت کم فرصت ملتی تھی۔ کام کی کثرت سے کسی سے بات کرنی دشوار ہوتی تھی۔ رمضان شریف میں بھی فرصت نہ ملتی تھی۔ اگرچہ کسی قسم کی لیاقت اس ناکارہ کو اتنی عمر میں حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اتنی عمر ہی مشغلہ میں حق تعالیٰ نے صرفہ کرائی جیسی فارغ البالی فدوی کو حاصل تھی اب زمانہ میں کم لوگوں کو حاصل ہے۔

اب بھائی مرحوم کے انتقال کے بعد سارا بار جائیداد وغیرہ کا میرے ذمہ پڑ گیا کہ جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے جو فدوی بیان نہیں کر سکتا۔ میں اس کام سے بالکل ناواقف ہوں۔ کبھی کیا ہی نہیں حساب سے صرفہ ناواقفیت ہے اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔ آج ان کے انتقال کو ۲۳ روز ہو گئے۔ دن رات فکر سے خالی نہیں گزرتا۔ ایک لڑکا بھائی مرحوم کا ان کے انتقال سے انیسویں دن انتقال کر گیا۔ فدوی کے یہاں ان پانچ ماہ میں چار موتیں ہو چکیں ان کے صدمہ سے دل اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا اور پھر اس کام کا فکر تمام مشاغل چھوٹ گئے۔

اس وقت فدوی کی جو حالت ہے بس حق تعالیٰ عا مد فرمائیں۔ اگر کسی وقت فرصت ملی تو اہم ذات غیر

مکین مقدار میں پڑھ لینا ہوں۔ ابھی تک اوقات مقرر (منظم) نہیں ہوئے اور کوئی چارہ کار مجھ میں نہیں آیا۔ جو کچھ حضور کا حکم ہے فدوی حاضر ہے۔ موت ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے یتیم بچے ہیں ان کی تربیت کو بار بھی میرے ہی ذمہ ہے۔ جس سے بہت خوف ہے کہ کہیں ان کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ آج کل جامعہ اہل کے کام میں سخت دشواریاں ہیں۔ خصوصاً مجھ بے خوف و لاواقف کے واسطے حضور و عافرائیس کے حق تعالیٰ میری مدد فرما دیں۔ اب جیسے میرے واسطے حکم ہوا اس سے مطلع فرمایا جائے۔

چچو لکھنؤ: اپنے مال کی حفاظت بھی عبادت ہے خصوصاً جبکہ دوسرا طریقہ معاش نہ ہو اور انتظام معاش کے بغیر کیسوی نہیں ہوتی ہے اور کیسوی کے بغیر طاعت نہیں ہوتی ہے۔ جب اس وقت عام کمزور طبیعتوں کی یہی حالت ہے۔ یہی طرح یتیمی کی نگرانی بھی عبادت ہے جبکہ ان کا کوئی نگران نہ ہو جب یہ عبادت ہے تو عبادت سے کیا گھبرائے۔ ہر پریشانی تو اس کی وجہ نواقض ہے اور یہ عارضی ہے اور عارضی بھی اور جلدی ختم ہو جانے والی تو ایسی جلدی ختم ہو جانے والی پریشانی جو ہمیشہ کیسوی کا سبب ہو چلے برداشت کے قابل ہے۔ اور اس عارضی کے سبب جو ناخودغیر ہو جائے وہ قبول ہے۔ اس جب تک کام قابو میں نہ آئے ضرور اس میں غل دیں اور توجہ رکھیں اور نواقض کی خلافی کسی جاننے والے خیر خواہ کو شریک کرنے سے کر لیں۔ جب کام قابو میں آ جائے پھر من سب انتظام کر کے عبادت کے لئے فارغ ہونے کی صورت نکالیں کہ اس وقت یہ آسان ہوگا۔ اور ایسی فراغت کے حاصل ہونے تک اور اس میں اختصار کو گوارا کر لیں مگر ہمیشہ کرنے کی کوشش کریں اور اہل اللہ کے مخلصات اور حالات کے مطالعہ کا بھی ناخاند کریں خواہ روزانہ پانچ ہی منٹ کے لئے ہو۔

جو چیز لازم نہ ہو اس کو لازم کرنے کا بدعت ہونا

حاجی: کچھ عرصہ سے بندہ کا یہ معمول ہو گیا ہے کہ کسی دنیاوی معاملہ میں ناکامی کی خبر سن کر قیض ہو جاتا ہے اور بعد میں دو رکعت نماز قیض کے دور کرنے کے لئے پڑھ لینا ہوں یا اگر کوئی اطمینان والی بات سنا ہوں تو خوش ہو کر بطل کی حالت کے شکر پر دو رکعت نماز قیض پڑھتا ہوں۔ یہ طریقہ عمل اچھا ہے یا نہیں۔

حقیقی: یہ لازم کر لینا کچھ دن بعد بدعت کی حد میں آ جائے گا۔

مجدوب سے برتاؤ

حاجی: ۳۱ رمضان ہفتہ کے روز ظہر کے لئے دوکان پر دھنور کر رہا تھا۔ ایک شخص ننگے پاؤں محزون و مغموم شکل لب آنکھوں میں کچھ آنسو دوکان کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور مجھے دیکھنا شروع کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد میں

نے پوچھ کیا کام ہے۔ کہا کچھ نہیں۔ اتفاق سے دونوں نوکروں میں سے اس روز کوئی نہ تھا نہ آنے کی دوسرے روز امید تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ نوکری کرو گے۔ کہا ہاں! کیا تنخواہ لو گے۔ کہا کھانا اور کپڑا۔ میں نے نام پوچھا۔ کہا سکندر شاہ بادشاہ۔ مجھے شے آتھی پوچھا روزہ سے ہو۔ کہا نہیں صبح پانی پی لیا تھا یہ یاد تھا کہ روزہ رکھنا چاہئے۔ میں نے کہا کھانا کھایا۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہ کھاؤ کہا طاعتیں۔ میں نے کہا کہ مانگ نیا ہوتا۔ کہا ہم (تیز لہجہ میں) مانگا نہیں کرتے خواہ کوئی دے کھا لیتے ہیں۔ میں نے کہا اب کھاؤ گے کہا ہاں۔ اب میں نے دیکھنے سے مرے نے گردکان پر کھانا شروع کر دیے۔ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر میں نے کہا کہ میری نوکری کر کے نماز پڑھنا پڑے گی، روزہ رکھنا پڑے گا۔ کہا پڑھوں گا رکھوں گا۔ میں نے کہا جوت پہننا پڑے گا۔ کہا پہنوں گا۔ غرض میں نے اپنا پرانا جوت دینا وہ ان کے حیر میں درست ہوا۔

اسی دن میرے ساتھ کا پتھر میں آئے۔ رات میں جب ان کے قریب بیٹھا خاص قسم کا سکون جیسا حضرت کے خلفاء کے قریب بیٹھنے میں قلب کو حاصل ہوتا ہے وہ پایا۔ بعض باتیں بے معنی بھی کہیں فطرت کا جواب اکثر زبان سے امضا کی کسی حرکت سے دیا۔ شب کو کانپور میں تقریباً ساری رات مٹنی پر مراقبہ میں رہے۔ یہ ان کے پاس رہنے والوں سے معلوم ہوا۔ صبح کو ان کے بعد چلے کپڑے بدوائے۔ نہانے کی جگہ بتا دی۔ شربت اندر سے اٹھارے روزہ کھوا تھا۔ ریل میں ان کو بھی پایا۔ غذا بھی لطیف اور مغرب ہوئی۔ سہری کو دودھ کھایا۔ غرض ان سب اجراء سے ان میں نشاط پیدا ہو گیا حزن جاتا رہا۔

تیسرے دن بھول بارش میں رہنا پانگاس اور شہنشاہ پر ان کو دیر تک پھل چلایا۔ باقی حزن بھی جاتا رہا۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے ۳۵ ملکوں کی خدمت سپرد ہے۔ میں نے کہا مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں۔ کہنے لگے اب میں جاؤں گا میرا چہرہ بیٹے انتظار کرے۔ میں نے کہا کہ میں ایک تھنہ بھی انتظار نہ کروں گا۔ اہستہ کہہ کر جانا بلا کہے نہ جانا۔ چنانچہ مشکل ۹ رمضان کو چلے گئے۔ جن لوگوں نے ان کو دیکھا تھا وہ سب ان کے معتقد ہو گئے۔ اور کہنے لگے مجذوب ہیں۔ مجذوب کے چلے جانے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کیوں جانے دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کسی بعد سے اگر نصیب کی امید ہے وہ صرف اپنے مولا ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز تک ان کو ہمارے سر پر قائم رکھیں۔ آمین ثم آمین۔ کسی دوسرے کے آنے سے سرت نہیں جانے سے رنج نہیں۔ کسی کی محبت بخش کی حالت میں خدمت کر دینا یہ جہان کا حق ہے۔ ہمارے ذمہ اس میں کوئی ہموار یا خاص مجذوب ہو۔ سالک جاہل ہو یا عالم برابر ہے۔

بہر حال تیسریں دن جمعہ کو دوپہر راستہ میں ملے اور میرے ساتھ آئے۔ کہا بھوک لگ رہی ہے کھانا

کھائیں گے۔ میں نے کہا کہ گھر میں اگر کچھ ہوا لاتا ہوں۔ ورنہ یہ مشکل ہے کہ روز و وار ہے روز و وار سے لئے پکے۔ چنانچہ چند روٹیاں اور دال تھی وہ لایا۔ انہوں نے کھائیں کہا اور لذت چاکر دیکھا تین روٹیاں اور تھیں دو دو سبز کیوں کے جھڑوئیں اور نارنگی ساتھ کے لئے انہوں نے صرف نمک طلب کیا تھا۔ وہ بھی ادا دہ روٹی بھی کھالی۔ نمک بچا رہا۔ مجھ سے کہنے لگو میں نے کاندھ میں باندھ کر پیٹ میں رکھ دیا۔ جب سے کوڑیاں نکالیں اور سنا شروع کیا۔ پھر مجھ سے کہ لوگے میں نے کہا دو ٹکے لے لوں گا چنانچہ دے دیں۔ تیرہ تھیں بارہ سالم اور ایک کچلی اور ایک مول شین کا ٹکڑا جو پانہ کی دوٹی کا بار ہے۔ اس کے بعد میرے قصب کی جانب خود سے متوجہ ہوئے میں بھی خاموش بیٹھا رہا۔ دیر تک متوجہ رہے۔ توجہ کے ختم کے بعد دیر تک دعا مانگی اور کہا کہ کل ہم چلے جائیں گے۔ میں نے کہا اختیار ہے میں روکتا نہیں۔ جس کو کھنی میں اپنا ایک پرانا کرتا پرانی ٹوپی جوڑا بارہ بدل کر ملا (جوڑا) مجھے دیکھ کر چلے گئے۔ ہفتہ کو تیسری بار ابھی تک تو آئے نہیں مگر چند لوگوں نے یہ کہا کہ کانپور ہی میں ہیں۔ میں نے سن کر یہ خدائے فضل سے ملاقات کرنے کا دوسرا بھی نہیں آیا۔ نمک اور نمک کا ٹکڑا کوڑیاں رکھی ہیں حاضری کے ہفتہ دکھاؤں گا۔ خدا جانے کیا تھا۔ ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ صحیح طور پر آیا نہیں مگر سمجھنے کی فکر ہے اور اسی لئے اتنی تفصیل سے اس مضمون کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ حضرت کو اُمیر بلا نقب اور بغیر زبردست سوچنے کے کچھ معلوم ہو مطلع فرمائیں کچھ بھی پریشانی نہ ہو سزاوارتہ زمین پر جو جہنم ڈالیں۔ مذکورہ چیزیں کو میں کیا کروں مطلع فرمائیں۔

حقیقتی: اس ماحول کی جو حقیقت خود بخود ذہن میں آئی وہ عرض کرتا ہوں ظاہری طور پر وہ مہذب تھے۔ آپ نے جوان کے ساتھ برتاؤ کیا کہ خدمت سے تعلق اور توجہ سے بے تعلقی کی کرنا چاہئے تھا۔ آپ کو جو وہ چیزیں دے گئے۔ یہ دنیاوی ہے جو اکثر ان لوگوں کی عمارت کا منہ ہے خود آپ کا طب کرتے تو اچھا ہوتا مگر جب بلا طلب آئی ہے اور ہے حاجت کی چیز تو خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر اور شکر کرنا چاہئے۔ کھانے کی اجناس میں نمک کو رکھ دیتے اور مال تجارت میں اس نمک کے ٹکڑے کو اور اگر وہ میلا جو محفوظ ہو تو اجالٹ المیت میں اس کو رکھ دیتے اور چونکہ ان کے خواہش کی درستی میں شبہ ہے اس لئے اس پرہ کے جواز میں بھی شبہ ہے اس لئے شرعی قانون کے موافق ان سب چیزوں کے بارے میں ایک یا دو اشت بھی لکھ کر رکھ دیتے اور دیگر لوگوں کی اطلاع دے دیتے اس یا دو اشت کا یہ مضمون ہو کہ فلاں فلاں چیزیں ایک ایسے شخص کی امانت ہیں جب وہ ملے اس کو دے دی جائیں اور اگر وہ نہ لے تو اس کی قیمت مسا کین کو دے کر یہ چیزیں آپ کی ملکیت سمجھی جائیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ ہی قیمت بھی دے دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ مالک آجائے تو اس کو دے دیں جیسا کہ رشک (راستے سے لئے

والی چیز) کا حکم آئے اور نہ آئے تو غیر۔

اسباب کی طرف نسبت میں حکمت

حکایت: چند دن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اس مضمون کی وجہ سے کہ "لا تتعبدوا ذرۃ الا باذن اللہ" (کہ ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا ہے) اسباب کا کوئی دخل نہیں۔

حقیقت: اس دخل میں حقیقی کی قید اور ضروری ہے۔ حقیقت میں اسباب کچھ نہیں کرتے بلکہ حقیقی کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

حکایت: اور جو کچھ مصیبتیں یا نعمات بندہ پر ہوتی ہیں اسباب خدا کی طرف سے ہیں مگر کوئی شخص میرے سامنے کوئی ذائقہ کو اسباب کی طرف نسبت کرے تو مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے اور جی چاہے۔

حقیقت: اس میں طبعاً کی قید اور ضروری ہے۔ (کہ طبعی طور پر برا لگتا ہے)۔

حکایت: دل میں یہ خیال ہوتا ہے جب خدا کے علاوہ اور کوئی ذائقہ و مالک نہیں پھر اسباب کی طرف نسبت کیوں کی جائے بلکہ غیر کی طرف نسبت کرنا ایک قسم کا شرک مضمون ہوتا ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے بات چیت کرتے وقت اگر کسی چیز کی نسبت ان کے مزاج کے لحاظ سے اسباب کی طرف کریں تو فوراً دل میں بوجھ سا معلوم ہوتا ہے اور شرک خفی کی طرح مضمون ہوتا ہے دل میں تو چاہتا ہوں۔

غرض اسباب کی طرف کسی شے کی نسبت کوئی نہیں چاہتا ہے۔ اگر دوسرے کریں تو مجھے برا معلوم ہوتا ہے طبعی طور پر یہ نہ سمجھنے کہ باوجود کے اللہ تعالیٰ کی عادت چلی آ رہی ہے کہ جو کام ہوتا ہے اسباب کے نتیجے میں ہوتا ہے اور خداوند کریم نے بہت سے اسباب میں خاص خاص تاثیر بھی رکھی ہے اگرچہ کبھی کبھی اسباب کے بغیر بھی کوئی کام ہو جاتا ہے مگر پھر بھی اکثر اوقات اسباب ان کے ساتھ مقصود حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے مجازی طور پر اسباب کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اگرچہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس میں جو کچھ خرابی ہو مہربانی فرما کر اصلاح فرمائیں۔

حقیقت: کچھ قیود تو اوپر لکھ دی ہیں ایک بات تنبیہ کے قابل اور ہے وہ یہ کہ عوام جو اسباب کی طرف واقعات کی نسبت کرتے ہیں اس میں ایک بڑی نیکی مسکت ہے۔ وہ یہ کہ اکثر عوام کے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق کم ہے اور بعض واقعات طبعی طور پر ناگوار ہوتے ہیں ان کو ان لوگوں کی نظر اسباب پر نہ ہو اور براہ راست حق تعالیٰ کی طرف

نسبت کریں تو حق تعالیٰ کی طرف سے قلب میں ناگواری و کراہت پیدا ہو تو اسباب کی طرف نسبت میں ایک بڑی حفاظت ہے کہ یہ بڑی حکمت ہے اس حکمت پر نظر کر کے عوام کے اس نسبت کرنے کو رحمت اور نسبت سمجھنا چاہئے۔

ایصال ثواب

سوال: ایک شخص حضرت کے ایک عزیز و قریب کا انتقال دوا تو بندہ ایک دوست کے ساتھ تعزیت کے لئے گیا اور بھی لوگ موجود تھے۔ صاحب موصوف نے مجھ سے اور میرے ساتھی سے مرنے والے کے لئے ایک ایک قرآن مجید پڑھ کر ثواب بخشنے کی فرمائش کی۔ روزانہ کے معمولات کے لحاظ سے فرمائش واقعی بڑی سخت معلوم ہوئی مگر صاف انکار تعزیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہو کر صاحب موصوف کے طبیعت کے طلال کا سبب ہوگا۔ اس خیال سے نہ کیا اور بلا چون و چرا وعدہ کر لیا اور اس کو پورا بھی کیا۔ طبیعت میں غلوں تکلف پیدا ہو گیا۔ اس صورت کے بارے میں حضور ہدائی فرمائیں کہ ایسے موقعہ پر دل نوٹنے کا خیال کئے بغیر صاف انکار کر دیا جائے یا کیا کروں۔

جواب: اس وقت نئی سے یہ کہہ دیا کہ میں غمگین عرض کروں گا مگر بذریعہ تحریر نئی سے جو عذر موجود ہوا ظاہر کر دیا اور جتنا ممکن ہو اس کا وعدہ کر کے تسلی کر دی۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں لواحق جامی و حمیمۃ اللہ تعالیٰ کا حل

سوال: لواحق جامی لاٹھی نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ ”عالم طہ برحق ہے اور حق عالم کا باطن ہے، عالم ظاہر ہونے سے پہلے عین حق تھا اور حق عالم کے ظاہر ہونے کے بعد عین عالم بلکہ حقیقت میں ایک ہے اور ظاہر ہونا یا باطن ہونا پہلے ہونا آخر میں ہونا یہ سب اس کی نسبتیں اور اس کے اعتبارات ہیں۔“

دوسری جگہ بھی ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ لاٹھی نمبر ۱۸ میں ہے کہ ”بس خارج میں نسبت حتمی ایک ہے اگرچہ بہت سارے کاموں اور بہت سی صفات کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے کسی نظر آتی ہیں اس طور پر کہ مراتب کی تنگی میں بند ہیں اس کے احکام و آثار کے ساتھ متعین ہے۔“

اول سے آخر تک بہت جگہوں میں ایسا ہی مضمون ہے اس کا مطلب حل نہیں ہو بہت مرتبہ مطالعہ کر چکا تو امید ہے کہ جواب ثانی مرحمت فرمایا جائے۔

جواب: یہاں ایک اصل ہے اور بعض اصطلاحات ہیں ان کے اختصار سے ایک یہ عبارت کیا جائے تمام لواحق حل ہو جائیں گی۔ وہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک خارج میں صرف ایک وجود واجب الوجود ہی نسبت ہے اور

دوسری موجود چیزیں اس وجود حقیقی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وجود (یعنی ہونے) کے ساتھ متصف ہیں۔ اور ان حضرات کے نزدیک اس تعلق کی کیفیت ایسی ہے جیسے تابع کا اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اس وجہ سے اصل ذات کے اعتبار سے موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جن چیزوں کا وجود ممکن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے موجود ہیں اس اعتبار سے ممکنات کو جیسے کشتی میں بیٹھے والوں کو نہ ملنے والے ذات کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے۔ اور کیونکہ تیج کے ساتھ موجود نظر آتا ہے اور جو اصل کے اعتبار سے موجود ہے وہ نظر نہیں آتا ہے اس لئے عالم (دنیا) کو ظاہر حق اور حق کو باطن عالم کہہ دیے۔ اس لئے ظاہر اور باطن کے وہ معنی نہیں ہیں جو روح کو انسان کا باطن اور جسم کو انسان کا ظاہر کہا جاتا ہے بلکہ ظاہر مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) کے معنی میں ہے اور باطن ذی مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ والے) کے معنی میں ہے تو کوئی اشتغال نہیں ہے۔ کیونکہ ذات کے ساتھ موصوف ہونے اور تیج کے ساتھ موصوف ہونے میں چیز ایک ہے فرق صرف اعتبار کا ہوتا ہے۔

اس سے ان دونوں اعتبار سے الگ و الگ چیزوں کو ایک دوسرے کا بین (ذات یعنی ایک ہی ہیں) کہا جاسکتا ہے اور اس (یعنی) جو صفت کو بھی درگزر کرتے ہوئے بین (ایک ہی) کہا جاسکتا ہے۔ اصل میں ایک ہونے کا حکم ان حیثیتوں میں ہے۔ ان وجہ سے عالم (دنیا) اور حق (اللہ تعالیٰ) کو بین کہہ دیا اور اس (کہنے میں) ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد والی دونوں حالتیں برابر ہیں۔ مگر کیونکہ ظاہر ہونے سے پہلے عالم خالص چھپا ہوا تھا اس لئے اس کو حق میں شمار کیا اور عالم ظاہر ہونے کے بعد معاملہ الٹ ہو گیا تو اس لئے یعنی عالم اور حق الگ ہو گئے (حکم ہی الگ الگ ہونے کا کر دیا) (کہ دونوں کو الگ الگ کہا) اس لئے یہ ایک ہونا دو چیزوں کا ہونا نہیں ہے بلکہ ایک چیز کا ایک ہونا ہے۔ (مشورہ) ایسی کہ جس کو دیکھنا نقصان دہ ہے اس لئے آنکھ نہ پوچھا جائے۔

چاروں سلسلوں میں جو چیز ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں۔

فی سوال: چاروں سلسلوں چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی مختصر تعریفات اور ان کے اصول و ضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں معلوم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ حضرت والا یہ چیزیں بیان فرمادیں۔

جواب: یہ تو ایسا سوال ہے جیسے (تینوں طریقہ علاج) طب یونانی، وڈا کلمزی و ویدک کی تعریفات اور ان کے اصول و ضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں کو کوئی معلوم کرنا چاہے اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ ان کی تعریفات اور مقاصد ایک ہیں اور علاج کے طریقے الگ الگ ہیں۔ جس کی تفصیل جاننے کے لئے ان طریقوں کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ طب میں جسمانی علاج ہے اور یہاں نفسانی علاج ہے۔

قرآنی دعاؤں کے جمع کے الفاظ سے ہونے اور حدیثوں کی دعاؤں کے

مفرد کے الفاظ سے ہونے میں حکمت

سوال: قرآنی دعائیں اکثر جمع کے الفاظ سے آتی ہیں اور حدیث میں دعائیں واحد کے الفاظ کے ساتھ آتی ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: میں نے تو تلاش نہیں کیا اس لئے اس کے بارے میں نہ بھی کہہ سکتا ہوں نہ کہہ سکتا ہوں اگر حقیقت میں ایسا وہب بھی میرا مذاق تو یہ ہے کہ ان باتوں کی حکمت کو تلاش نہ کیا جائے اور یہی مذاق اپنے دوستوں کے لئے پسند کرتے ہوں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی حکمت ہے (تکلف نہیں) میں آجائے تو اس کے بیان کر دینے کو بھی نقصان دہ نہیں سمجھتا ہوں جبکہ اس کا یقین نہ کیا جائے۔ اس لئے شاید فرق کی وجہ یہ ہو کہ قرآن مجید میں تو جتنی دعائیں ہیں ان سے مقصود دنیا بندوں کی تعلیم ہے اور تعلیم بھی ایک ہی مرتبہ در بندہ سے زیادہ ہیں۔ اس لئے جمع کا لفظ مناسب ہوا اور حدیث میں اکثر جگہ وہ دعائیں ہیں خود حضور ﷺ نے ہانگی ہیں اس لئے مفرد کا لفظ مناسب ہے۔ دیندار علم

صوفیہ کرام کی وحشت میں ڈالنے والی بات سے بدگمانی پیدا ہونے کا ازالہ

سوال: اسلاف صوفیہ کرام سے بعض موحش (وحشت میں ڈالنے والی) باتیں منقول ہیں جن سے ظاہر میں شریعت سے ٹکراؤ کا شبہ ہوتا ہے۔ ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب تلخیص التلخیص کے صفحہ ۶۰ پر ہے کہ ابو بکر ذلف صوفی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک نوجوان سوال کر رہا ہے کہ ابو بکر! آپ "اللہ" کیوں کہتے ہیں اور "لا الہ الا اللہ" کیوں نہیں کہتے ہیں۔ (انہوں نے فرمایا: "مجھے شرم آتی ہے کہ پہلے نلی کروں پھر اثبات کروں۔" اس نوجوان نے کہا: مجھے اس سے مضبوط دل نہیں چاہئے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میں انکار کے حکم کو اختیار کروں حالانکہ اصل تو کلمہ اقرار ہے۔ اس سے تو کلمہ توحید پر بند چلتے کلمت کو حضرت نے اسم اعظم فرمادیا ہے ان کو انکار کا کلمہ کہنا لازم آتا ہے۔ اور "من کان آخرہ کلامہ لا الہ الا اللہ" (کہ جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو) وہ فیروز پر اعتراض ہوتا ہے جن حضرات کے کام کی بنیاد صرف اقرار پر ہے ان سے ایسے بے باکانہ الفاظ حیرت کا سبب ہیں حضرت والا کا ان حضرات سے غایت شرف اور خصوص محبت اور مجھ جیسے بد باطن کا ان حضرات کی طرف کسی قدر کم تو جی ہوتا

مجھے خطر کا سبب معلوم ہوتا ہے کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ بندہ کو احاطا شریعت قصہ و صا حضرت محمدؐ میں سے دلی جذبات معلوم ہوتا ہے ان سے کم حضرت لغویہ سے گمراہی میں کا ذوق ہے۔ حضرت صوفیہ کرام صاحب احوال معلوم ہوتے ہیں کہ جو قابل اتباع نہیں ہیں "الامن کان جامعاً" (ہاں جن کی شان میں جامعیت ہے) یہی حضورِ بندہ کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اگر ایسا ذلیل دین کے لئے نقصان دہ ہے تو میں توبہ اور رجوع کروں اور عکس کو مجبور کروں کہ کسی طرح اس کو بدگمانی نہ ہو یا جیسا ارشاد ہو۔

چچا بابا: پہلے تو اس واقعہ کے شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی کوئی سند صحیح نہیں اور ابن الجوزی کا نقل کرنا حجت نہیں ان کا تشدد مشہور ہے جس کے رنگ مختلف ہیں۔ حدیث میں تو ثابت کو غیر ثابت کہنے سے اور صوفیہ کے بارے میں غیر ثابت کو ثابت ماننے سے اگرچہ اس کا سبب نیک نیتی ہے مگر نیک نیتی سے واقعہ تو نہیں بدل جاتا حکم آخرت خدا بدلتا ہے۔ غرض قصہ سند کے ساتھ ثابت نہیں اور اس کا مقابل یعنی ان بزرگوں کا اتباع اور اخلاص اخبار متواترہ سے اور مقبول بندوں کے گمان سے جو کہ "انتم شہداء اللہ فی الارض" (کہ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) کے مضمون کا ثبوت ہے۔ اس لئے ایسی (شدید) جرح و تعدیل کے مقابلے کے وقت تعدیل کو ترجیح ہوگی اس لئے اس نسبت (منسوب ہونے) کو غلط کہا جائے گا۔

دوسرے حضرت شبلی کا مجذوبوں میں سے ہونا قوم (صوفیاء) کے ہاں (مشہور و) معروف ہے اور مرفوع العلم (جس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا) پر امت نہیں۔

تیسرے نفی کے بعد ثبات کو منسوخ یا انکار کا حکم قرار دینا حقیقت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنے نہ کہنے کا عذر (بہانہ) ہے (اور) ابھی ایک کی کا اعتبار ہے کہ اس (کلمہ) کو کہتے وقت ایسے وساوس ذہن میں آ جاتے ہیں کہ ان وساوس سے بچنے کے لئے دوسرا کلمہ اختیار کر لیا جیسا کہ اتنی اور دشمنی (یعنی بھی شرم آتی ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے) کے لفظ سے ان وساوس سے بچنے کی طرف اشارہ ہے ورنہ اپنے سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے اور قرآن کی حلاوت کو بھی جائز نہ سمجھتے جیسے بعض فقہاء نے جو وہی خامی طرح نہ ادا کر سکتا ہو اس کے لئے دکرع میں "سبحان ربی اعظم" جو منقول ہے اس کی جگہ "سبحان ربی اکبریم" کہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح جیسے حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ یا ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جہاد کی نماز حاضر ہونے کے باوجود نہیں پڑھی اور عذر (بہانہ) فرمایا کہ میں اخلاص نیت کے حصول کی کوشش کرتا رہا کہ نماز ختم ہوگئی۔

ان کا سید اکھ شین ہونا مسلم (مانا ہوا) ہے اور ایسے ہی ابتداء میں ایسے احوال پیش آتے ہیں اور انتہا کے

بعد تو اہل مسنونہ میں احسان کی نسبت ماحس ہونے لگتی ہے اور خلاف سنت حجاب معصوم ہونے لگتا ہے یہی قرآن سے پہلے اہلک بات پڑھتے ہیں اور ظاہری طور پر قرآن پھوڑنے والے کہتے ہیں پھر قرآن کی مشغولی کے بعد وہی بتائی باتیں حجاب پر چاٹتی ہیں۔ پہنا جو بے پردہ مفید اور زیادہ آسان ہے اور دوسرا جواب زیادہ دوسرے والے اور اعتدال والا ہے۔ اور تیسرا جواب زیادہ جامع اور زیادہ مکمل ہے۔

آپ نے جو بہت سی ترتیب اور صوفیہ کے ہرے میں خیال لکھا ہے اس کا سبب دینا ہے اور نجات کے لئے کافی ہے اور بالکل بے قصور ہے خطر و نفرت کرنے میں ہے میرے قلب میں ترتیب بالکل اس کی انتہا ہے اس کا سبب بھی محمد تعالیٰ دین ہی ہے۔ ”وَحَلَّلْنَا عَلَى هَذِي انشاء اللہ تعالیٰ“ ہم دونوں انشاء اللہ تعالیٰ ہدایت پر ہیں۔

قانون کے پابند عہدہ داروں کو فائدہ پہنچانے کا طریقہ

حالاتِ حادثہ وغیرہ کے جو سرکاری عہدے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ اس سے تعلق رکھ کر شریعت کی پابندی ناممکن ہے اگرچہ بعض (عہدوں) میں کچھ تکنیک اور دوسرا پہلو کو سمجھنے کے لئے صدمت کچھ میں آتی ہے مثلاً وہاں یہ کر سکتے ہیں کہ سچے مقدمہ کی حیثیت کا اہتمام رکھیں پھر اس میں حق بات کے لئے بہت کی بھی تنجائش ہے جبکہ اس کے بغیر کامیابی نہ ہو مگر بعض میں تو شریعت کی مخالفت یقینی ہے اس سے کسی طرح جمع کرنا ہی نہیں اور مخالفت بھی نہایت سخت مثلاً جو نظام ہیں پانچویں کا مذہب ان کے حکم پر ہے جس میں ان سے شرعی قانون کی رعایت یقیناً ناممکن ہے۔ اس لئے ایسے لوگ اصلہ کا تعلق پیدا کریں تو اس سبب میں کیا مشورہ دیا جائے کیونکہ ایسے عہدوں سے سمجھنا کہ دست بردار ہو جانا بھی بہت ہی حکمتوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیا ایسوں سے اس بارے میں چشم پوشی کی جائے اور کسی طرح روکا نہ جائے مگر جب وہ خود ہی پوچھیں تو اس کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہاں مالیاتی کا تعلق بالکل بے تعلق ہو چکا ہے کیونکہ۔

وَلَا تَدْرِي مَا سَوْزَا رَا بِاَصْلَحَتِ بِنِي چہ کار

تَوَرَّجْتَكَ: ”دنیا کے فساد کو مصلحت سے کیا کام۔“

تحقیق: حقیقت کی ہر کرنے میں چشم پوشی کرنے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب پوچھیں اہل ان پر منقبت پہلے سے ظاہر ہو تو پھر اہلک واجب نہیں نہیں۔ اس وجہ سے دوسرے رکھ کر اگر سب امراض زائل نہ ہوں بعض کا ہی زائل ہو جانا غنیمت ہے مضائقہ نہیں۔

دعاء ماثور "اللهم لا تجعل لفاجر عندي نعمة اكافيه بها الخ"
 میں نعمت کی تفسیر

حَال: دعاؤں میں جو آتا ہے "اللهم لا تجعل لفاجر عندي نعمة اكافيه بها الخ الدنيا والاخرة" (اے اللہ! تو آپ کسی گناہگار کا احسان مجھ پر نہ رکھیں جس کا بدلہ مجھے دنیا اور آخرت میں دینا پڑے) اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فاجر کا یہ قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن چونکہ تمس کرنا منع ہے اس لئے فقر و فاقہ کے ساتھ مخصوص ہونا چاہئے۔ کیا یہ مفہوم صحیح ہے یا اس کے بارے میں کچھ اور تفصیل ہے (منجات مقبول پر مبنی پڑھتے خود ہی آپ تک یہ کھٹک پیدا ہوگئی)۔

تحقیق: فاجر سے مراد اگر عام ہو کہ کافر و غیر کافر دونوں ہی مراد ہوں تب بھی ان دونوں کو ساتھ لانے سے مراد یہ نہیں ہے کیونکہ اس کا براہ آخرت میں نہیں پڑتا بلکہ معنی یہ ہیں کہ میرے ذمہ اس کا کوئی حق نہ رہ جائے۔ حق کو نعمت کہہ دیا۔

ومن دعوة لا يستجاب بها کی تفسیر

حَال: دعا جو شرعاً محمود و مطلوب ہے تو یہ اس لئے کہ اس میں ذلت و حقارت ہے جو بہر حال مضروب نمود ہے خواہ چاہے دعا قبول ہو یا نہ ہو پھر کیا وجہ ہے کہ تعویذ کی دعاؤں میں "ومن دعوة لا يستجاب بها" (کہ ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو) آیا ہے۔ نہ تو بڑی اور نقصان دہ چیز سے مانگی جاتی ہے یا اس دوسری بات سے پناہ مانگی جاتی ہے جو برداشت کے قابل نہ ہو کہ اس کی وجہ سے دوسری برائیوں میں مبتلا ہونے کا خوف (وچسے صیغہ نہیں) کہ ان میں اگرچہ ثواب کا قاعدہ ہے لیکن ڈر ہے کہ آوی شکایت کرے اور صبر نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں)۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت اختیار نہ کرنا کسی حال میں برا ہے اور اس کی وجہ سے کسی برائی میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے تو پھر پناہ کس لئے مانگی گئی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ سے غرض نہ کرے اور بے دین نہ ہو جائے۔ چنانچہ بعض نادانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: قبولیت کے معنی نہ جاننے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا ہے اس لئے قبولیت خاص اسی ضرورت کا پورا ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بندہ پر ایک خاص رحمت کے ساتھ متوجہ ہونا ہے اس لئے قبول نہ ہونا اصل رحمت کے ساتھ متوجہ نہ ہونا ہے اس لئے یہ پناہ مانگی جانے کے قابل ہے۔

مبتدی کے لئے معصیت اختیاری و امر غیر اختیاری کا برابر ہونا

نَحْنُ: آجنا اب ایک دن فرماتے تھے کہ دل میں گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا نقصان دہ نہیں ہے ہاں اس پر عمل کرنا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہ (گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا) غیر اختیاری بات ہے اور (گناہ کی چاہت پر عمل کرنا) اختیاری بات ہے۔ حضور ﷺ احقر کو یہ بات پوچھتی ہے کہ کسی نامحرم کی محبت کا جوش دل میں پیدا ہونا اختیاری بات ہے یا غیر اختیاری بات ہے۔ امید ہے کہ حضور ﷺ اس اشکال کو دور فرمائیں گے۔

تحقیق: تمہارے لئے اس بات کی تحقیق نقصان دہ ہے۔ شیطان کو اس میں ایک آڑ مل جائے گی کہ وہ یہاں سے اختیاری درجہ کو غیر اختیاری بنا کر معصیت میں مبتلا کر دے گا۔ ایسے مبتدی کا علاج یہی ہے کہ جو معاملہ اختیاری کے ساتھ کیا جائے وہی غیر اختیاری کے ساتھ بھی کرے یعنی سب کو اختیاری بات سمجھے اور علاج کرے۔

اشراف نفس (یعنی نفس کی لالچ) کے بغیر ہدیہ لینا

نَحْنُ: احقر نے آج تک کسی سے دنیاوی غرض سے تعلق نہیں رکھا سب میوہ سے برا معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی سے دوستی ہو دنیاوی منافع کی غرض سے نہیں بلکہ دیسے ہی رابطہ مضبوط ہے اور پھر (اگر) کچھ خدمت کے بعد وہ دنیاوی نفع پہنچانے لگے (تو) پھر نہ وہ بشارت نہ وہ فرحت راتنی ہے بلکہ طبیعت اس سے کدور (سختی) ہو جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس کا شکر یہ کرنا چاہئے جیسا کہ احقر کے ایک استاد ہیں طیب ہیں اور اچھے مالدار ہیں جب سے احقر نے ملازمت ترک کی ہے تو وہ خرچ کے بارے میں بہت مدد کرتے ہیں۔ احقر نے بھی ان کو عرض کیا کہ (اس اپنے سے) بوجھ دوتا ہے لیکن انہوں نے مانا نہیں۔ تو اب عرض یہ ہے ڈر لگا ہے کہ شاید اس کا سبب مرض ہو۔

تحقیق: ڈرنا تو بہت اچھی بات ہے ڈر ہی سے امن ہے لیکن جب اپنی طرف سے نہ طلب ہے نہ اشرف (لالچ) بلکہ طبیعت کے بوجھ کو جتنا بھی دیا اور پھر بھی وہ خدمت کرتے ہیں تو یہ نعمت ہے اس پر اگرچہ طبعی طور پر شکر ہو مگر عقل کے اعتبار سے اس بات ہونا چاہئے اور پہلے خدا تعالیٰ کا کہ وہ حقیقی انعام کرنے والے ہیں اور دوسرے ان صاحب کا کہ وہ منعم مجازی یعنی نعمت کا واسطہ ہیں شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر حق تعالیٰ کا شکر تو ان کی انعامت ہے اور ان صاحب کا ان کے لئے دجا (کرتا) ہے۔

قول ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ (جو اپنے نفس کو پہچان لے

وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) کی شرح

نَحْنُ: براہ کرم آگاہ فرمایا جائے کہ حدیث شریف ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ (جو اپنے نفس کو

پہچان نہ دے، اپنے رب کو پہچان لیتے ہیں) میں اپنے نفس کو کس طرح پہچانا آتا ہے کہ جس سے رب کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح نفس کے پہچانے کا یہ طریقہ ہے اور پہچان کے حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: پہلے تو اس کے حدیث ہونے میں کلام ہے دوسرے اس میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کے طریقوں میں سے ایک طریقہ کی تعلیم ہے۔ اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں غرض معرفت مقصود اس طریقہ پر موقوف نہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تحقیق حصول مقصود کے حاصل ہونے کی شرط نہیں بلکہ صرف مقصود کے حاصل ہونے کا ایک طریقہ ہوگا جو مقالات (باتوں) کی تحقیق کی طرح ہوگا جس کے بارے میں پیچیدہ مشورہ دے چکا ہوں کہ غیر ضروری ہے تربیت میں مقصود صرف حالات کی اطلاع اور علاج کو پوچھنا ہے۔ معلوم جس طریقہ سے جو ہے علاج کرے۔ اس لئے معرفت مقصود وہی ہے جس کا شارح نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا عقیدہ رکھو اور ان کے تصرفات کا استحضار رکھو۔ یہ تصرفات تمام مخلوقات میں ہیں جن میں انسان کے اندر تصرفات زیادہ عجیب ہیں۔ پھر ان میں بھی اپنے نفس کے اندر تصرفات زیادہ نظر آ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے نفس کو خاص فرمایا ہے ورنہ نفس مقصود نہیں سب تصرفات کا استحضار برابر ہے اسی لئے قرآن مجید میں حکم کرنے کی جگہ نفس اور آفاق (نفس عالم) دونوں کو فرمایا ہے۔ ”فی قولہ تعالیٰ من ربہم آیا نذا فی الافاق و فی انفسہم“ (ہم جن کو اپنی آفاق میں بھی دیکھائیں گے اور ان کے تن بدن میں بھی دیکھائیں گے)۔

حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے خط کی ایک عبارت پر شبہ کا جواب
مَحَال: آج کل احقر کے مطالعہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مرقومہ ہیں۔ ان میں جگہ جگہ یہ مسئلہ مذکور ہے کہ باطنی مرضوں کا سردار اور اندرونی بیماریوں کی جڑ دل کا اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ تعلق ہے۔ جب تک اس قید سے چرے طور پر آزادی نہ ہو جائے مسامحتی ممکن ہے۔ کیونکہ اس بارگاہ اعلیٰ میں شرکت کا بالکل بھی دخل نہیں ”الا اللہ الدین الخافض“ (اللہ تعالیٰ ہی عامل اس اخلاص کے نکلیں) یہی تک تو مضمون وہ ہے جو حضرت والا کے مواعظ و ملفوظات وغیرہ میں بھی موجود ہے اور اس کا مطلب اب تک یہی سمجھا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مخلوق کی محبت پر غالب اور ذکر اللہ ذکر غیر پر غالب ہونا چاہئے۔ (اور ایک وقت بحالت عروج ایسا بھی آتا ہے کہ غیر حق دل سے بالکل مٹ جاتا ہے۔ ۱۲)

مگر حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے غیر حق سے تعلق نہ ہونے کا معیار یہ بتایا ہے اور دل کے مردہ تعلق نہ

ہونے کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو پوری طرح بھلا دے۔ اور تمام اشیاء سے بے غیر ہو جائے حتیٰ کہ اگر تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں (ایک جگہ پر آتا اور یاد دہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال قلب پر نامکن ہو جائے) ایسی جگہ پر اشیاء بکڑ لینے کی کہاں گنجائش ہے اس حالت کو اہل اللہ خدا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے ”ویدو نہا خروط الفتناء“ (اس کے بغیر بڑی مشکل سے منزل تک پہنچا جاسکتا ہے)۔

اس معیار کو دیکھ کر جو نہیں اپنے اندر دیکھتا ہوں تو اس سے اپنے کو کورا پاتا ہوں۔ بھلا اللہ یہ تو ہے کہ جذر قلب (دل کی تہ) میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گذر نہیں مگر دل کے آس پاس میں غیر کا خیال بھی ہے اور یاد بھی ہے یہ حالت نہیں کہ تکلف سے بھی کوئی شے یاد نہ آئے۔ ہاں کبھی کبھی ایسی حالت بھی ہوتی ہے جو زیادہ تر ذکر و تخیل کے وقت ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے کہ اس وقت قلب کے آس پاس بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گذر نہیں ہوتا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ خیالات غیر ممکن ہو جاتے ہیں۔ ہاں دوسرے نہیں ہوتا اور یہ بھی ہمیشہ نہیں غالباً ہے ورنہ ذکر کے وقت بھی کئی دفعہ وسوسہ بلا اختیار آ جاتے ہیں اگرچہ قلب کو ان کی طرف توجہ نہ ہو اور کم از کم ذکر کے وقت جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر ہو رہا ہے اور دوسرے لطائف کی شرکت ذکر بھی محسوس ہوتی ہے تو ایک لطف خاص حاصل ہو کر کچھ دیر کو اپنی طرف جذبہ کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی غیر حق کی طرف توجہ ہی معلوم ہوتی ہے جس سے تنبیہ کے بعد توجہ کو ہٹا لیا جاتا ہے بہر حال مجدد صاحب کی یہ عبارت پوری طرح حل نہیں ہوئی اور دل کو اشتیاق ہے کہ اس کا مطلب حل ہو جائے اور یہ حالت کامل طور پر حاصل ہو جائے۔

تحقیق: اکثر اہل مقام پر بھی کسی وقت حال کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت مسائل کی تعبیر میں بھی جوش کا اثر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک عنوان تیز ہے مگر متعدد وی ہے جو نصوص سے حاصل ہوتا ہے میں اس کو ایک اور آسان عنوان سے تعبیر کرتا ہوں جو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تقریباً تعبیر ہے اور مشہور تعبیر سے کچھ واضح ہے وہ یہ ہے (دنیا) کے پکڑ لینے سے مراد بالکل تعلق نہ ہونا مراد نہیں ہے کہ مکہ (دنیا سے) وہ تعلق جو مغلوب ہو برا نہیں ہے بلکہ ایسا تعلق مراد ہے کہ جس چیز سے تعلق ہو اس کے دور ہونے یا قوت ہو جانے سے دل پر یہ اثر ہو کہ دل کو ایسا بے چین کر دے کہ اسی کے تصور اور حسرت میں مشغول ہو جائے اور اسی مشغولیت کی وجہ سے طاعات میں کمی اور کمزوری ہو جائے اور اگر یہ بات نہ ہو تو صرف غم کا اثر (طاعات میں) رکاوٹ نہیں ہے کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے شدید غم کا کوئی انکار کر سکتا ہے اور ان کی حالت کو کوئی اللہ تعالیٰ سے رکاوٹ کہہ سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضمیمہ

پہلا باب

بیعت میں جلدی کرنے کا نقصان وہ ہونا

تَحَاَلُّفٌ: بندہ ذیادہ سال سے حضور کے مواعظ تصنیف کردہ کتب کے مطالعہ سے فیض حاصل کر رہا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور بندہ کو بیعت فرما کر فیض عطا فرمائیں۔
تَحْقِيقٌ: کس مقصود کے لئے اور کیا وہ مقصود بیعت پر موقوف ہے۔

روح الطریق خط جس کا نام ”روح الطریق“ ہے

تَحَاَلُّفٌ: ایک عرصہ سے میں ہمیشہ اپنے نفس پر ملامت کرتا ہوں کہ شاید حضور کے خادموں میں ایک میں ہی ایسا ہوں گا جس کو وصول تو درکنار وصول کی حقیقت تک کا پتہ نہیں ہوگا جو تھوڑا بہت ذکر و شغل کر لیتا تھا عرصہ سے وہ بھی چھوٹ گیا خدا سے تعلق تو کیا ہوتا گناہ تو کیا چھوٹے حق یہ ہے کہ نماز روزہ صرف ظاہری رکوع سجود بھی خدا کے واسطے نہیں اگر کسی کے دیکھ لینے کا خطرہ اور جاد (عزت) کی کمی کا خوف نہ ہوتا تو شاید اگر ہمیشہ نہ چھوٹنے تو بھی موجودہ صورت تو یقیناً نہیں رہ سکتی۔ کئی مرتبہ پھر شروع کرنے کا خیال ہوا کبھی شروع کیا اور چھوٹ گیا۔ حضرت سے بھی وہ تعلق شغف جو کبھی تھا اب ہرگز نہیں ہاں الحمد للہ تعلق ضرور ہے اور عقیدت کا تعلق ہے بلکہ جس کو حضرت سے تعلق نہیں اس سے نفرت ہے۔

اب پھر خدا کے نام پر بارہ تسبیح اور اس کے ساتھ ذیادہ ہزار اسم ذات اور تین ہزار اسم ذات مغرب کے بعد تقریباً ایک ہفتہ سے بہت ہی کچے ارادے سے شروع کیا ہے۔ حضرت سے بہت ہی شرمندگی سے درخواست ہے کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیں اور میری طرف خاص توجہ فرمائیں شاید میری بھی کچھ اصلاح ہو جائے اور جو میں نے خود شروع کیا ہے یہ باقی رکھوں یا کچھ تبدیلی کروں۔ مدرسہ آنے جانے میں دو سپارہ شروع کئے ہیں۔ میرے مشاغل یہ ہیں کہ چار بجے اٹھتا ہوں اذان تک ذکر مذکور اور استیجاب وضو سے فراغت کر کے اذان کے بعد چائے پکا کر پیتا ہوں۔ نماز پڑھ کر کبھی کبھی بیسین پڑھ کر اور پان ہٹا کر مدرسہ چل دیتا ہوں۔ بارہ بجے یا کچھ پہلے مدرسہ سے واپس آ کر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسہ سے واپس آ کر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسہ سے آ کر مغرب تک مطالعہ یا کسی کتاب پر کچھ لکھنا

نہایت پر ذکر مذکورہ پھر عشاء تک ہی مطالعہ یا تحریر اور عشاء کے بعد کھانا کھانا اور سو رہتا۔ نقطہ والسلام
تحقیق: مقصود تو بھلا اللہ معلوم ہے یعنی رضا حق سب دو چیزیں وہ تمہیں طریق کا علم اور اس پر عمل تو طریق
 صرف ایک ہے یعنی احکام ظاہرہ و باطنی کی پابندی اور اس طریق کی مددگار دو چیزیں ہیں ایک ذکر جتنا کیا جاسکے
 جو آپ نے شروع کیا ہے وہ بھی اسی قاعدے میں داخل ہے دوسرے اللہ والوں کی صحبت جتنی زیادہ حاصل ہو کر
 کثرت کے لئے فراغت نہ ہو تو بزرگوں کے حالات و مقامات کا مطالعہ اس کا بدل ہے۔ دو چیزیں طریق یا
 مقصد کی نفع پس معاشی اور فضول کاموں میں مشغولی۔ ایک بات ان سب کے نافع ہونے کی شرط ہے یعنی
 اطلاع حالات کا التزام۔ اب اس کے بعد اپنی استعداد ہے استعداد کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مقصود کے
 حاصل ہونے میں دیر سویر ہوتی ہے میں سب کچھ لکھ چکا۔

شیخ کو حالات بتانے کا طریقہ

مثال: مجھ میں ایک بڑا مرض ہے کہ جب میں حضور والا کو عرض لکھتا چاہتا ہوں تو میری کچھ میں یہ نہیں آتا کہ
 کیا لکھوں۔ جب اپنی برائیاں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضور والا کو لکھوں تاکہ اصلاح ہو تو اس وقت اس
 خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے بارے میں لکھوں۔ اکثر اس میں خط لکھتا رہ جاتا ہے اور جب ایک
 برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذرا سنی نہت پر چھوڑی جاسکتی ہے پہلے خود
 چھوڑنے کی کوشش کرنی جائے اگر کامیابی نہ ہو تو حضور والا کو لکھا جائے۔ ان ہی خیالات میں الجھ کر خط لکھتا رہ
 جاتا ہے اور برائیاں ویسی کی ویسی موجود رہتی ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مرض کے لئے علاج تجویز فرمایا
 جائے تاکہ اس پر عمل شروع کر دوں۔

تحقیق: جب کوئی مرض یاد آجائے اس کو فوراً نوٹ کر لیا اور ایک ہفتہ تک دیکھا کہ وہ زائل ہو یا نہیں اگر زائل
 نہ ہوا تو نفس کو اور مہلت نہ دی بلکہ مصلح کو اطلاع کر دی جائے۔

شیخ کی ضرورت

مثال: احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے۔ ایک عرصہ سے خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا لیکن ایک بات
 رکاوٹ بنی رہی وہ یہ کہ احقر کو آپ کے مصنفات و ملفوظات دیکھنے کا بے حد شوق ہے چنانچہ بچپن سے اب تک
 برابر دیکھتا رہا۔ بھلا اللہ بہت مستفید ہوا۔ ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ شرعی احکام سب کے سب
 اختیار یہ ہیں چونکہ احکام اختیار یہ ہیں اس لئے جہاں رکنے کا حکم ہے وہ بھی اختیار ہی ہوئے۔ اس سے تو سارے

امراض کا علاج۔ یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رکے۔ اب اپنے بارے میں بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدے کے معطوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہئے۔ میری یہی سمجھ میں نہیں آتا بہت عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہوں امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تاکہ اعتراضی پر عمل کرے۔ آخر اس قاعدہ کلیہ کے معلوم ہونے کے بعد معالج و مشائخ کی مرض کے ختم ہونے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے امید ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں گے۔

تحقیق: کرنے اور نہ کرنے کے سارے احکامات اختیار ہی ہیں پس..... کا نزکاب اور نہیات اس لئے کرتے والوں کا سون کا کرنا اور نہ کرنے والے کا سون کو نہ کرنا بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا ارادہ کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے مصل بھی ہو گیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس و خطرات کی زیادتی بھی ہوتی رہی یہ شخص اس کو خشوع کی ضد سمجھ کر خشوع کو طیر حاصل سمجھا یا ابتدائی عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیار یہ کی طرف لے گئے اور یہ ابتداء کے دھوکہ میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ ختم ہو چکا اور کبھی جو چیز راسخ نہ ہو اس کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے مثلاً دو چار جگہ پچھلے حادثوں میں رضا باقتضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا) کا احساس ہوا یہ سمجھ گیا کہ یہ نکتہ راسخ ہو گیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا جو وجہ مقصود تھا اس تک نہ ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہو چکا ہے (اور) اب بھی رضا ختم یا ضعیف نہیں ہے۔

حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ نئے دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ حج حج ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے الٹ میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی تکمیل کے اہتمام نہ کرنے کی ہوتی ہے کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ (جو چیز حاصل ہو اور راسخ بھی ہو) کو ختم سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کا مقابلہ کیا اور وہ زمانہ ذکر کے آثار کے غلبہ کا تھا اس لئے شہوت حرام کی چاہت ایسی کمزور ہوگئی کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر (ذکر کے) امن آثار کا جو شہوت غروب کم ہونے سے طبعی التفات اگرچہ کمزور رہے میں کسی ہونے لگا یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار ہو گیا اور شہوت حرام کاری کی چاہت پھر لوٹ آئی پھر اصلاح سے مایوس ہو کر حج (اصل وغیرہ چھوڑ کر) بیکاری میں جلا ہو گیا۔

یہ چند مثالیں غلطیوں اور ان کے نقصانات کی ہیں۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع

کرنے سے وہ اپنی نصیحت و تجویز کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان الفاظ پر مطلع کرتا ہے اور یہ سنا نقصانات سے محفوظ رہتا ہے اور (اگر) فرض کریں کہ آئندہ کثرت رسامیت فہم کی وجہ سے خود بھی مطلع ہو سکے مگر تا تجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور پریشان ہوتا مقصود میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

یہ توجیہ کو اصل مقصدی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تجربہ (استیلا کے طور پر) وہ واقف اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود و مقصود کی ابتدا کو حاصل کرنے میں اور یہی طرح کسی برائی یا برائی کی ابتدا کو قسم کرنے میں غالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے اگرچہ (مقصود کی کام کو) بار بار کرنے اور (بڑے کام سے) بار بار نہ بچنے سے آخر میں مشقت آسانی سے جہاں ہوتی ہے۔ لیکن شیخ تجربہ کا بھی تدبیر بنا دیتا ہے کہ ابتدا ہی سے مشقت نہیں رہتی۔

یہ ایک اجمالی تحقیق سمجھ سے قریب کرنے کے لئے ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے چھوٹے چھوٹے احوال کی اس کو لازمی طور پر اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے۔ یہ افہام کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اکتفا ہو اور اس کے ساتھ قرہ نیر وادی کا قصصی ہو اس وقت جس معصوم ہوگا کہ شیخ کے بغیر مقصود کا حاصل ہونا محض وہ ہے مگر بہت کم ہو کہ نہ ہونے کی طرف سے بچے اس ضرورت میں فہم و استعداد کے تفریق کے اعتبار سے فرق بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مشق میں کو کم ضرورت تھی۔

تیسرے باب کا ضمیمہ

گناہوں کی چاہت کا علاج

تحالہ حضرت والا اختر کو کچھ دنوں سے نفس میں ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گناہوں کی چاہت بالکل پہلے کی طرح ہونے لگی ہے حیران ہوں کہ عرصہ سے نفس کمزور ہوا اور اب پھر وہ بارہا اسی شدت اور ہوش و بھر کے ساتھ چاہنے لگا جیسے شروع میں چاہتا تھا۔

تحقیق: اکثر اس راستے پر چلنے والوں کو یہی حالت پیش آتی ہے پہلے گھبرانے کی بات نہیں۔ اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ غنیہ (دوسرا مجاہدہ) کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر اشد و اشد تعاقب رہتا ہوگا۔ کبھی کبھی بہت کم کسی طبعی بات کی بجائے یہ راسخ کے خلاف نہیں ہے۔ جس چیزوں میں اس تبدیلی کی مثال ملے گی ہے جیسے آخرات میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو شیخ کا فب (بھوئی صبح) کہتے ہیں۔ نہ جانے والا ہوتا ہے کہ تاریکی تھی پھر چاکل دو نور زلک ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر وہ تاریک ہوتا

ہے جس کو صبح نہ دلی (یعنی صبح) کہتے ہیں وہ کائنات میں ترقی پذیر ہوتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَاسُ الْوَلَدِ: حضرت والا نے احقر کو جو گناہوں کے علاج و تقاضا فرمائے ہیں احقر ان ہی پر عمل کر رہا ہے اور حضرت والا کی رو سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر گناہ کی چابوت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت و تنبیہ سے نفس گناہ کی چابوت سے رک جاتا ہے۔

مُحَمَّدٌ حَقِيقُ: یہی علامت ہے کہ یہ طبعی باتوں کی طرف حوث آنا ضعیف ہے ورنہ مقابلہ ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔
مُحَمَّدٌ خَيْرَانِي: یہ ہے کہ نفس و شیطان کی اس میں کیا مچھی ہوئی چال ہے کیونکہ غمان میں معمولات کو چھوڑا کرنے میں کچھ سستی و مخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے ہی پڑیں گے۔ حضرت والا: احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس تھرو چال کے لئے احقر کی تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجا لائے گا گناہوں کے پہلے علاج پر احقر ابھی تک عمل کرتا ہے۔

مُحَمَّدٌ حَقِيقُ: بس یہی تدبیر ہے۔ اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ جب تک ایسا ہو سکی ملاج ہے فارغ ہونے کا ارادہ ہی نہ کیا جائے بخیر کے مومر میں نفس کو ہمیشہ بخیر ہوتا ہے مگر ملاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جائے اس کی سستی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔

جھوٹ کا علاج

مُحَمَّدٌ خَيْرَانِي: خدمت اللہ میں گزارش ہے کہ جھوٹ بولنے وقت بندہ کو اختیار رہتا ہے و اختیار چھوٹ نہیں جاتا لیکن بندہ کی عادت کی وجہ سے زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دے دیتی ہے کبھی اپنے اختیار سے زبان بند کر لیتا ہوں کبھی جھوٹ بولنے کے بعد اپنے کو ملامت کرتا ہوں کہ یہ جھوٹ جس سے بچنے کا پورا ارادہ کیا پھر کیوں بول دیا۔ حضرت! اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے میں بندہ کی پہلی عادت بہت بڑا دخل رکھتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دے دیتی ہے۔ بندہ اس وقت سے شاک ہے نہ کہ نفس جھوٹ سے جو اختیار سے ہوتا ہے جیسا کہ کسی شخص کو اگر کسی فعل کی سخت عادت ہو جاتی ہے تو اس وجہ سے وہ شخص اس فعل کے کرنے پر مجبوراً اولیٰ کی طرح ہو جاتا ہے اس عادت سے بچنا کسی بھاری کام کو اپنے لازم کرنے کے بغیر مشکل ہو جاتا ہے بالکل ایسے ہی چونکہ بندہ کو یہ سخت عادت ہو گئی ہے اس وجہ سے زبان کبھی چلے گی کرتی ہے۔

اسی طرح یہ جھوٹ ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جہاں مخلوق یہ معلوم ہو کہ اگر میں اس میں سچ کہ دوں تو وہ مجھ پر بدگمانی ہو عقیدت ہو جائے گا اس وجہ سے کہنا پڑے یا تو یہ اگر نہ دوںوں کی صورت زمین میں نہ آئے تو صاف

بھی کئے پر زبان جاری کر جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب: سوری اور مگوں کی بدظنی کا خوف ہے جو امرض ظنی میں سے ہے اس کی وجہ سے ہے اور اس سے عذبت پیدا ہوئی۔ یہ جھوٹ کیونکہ انھیں اختیار یہ میں سے ہے جس کی وجہ سے بندہ پر پکڑ ہے اس وجہ سے اکثر جہاں تک ہو سکے اختیار کو کام میں لا کر کبھی اختیار سے زبان کو روکتا ہے اور جو عادت کی وجہ سے زبان کبھی جھنڈی کرتی ہے بعد میں انسوئس ہوتا ہے۔ اس عادت کے دور ہونے کے لئے اگر بندہ کوئی ارشاد فرمایا اور بندہ اس کو اپنے اوپر لازم کرے جس کی وجہ سے یہ عادت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے اور بندہ کے ایک گناہ کا راستہ بند ہو جائے گا۔ خداوند کریم سے امید رکھنا ہوں کہ حضرت کے ارشاد کے ذریعہ سے ہر گناہ سے خداوند کریم اپنے بندہ کو بچالیں پہلے خط میں مرض پیش کرنے سے یہی مقصود ہے۔

تحقیق: جب جھوٹ کی بات فوراً مخاطب کے سامنے اپنی بات کو جھوٹ کہو اور یہ کہ کوکبیری یہ بات جھوٹ ہے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حالی: خدمت اللہ میں کسی گناہ کو تو یہ ہے کہ اکثر اس موقع کو شکر یہ کے مواقع میں سے سمجھ کر شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہے اس بات کا کہ حضرت کے فرمائے ہوئے حکم پر چند روز نفل کرنے سے ایسے مرض جو دین کو ہلاک کرنے والے بندہ میں تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و توجہ سے بندہ سے ختم ہو گیا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

غصہ کا علاج

حالی: حضور والا نے جو ارشاد فرمایا کہ (سلام و گاہم کرنے کو دل نہ چاہنا) اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواب عرض ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہ غیر اختیاری ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ کسی کی برائی میرے دل میں ہو نہ میری برائی کسی کے دل میں ہو ہر وقت طبیعت مسلمان بھائی سے صاف رہے لیکن جب وہ مجھے برا کہتا ہے تو اس سے میرے اندر یہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔

تحقیق: اس پر ملامت نہیں لیکن حکمت سلام و گاہم کرتے رہنے سے چند روز میں وہ اثر دل میں بھی ضعیف ہو جائے گا۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حالی: اکثر کی بات پہلے یہ تھی کہ کسی کے ساتھ کچھ ناراضی ہو جاتی تھی تو اس غصہ کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اس کی وجہ سے سلام و گاہم کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اب بہت دن تک حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کرتا رہا مگر حکمت سلام و گاہم کرنے سے وہ اثر بظاہر تو لی جاتی نہیں رہا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حَال: اور اگر کبھی رہتا بھی ہے تو ٹھوڑی دیر تک پھر ویسا ہی جیسا کہ پہلے تھا۔ قصہ بھی پہلے کے مقابلے میں بہت کم آتا ہے لیکن جس وقت خیال نہیں رہتا اس وقت نصراً جاتا ہے خیال آنے کے بعد ندامت و پشیمانی ہوتی ہے کہ میں نے یہ بات برکی کی یہ بات اصلاح کے قابل، و تو علان فرمائیں۔

تحقیق: اس بات کو لازم کر لیں کہ جب ایسا ہو جائے تو جس پر قصہ کیا ہے اس کو کچھ نہ دیا کریں اور چھ ٹھوڑی ہی مقدار میں ہو۔

کبر کا علاج

حَال: حضرت والا سے عرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے یقیناً چھوٹے سمجھنے کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا جائے اور اگر ہم اس بات کے مکلف نہیں تو کس بات کے مکلف ہیں ارشاد فرمایا جائے۔ یہ بھی عرض ہے کہ اپنے آپ کو صفت کمالہ میں دوسرے سے زیادہ سمجھتا یعنی تکبر کرنا جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جہنم میں نہ جائے گا (از تہذیب الدین) اس تکبر کا سدھان کیا ہے ارشاد فرمایا جائے تاکہ احقر جس سے بچتا رہے۔

تحقیق: اگر اپنی خوبی پر اور دوسرے کی خرابی پر نظر پڑے تو یہ سمجھنا واجب ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوبی ہو اور مجھ میں کوئی ایسی خرابی ہو کہ اس کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے ہفت تعالیٰ کے ہاں اچھ ہو میں کبر سے خارج ہونے کے لئے کافی ہے۔

حَال: احقر میں دوسری بری باتوں کے علاوہ کے ایک یہ بھی ہے کہ نئے نصیم یا قہ یادہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی قبیح حدت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ علاج کے طریقے سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق، قص معلوم ہوتے ہیں قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے کو نقص اور کمال کی شان والا اور ان کی حقیر معلوم ہوتی ہے مگر غور کے بعد اس خیال کو بلا دلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے پاس کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے صیب بھی نظر کے سامنے دکھتا ہوں اور ان کے اعمال حسد کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر صیب ہیں اور ان پر کج ہو۔ اس شخص کے بعد اپنے مثال یا قبول کا یقین تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح دوسرے یا دھن میں اپنا دوسرے

و غلط پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوصاً بعض کا تو بالکل نا اہل یا افسوس معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر اس کے دور کرنے کی تدبیر فرما کر بددفعہ بنائی جائے۔

پتہ تحقیق: یہ کہ کبر نہیں جو خیال متعزز ہو ہے وہ کبر کو دور کرنے کے لئے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے کبر کے عمل کے علاج کی بھی۔ کبر کا علاج یہ ہے کہ (کسی کے ساتھ) تحقیر کا سلوک نہ ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں زبان سے ان کی تعریف اور اکرام کا سلوک کیا جائے اور جو اہل باطن ہیں ان کی صرف مشغلہ کے طور پر بغیر ضرورت کے غیبت و غیرہ بالکل نہ کی جائے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو فرط میں درج ہے

حکایت: (عرض یہ ہے کہ) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے علاوہ دوسرے رذائل میں مثلاً حسد ایک وجہ عمل اور دوسرا اس کا سبب اور وہ سبب عقیدہ تو نہیں ہوتا ایسے ہی حب مال حب جاہ ایک تو ان کی چاہت پر عمل ہے اور اس عمل کا سبب وہ بھی عقیدہ نہیں مثلاً "انا الفضل من فلان" میں فلاں سے افضل ہوں اس بات کا علم ہے یہ علم جرم ہے اور "انا احسن" میں حسد کرتا ہوں، اس بات کا عقیدہ نہیں اگرچہ قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور سوچ و فکر کے بعد اس قول کی تصدیق ہوتی ہے "لاکن" (میں ہوں) یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا سبب جرم ہے۔

اس ساری بات سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال حب جاہ وغیرہ کی غیبت و بغیات خاصہ علوم کا سبب معلوم ہوتی ہیں وہ جرم ان کے بعد علوم جرم نہیں ہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

پتہ تحقیق: یہ علوم جو کہ ان رذائل کا سبب ہیں گناہ ہیں یہ ان رذائل کی وجہ سے ہوتے ہیں نہ کہ رذائل ان کی وجہ سے ہیں اور جو علوم ان رذائل کا سبب ہیں وہ گناہ بھی ہیں مثلاً حسد میں "انا احق بالنعمة من فلان" میں اس نعمت کا فلاں سے زیادہ حقدار اور حب مال و جاہ میں "الغالی والجہا احق ان یطلبوا ویرغب فیہما" مال اور جاہ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو طلب کیا جائے اور ان میں رغبت کی جائے۔ اس لئے علوم جو سبب ہیں سب جملہ معصیت ہیں اور وہ علم جو کبر کا سبب ہے میں بھی معصیت نہیں مثلاً "انا متکبر" بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔

نفس کے بہانے کا علاج

حکایت: حال یہ ہے کہ تہجد اور روزہ و شیعہ آپ کی دماغ سے ہو جاتی ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شروع رات میں

کچھ ایسی تکلیف ہو جاتی ہے کہ وقت پر آنکھ نہیں ملتی۔ اس شکایت پر حضور نے تحریر کیا تھا کہ کسی وقت دن میں ادا کر لیا کرو۔ لہذا مجھ کو عصر کے بعد فرصت ملتی ہے حضور کا کیا حکم ہے اور یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر (مقررہ وقت کے علاوہ) دوسرے وقت میں کام کیا جائے تو نفس کو اچھا بہانہ مل جائے گا۔

تحقیق: کیا بہانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کیا یہ نفس کا بہانہ نہیں کہ اس حیلے سے وہ کام سے بچنا چاہتا ہے۔

غصہ کا علاج

بخالت: اس ناراضی کے اندر دوسری برائیوں کے علاوہ غصہ کا مرض اور اس چابست پر عمل کرنا ہے۔
تحقیق: اختیار سے یا اختیار کے بغیر۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

بخالت: حضور غصہ کی چابست پر عمل تو بیضاً اختیار سے ہی ہے لیکن (غصہ) کے شدید ابھار کے وقت نفس سے مقابلے میں بہت تکلیف ہوتی ہے کبھی دور کرنا غیر اختیاری ہونے کا شہرہ ہوتا ہے جو ایک اور غلطی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ طریق میں سہولت مطلوب نہیں اور تکلیف میں ثواب زیادہ ہوتا ہے لیکن بے محنتی سے نفس یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر کوئی راستہ ایسا ہو کہ مقابلہ میں سہولت ہو تو اس سے فائدہ اٹھا کر مزید راحت کا سبب ہوگا۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا اس کو اپنے پاس سے جدا کروا جائے یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جائیں اور فوراً کسی شخص میں ٹک جائیں۔

حسن پرستی کا علاج

بخالت: بندہ کا نفس نہایت ہی شریر ہے کہ بد فعل (برے کام) کو بہت جلد کرنا چاہتا ہے۔ پہلے تو بندہ کی یہ حالت تھی کہ (خدا نخواستہ) جب کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھ لیتا تو یہ جی چاہتا کہ اس سے بد فعلی کروں، لیکن اتنی خیانت ضرور ہے کہ دیکھنے کے بعد نفس کا رقص خود بخود دان کی جانب ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کی جانب ہر وقت دیکھتا رہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں کہ اپنے علاج کرنے والے سے درخواست کی جائے اور وہ اپنے علاج سے کچھ کام بنادے اپنے علاج کاملہ سے میرے درد کی دوا کر دے۔

تحقیق: علاج یہی ہے کہ بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں پابندی سے دیکھو اور کسی وقت تمہاری میں (ان) گناہوں پر جو عیدیں اور سزاؤں آئی ہیں اس کو سچا کرو اور گناہ کے دوسرے وقت بھی اسی طرح استغفار کی

تجدید کرو انشاء اللہ تعالیٰ نفس سے چاہت ختم ہو جائے گی۔ اور اگر میلان لپکا ہو تو اس کا مقابلہ ہمت سے کرو، بغیر ہمت کے کوئی تدبیر کافی نہیں۔

حب مال و سوسہ کا علاج

خیال: جاگداد کے بارے میں چند تین پوچھیں ہیں جس وقت جو عباد کا بیع نامہ ہو گیا تو بہت خوش ہوئی حتیٰ کہ چلنے میں ایک قسم کا اترہٹ محسوس ہوئی تھی، مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی (شرعی) حدود سے زائد ہے اس لئے جان بوجھ کر اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی۔

”اللھم لا تجعل الدنيا اكبر همّا ولا مبلغ علمنا ولا غنية لرغبتنا“ اور اللھم لا مانع لما اعطيت ولا معطل لما منعت۔“

تشریح: ”اے اللہ! آپ دنیا کو ہمارا بڑا عقیدہ نہ بنائیں اور ہمارے علم کی انتہائی غرض نہ بنائیں نہ ہمارے شوق کی انتہا، بنائیں اے اللہ! جس کو آپ مظلّ کریں اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے ”پ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں ہے۔“

پھر کئی دن تک وہیں نہ گیا۔ اس میں کیا بات اصداغ کے قابل ہے اور کیا اصداغ ہے؟ یہ خیال ہوا کہ اس نے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی اس سبب دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا۔ یہ حب مال ہے یا نہیں؟ یہ بھی ہوا کہ اگر یہاں ایک مہینے کی خوشی کے بعد بیعتنامہ ذاتی دل میں بلدی تھی کہ اس سے پہلے کہ زکوٰۃ کا وقت آئے بیع نامہ دے جائے تو اچھا ہے۔ آخر زکوٰۃ کا حساب خیر یام ذی الحجہ میں کرنا ہے۔ غور کر کے دیکھا تو یہ تو نہ تھا کہ اگر تارخ زکوٰۃ کی آجائے اور بیع نامہ نہ دیا ہو تو زکوٰۃ دوار کرنے میں دل کی خوشی میں کچھ کمی ہو مگر کچھ بلدی ضرور تھی اور یہ چھ ماہم ہو جاتا تھا کہ زکوٰۃ کی تاریخ سے پہلے بیع نامہ دے دیا جائے یہ کیا ہے اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں؟

جب سے بیع نامہ ہوا ہے ایک قسم کا بھراس اس پر قلب میں ضرور محسوس ہوتا ہے مگر چہ اس پر بھی اطمینان ہے اللہ اللہ کہ اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو اب بھی اس کا ہاتھ سے لگ جوتا یا کرنے پر نہ چنا سب کچھ ممکن ہے۔ دراصل بدو نے اس کو کسی غرض سے فریاد ہے کہ نہ معلوم کیا اتفاق ہے مگر مجھے صحت ہوئے تو بال بچے کسی سے دستِ عمر نہ ہوں۔ اور کچھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سے بیع نامہ ہوا ہے مطب کی آمد لی کم ہو گئی اس کی آخر کو پر دہا تو نہیں بلکہ یہ دعا مانگتا ہے ”اللھم اکفنی کل مہم من حبس شئت ومن ابن شئت“ (اے اللہ ہر معاملے میں میری کفایت فرمائیں جس طرح آپ چاہیں اور جہاں سے آپ چاہیں) صرف فیال یہ ہے کہ

اس میں کوئی گناہ اور برائی تو نہیں جس کا یہ اثر ہو۔

حقیقت: الحمد للہ اس میں نہ کوئی برائی ہے نہ گناہ ہے یہ سارے آثارِ ماضی کی محبت کے تو ہیں مگر یہ محبت طبعی ہے جو کہ برائی نہیں ہے یہ محبت اعتقادی یا عقلی نہیں ہے جو برائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتحِ قدس و غنائم کو دیکھنے کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ! آپ کا ارشاد ہے "زین للناس حب الشهوات الا یہ" (لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیز بڑی اچھی لگتی ہے) (جلد ۱ صفحہ ۱۷۷) اور میں ہوا اللہ تعالیٰ "وہو احد وجہ الایہ" (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینت دینے والا اللہ تعالیٰ کو فرمایا ہے اور یہ آیت کی ایک وجہ ہے) جب آپ نے یہ محبت پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لئے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ فطری چیزیں بدل نہیں کرتیں لیکن اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس محبت کو اپنی محبت میں بدلا دیا فرما کہ یہ حاجت کے اسباب میں سے ہو جائے اور طاعت کی رکاوٹوں کے لئے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ کافی ہو جائے کہ فطری چیزوں کا نقصان نہ دیا ہی ان کا استدلال ہے اور اسی کا حکم ہے (اس میں) اپنے ضعف اور مل کے پیدا کرنے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ فرمادیں اور یہی حکم ہے دوسری آیت میں صاف فرمایا ان کا ان اہل وکم واہلہ کم الی قولہ تعالیٰ ﴿احب الیکم من اللہ ورسولہ﴾ (آپ فرمادیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، تمہاری عورتیں، خاندان کے آدمی اور جو مل تمہارے ہو اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں عزیز ہوں) "علق الی عبد بالاحیۃ لا بالحب" (اس آیت میں ہمید کا تعلق ان چیزوں سے زیادہ محبت کرنے کی صورت میں ہے نہ کہ محبت ہونے کی صورت میں ہے) لیکن اس طبعی محبت کے آثار کبھی بعض برائیوں کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کا دفع مطلق ہے جو آپ نے فرمایا "فہذا لکم العلم والعمل واللہ اعلم" آپ کو علم و عمل مبارک ہو۔

عمل کا مقصود ہونا

بخال: کوئی محمود کیفیت واضح نہیں۔

حقیقت: رُوح کی طرف اللہ نہ فرمایا جائے رُوح سے مقصود عمل ہے۔ عمل سے رُوح مقصود نہیں مگر عمل رُوح کے بغیر ہوتا رہے مقصود حاصل ہے۔

وساوس کا علاج اور دعا کی حقیقت

① ایسے ہی میں نے قرآن شریف حضور کی اجازت سے ہی حفظ کرنا شروع کیا تھا تین ماہ میں چار پارے یاد

کر لئے تھے۔ آج ایک ہفتہ سے طبیعت لگتی نہیں ذکر تعداد پوری کر لیتا ہوں مگر زبردستی سے (کرتا ہوں) طبیعت لگتی ہی نہیں۔

● طبیعت دماغ مانگنے کو چاہتی نہیں جس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ اتنی مدت ہوگئی کوئی قبول بھی ہوئی ہی جو ہفتہ تو ابی چاہیں وہی ہوگا، قصداً مگر نہ خود بعد آہ بالہ (تقدیر کا فیصلہ بہت روئے دھونے سے بھی نہیں بدلتا ہے) لیکن میں اب تک زبردستی کر کے مناجات مقبول کی منزل پر نہ لیتا ہوں دیئے بھی دماغ مانگتا ہوں مگر حالت انگریزی رہی تو پھر شدید مشکل ہی ہو۔

● روزگار کی قلت کا اثر جیسا عام دنیا پر ہے ویسا ہی اس سے کچھ زیادہ مجھ پر بھی ہے۔ طبیعت میں خیال یہ آتا ہے کہ دنیا کی راحت، دل سے بے مال کی طلب چاہنا یا نہ چاہنا طریقہ سے جیسے ہو سکے کرنی چاہئے۔ دماغ نے طبیعت میں وقت دینے سے اور اس پر صبر کرنے سے دنیا کی راحت و آسانی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ بے کار خیالات آتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مجھ سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں یہ ان کی سزا ہے۔ پھر شیطان یہ جواب دیتا ہے اور نہ ہی بھی تو گناہ کرتی ہے ان کی حالت ایسی کیوں نہیں اس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ اللہ ہیری اس بری حالت پر رحم فرما کر دعا بھی فرمائیں اور کوئی تجویز جو میرے لئے مناسب ہو تجویز فرمائیں مگر روزگار کی کشادگی کے لئے کوئی بظرف خاکسار کے حال کے مناسب تجویز فرمائیں تو عنایت ہوگی۔

● چوتھا: پورا علاج اور مفید تو یہی ہے کہ ان وسوسوں کو اعتقاد برا سمجھا جائے اور ان کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے یہ خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر ختم نہ بھی ہوں تو کچھ نقصان دہ نہیں بلکہ یہ ایک قسم کا عیادہ ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے لیکن اگر ان وسوسوں کے فساد کی وجہ معلوم کرنے کا شوق ہو تو مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ مقصود اعمال صالحہ دنیا کی راحت نہیں ہے بلکہ آخرت کی راحت ہے اور اس کا مدار جو فضل و رحمت ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اعمال کو دخل نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ ملے گا تو عمل ہی سے لیکن جتنا ملے گا اتنا اثر اعمال میں نہیں وہ فضل و رحمت کا اثر ہے لیکن جو عمل ہی نہ کرے گا وہ قانون اس فضل و رحمت سے بھی محروم رہے گا۔

باقی طبیعت کا لگنا یہ قبول کی شرط نہیں ہے اگر رو اپنے میں طبیعت نہ لگے تب بھی اس کی طاہریت یعنی صحت حاصل ہوگی۔

وہی دماغ و ضرور قبول ہوتی ہے مگر اس کے قبول ہونے کی وہ حقیقت ہے جو بعض کی اس درخواست کی منظوری کی حقیقت ہے کہ کسی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج سہل کر دیجئے، اور وہ فوراً علاج شروع کر دے مگر سہل اس کی حانت کے مناسب نہ تھا اس لئے دوسرے طریقہ سے علاج شروع کر دیا۔ اس کو کوئی یوں

نہیں کہہ سکتے کہ خلیفہ نے جب پہل نہیں دیا تو مریض کی درخواست کو منظور نہیں کیا۔ اس صریح اصل مطلوب دعا سے حق تعالیٰ کی توجہ ناممکن ہے اور علیہ سے یقیناً طریقہ اختیار کیا ہے یہ بھی مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود کا صرف ایک طریقہ ہے جیسے اسی مقصود کے اور بھی طریقے ہیں۔ لہذا وہ جس طریقہ سے خاص توفیق فرمائیں وہ دعا کی قبولیت ہی ہے خواہ وہ مہر کا یقین طریقہ ہو یا حق تعالیٰ کا مقرر کیا: واطریقہ ہو۔

یہ غلط فہمیاں و حاجات میں کام لے رہے باقی مٹا دیں گا کرنا جو کچھ تک لے جاتے والے دے دیا ہے جیسے مریض کو چہرہ پر سبزی سے لذت ملتی ہے اور اس سے صبر کرنے میں لذت ملتی ہے۔ لیکن جو شخص جانتا ہے کہ لذت مقصود نہیں صحت مطلوب ہے وہ صبر کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کو آخرت میں صحت مقصود ہے وہ راحت دینے کو مقصود نہ سمجھے گا۔ دینی مزا انہی کو نہیں ملے گی کہ جس لذت میں ہے کسی کو اپنا اور جو تجویز مناسب بلکہ واجب یہی ہے کہ حاجات میں جہاں تک ہو سکے مشغول ہوں۔ خاصاً سے بچتے رہیں اور مقصود صرف رضا کے حق کو سمجھیں خواہ اس کا مقصود یہاں ہو یا وہاں اور دینی حالت میں روزگار کا وظیفہ پر صبر و ساق میں امداد کرنا ہے۔

﴿وَمَا يَكْفُرُ بِهِ الْعِلْمُ﴾

ذکر الہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 جس د قمر میں توی تو ہو بحر میں توی تو
 قلب و نظر میں توی تو ہو سو ہے فیض امر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 ذروں میں اور کثروں میں قطروں میں اور جھروں میں
 قوس و قزح کے رنگوں میں آتا ہے جلوہ نظر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 کوئی ہے اونچ تو کوئی نیچا کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
 سارے جہاں کا ہے یہ قہر سب تجھ زیر و زبر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
 اب تو جی کو یہ ہی لگے تجھ بن نہیں گذر میرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 سارے زمانے کی دھت تیرے سامنے کو ہے تنگ
 اک سوکن کا دل ہی ہے ہوتا ہے پاں پہ بسر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 اشوں بیٹھوں جو بھی کروں یاد میں اے رب تجھ کو کروں
 ذکر کسی کا میں نہ کروں لب سے اپنے مگر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 دل کو کیا ہے خالی سب سے تیری طلب ہے آگے سب سے
 قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 خیالوں میں ہے خیالوں میں تو ہی ہے میری باتوں میں
 انگ انگ میں ہے سانسوں میں ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 تجھ سے جو نسبت ہے میری دونوں جہاں کی ہے عزت میری
 ساری عمر کی ہے پلنگی میری یہ ہی بنا ہے فکر میرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 مجھ کو گناہوں سے اپنے دُور ہے ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
 غفاری پر حیرت نظر ہے ستاری ہے سپر سرا
 میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
 عرض ہے ارشاد ہی یہ یارب اس کو اپنا بنا لے اے رب
 دل کے ارماں پورے ہوں سب جو ہو کرم ان پر تیرا

